تسہیل الطحاوی

شرح اردو

طحاوی شریف

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

تالیف

وسیم اختر قاسمی دیوبندی، انور عزیز عثمانی دیوبندی

فاضلان دارالعلوم دیوبند

مکتبہ العزیز جامع مسجد دیوبند

تسہیل الطحاوی

شرح اردو

طحاوی شریف

تالیف

وسیم اختر قاسمی دیوبندی، انور عزیز عثمانی دیوبندی

نظر ثانی

حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ العزیز جامع مسجد دیوبند

موبائل: 09760185931

تفصیلات

نام کتاب : تسہیل الطحاوی شرح اردو طحاوی شریف

مؤلف: : انور عزیز عثمانی، وسیم اختر قاسمی دیوبندی

سن اشاعت : ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵ء

قیمت :

ناشر : مکتبہ العزیز جامع مسجد دیوبند

تعداد : ۱۱۰۰

ملنے کے پتے

نورانی بک ڈپو دار العلوم چوک دیوبند

کتب خانہ نعیمیہ جامع مسجد دیوبند

فیصل پبلکیشنز جامع مسجد دیوبند

انتساب

محترم والدین اور اساتذہ کرام کے نام

جن کی بے پایاں محنت، لگن اور دعاؤں کے طفیل

آج ہم کسی لائق بن سکے۔

فہرست

نمبر شمار	ابواب ومضامین	صفحہ نمبر
۱	کلماتِ تبریک حضرت مولانا ریاست علی بجنوری صاحب	۶
۲	کلماتِ دعاء حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی صاحب	۷
۳	تأثرات حضرت مولانا مجیب اللہ گونڈوی صاحب	۸
۴	تقریظ حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب	۹
۵	پیش لفظ	۱۱
۶	مختصر حالات امام طحاویؒ	۱۴
۷	باب الماء تقع فيه النجاسة	۱۹
۸	باب سؤر الهرّة	۲۵
۹	باب سؤر الكلب	۶۴
۱۰	باب سؤر بني آدم	۷۵
۱۱	باب التسمية على الوضوء	۸۵
۱۲	باب الوضوء للصلاة مرّة مرّة وثلاثاً ثلاثاً	۹۵
۱۳	باب فرض مسح الرأس في الوضوء	۹۸
۱۴	باب حكم الأذنين في وضوء الصلاة	۱۰۶
۱۵	باب فرض الرجلين في وضوء الصلاة	۱۱۶
۱۶	باب الوضوء هل يجب لكل صلاة أم لا	۱۴۱
۱۷	باب الرجل يخرج من ذكره المذى كيف يفعل	۱۵۸

کلمات تبریک

حضرت مولانا ریاست علی بجنوری صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

اما بعد! امام طحاوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب "شرح معانی الآثار" کا موضوع یہ ہے کہ احکام کی متعارض احادیث کے درمیان تطبیق، ترجیح یا ان کی مناسب تاویل پیش کی جائے، چنانچہ باب فتح مكة عنوة میں امام طحاوی نے اپنی کتاب کا نام اس طرح لکھا ہے "شرح معانی الآثار المختلفة المروية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الأحكام"۔

موضوع نہایت مشکل ہے اور امام طحاوی نے اس کا حق اس شان سے اداء کیا ہے کہ ان کے بعد اس موضوع پر لکھنے والا کوئی محدث ان کی کتاب سے بے نیاز نہیں ہے، لیکن نصاب تعلیم میں اس کا صرف ابتدائی حصہ کتاب الطہارت داخل ہے، عزیزان محترم محمد وسیم قاسمی اور انور عزیز قاسمی سلمہما اللہ نے اردو زبان میں اس حصہ کی شرح کی ہے، اور برادر محترم جناب مولانا مجیب اللہ گونڈوی استاذ دار العلوم دیوبند اس کی توثیق فرمارہے ہیں۔

بندہ بھی ان عزیزان کے اصرار پر چند سطریں لکھ رہا ہے اور بارگاہ خداوندی میں دست بہ دعاء ہے کہ ان کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول، اور اوساط علمیہ میں قبول عام عطاء فرمائے۔ آمین

والحمد للہ اوّلا وآخرا

ریاست علی غفرلہ

خادم تدریس دار العلوم دیوبند

کلمات دعاء

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی صاحب دامت برکاتہم

سابق مفتی اعظم پنجاب وصدر مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نحمدہٗ ونُصلّی علٰی رسولہٖ الکریم۔

حدیث کی کتابوں میں طحاوی شریف کوایک خاص امتیاز حاصل ہے مدارسِ اسلامیہ کے نصاب میں یہ کتاب شامل ہے۔امام طحاویؒ جن کا پورانام احمد بن محمد ہے اورابوجعفران کی کنیت ہے۔مصر کی ایک بستی طحا میں ۲۳۷ھ میں پیدا ہوئے تھے۔مزنی ان کے ماموں تھے اوران کی سرپرستی میں امام طحاویؒ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد قاضی ابن ابی عمران کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلک حنفی میں مہارت حاصل کی۔

امام طحاویؒ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں تاریخ کبیر،احکام القرآن،معانی الآثار،اور مشکل الآثار بہت مشہور ہیں۔امام طحاویؒ نے جب مختصر الطحاوی تالیف کی تو ان کی زبان سے نکلا کہ کاش آج میرے ماموں ابوابراہیم مزنیؒ زندہ ہوتے تو انہیں اپنی قسم کا کفارہ دینا پڑتا کیونکہ انہوں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ تجھ سے کچھ نہیں ہوسکے گا۔امام طحاویؒ نے ۳۲۱ھ میں وفات پائی،علم حدیث کی خدمت کی بدولت ان کا نام آج بھی زندہ ہے۔دارالعلوم دیوبند اوراس جیسے دوسرے مدرسوں میں اب مکمل طحاوی کے بجائے صرف کتاب الطہارت تک پڑھایا جاتا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے لائق بھتیجے مولوی اسامہ عزیز فاضل دیوبند استاذ دارالعلوم وقف دیوبند کے فرزند مفتی مولوی انورعزیز اوران کے رفیق مولوی محمد وسیم قاسمی دونوں نے مل کر طحاوی کی کتاب الطہارت کا ترجمہ اوراس کی تشریح کی ہے،مدارس کے طلبہ کوانشاء اللہ اس سے فائدہ پہنچے گا،ترجمہ رواں دواں اوراس کی شرح معتبر اور مستند ہے۔ہمارے یہ دونوں عزیز اس علمی خدمت کے لئے قابلِ مبارکباد ہیں ۔اللہ تعالیٰ ان کے علم میں،عمل میں اور عمروں میں برکت عطا فرمائے۔

۱۸رجمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ — مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

۸راپریل ۲۰۱۵ء — دارالسلام اسلامی مرکز،مالیر کوٹلہ،پنجاب

تأثرات

حضرت مولانا مجیب اللہ گونڈوی صاحب دامت برکاتہم

استاد حدیث دار العلوم دیوبند

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

امابعد! امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی تیسری صدی ہجری کے ممتاز فقہاء محدثین میں سے ہیں، ان کی مشہور زمانہ کتاب ''شرح معانی الآثار'' جو طحاوی شریف کے نام سے مشہور ہے اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے زمانہ قدیم سے مدارس میں داخل نصاب چلی آرہی ہے، اسی وجہ سے علماء نے اس کی مختلف شروحات تحریر فرمائی ہیں، کسی نے کتاب کے صرف متن اور مضمون سے بحث کی ہے، کسی نے صرف اس کے رجال کو موضوع بحث بنایا ہے، اور بعض نے متن اور رجال دونوں سے بحث کی ہے، یہ سب ہی اہم شروحات عربی زبان میں ہیں نیز ان میں اکثر نایاب ہیں اور جو دستیاب ہیں بوجہ طوالت ان سے استفادہ آسان نہیں ہے، پھر یہ کہ عام طلبہ کا رجحان اردو شروحات کی طرف زیادہ ہے اس لئے بعض علماء نے طلبہ کی سہولت کے پیش نظر اردو زبان میں اس کی کامیاب شرح فرمائی ہے، مگر شرح میں طحاوی شریف کی عبارت اور اس کا ترجمہ نہیں دیا ہے، عزیزان گرامی قدر مولوی محمد وسیم قاسمی دیوبندی اور مولوی انور عزیز قاسمی دیوبندی سلمہما اللہ نے جنہوں نے دار العلوم میں طحاوی شریف مجھ سے پڑھی ہے انہوں نے اس شرح میں طحاوی شریف کی عبارت اور اس کا اردو ترجمہ دیکر استفادہ کو مزید آسان بنادیا ہے، یہ شرح ان کی پہلی قلمی کاوش ہے، اللہ تعالیٰ انہیں مزید خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے اور کتاب کو قبول عام سے نوازے (آمین)۔

مجیب اللہ

خادم تدریس دار العلوم دیوبند

۴رشعبان ۱۴۳۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب دامت برکاتہم

استاذ فقہ وادب دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح معانی الآثار امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی مصری طحاویؒ (۲۳۹-۳۲۱) کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے، جس کا موضوع احکام کی بظاہر مختلف ومتناقض روایات کے درمیان تطبیق وترجیح اور محاکمہ ہے، اس موضوع پر مختلف کتابیں لکھی گئیں لیکن یہ کتاب اپنے موضوع پر انتہائی اہم اور منفرد ہے۔

امام طحاوی نے اس کتاب میں محاکمے کا ایک منطقی اور معقول طریقہ اختیار کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے کسی مسئلے سے متعلق اپنی سند سے مختلف روایات نقل کرتے ہیں، پھر ان کا تنقیدی مطالعہ کرکے ان سے ایک ایسا اصول مستنبط کرتے ہیں جو مختلف جزئیات کو جامع ہوتا ہے، اگر کسی راوی کی روایت سے سمجھا جانے والا حکم شریعت میں پائے جانے والے اپنے نظائر سے مختلف ہوتا ہے تو یہ چیز اس روایت کے قبول کرنے کے سلسلے میں علت قادحہ ہوگی، اس لئے کہ مختلف جزئیات ونظائر کا جامع اصول متواتر کے درجے میں ہے اور کسی روایت سے اس اصول کے خلاف ثابت ہونے والا حکم متواتر کے خلاف ہے، اور یہ چیز اس روایت کو معتبریت کے درجے سے گرادے گی۔

امام موصوف نے اپنے اس حکیمانہ طریقے کو محاکمے کے وقت بڑی کامیابی کے ساتھ استعمال کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی یہ کتاب اس موضوع کی دیگر کتب سے ممتاز نظر آتی ہے، علامہ زاہد الکوثری فرماتے ہیں: فقیہ بنانے اور تفقہ کے طریقوں کو سکھانے اور فقہی ملکہ کو پروان چڑھانے میں اس کتاب کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

یہ کتاب اپنی اسی علمی اہمیت کے پیش نظر دارالعلوم دیوبند اور برصغیر کے دیگر مدارس میں عرصۂ دراز سے شامل نصاب ہے، بلاشبہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے مکمل پڑھایا جائے لیکن دورۂ حدیث شریف میں وقت کی قلت کی وجہ سے صرف کتاب الطہارت پڑھائی جاتی ہے۔

اس کتاب کی عربی اور اردو میں متعدد شروحات لکھی گئی ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہم دست شرح

بھی ہے جو مادر علمی دار العلوم دیوبند کے دونو فاضل: مولانا محمد وسیم قاسمی دیوبندی اور مولانا انور عزیز قاسمی دیوبندی نے تیار کی ہے، جو ان کی اولین قلمی کاوش ہے۔

اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مضمون کی عبارت کو الگ لکھ کر ترجمہ وتشریح کا اہتمام کیا گیا ہے، اور کتاب میں مذکور مختلف اقوال و مسالک کے ائمہ اور قائلین کی تعیین بھی کی گئی ہے، نیز تمام احادیث کو مرقم کر دیا گیا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور علمی حلقوں میں مقبولیت عطاء فرمائے۔

۲۳؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ
مطابق ۱۱؍جولائی ۲۰۱۵ء

کتبہ
محمد ساجد
مدرس دار العلوم دیوبند

پیش لفظ

نحمده تبارك و تعالىٰ و نصلّي و نسلّم على رسوله الكريم و على آله و أصحابه و أتباعه أجمعين أما بعد۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی فاضلانہ تصنیف ''شرح معانی الآثار'' کو کتب حدیث میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ علم حدیث سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والوں پر بھی مخفی نہیں ہے، اس کتاب کی کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو اس کو دیگر کتب حدیث سے ممتاز کرتی ہیں، اسی بناء پر اکابر دار العلوم دیوبند نے اس کتاب کو نہ صرف اپنے نصاب میں جگہ دی بلکہ اس کو خصوصیت کے ساتھ پڑھانے کا اہتمام کیا، مادر علمی دار العلوم دیوبند میں شرح معانی الآثار کا درس ہمیشہ خصوصی اہمیت کا حامل رہا ہے اور ان اساتذہ سے متعلق رہا ہے جو علم حدیث کے ساتھ خاص لگاؤ اور دلچسپی کے ساتھ اس علم میں گہرائی و گیرائی رکھتے تھے۔

شروحات و تعلیقات کے حوالے سے بھی اس کتاب کی خاصی خدمت کی گئی ہے، چنانچہ عربی میں الحاوی فی تخریج معانی الآثار، مبانی الأخبار، نخب الأفکار، الایثار فی رجال معانی الآثار، أمانی الأحبار وغیرہ موجود ہیں جو عربی شروحات سے کتاب حل کرنے والے طلبہ کے لئے کافی وشافی ہیں۔

اردو میں بھی اگرچہ حضرت مولانا مفتی شبیر صاحب مدظلہ العالی کی ''ایضاح الطحاوی'' موجود ہے مگر ایک تو اس میں عبارت کا ترجمہ نہیں دیا گیا ہے اور دوسرا اس میں شرح کو متن کے ساتھ منطبق کر کے حل نہیں کیا گیا، ان وجوہات کی بناء پر محض اردو شروحات پر انحصار کرنے والے طلبہ کی ضرورت کی تکمیل کے لئے یہ شرح کافی نہیں تھی، ایک دوسری اردو شرح ''درسِ طحاوی'' جو دراصل حضرت الاستاذ مولانا جمیل احمد سکروڈوی دامت برکاتہم کی درسی تقریر ہے، وہ بھی باقاعدہ شرح نہ ہونے کی وجہ سے طحاوی کی پیچیدہ عبارتوں کو پورے طور پر حل کرنے میں معاون نہ تھی۔

راقم الحروف اور اس کے دیرینہ رفیق جناب مولانا وسیم اختر صاحب نے حل کتاب میں طلبہ کو پیش آنے

والی مشکلات کو دیکھتے ہوئے ارادہ کیا کہ اپنی استطاعت کے بقدر اس کتاب کو آسان بنانے کی کوشش کی جائے، چنانچہ خدا تعالیٰ کی توفیق سے دونوں نے مل کر کام شروع کیا اور درمیان میں کئی مرتبہ انقطاع کے ساتھ تقریباً دس مہینے میں کتاب الطہارت کی شرح مکمل ہوئی۔ اس کے بعد راقم کا تعلیمی سلسلہ میں بیرونِ ملک جانے کا پروگرام بن گیا اور مولانا وسیم صاحب بھی اپنی مصروفیات کے باعث اس شرح کو مزید وقت نہ دے سکے، لہٰذا طے یہ ہوا کہ فی الحال صرف کتاب الطہارت کی شرح ہی شائع کردی جائے اور بعد میں کبھی خدا تعالیٰ کی مرضی ہوئی اور ہماری یہ حقیر سی کوشش منتسبینِ علمِ نبوت کو مفید معلوم ہوئی تو اس سلسلہ کو مزید آگے بڑھائیں گے۔

اس موقع پر بڑی بے مروتی ہوگی اگر ان تمام حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنہوں نے اس شرح کی تیاری میں کسی بھی حیثیت سے تعاون کیا ہے، ویسے تو تمام ہی احباب نے جس طرح بھی ممکن ہوا ہماری حوصلہ افزائی اور تعاون کیا مگر خاص طور پر جناب مولانا عبد القادر صاحب، مولانا قاری محمد عابد علی صاحب اور مولانا محمد ناصر صاحب ہر موقع پر اپنی خدمات کے ساتھ حاضر رہے، ہم ان دونوں حضرات کے اور دیگر تمام معاونین کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں اور دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ خاص سے ان کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔ آمین

آخر میں شرح کی چند خصوصیات اور وہ نکات پیش کئے جارہے ہیں جن کا اس شرح میں لحاظ رکھا گیا ہے:

(۱) کتاب کی پیچیدہ عبارت کو حل کرنے اور آسان بنانے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، چنانچہ ہر مضمون کی عبارت کو الگ کیا گیا ہے اور اس کے بعد ترجمہ اور تشریح دی گئی ہے۔

(۲) ترجمۃ الابواب کے بعد باب کے تحت آنے والے مسئلہ کی وضاحت کر کے اس مسئلہ سے متعلق مذاہب بیان کیے گئے ہیں اور باب کے اندر فریق اول اور فریق ثانی سے کون مراد ہیں اس کی تعیین کی گئی ہے۔

(۳) مکمل عبارت با اعراب لکھی گئی ہے اور اس کا محاوری ترجمہ اس انداز پر کیا گیا ہے کہ محض ترجمہ سے ہی کافی حد تک مطلب کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

(۴) تمام احادیث پر نمبر ڈالے گئے ہیں اور نمبر ڈال کر ہی ترجمہ کیا گیا ہے جس سے کسی بھی حدیث کا ترجمہ تلاش کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

(۵) جہاں کہیں امام طحاویؒ نے ماقبل میں مذکور کسی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے تو اس حدیث کا نمبر ڈال کر مشارٌ الیہ حدیث کی تعیین کردی گئی ہے۔

(۶) امام طحاویؒ اکثر ایک حدیث کو متعدد سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، ایسے مقامات پر مکمل ترجمہ صرف ایک سند کا کیا گیا ہے، البتہ دیگر اسناد میں اگر کوئی نیا لفظ یا مضمون آیا ہے تو اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

(۷) تشریح مختصر اور عبارت کے ساتھ منطبق کر کے کی گئی ہے، اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ عبارت کا کوئی بھی جزء تشریح سے خالی نہ رہ جائے۔ والحمد للّٰہ اوّلا و آخرا

راقم الحروف

انور عزیز عثمانی

۲۴ مارچ ۲۰۱۵ء

مختصر حالات امام طحاوی رحمہ اللہ

نام ونسب: نام احمد، کنیت ابوجعفر، والد کا نام محمد ہے، سلسلہ نسب یوں ہے: ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک ازدی حجری مصری طحاوی۔

اُزدیمن کا ایک قبیلہ ہے اور حجر اسکی ایک شاخ ہے، حجر نام کے تین قبائل تھے، حجر بن وحید، حجر ذی اعین، حجر ازد، اور ازد نام کے بھی دو قبیلے تھے، ازد حجر اور ازد شنوہ، لہذا امتیاز کیلئے آپ کے نام کے ساتھ دونوں ذکر کر کے ازدی حجری کہا جاتا ہے۔ آپکے آباؤ اجداد فتح اسلام کے بعد مصر میں فروکش ہو گئے تھے اور مصر کے ہی طحا نامی گاؤں میں آپ کی پیدائش ہوئی اس نسبت سے آپ مصری اور طحاوی کہلائے۔

ولادت: امام طحاویؒ کی ولادت کب ہوئی اس بارے میں کئی قول ہیں، ۲۲۹ھ، ۲۳۸ھ اور ۲۳۹ھ مگر ان میں راجح قول ۲۳۹ھ کا ہے۔

تعلیم وتربیت: امام طحاوی کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا، خود امام طحاوی کے والد ادب وشاعری میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور ان کی والدہ جو امام مزنیؒ کی ہمشیرہ تھیں وہ خود بھی بڑی فقیہہ اور عالمہ تھیں امام سیوطیؒ نے ان کا ذکر مصر کے شافعی فقہاء میں کیا ہے۔ ایسے علمی گھرانے میں آنکھیں کھولنے والا بچہ اگر آگے چل کر نامور محدث ومجتہد بنے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔ امام طحاوی نے فطری طور پر ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی، اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے امام ابوزکریا یحییٰ بن محمد بن عمروسؒ کی شاگردی اختیار کی اور انہی کے پاس قرآن کریم حفظ کیا۔ فقہ وحدیث کی تعلیم آپ نے اپنے ماموں امام مزنیؒ سے حاصل کی، امام مزنیؒ کا نام محتاج تعارف نہیں ہے فقہاء شافعیہ میں ان کا بڑا مقام ومرتبہ ہے اور یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ امام شافعیؒ کے بعد ان کی علمی وراثت اور جانشینی انہی کے سپرد ہوئی تھی اور امام شافعیؒ کے تلامذہ میں ان کا ممتاز مقام تھا۔ امام طحاوی امام مزنی کے حلقہ درس سے کتنے عرصہ وابستہ رہے کتب تراجم میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ملتی لیکن اتنا ضرور ہے کہ امام مزنی کے حلقہ درس کو جب انہوں نے چھوڑا تو اس وقت وہ بالغ نظر عالم اور صحیح وسقیم میں امتیاز حاصل کر چکے تھے۔

اس کے علاوہ امام طحاوی نے علم حدیث کے حصول کے لئے یمن، حجاز، شام، خراسان، کوفہ، بصرہ، اور مغاربہ وغیرہ کا سفر کیا اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا۔

شیوخ واساتذہ: امام طحاوی کے شیوخ واساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے، لیکن جن لوگوں

سے امام طحاوی نے بطور خاص علم حدیث وفقہ کی تحصیل کی ان میں سے چند حضرات یہ ہیں:

امام اسماعیل بن یحییٰ المزنیؒ، امام احمد بن شعیب النسائیؒ صاحب السنن، امام ابوجعفر احمد بن ابی عمران حنفیؒ، ابراہیم بن ابی داؤد الاسدیؒ، اسحاق بن ابراہیم البغدادیؒ، بحر بن نصر بن سابق الخولانیؒ، بکار بن قتیبہ المصریؒ، یونس بن عبدالاعلی الصدفیؒ، ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو النصریؒ۔ اس کے علاوہ بھی ان کے شیوخ کی ایک طویل فہرست ہے جس کا ذکر کرنا یہاں تطویل سے خالی نہ ہوگا۔

شافعی سے حنفی ہونے کی وجہ: علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ امام طحاویؒ امام مزنیؒ کے ساتھ کسی دقیق مسئلہ میں الجھ گئے، امام طحاویؒ اعتراض کرتے گئے اور امام مزنیؒ جواب دیتے گئے، آخرکار امام مزنیؒ نے خفا ہو کر ان کو بددعا دیدی اور فرمایا کہ تجھے کچھ نہیں آسکتا، اس بات سے ناراض ہو کر امام طحاویؒ نے ان کا حلقہ درس ترک کر دیا اور امام احمد بن ابی عمران حنفیؒ کے حلقہ درس میں جانے لگے اور انہیں کا مذہب اختیار کر لیا۔

لیکن علماء نے امام طحاویؒ کے مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس واقعہ کو تسلیم کرنے میں تردد کیا ہے، کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام طحاویؒ نے محض تعصب اور استاد سے ناراضگی کی بناء پر مذہب حنفی کو اختیار فرمایا، لہذا صحیح بات وہ معلوم ہوتی ہے جو علامہ یافعیؒ نے مرآۃ الجنان میں علامہ محمد بن احمد شروطیؒ کے واسطے سے خود امام طحاویؒ سے نقل فرمائی ہے کہ علامہ شروطیؒ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے شافعیت کو کیوں ترک کر دیا؟ تو امام طحاویؒ نے جواب دیا کہ میرے ماموں امام مزنیؒ بکثرت کتب حنفیہ کا مطالعہ کیا کرتے تھے تو میں نے بھی کتب احناف کا مطالعہ شروع کر دیا، تو مجھے دلائل شافعیہ کے مقابلے میں دلائل حنفیہ زیادہ مضبوط و محقق معلوم ہوئے لہذا میں نے حنفیت اختیار کر لی۔

فقہ و حدیث میں امام طحاوی کا مقام: ابن عساکرؒ نے تاریخ العلماء المصریین میں ابن یونسؒ کا قول نقل کیا ہے: طحاوی ثقہ، ثبت، فقیہ اور ذی عقل تھے سابق میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔

امام طحاوی کے متعلق ابن عبدالبرؒ کا قول ہے: وہ کوفہ کے مجتہدین اور اہل علم کی سیرت اور ان کے حالات اور ان کی اجتہادی آراء سے سب سے زیادہ واقف تھے، اسی کے ساتھ ساتھ ان کو تمام مذاہب کے فقہاء اور ان کی اجتہادی آراء سے بھی گہری واقفیت تھی۔

امام ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں: امام، علامہ، بڑے حافظ، مصر کے محدث اور فقیہ تھے۔

اور التاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں: فقیہ، محدث، حافظ اور بڑے علم والوں میں سے تھے، اور ثقہ، ثبت،

فقیہ اور ذی عقل تھے۔

ابن ندیمؒ الفہرس میں فرماتے ہیں: آپ علم وزہد کے اعتبار سے یگانۂ روزگار تھے۔

امام سمعانیؒ نے الانساب میں آپ کے متعلق فرمایا: امام، ثقہ، ثبت، فقیہ اور عالم تھے، آپ کی نظیر نہیں ملتی۔

امام ابن جوزیؒ کا قول ہے: آپ ثبت، ذی فہم، فقیہ اور ذی عقل تھے، لوگوں کا آپ کے فضل، صدق، اور زہد وورع پر اتفاق ہے۔

ابن اثیرؒ لکھتے ہیں: امام اور فقیہ تھے، فقہاء احناف میں سے تھے، ثقہ اور ثبت تھے۔

حافظ بدرالدین عینیؒ نے آپ کی شان میں فرمایا: امام طحاوی کی تعریف وتوصیف محدثین اور مورخین میں سے ہر ایک نے کی ہے، جیسے کہ امام طبرانی، خطیب بغدادی، ابوعبداللہ الحمیدی، حافظ ابن عساکر اور اس کے علاوہ متقدمین میں سے دوسرے حضرات اور متاخرین میں سے حافظ مزی، حافظ ذہبی، حافظ ابن کثیر اور دوسرے صاحبانِ تصانیف وتالیف۔

اجتہاد میں آپ کا درجہ: علامہ ابن کمال پاشاؒ نے امام طحاوی کو مجتہدین کے درجہ ثالثہ میں شمار کیا ہے یعنی وہ حضرات جو ایسے مسائل میں جن کے متعلق صاحب مذہب مجتہد سے کوئی صراحت منقول نہ ہو اجتہاد پر قدرت رکھتے ہیں، مگر وہ اصول وفروع میں صاحب مذہب کی مخالفت نہیں کر سکتے، جیسے امام خصافؒ، امام کرخیؒ، شمس الائمہ حلوانیؒ، شمس الائمہ سرخسیؒ اور فخر الاسلام بزدویؒ وغیرہ ہیں۔

مگر علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے الفوائد البہیہ میں ابن کمال پاشا کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے: امام طحاوی کو اجتہاد میں مزید بلند درجہ حاصل ہے اور انہوں نے بہت سے اصول وفروع میں صاحب مذہب کی مخالفت کی ہے، چنانچہ جو شخص شرح معانی الآثار وغیرہ آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرے اس کو معلوم ہوگا کہ امام طحاوی دلیل قوی کے مل جانے پر بکثرت صاحب مذہب کے خلاف رائے اختیار کرتے ہیں، لہذا حق بات یہ ہے کہ آپ ان مجتہدین منتسبین میں سے ہیں جو اپنی نسبت مجتہدین میں سے کسی متعین امام کی طرف کرتے ہیں لیکن ان کی تقلید نہیں کرتے نہ اصول میں اور نہ فروع میں، اس لئے کہ وہ خود اجتہاد کے ساتھ متصف ہوتے ہیں، اور آپ صاحب مذہب کی طرف اس وجہ سے منسوب ہیں کہ آپ نے اجتہاد میں ان کا اسلوب اختیار کیا ہے، اس لئے آپ کا شمار مجتہدین فی المذہب میں ہوگا جو امام مجتہد کے مقرر کردہ قواعد کی روشنی میں احکام کے استنباط پر قادر ہوتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بستان المحدثین میں اور شہاب الدین مرجانیؒ نے حسن التقاضی میں امام طحاوی کو مجتہدین فی المذہب یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کے طبقے میں شمار کیا ہے، اور بقول صاحب حاوی آپ اجتہاد مطلق کے درجہ پر فائز ہیں۔

تصنیفات: امام طحاویؒ کثیر التصانیف حضرات میں سے ہیں، چنانچہ عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ، شروط اور تاریخ جیسے فنون میں آپ کی تصانیف موجود ہیں، مؤرخین نے آپ کی تصانیف کی تعداد تیس تک شمار کی ہے، ان میں سے مشہور یہ ہیں:

احکام القرآن الکریم، اختلاف العلماء، التسویۃ بین حدثنا واخبرنا، الجامع الکبیر فی الشروط، العقیدۃ الطحاویہ، السنن الماثورہ، شرح معانی الآثار، صحیح الآثار، مشکل الآثار، مختصر الطحاوی۔

طحاوی شریف کا مقام اور اس کی خصوصیات: علامہ بدرالدین عینیؒ نے شرح معانی الآثار کو کتب صحاح ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ پر ترجیح دی ہے۔ علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے اپنے تشدد کے باوجود اس کو ابوداؤد اور نسائی کا درجہ دیا ہے۔ اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ طحاوی شریف کا درجہ ابوداؤد کے قریب قریب ہے اور جامع ترمذی سے بڑھا ہوا ہے۔

طحاوی شریف کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتب سنن میں سے ہے یعنی اس کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے، نیز اس میں بکثرت ایسی احادیث موجود ہیں جو دیگر کتب حدیث میں نہیں ملتیں، طحاوی شریف کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ امام طحاویؒ کی عادت یہ ہے کہ ایک حدیث کی بہت سی سندیں اور طرق جمع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے روایت میں قوت پیدا ہو جاتی ہے، مزید یہ کہ محض مرفوع احادیث پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ احادیث کی وضاحت کے لئے صحابہ وتابعین کے آثار بھی بکثرت ذکر کرتے ہیں، جس سے احادیث سے مستنبط مسئلہ اور زیادہ محقق ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بظاہر متعارض احادیث پیش کرنے کے بعد ان کے درمیان محققانہ انداز سے محاکمہ کرتے ہوئے اس انداز سے تطبیق دیتے ہیں کہ تمام روایات اپنے محل پر منطبق ہو جاتی ہیں اور ان کا درمیانی تعارض رفع ہو جاتا ہے، انہوں خصوصیات کے باعث طحاوی شریف کو کتب حدیث کے درمیان ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

وفات: ذیقعدہ ۳۲۱ھ میں مصر میں امام طحاویؒ کی وفات ہوئی۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدَ بنِ سَلَامَة الأَزدِی الطَحاوِی رحمة الله علیه: سَأَلَنِی بَعضُ أصحابِنَا مِنْ اهلِ العِلْمِ ان أَضعَ لَهُ كِتَاباً اذْكُرُ فِيهِ الآثَارَ المَاثُورَةَ عَن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الا حكامِ التِى يَتَوَهُم اهْلُ الالْحَادِ والضَعَفَةُ مِنْ اهلِ الإسْلَامِ ان بَعْضَهَا يَنْقُضُ بَعضًا لِقِلَّةِ عِلْمِهِم بِنَاسِخِهَا مِن مَنْسوخِهَا ومَا يَجِبُ به العَمَلُ مِنْهَا لما يَشْهَدُ لَهُ مِنَ الكِتَابِ الناطِقِ والسنَّةِ المُجْتَمَعِ عَلَيهَا وأجعَلُ لِذالِكَ ابوَاباً اذْكُرُ فِى كُلِ كِتَابٍ مِنْهَا ما فِيهِ مِنَ الناسِخِ والمَنْسُوخِ وَ تأوِيلِ العُلَمَاءِ واحْتِجَاجِ بَعْضِهِم على بَعْضٍ وَ اقامَةِ الحُجَّةِ لِمَنْ صَح عِنْدِى قوله منهم بما يَصِحُّ به مثله من كِتَابٍ او سُنةٍ او اجمَاعٍ او تَوَاتُرٍ مِنْ اقاوِيلِ الصَحَابَةِ او تابعيهم۔ و انى نَظَرْتُ فى ذلك و بَحَثْتُ عَنْهُ بحثا شَدِيدا فاستَخْرَجتُ مِنْهُ ابوابا عن النَحوِ الذى سألَ و جَعَلْتُ ذلك كُتُبا ذَكرتُ فى كلِّ كِتَابٍ مِنْهَا جِنْسًا من تلك الاجناسِ فاولُ ما ابتدأتُ بِذِكرِه مِنْ ذلك ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الطهَّاراتِ فمن ذلك۔

ترجمہ: امام ابوجعفر طحاویؒ نے فرمایا: میرے بعض علم دوست ساتھیوں نے مجھ سے درخواست کی کہ ان کے لئے ایک ایسی کتاب تیار کروں جس میں ان احادیث کو ذکر کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان احکام کے سلسلے میں جن کے بارے میں ملحدین اور اہل اسلام میں سے کمزور ایمان والے یہ خیال کرتے ہیں کہ بعض احادیث دوسری بعض کے معارض ہیں، اپنے نہ جاننے کی وجہ سے ناسخ اور منسوخ کو اور ان حدیثوں کو جن پر عمل کرنا واجب ہے کتاب اللہ اور متفق علیہ احادیث کی شہادت سے، اور (یہ بھی درخواست کی کہ) میں اس کتاب کو مختلف ابواب اور حصوں میں تقسیم کروں، اور ان ابواب میں سے ہر باب میں ذکر کروں ان ناسخ ومنسوخ احادیث کو جو اس سلسلے میں ہیں، اور علماء کی تاویلات کو اور ایک دوسرے کے خلاف فقہاء کے استدلال کو، اور ان میں سے اس شخص کے حق میں حجت قائم کرنے کو جس کا قول میرے نزدیک ثابت ہے؛

کتاب یا سنت یا اجماع یا صحابہ وتابعین کے متواتر اقوال میں سے ایسی چیزوں کے ذریعہ کہ جن سے اس جیسا حکم ثابت کرنا صحیح ہو۔ اور میں ساتھیوں کی درخواست پر غور کروں گا اور اس کتاب کے مسائل پر خوب بحث کروں گا اور اس سے ابواب نکال کر لاؤں گا اسی طریقے پر جس طریقے کی ساتھیوں نے درخواست کی تھی، اور اس کے مختلف ابواب رکھوں گا ہر باب کے اندر اسی سے متعلق مسائل کو ذکر کروں گا۔ تو ان میں سے جن کے ذکر سے ابتداء کر رہا ہوں یہ وہ آثار ہیں جو اللہ کے نبی ﷺ سے طہارت کے بارے میں مروی ہیں۔

☆☆☆

بَابُ الْمَاءِ تَقَعُ فِيهِ النَّجَاسَةُ

خلاصہ بحث: اس باب کے تحت صاحب کتاب نے دو اہم ترین اختلافی مسئلے بیان کیے ہیں، پہلا مسئلہ وقوع نجاست کی وجہ سے پانی کے ناپاک ہونے یا ناپاک نہ ہونے کے سلسلے میں ہے، جبکہ دوسرا مسئلہ ماء قلیل اور کثیر کی تعیین سے متعلق ہے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں مسئلہ قلتین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پہلا مسئلہ: یہ ہے کہ پانی میں اگر نجاست گر جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ناپاک ہو جاتا ہے تو کب ہوتا ہے؟ علامہ عبدالحیؒ نے اس سلسلے میں پندرہ قول نقل کیے ہیں، اور علامہ بنوریؒ نے معارف السنن (ج ۱ ص ۲۲۱) میں فرمایا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کے اقوال بیس سے تجاوز کر چکے ہیں، ان میں تین قول زیادہ مشہور ہیں جن میں سے صاحب کتابؒ نے دو کو ذکر کیا ہے:

(۱) اصحاب ظواہر کہتے ہیں کہ پانی قلیل ہو یا کثیر اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک نجاست کے اجزاء پانی پر غالب نہ آجائیں یعنی پانی کی رقت وسیلان باقی نہ رہے۔ یہ قول کتاب میں مذکور نہیں ہے۔

(۲) امام مالکؒ سعید ابن مسیّب اور ابراہیم نخعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ پانی قلیل ہو یا کثیر وقوع نجاست سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ پانی کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، مزہ، بو) میں سے کوئی ایک وصف متغیر نہ ہو جائے۔ یہی لوگ کتاب میں مذہب قوم کے مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۳) ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اگر پانی قلیل ہے تو نجاست گرنے سے مطلقاً ناپاک ہو جائے گا خواہ اوصاف ثلاثہ میں تغیر ہو یا نہ ہو؛ اور اگر پانی کثیر ہے تو وقوع نجاست سے اس وقت

تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ پانی کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی ایک وصف نہ بدل جائے۔البتہ پانی کی قلت و کثرت کی تعیین کے سلسلے میں ائمہ ثلاثہ کے مابین اختلاف ہے جس کی وضاحت آگے دوسرے مسئلے کے تحت آرہی ہے۔یہی حضرات کتاب میں وخالفھم فی ذلک اخرون کے مصداق اور فریق ثانی ہیں۔

(١)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ بْنِ رَاشِدِ الْبَصْرِيُّ، قَال ثنا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَال ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ يُلْقَى فِيهِ الْجِيَفُ وَالْمَحَائِضُ .فَقَال: إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجُسُ۔

(٢)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدِ الْوَهْبِيُّ، قَال: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَلِيطِ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَال: قِيل: يَا رَسُولَ اللهِ،إِنَّهُ يُسْتَقَى لَكَ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا عَذِرَةُ النَّاسِ وَمَحَائِضُ النِّسَاءِ وَلَحْمُ الْكِلَابِ،فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔

(٣)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَال ثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبِرَكِيُّ قَال ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ الْقَسْمَلِيُّ قَالَ: ثنا مُطَرِّفٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي نَوْفٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ " :انْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِيرِ بُضَاعَةَ ,فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ ,أَتَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَهِيَ يُلْقَى فِيهَا مَا يُلْقَى مِنَ النَّتْنِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔

(٤)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ " :

دَخَلْنَا عَلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي أَرْبَعِ نِسْوَةٍ، فَقَالَ :لَوْ سَقَيْتُكُمْ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ لَكَرِهْتُمْ ذَلِكَ، وَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي مِنْهَا "

(۵) حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ يَحْيَى، قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ :أَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّخَعِيُّ، عَنْ طَرِيفٍ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرٍ، أَوْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ :كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى غَدِيرٍ وَ فِيهِ جِيفَةٌ، فَكَفَفْنَا وَكَفَّ النَّاسُ، حَتَّى أَتَانَا نَبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :مَا لَكُمْ لَا تَسْتَقُونَ؟ فَقُلْنَا :يَا رَسُولَ اللهِ ،هَذِهِ الْجِيفَةُ .فَقَالَ :اسْتَقُوا ،فَإِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .فَاسْتَقَيْنَا وَارْتَوَيْنَا۔

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هذِهِ الْآثَارِ،فَقَالُوا :لَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ شَيْءٌ وَقَعَ فِيهِ ،إِلَّا أَنْ يُغَيِّرَ لَوْنَهُ ،أَوْ طَعْمَهُ ،أَوْ رِيحَهُ،فَأَيُّ ذَلِكَ إِذَا كَانَ ،فَقَدْ نَجِسَ الْمَاءُ.

ترجمہ: حدیث(۱): حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بئر بضاعہ کے پانی سے وضوفرمایا کرتے تھے،تو آپ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اس کنویں میں تو مردار جانوراور حیض کے چیتھڑے ڈالے جاتے ہیں،تو آپؐ نے فرمایا: پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

حدیث(۲): حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا کہ آپ کے لئے بئر بضاعہ سے پانی نکال کر لایا جاتا ہے حالانکہ وہ ایسا کنواں ہے جس میں لوگوں کی نجاستیں،عورتوں کے حیض کے چیتھڑےاور کتوں کے گوشت ڈالے جاتے ہیں،تو آپؐ نے فرمایا: پانی پاک ہے کوئی چیز اس کو ناپاک نہیں کرتی۔

حدیث(۳): حضرت ابوسعید خدریؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپؐ بئر بضاعہ کے پانی سے وضوفرمارہے تھے،تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ اس کنویں کے پانی سے وضوفرمارہے ہیں حالانکہ اس میں ہر قسم کی نجاستیں ڈالی جاتی ہیں،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

حدیث (۴): محمد بن ابی یحییٰ اسلمیؒ نے اپنی والدہ سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں: میں چار عورتوں کے ساتھ حضرت سہل بن سعدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انہوں نے فرمایا: اگر میں تمہیں بئر بضاعہ کا پانی پینے کے لئے دوں تو تم اس کو ناپسند کروگی حالانکہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کا پانی پلایا ہے۔

حدیث (۵): حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم ایک تالاب پر پہنچے جس میں مردار پڑا ہوا تھا، تو ہم لوگ (اس کا پانی لینے سے) رک گئے اور دوسرے لوگ بھی رک گئے، یہاں تک کہ نبیؐ ہمارے پاس آئے اور آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے تم لوگ پانی کیوں نہیں نکالتے؟ تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مردار پڑا ہوا ہے، تو آپؐ نے فرمایا: پانی نکالو اس لئے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی، چنانچہ ہم نے پانی نکال کر پیا اور سیراب ہو گئے۔

کچھ لوگ ان آثار کی طرف گئے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ پانی کو کوئی ایسی چیز ناپاک نہیں کرتی جو اس میں گر جائے، اِلّا یہ کہ وہ پانی کے رنگ یا مزہ یا بو کو بدل دے، چنانچہ جب ان میں سے کوئی وصف بدل گیا تو پانی ناپاک ہو گیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول (مالکیہ) کے مذہب کی دلیل کے بیان میں حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت لائے ہیں جس میں نبی اکرمؐ نے صحابی کے سوال کے جواب میں فرمایا: "ان الماء طھور لا ینجسہ شیئ"، اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ نے پانچ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، شروع کی چار سندوں سے جو حدیث مروی ہے وہ حدیث بئر بضاعہ کہلاتی ہے، اور آخری سند سے جو حدیث مروی ہے وہ حدیث غدیر سفر سے معروف ہے لیکن دونوں روایتوں کا مضمون ایک ہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پانی کبھی ناپاک نہیں ہوتا اگرچہ اس میں نجاست گر جائے چاہے وہ پانی قلیل ہو یا کثیر، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریق اول کا دعویٰ اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ جب تک اوصاف ثلاثہ متغیر نہ ہوں پانی ناپاک نہیں ہوسکتا۔

بئر بضاعہ کی وجہ تسمیہ: اس سلسلہ میں دو قول ہیں: (۱) بضاعہ قبیلہ بنو ساعدہ کے ایک باغ کا نام ہے اسی میں یہ کنواں تھا تو یہ کنواں بھی بئر بضاعہ سے موسوم ہو گیا۔ (۲) بضاعہ ایک جاہلی عورت کا نام تھا اسی کے نام سے یہ کنواں موسوم ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: أَمَّا مَا ذَكَرْتُمُوهُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَلَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيهِ؛ لِأَنَّ بِئْرَ بُضَاعَةَ قَدِ اخْتُلِفَ فِيهَا مَا كَانَتْ، فَقَالَ قَوْمٌ: كَانَتْ طَرِيقًا لِلْمَاءِ إِلَى الْبَسَاتِينِ، فَكَانَ الْمَاءُ لَا يَسْتَقِرُّ فِيهَا، فَكَانَ حُكْمُ مَائِهَا كَحُكْمِ مَاءِ الْأَنْهَارِ، وَهٰكَذَا نَقُولُ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ كَانَ عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ وَقَعَتْ فِي مَائِهِ نَجَاسَةٌ، فَلَا يَنْجُسُ مَاؤُهُ إِلَّا أَنْ يَغْلِبَ عَلَى طَعْمِهِ أَوْ لَوْنِهِ أَوْ رِيحِهِ أَوْ يُعْلَمَ أَنَّهَا فِي الْمَاءِ الَّذِي يُؤْخَذُ مِنْهَا ،فَإِنْ عُلِمَ ذَلِكَ كَانَ نَجِسًا,وَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ ذَلِكَ كَانَ طَاهِرًا.

وَقَدْ حُكِيَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ عَنِ الْوَاقِدِيِّ, حَدَّثَنِيهِ أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ الثَّلْجِيِّ، عَنِ الْوَاقِدِيِّ أَنَّهَا كَانَتْ كَذٰلِكَ.

ترجمہ: اوران حضرات کی مخالفت کی ہے اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے اور کہا ہے کہ تم نے جو بئر بضاعہ کا ذکر کیا ہے اس میں تمہارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ بئر بضاعہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کیسا تھا، تو کچھ لوگوں نے کہا کہ بئر بضاعہ سے پانی کا راستہ تھا جو باغوں تک جاتا تھا، تو پانی اس کے اندر ٹھہرتا نہیں تھا، اس لئے بئر بضاعہ کے پانی کا حکم نہروں کے پانی کے حکم جیسا ہے؛ اوراسی طرح ہم کہتے ہیں ہر اس جگہ کے بارے میں جو اس صفت پر ہو اوراس میں نجاست گر جائے کہ اس کا پانی ناپاک نہیں ہوتا، الّا یہ کہ نجاست اس کے رنگ، مزہ یا بو پر غالب آجائے، یا یہ معلوم ہو جائے کہ نجاست اس پانی کے اندر ہے جو اس سے لیا گیا ہے، تو اگر یہ معلوم ہو جائے تو پانی ناپاک ہوگا اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو پانی پاک رہے گا۔

اور یہ بات جو ہم نے بئر بضاعہ کے متعلق کہی ہے، یہ واقدی سے نقل کی گئی ہے، مجھ سے بیان کیا ابو جعفر احمد بن ابی عمران نے، ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی کے واسطے سے واقدی سے کہ بئر بضاعہ ایسا ہی تھا۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول کی ذکر کردہ دلیل کے دو جوابات دیئے ہیں، مذکورہ عبارت میں پہلا جواب دیا گیا ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا حدیث بئر بضاعہ کے ذریعہ استدلال کرنا

درست نہیں ہے کیونکہ بئر بضاعہ کی ہیئت وکیفیت کے سلسلے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بئر بضاعہ کا معاملہ عام کنوؤں کی طرح نہیں تھا بلکہ بئر بضاعہ کی طرف سے پانی کا ایک راستہ بنا ہوا تھا جو باغات تک پہنچتا تھا اوراس کے پانی کے ذریعے باغوں کی سیرابی کی جاتی تھی جس بناء پر پانی مستقل طور پر ٹھہرتا نہیں تھا بلکہ ماء جاری کی طرح نکلتا رہتا تھا، اس بناء پر ہم کہتے ہیں کہ آپ کا حدیث بئر بضاعہ سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بئر بضاعہ کا حکم اوراسی طرح ہراس جگہ کا حکم جو مذکورہ ہیئت وصفت پر ہو ماء جاری والا ہوگا، اور ماء جاری کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ وہ وقوع نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا، ہاں البتہ اگر نجاست پانی کے اوصاف یعنی رنگ، بو یا مزہ پر غالب آجائے یا ایسی صورت ہو کہ جو پانی اس سے لیا گیا ہے اس میں نجاست نکل آئے، تو ان دونوں صورتوں میں ماء جاری ناپاک ہو جائے گا اس کے علاوہ کسی صورت میں ناپاک نہیں ہوگا۔

وقد حكي هذا القول الخ: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ بئر بضاعہ کے سلسلے میں یہ مذکورہ بات ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ مجھ سے میرے استاذ محترم امام ابو جعفر احمد بن ابی عمران حنفیؒ نے ابو عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی کے واسطے سے علامہ واقدیؒ کی روایت نقل کی کہ بئر بضاعہ کی ہیئت وکیفیت ایسی ہی تھی جیسی ہم نے بیان کی۔

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ فِي ذَلِكَ أَيْضًا أَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ النَّجَاسَةَ إِذَا وَقَعَتْ فِي الْبِئْرِ فَغَلَبَتْ عَلَى طَعْمِ مَائِهَا أَوْ رِيحِهِ أَوْ لَوْنِهِ ,أَنَّ مَاءَهَا قَدْ فَسَدَ .وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ بِئْرِ بُضَاعَةَ مِنْ هَذَا شَيْءٌ، إِنَّمَا فِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، فَقِيلَ لَهُ :إِنَّهُ يُلْقَى فِيهَا الْكِلَابُ وَالْمَحَائِضُ .فَقَالَ :إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّ بِئْرًا لَوْ سَقَطَ فِيهَا مَا هُوَ أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ لَكَانَ مُحَالًا أَنْ لَا يَتَغَيَّرَ رِيحُ مَائِهَا وَطَعْمُهُ ,هَذَا مِمَّا يُعْقَلُ وَيُعْلَمُ .فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ، وَقَدْ أَبَاحَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءَهَا، وَأَجْمَعُوا أَنَّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ وَقَدْ دَاخَلَ الْمَاءَ التَّغَيُّرُ مِنْ جِهَةٍ مِنَ الْجِهَاتِ اللَّاتِي ذَكَرْنَا، اِسْتَحَالَ عِنْدَنَا ,وَاللهُ أَعْلَمُ، أَنْ يَكُونَ

سُؤَالُهُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَائِهَا وَجَوَابُهُ إِيَّاهُمْ فِي ذَلِكَ بِمَا أَجَابَهُمْ ,كَانَ وَالنَّجَاسَةُ فِي الْبِئْرِ،وَلٰكِنَّهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ، كَانَ بَعْدَ أَنْ أُخْرِجَتِ النَّجَاسَةُ مِنَ الْبِئْرِ، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ هَلْ تَطْهُرُ بِإِخْرَاجِ النَّجَاسَةِ مِنْهَا فَلَا يَنْجُسُ مَاؤُهَا الَّذِي يَطْرَأُ هَا بَعْدَ ذَلِكَ؟ وَذَلِكَ مَوْضِعٌ مُشْكِلٌ لِأَنَّ حِيطَانَ الْبِئْرِ لَمْ تُغْسَلْ وَطِينُهَا لَمْ يُخْرَجْ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجُس ,يُرِيدُ بِذَلِكَ الْمَاءَ الَّذِي طَرَأَ عَلَيْهَا بَعْدَ إِخْرَاجِ النَّجَاسَةِ مِنْهَا لَا أَنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجُسُ إِذَا خَالَطَتْهُ النَّجَاسَةُ۔

ترجمہ: اوراس سلسلہ میں حجت یہ بھی ہے کہ فقہاء کا اجماع ہے کہ نجاست جب کنویں میں گر جائے اور پانی کے رنگ،مزہ یا بو پر غالب آجائے تو کنویں کا پانی ناپاک ہو جائے گا،اور حدیث بیر بضاعہ میں اس طرح کی کوئی تفصیل نہیں ہے،اس میں تو فقط اتنا ہے کہ نبیؐ سے بئر بضاعہ کے متعلق پوچھا گیا اور آپ کو بتلایا گیا کہ اس میں مردار کتے اور حیض کے کپڑے ڈالے جاتے ہیں،تو آپؐ نے فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔اور ہم جانتے ہیں کہ اگر کنویں میں اس سے کم نجاست گر جائے تو یہ بات محال ہے کہ اس کے پانی کی بو اور ذائقہ متغیر نہ ہو،یہ ایسی بات ہے جو آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔

تو جب معاملہ ایسا ہے،حالانکہ نبیؐ نے ان کے لئے بئر بضاعہ کے پانی کو مباح قرار دیا ہے،اور اس بات پر اجماع ہے کہ ایسا اس صورت میں نہیں ہو سکتا جب پانی میں تغیر واقع ہو جائے ان جہات میں سے جن کو ہم نے ذکر کیا (رنگ،مزہ اور بو میں سے) کسی ایک جہت سے،ہمارے نزدیک یہ بات محال ہے،واللہ اعلم،کہ صحابہؓ کا نبی ﷺ سے بئر بضاعہ کے پانی کے بارے میں سوال کرنا اور آپؐ کا ان کو مذکورہ جواب دینا،اس حالت میں ہو کہ نجاست کنویں میں پڑی ہوئی ہو؛ بلکہ،واللہ اعلم، (صحابہؓ کا سوال اور آپؐ کا جواب) نجاست کے کنویں سے نکالے جانے کے بعد تھا۔چنانچہ صحابہؓ نے نبیؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا کہ کیا کنویں سے نجاست کے نکال دیئے جانے سے وہ پاک ہو جائے گا؟ پھر اس کا وہ پانی جو اس کے بعد نکل کر آئے گا ناپاک نہیں ہوگا؟ اور یہ قابل اشکال مقام ہے،اس لئے کہ کنویں کی دیواریں نہیں دھوئی

گئیں اوراس کی کیچڑ نہیں نکالی گئی؛ تو نبیؐ نے جواب میں فرمایا: کہ پانی ناپاک نہیں ہوتا، اس سے آپؐ مراد لے رہے تھے وہ پانی جو نجاست کے نکالے جانے کے بعد اس پر طاری ہوا ہے، یہ مراد نہیں ہے کہ پانی اس وقت بھی ناپاک نہیں ہوگا جب اس میں نجاست ملی ہوئی ہو۔

وضاحت: اس عبارت میں امام طحاویؒ نے فریق اول کی دلیل کا دوسرا جواب دیا ہے، فرماتے ہیں کہ فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر پانی میں نجاست گر جائے اور اس کے احد الاوصاف کو بدل دے تو وہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے، اور ان کے قائل آپ یعنی امام مالکؒ بھی ہیں، لیکن جو حدیث بئر بضاعہ آپ نے ذکر کی ہے اس میں اس طرح کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ تغیر اوصاف ہوا تھا یا نہیں حدیث میں تو صرف اتنی بات بتلائی گئی ہے کہ آپ سے بئر بضاعہ کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ بھی بتلا دیا گیا کہ اس میں مردار کتے اور حیض کے کپڑے وغیرہ ڈالے جاتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا: ''إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ'' پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی؛ بہر حال حدیث میں اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ تغیر اوصاف ہوا تھا یا نہیں لیکن پھر بھی آپ (امام مالک) نے عدم تغیر اوصاف کا لحاظ کر کے فرمایا کہ بئر بضاعہ کا پانی پاک ہے، حالاں کہ یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ بئر بضاعہ ایک چھوٹا سا کنواں تھا، جس کا قطر امام ابوداودؒ کی تصریح کے مطابق چھ ذراع تھا اور اس میں پانی کم از کم گھٹنوں اور زیادہ سے زیادہ ناف تک آتا تھا، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے اندر مردار اشیاء اور حیض کے کپڑے وغیرہ ڈالے جائیں اور اس کے اوصاف ثلاثہ متغیر نہ ہوں، کیونکہ اگر ایک مردہ کتا بھی بئر بضاعہ جیسے چار پانچ کنوؤں کے برابر کنویں میں ڈال دیا جائے تو وہ پانی کو سڑا دے گا، اور ایک چھوٹے سے کنویں میں مردہ کتے بھی ہوں اور عورتوں کے کرسف بھی ہوں پھر بھی اوصاف متغیر نہ ہوں یہ محال بات ہے، یہ بات ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس کے اندر ذرا سی بھی عقل وفہم موجود ہو۔

خلاصہ یہ کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جس وقت نبیؐ نے بئر بضاعہ کے پانی کو پاک قرار دیا اس وقت نجاستیں کنویں میں موجود تھیں تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ پانی کے اوصاف ثلاثہ متغیر ہو چکے تھے، اور ایسی صورت میں خود امام مالک کے نزدیک بھی اس کی نجاست میں کلام نہیں ہوسکتا، لہذا اس کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ صحابہ کا آپؐ سے بئر بضاعہ کے متعلق سوال کرنا اور آپ کا ان کو جواز میں جواب دینا کنویں میں مذکورہ نجاستوں کے موجود ہونے کی حالت میں نہیں تھا بلکہ نجاستوں کے کنویں سے نکالے جانے کے بعد تھا۔

اور صحابہؓ کا سوال اس بناء پر تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں اس کنویں میں گندگیاں ڈالی جاتی تھیں اور اسلام کے آنے کے بعد ساری نجاستیں نکال کر کنویں کو صاف کر دیا گیا تھا، یا پھر وجہ یہ تھی کہ وہ کنواں نشیب

میں واقع تھا تو برسات کے موسم میں بارش کا پانی اپنے ساتھ گندگیاں بہا کر لاتا اور اس میں گرا دیتا لیکن برسات کے بعد ان ساری نجاستوں کو نکال کر کنویں کو صاف کر دیا جاتا تھا، پھر اس میں نیا پانی آتا جس کو ماء طاری کہا گیا ہے، اس نئے پانی کے بارے میں صحابہ کو تردد ہوا کیا یہ پانی بھی پاک ہے یا نہیں؟ اور اس تردد کی وجہ یہ تھی کہ ناپاک پانی تو اگرچہ نکال دیا گیا مگر دیواریں اور کنویں کی تہہ میں موجود کیچڑ تو اب بھی ناپاک ہی ہے جب نیا پانی ان سے ملے گا تو وہ بھی ناپاک ہو جائے گا، تو اس شک اور تردد کے ازالے کے لئے بطور اسلوب حکیم آپ نے فرمایا: "الماء طهور لا ينجسه شئ"، تو آپ کے اس ارشاد کا تعلق ماء طاری سے ہے جو کنویں سے نجاستوں کے نکالے جانے کے بعد نکل کر آیا ہے، لہذا آپ کے ارشاد کا یہ مطلب نکالنا کہ پانی میں نجاست ملنے کے باوجود پانی ناپاک نہیں ہوتا درست نہیں ہے۔

وَقَدْ رَأَيْنَاهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ:

(٦)حَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ ثنا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ ثنا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ ثنا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :لَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ، فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيَّ فَقَبَضْتُ يَدِي عَنْهُ وَقُلْتُ :إِنِّي جُنُبٌ .فَقَالَ :سُبْحَانَ اللهِ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ :إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَنْجُسُ:

(٧)حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ الْبَكْرَاوِي ,قَالَ ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ ثنا أَبُو عَقِيلٍ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ ثنا الْحَسَنُ: أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ لَهُمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالُوا:يَا رَسُولَ اللهِ,قَوْمٌ أَنْجَاس،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ أَنْجَاسِ النَّاسِ شَيْءٌ ؛إِنَّمَا أَنْجَاسُ النَّاسِ عَلَى أَنْفُسِهِم.

فَلَمْ يَكُنْ مَعْنَى قَوْلِهِ :اَلْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنَّ بَدَنَهُ لَا يَنْجُسُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ النَّجَاسَة,إِنَّمَا أَرَادَ أَنَّهُ لَا يَنْجُسُ لِمَعْنًى غَيْرِ ذٰلِكَ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ الْأَرْضُ لَا تَنْجُسُ لَيْسَ يَعْنِي بِذٰلِكَ أَنَّهَا لَا تَنْجُس وَإِنْ أَصَابَتْهَا النَّجَاسَة.

ترجمہ: اور ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

حدیث (۶): حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میری نبیؐ سے ملاقات ہوئی اس حالت میں کہ میں جنبی تھا، آپؐ نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور عرض کیا کہ میں جنابت کی حالت میں ہوں، تو اس پر آپؐ نے فرمایا: سبحان اللہ، مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

اور آپ ﷺ نے اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ زمین ناپاک نہیں ہوتی۔

حدیث (۷): حضرت حسن بصریؒ نے بیان کیا: کہ بنو ثقیف کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مسجد میں ان کے لئے خیمہ لگوایا، تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو ناپاک لوگ ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین پر ان لوگوں کی کوئی نجاست نہیں لگی ہے، ان لوگوں کی نجاست ان کی اپنی ذات پر ہے (یعنی ان کے عقیدے میں ہے)۔

تو آپؐ کے ارشاد "المسلم لا ینجس" کی مراد یہ نہیں ہے کہ مسلم کا بدن ناپاک ہوتا ہی نہیں اگرچہ اس پر نجاست لگی ہو، بلکہ آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں ناپاک نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح آپؐ کے قول "الأرض لا تنجس" کی مراد یہ نہیں ہے کہ زمین ناپاک نہیں ہوتی اگرچہ اس پر نجاست لگی ہو۔

وضاحت: اوپر امام طحاویؒ نے فریق اول کی دلیل کے دو جوابات دیئے تھے، اُن میں سے دوسرے جواب کی توضیح و تائید کے لئے مزید دو روایتیں لائے ہیں، پہلی روایت حضرت ابو ہریرۃؓ سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ حالت جنابت میں میری آپؐ سے ملاقات ہوگئی، آپؐ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ میں جنبی ہوں تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ان المسلم لا ینجس۔
امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے ارشاد "المسلم لا ینجس" کے ظاہری معنی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر بدن کے کسی حصے پر نجاست لگی ہو تو وہ ضرور ناپاک ہوگا، بلکہ آپؐ کے ارشاد کا منشاء یہ ہے کہ مومن ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ وہ اس حالت میں مصافحہ، کھانا، پینا، چھونا وغیرہ کچھ بھی نہ کر سکے۔

دوسری روایت حسن بصریؒ کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ بنو ثقیف کے کچھ لوگ جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے ایک وفد کی شکل میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپؐ نے ان کے رہنے کے لئے مسجد نبوی میں خیمہ لگانے کا حکم دیا، تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو کافر ہیں اور کافر نجس ہوتے ہیں لہذا ان کو مسجد میں ٹھہرانا مناسب نہیں ہے، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: الأرض لا تنجس۔ امام طحاویؒ

فرماتے ہیں کہ اس روایت میں بھی ظاہری معنی مراد نہیں ہو سکتے، کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر زمین پر کوئی نجاست پیشاب وغیرہ لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتی ہے، اس لئے یہاں ایک دوسرے معنی مراد ہوں گے اور وہ معنی یہ ہیں کہ جب زمین سے نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں رہتی۔

ان دونوں روایتوں کو لا کر امام طحاویؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح آپؐ کے ارشاد "المسلم لا ینجس" اور "الأرض لا تنجس" کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے معنی مراد ہیں، تو اسی طرح ہم کہتے ہیں آپؐ کے ارشاد "ان الماء لا ینجس" کے سلسلے میں کہ یہاں پر بھی ظاہری معنی مراد نہیں ہیں کیونکہ وقوع نجاست کے بعد پانی پاک نہیں رہے گا، بلکہ آپؐ کے ارشاد کا تعلق ماء طاری سے ہے جو نجاست نکالنے کے بعد آیا ہے، ظاہر ہے کہ وہ پاک ہی ہوگا۔

وَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ ,وَقَدْ أَمَرَ بِالْمَكَانِ الَّذِي بَالَ فِيهِ الْأَعْرَابِيُّ مِنَ الْمَسْجِدِ أَنْ يُصَبَّ عَلَيْهِ ذَنُوبٌ مِنْ مَاءٍ؟

(٨) حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثنا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ قَالَ ثنا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ ثنا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا، إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَهْ مَهْ .فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :دَعُوهُ. فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ, ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ :إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَالْعَذِرَةِ, إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ. قَالَ عِكْرِمَةُ :أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فَأَمَرَ رَجُلًا فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ.

(٩)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ ثنا يَحْيَى، قَالَ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ. وَرَوَى طَاوُسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِمَكَانِهِ أَنْ يُحْفَرَ.

(۱۰) حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ الْبَكْرَاوِي، قَالَ ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، بِذٰلِكَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ أَيْضًا:

(۱۱) حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ، قَالَ ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ سَمْعَانَ بْنِ مَالِكٍ الْأَسَدِيِّ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: بَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُبَّ عَلَيْهِ دَلْوٌ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَحُفِرَ مَكَانُهُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَكَانَ مَعْنَى قَوْلِهِ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَنْجُسُ أَيْ أَنَّهَا لَا تَبْقَى نَجِسَةً إِذَا زَالَتِ النَّجَاسَةُ مِنْهَا، لَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنَّهَا غَيْرُ نَجِسَةٍ فِي حَالِ كَوْنِ النَّجَاسَةِ فِيهَا. فَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ لَيْسَ هُوَ عَلَى حَالِ كَوْنِ النَّجَاسَةِ فِيهَا، إِنَّمَا هُوَ عَلَى حَالِ عَدَمِ النَّجَاسَةِ فِيهَا. فَهٰذَا وَجْهُ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ الْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ وَاللهُ أَعْلَمُ.

ترجمہ: اور یہ معنی کیسے مراد ہو سکتے ہیں، جبکہ آپؐ نے مسجد کی اس جگہ سے متعلق جس پر اعرابی نے پیشاب کر دیا تھا، یہ حکم دیا تھا کہ اس پر ایک ڈول پانی ڈال دیا جائے۔

حدیث (۸): حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: کہ اس دوران کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا، صحابہؓ نے اسے روکنا

چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، چنانچہ صحابہؓ نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس نے پیشاب کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور سمجھایا کہ یہ مسجدیں پیشاب اور دوسری گندگیوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کے لئے ہیں۔ حضرت عکرمہؒ کہتے ہیں: یا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پھر آپؐ نے ایک آدمی کو حکم دیا وہ پانی کا ایک ڈول بھر کر لایا اور اس پر انڈیل دیا۔

حدیث (۹): یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ کو حضور ﷺ کا یہی ارشاد نقل کرتے ہوئے سنا، لیکن انہوں نے "ان هذه المساجد" سے آخر حدیث تک کا قول نقل نہیں کیا

حدیث (۱۰): اور حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ آپؐ نے پیشاب کی جگہ سے مٹی کھودنے کا حکم دیا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے واسطے سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

حدیث (۱۱): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا: ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا؛ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو پانی کا ایک ڈول بہا دیا گیا، پھر آپؐ نے حکم دیا تو اس جگہ کو کھود دیا گیا۔

قال ابو جعفر: آپؐ کے ارشاد "إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَنْجُس" کے معنی یہ ہیں کہ زمین نجس نہیں رہ جاتی ہے جب اس سے نجاست زائل ہو جائے، آپ کی مراد یہ نہیں ہے کہ وہ نجس نہیں ہوتی ہے نجاست کے اس پر موجود ہونے کی حالت میں بھی؛ تو اسی طرح آپ کا بئر بضاعہ کے متعلق یہ فرمانا کہ پانی نجس نہیں ہوتا، یہ نجاست کے اس میں موجود ہونے کی حالت میں نہیں ہے بلکہ نجاست کے اس میں نہ ہونے کی حالت میں ہے۔ اور یہی بئر بضاعہ کے متعلق آپؐ کے فرمان "الماء لا ینجسه شیء" کی توجیہ ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ اس بات کی تائید کے لئے کہ حدیث "ان الارض لا تنجس" میں ظاہری معنی مراد نہیں ہیں، حدیث اعرابی کو چار سندوں کے ساتھ لائے ہیں، پہلی دو سند حضرت انسؓ سے، تیسری حضرت طاؤسؒ سے اور چوتھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ زمین پر نجاست ہو اور وہ ناپاک نہ ہو ایسا نہیں ہو سکتا، کیونکہ جس جگہ اعرابی نے پیشاب کیا تھا آپؐ نے وہاں پانی بہانے کا حکم دیا اور ایک روایت میں ہے کہ پانی بہانے کے ساتھ ساتھ مٹی کھودنے کا بھی حکم دیا، تو اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کی وجہ سے زمین ناپاک ہو گئی تھی، اگر زمین ناپاک نہ ہوتی تو آپؐ اس پر پانی بہانے کا اور مٹی کھودنے کا حکم نہ دیتے۔ اب اگر حدیث "ان الارض لا تنجس" سے اس کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں تو اس میں اور حدیث اعرابی میں تعارض ہو جاتا ہے، اور اس تعارض کو ختم کرنے

کی بس یہی ایک صورت ہے کہ ان الارض لا تنجس کے ظاہری معنی مراد نہ لئے جائیں بلکہ وہ معنی مراد لئے جائیں جو ہم نے بیان کئے ہیں ۔

وَقَدْ رَأَيْنَاهُ بُيِّنَ ذَلِكَ فِي غَيْرِ هَذَا الْحَدِيثِ:

(۱۲) حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ بْنِ الصَّلْتِ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَوْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ :نَهَى،أَوْ نُهِيَ أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ أَوِ الرَّاكِدِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ، أَوْ يَغْتَسِلَ مِنْهُ.

(۱۳) وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدِ بْنِ نُوحٍ الْبَغْدَادِيُّ،قَالَ ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي،ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ.

(۱٤) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى أَبُو مُوسَى الصَّدَفِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ اللَّيْثِيُّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ أَوْ يَشْرَبُ.

(۱٥) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ أنا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ.فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا.

(۱۶)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ ثنا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ ثنا أَبِي، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَبُولَنَّ

أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ,ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ.

(۱۷)وَكَمَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرِ بْنِ المعارك الْبَغْدَادِيُّ قَالَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ :ثنا سُفْيَانُ رَحِمَهُ اللهُ ,وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ :ثنا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ .فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱۸)حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ :ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ,ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ.

(۱۹)حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا أَبُو زُرْعَةَ وَهْبُ اللهِ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ :أنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ :سَمِعْتُ ابْنَ عَجْلَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ.

(۲۰)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ الْعُصْفُرِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ, غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ جُنُبٌ.

(۲۱)وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَضْرَمِيُّ ,قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ :ثنا أَبُو يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ثُمَّ يُتَوَضَّأُ فِيهِ .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمَّا خَصَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءَ الرَّاكِدَ الَّذِي لَا يَجْرِي دُونَ الْمَاءِ الْجَارِي، عَلِمْنَا بِذَلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا فَصَّلَ ذَلِكَ، لِأَنَّ النَّجَاسَةَ تُدَاخِلُ الْمَاءَ الَّذِي لَا يَجْرِي، وَلَا تُدَاخِلُ الْمَاءَ الْجَارِي.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا فِي غَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ مَا سَنَذْكُرُهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ مِنْ كِتَابِنَا هَذَا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، فَذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى نَجَاسَةِ الْإِنَاءِ وَنَجَاسَةِ مَائِهِ، وَلَيْسَ ذَلِكَ بِغَالِبٍ عَلَى رِيحِهِ، وَلَا عَلَى لَوْنِهِ، وَلَا عَلَى طَعْمِهِ. فَتَصْحِيحُ مَعَانِي هَذِهِ الْآثَارِ يُوجِبُ فِيمَا ذَكَرْنَا مِنْ هَذَا الْبَابِ مِنْ مَعَانِي حَدِيثِ بِئْرِ بُضَاعَةَ مَا وَصَفْنَا لِتَتَّفِقَ مَعَانِي ذَلِكَ، وَمَعَانِي هَذِهِ الْآثَارِ، وَلَا تَتَضَادَّ. فَهَذَا حُكْمُ الْمَاءِ الَّذِي لَا يَجْرِي إِذَا وَقَعَتْ فِيهِ النَّجَاسَةُ مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ.

ترجمہ: اور ہم نے دیکھا کہ یہ بات اس حدیث کے علاوہ میں بھی بیان کی گئی ہے:

حدیث (۱۲): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، یا (کہا کہ) منع کیا گیا ہے اس بات سے کہ آدمی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرے پھر اسی پانی سے وضو یا غسل کرے۔

حدیث (۱۳): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی پیشاب نہ کرے ایسے ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پھر اس پانی سے غسل کرے۔

حدیث (۱۴): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی پیشاب نہ کرے ٹھہرے ہوئے پانی میں پھر اس پانی سے وضو کرے یا اس پانی کو پیے۔

حدیث (۱۵): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے جبکہ وہ جنابت کی حالت میں ہو، ابو السائب نے عرض کیا: اے ابو ہریرہ! پھر وہ کیا کرے؟ تو ابو ہریرہؓ نے فرمایا: اس پانی کو (برتن وغیرہ میں) لے کر غسل کرے۔

قال ابو جعفر: توجب آپؐ نے خاص طور پر ذکر کیا ماء راکد کو جو جاری نہیں ہوتا ہے، اور نہیں ذکر کیا ماء جاری کو، اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ آپؐ نے یہ تفصیل اس وجہ سے کی ہے کہ نجاست ماء غیر جاری میں سرایت کر جاتی ہے، اور جاری پانی میں سرایت نہیں کرتی۔

نیز کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو دھونے کے سلسلے میں بھی رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کی گئی ہیں جن کو ہم اپنی اس کتاب میں دوسرے مقام پر بیان کریں گے، ان شاء اللہ؛ تو یہ دلیل ہے برتن اور اس کے پانی کے ناپاک ہونے پر، حالانکہ وہ نجاست غالب نہیں ہے پانی کی بو، رنگ اور نہ اس کے ذائقے پر۔

تو ان روایتوں کے معانی کی تصحیح، اس باب میں ہمارے بیان کردہ حدیث بئر بضاعہ کے معانی کے سلسلے میں، تقاضا کرتی ہے اس معنی کا جو ہم نے بیان کئے، تاکہ اُس حدیث (بئر بضاعہ) کے معانی میں اور ان آثار کے معانی میں تطبیق پیدا ہو جائے اور ان میں تعارض باقی نہ رہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ حکم ماء غیر جاری کا ہے، جب اس میں نجاست گر جائے، روایتوں کے معانی کی تصحیح کے طریقے سے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نے فریق ثانی (ائمہ ثلاثہ اور جمہور) کی دو دلیلیں پیش کی ہیں:

(۱) پہلی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ماء راکد میں پیشاب کر کے پھر اس پانی سے وضو یا غسل کرنے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو صاحب کتاب دس سندوں کے ساتھ لائے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ سے نو سندوں کے ساتھ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ایک سند کے ساتھ۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو آپؐ نے اس برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا ہے۔ ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماء راکد وقوع نجاست کی وجہ سے ناپاک ہو جاتا ہے، اگر وہ ناپاک نہ ہوتا تو آپؐ ماء راکد میں غسل جنابت کرنے اور پیشاب کرنے سے منع نہ فرماتے، اور اسی طرح کتے کے منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو دھونے کا حکم نہ دیتے، حالانکہ ولوغ کلب سے پانی کا کوئی وصف متغیر نہیں ہوتا، اس سے معلوم ہوا کہ ماء قلیل کے ناپاک ہونے کے لئے تغیر اوصاف شرط نہیں ہے۔

اب حدیث بئر بضاعہ جو وقوع نجاست کے باوجود پانی کے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہے اور یہ مذکورہ احادیث جو وقوع نجاست کی وجہ سے پانی کے نجس ہونے کا تقاضا کرتی ہیں، ان کے درمیان تعارض کو دفع کرنے کا بس یہی ایک طریقہ ہے کہ حدیث بئر بضاعہ کو ماء جاری پر محمول کیا جائے اور ان احادیث کو ماء

غیر جاری پر محمول کیا جائے؛ یا یہ کہا جائے کہ حدیث بئر بضاعہ میں پانی کی طہارت کا حکم نجاست کو نکالنے کے بعد ماء طاری کے بارے میں تھا۔ واللہ اعلم

مسئلہ قلتین

دوسرا مسئلہ: یہ ہے کہ پانی کی قلت اور کثرت کا معیار کیا ہے؟ ائمہ ثلاثہ میں سے امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ پانی کی قلت وکثرت کا معیار قلتین (دو مٹکے) کو قرار دیتے ہیں یعنی پانی اگر دو قلہ یا اس سے زیادہ ہے تو کثیر کہلائے گا اور اگر دو قلہ سے کم ہے تو قلیل کہا جائے گا۔ اور احناف کے یہاں اس سلسلہ میں تین قول ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قلت وکثرت کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ آپ نے اس کو رائے مبتلی بہ پر چھوڑا ہے، اور یہی احناف کا اصل مذہب ہے۔

(۲) امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر اتنا پانی ہے کہ ایک طرف حرکت دینے سے دوسری طرف حرکت ہوتی ہو تو قلیل ہے، اور اگر حرکت نہ ہوتی ہو تو کثیر ہے۔

(۳) امام محمدؒ کی طرف منسوب یہ ہے کہ اگر پانی دہ دردہ سے کم ہو تو قلیل ہے اور اگر دہ دردہ یا اس سے زیادہ ہو تو کثیر ہے۔ لیکن یہ قول درحقیقت ائمہ احناف میں سے کسی سے منقول نہیں ہے، اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ ایک مرتبہ ابوسلیمان جوزجانیؒ نے اپنے استاذ امام محمدؒ سے پوچھا کہ کتنا پانی کثیر ہوگا؟ اس پر امام محمدؒ نے فرمایا "کمسجدی ھذا" ابوسلیمان جوزجانیؒ نے بعد میں اس مسجد کو ناپا، تو وہ اندر سے "ثمانیة فی ثمانیة" اور باہر سے "عشرة فی عشرة" تھی، احتیاطاً عشرۃ فی عشرۃ کو اختیار کرلیا گیا، لہذا حقیقت وہی ہے کہ احناف نے قلیل وکثیر کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی بلکہ اس کو رائے مبتلی بہ پر چھوڑ دیا، یعنی مبتلی بہ پانی کی جس مقدار کو کثیر سمجھے اس پر کثیر کے احکام جاری ہونگے، البتہ عوام الناس کی سہولت کے پیش نظر متاخرین نے عشرۃ فی عشرۃ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

غَيْرَ أَنَّ قَوْمًا وَقَّتُوا فِي ذَلِكَ شَيْئًا، فَقَالُوا: إِذَا كَانَ الْمَاءُ بِقَدَارِ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا، وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِمَا

(۲۲)حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَابِقِ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ :ثنا أَبُو أُسَامَةَ حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ ,فَقَالَ :إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ؛ فَلَيْسَ يَحْمِلُ الْخَبَثَ.

(۲۳)وَكَمَا حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ :أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِي بِالْبَادِيَةِ تُصِيبُ مِنْهَا السِّبَاعُ، فَقَالَ :إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا .

(۲٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، ثنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۲۵)وَكَمَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانِ بْنِ يَزِيدَ الْبَصْرِيُّ قَالَ :ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ :أنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۲٦) حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ :ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَّ عَاصِمَ بْنَ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَهُمْ قَالَ :كُنَّا فِي بُسْتَانٍ لَنَا أَوْ بُسْتَانٍ لِعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ,فَحَضَرَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ ,فَقَامَ إِلَى بِئْرِ الْبُسْتَانِ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، وَفِيهِ جِلْدُ بَعِيرٍ مَيِّتٍ، فَقُلْتُ :أَتَتَوَضَّأُ مِنْهُ وَهَذَا فِيهِ؟ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ :أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا

كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَنْجُسْ.

(۲۷) وَكَمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ,فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَأَوْقَفَهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ.

فَقَالَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ :إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ هَذَا الْمِقْدَارَ ,لَمْ يَضُرَّهُ مَا وَقَعَتْ فِيهِ مِنَ النَّجَاسَةِ ,إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ أَوْ طَعْمِهِ أَوْ لَوْنِهِ .وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِحَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ هَذَا.

ترجمه: مگر کچھ لوگوں نے اس سلسلے میں ایک مقدار متعین کی ہے اور کہا ہے کہ جب پانی دوقلوں کی مقدار ہو جائے تو حامل نجاست نہیں ہوتا اور انہوں نے استدلال کیا ہے مندرجہ ذیل روایات سے۔

حدیث (۲۲): حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا پانی کے متعلق اور ان گڑھوں کے متعلق جن پر درندے آتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: جب پانی دوقلوں کی مقدار کو پہنچ جائے تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔

حدیث (۲۳): حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان گڑھوں کے متعلق سوال کیا گیا جو جنگلوں میں ہوتے ہیں، جن میں درندے اپنا منہ ڈالتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا: جب پانی دو قلوں کی مقدار کو پہنچ جائے تو حامل نجاست نہیں ہوتا۔

حدیث (۲۶): عاصم بن منذر نے بیان کیا کہ ہم اپنے باغ میں تھے، یا (کہا کہ) عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ کے باغ میں تھے کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، تو حضرت عبیداللہؒ باغ کے کنویں پر گئے اور اس سے وضو کیا، حالانکہ کنویں میں مردار اونٹ کی کھال پڑی ہوئی تھی، تو میں نے عرض کیا: آپ اس پانی سے وضو کر رہے ہیں حالانکہ اس میں یہ نجاست پڑی ہوئی ہے، تو عبیداللہ نے فرمایا: کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب پانی دو قلہ ہو جائے تو نجس نہیں ہوتا۔

فقال هؤلاء القوم: تو ان لوگوں نے کہا ہے کہ جب پانی اس مقدار کو پہنچ جائے تو اس میں گرنے والی نجاست اس کے لئے مضر نہیں ہوتی، مگر وہ نجاست جو پانی کی بو، ذائقے یا رنگ پر غالب آ جائے، اور اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ پانی کی قلت و کثرت کے سلسلے میں امام شافعیؒ کے مذہب کی دلیل بیان کر رہے ہیں، چنانچہ پانچ سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث پیش کی ہے جس میں نبی ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے: "اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل الخبث" جب پانی دو مٹکے کے برابر ہو تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا یعنی نجس نہیں ہوتا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو پانی قلتین کی مقدار ہو یا اس سے زیادہ ہو وہ ماء کثیر ہوتا ہے اور جو مقدار قلتین سے کم ہو وہ ماء قلیل ہوتا ہے، کیونکہ اگر قلتین کی مقدار پانی کثیر نہ ہوتا تو وقوع نجاست کی وجہ سے ناپاک ہو جاتا۔

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الَّتِي صَحَّحْنَاهَا أَنَّ هَاتَيْنِ الْقُلَّتَيْنِ لَمْ يُبَيَّنْ لَنَا فِي هَذِهِ الْآثَارِ مَا مِقْدَارُهُمَا. فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مِقْدَارُهُمَا قُلَّتَيْنِ مِنْ قِلَالِ هَجَرَ كَمَا ذَكَرْتُمْ، وَيُحْتَمَلُ أَنْ تَكُونَا قُلَّتَيْنِ أُرِيدَ بِهِمَا قُلَّتَا الرَّجُلِ، وَهِيَ قَامَتُهُ، فَأُرِيدَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ أَيْ قَامَتَيْنِ، لَمْ يَحْمِلْ نَجَسًا لِكَثْرَتِهِ، وَلِأَنَّهُ يَكُونُ بِذَلِكَ فِي مَعْنَى الْأَنْهَارِ.

ترجمہ: ان لوگوں کے خلاف حجت، اس قول والوں کے لئے جس کو ہم صحیح قرار دیتے ہیں، یہ ہے کہ ان آثار میں ہمیں قلتین کی مقدار نہیں بتائی گئی ہے، تو ممکن ہے کہ ان قلتین کی مقدار ہجر کے دو قلے ہوں، جیسا کہ تم بیان کرتے ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ قلتین سے مراد آدمی کا قد ہو، تو اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ جب پانی دو قلہ یعنی دو انسانی قد کے برابر ہو جائے تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا، اس لئے کہ وہ کثیر ہو جاتا ہے، نیز وہ اس وجہ سے (دو انسانی قد کے برابر ہونے کی وجہ سے) دریا کے معنی میں ہو جائے گا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ امام شافعیؒ کی دلیل کا جواب دے رہے ہیں، جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث قلتین میں معنیً، متناً، سنداً، اور مصداقاً ہر اعتبار سے اضطراب ہے، ان مذکورہ اضطرابات کی

تفصیل یہ ہے:

اضطراب فی المعنی: جس کو صاحب کتاب نے "فکان من الحجة" سے ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ لفظ قلہ کے کئی معنی آتے ہیں جیسے: مٹکا، قامت رجل، رأس الجبل، اعلی الشی وغیرہ، تو مذکورہ حدیث میں جہاں یہ احتمال ہے کہ قلہ سے مٹکا مراد ہو جیسا کہ تم کہتے ہو وہیں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ قلہ سے قامت رجل مراد ہو، پس اگر مقدار قلتین سے مراد دو آدمیوں کے قد کے برابر پانی ہو تو اتنا پانی تو ظاہر ہے ماء کثیر ہوگا اور نجاست کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوگا، کیونکہ وہ اب نہر کے پانی کے حکم میں ہو جائے گا۔

اضطراب فی المتن: اس طور پر ہے کہ بعض روایتوں میں "قلتین" کا لفظ آیا ہے اور بعض میں "قلتین أو ثلاثا" وارد ہوا ہے، جیسا کہ دار قطنیؒ اور ابن عدیؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور دار قطنی ہی میں متعدد طرق سے "أربعین قلة" کے الفاظ بھی آئے ہیں، نیز امام دار قطنیؒ ہی نے بعض روایتیں ایسی نقل کی ہیں جن میں "أربعین دلوا" یا "أربعین غربا" کے الفاظ منقول ہیں؛ اسی طرح بعض روایتوں میں "لم یحمل الخبث" کا لفظ مذکور ہے اور بعض میں "لم ینجس" آیا ہے۔

اضطراب فی السند: کی صورت یہ ہے کہ اس حدیث کا مدار تین شخصوں پر ہے، پہلے راوی ولید بن کثیر مخزومی ہیں، بعض حضرات نے ان کے شیخ کا نام محمد بن جعفر بن الزبیر ذکر کیا ہے، اور بعض نے محمد بن عباد بن جعفر کہا ہے، اسی طرح ولید کے شیخ الشیخ متعین نہیں ہیں بعض نے ان کا نام عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ (مصغر) اور بعض نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ (مکبر) ذکر کیا ہے۔

دوسرے راوی محمد بن اسحٰق ہیں ان کو علی بن مدینیؒ وغیرہ حفاظ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور تیسرے راوی حماد بن سلمہ ہیں ان کے طرق میں وقف اور رفع کا اختلاف ہے یعنی بعض طرق میں یہ موقوف علی ابن عمر ہے، اور بعض طرق میں مرفوع إلی رسول اللہ ﷺ۔

اضطراب فی المصداق: یہ ہے کہ اگر قلہ کے معنی مٹکا ہی فرض کئے جائیں، جیسا کہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے، تو بھی مٹکے حجم میں بہت زیادہ متفاوت ہوتے ہیں، ان میں سے کسی ایک کی تعیین مشکل ہے، اس لئے کہ حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ کتنا بڑا مٹکا مراد ہے۔

بہر حال یہ حدیث ہر اعتبار سے مضطرب ہے اور محدثین کے یہاں مضطرب حدیث کو قابل استدلال شمار نہیں کیا جاتا، لہذا آپ کا بھی اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہو سکتا۔

فَإِنْ قُلْتُمْ :إِنَّ الْخَبَرَ عِنْدَنَا عَلَى ظَاهِرِهِ ,وَالْقِلَالُ هِيَ قِلَالُ الْحِجَازِ الْمَعْرُوفَةُ .قِيلَ لَكُمْ :فَإِنْ كَانَ الْخَبَرُ عَلَى ظَاهِرِهِ كَمَا ذَكَرْتُمْ .فَإِنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمَاءُ إِذَا بَلَغَ ذَلِكَ الْمِقْدَارَ لَا يَضُرُّهُ النَّجَاسَةُ .وَإِنْ غَيَّرَتْ لَوْنَهُ أَوْ طَعْمَهُ أَوْ رِيحَهُ .لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ .فَالْحَدِيثُ عَلَى ظَاهِرِهِ.

ترجمه: پھر اگر تم یہ کہو کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے،اور قلال سے حجاز کے معروف مٹکے مراد ہیں،تو تم سے جواب میں کہا جائے گا کہ اگر حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا،تو ہونا یہ چاہئے کہ پانی جب اس مقدار کو پہنچ جائے تو نجاست اس کے لئے مضر نہ ہو اگر چہ وہ پانی کے رنگ،مزہ یا بو کو بدل دے،اس لئے کہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں تغیر اوصاف کو ذکر نہیں کیا ہے،لہذا حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہو۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے اس عبارت میں امام شافعیؒ کی توجیہ کو بیان کیا ہے،وہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور قلتین کے ظاہری معنی مٹکے کے ہیں لہذا یہاں قلتین سے مراد مٹکا ہی ہے اور اس کا مصداق متعین اور معروف ہے،اور وہ ہجری قلے ہیں جو اس زمانے میں حجاز میں رائج تھے،تو اس صورت میں حدیث کے معنی میں کوئی اضطراب نہیں رہے گا،اور مطلب یہ ہوگا کہ جب پانی دو مٹکے ہو جائے تو نجاست کو قبول نہیں کرتا۔

قیل لکم الخ: اس توجیہ کا صاحب کتابؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ اگر آپ حدیث شریف کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں اور قلتین سے قلال حجاز مراد لیتے ہیں،تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب پانی دو قلہ ہو جائے تو تغیر اوصاف کے باوجود وقوع نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا،اس لئے کہ حدیث میں تغیر اوصاف کی قید مذکور نہیں ہے،حالانکہ تغیر اوصاف کی صورت میں آپ بھی پانی کے ناپاک ہونے کے قائل ہیں،لہذا یہ حدیث آپ کا مستدل نہیں بن سکتی۔

فَإِنْ قُلْتُمْ :فَإِنَّهُ وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ,فَقَدْ ذَكَرَهُ فِي غَيْرِهِ ، فَذَكَرْتُمْ مَا

(۲۸)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ :ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ ,عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ ,إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى لَوْنِهِ أَوْ طَعْمِهِ أَوْ رِيحِهِ .قِيلَ لَكُمْ :هَذَا مُنْقَطِعٌ ,وَأَنْتُمْ لَا تُثْبِتُونَ الْمُنْقَطِعَ وَلَا تَحْتَجُّونَ بِهِ.

ترجمہ: پھر اگر تم (جواب میں) یہ کہو کہ یہ (تغیر اوصاف کی قید) اگر چہ اس حدیث میں مذکور نہیں ہے لیکن آپؐ نے دوسری حدیث میں اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ تم یہ حدیث بیان کرو:

(۲۸) راشد بن سعدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر جو اس کے رنگ، مزہ یا بو پر غالب آجائے۔

تو تم سے (جواب میں) کہا جائے گا کہ یہ حدیث منقطع ہے اور تم منقطع کو نہیں مانتے ہو اور نہ اس سے استدلال کرتے ہو۔

وضاحت: اس عبارت میں امام شافعیؒ کی طرف سے ایک اعتراض اور نقل کیا گیا ہے یعنی ہمارے جواب کا جواب، چنانچہ فرمایا کہ اگر چہ مذکورہ حدیث میں تغیر اوصاف کا ذکر نہیں ہے، لیکن ایک دوسری حدیث میں تغیر اوصاف کی صراحت ہے، جس کو راشد بن سعد نے نقل کیا ہے، ہم اس سے استدلال کرتے ہیں۔

قيل لكم الخ :اس کا جواب امام طحاویؒ دیتے ہیں کہ راشد بن سعد کی یہ روایت مرسل ہے اور آپ کے یہاں مرسل حدیث قابل استدلال نہیں ہوتی، تو پھر آپ کا اس روایت سے استدلال کیسے درست ہوگا۔

فَإِنْ كُنْتُمْ قَدْ جَعَلْتُمْ قَوْلَهُ فِي الْقُلَّتَيْنِ عَلَى خَاصٍّ مِنَ الْقِلَالِ، جَازَ

لِغَيْرِكُمْ أَنْ يَجْعَلَ الْمَاءَ عَلَى خَاصٍّ مِنَ الْمِيَاهِ ,فَيَكُونُ ذَلِكَ عِنْدَهُ عَلَى مَا يُوَافِقُ مَعَانِيَ الْآثَارِ الْأُوَلِ وَلَا يُخَالِفُهَا .فَإِذَا كَانَتِ الْآثَارُ الْأُوَلُ الَّتِي قَدْ جَاءَتْ فِي الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَفِي نَجَاسَةِ الْمَاءِ الَّذِي فِي الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوغِ الْهِرِّ فِيهِ عَامًّا ,لَمْ يَذْكُرْ مِقْدَارَهُ ,وَجَعَلَ عَلَى كُلِّ مَاءٍ لَا يَجْرِي؛ ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ مَا فِي حَدِيثِ الْقُلَّتَيْنِ هُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي يَجْرِي وَلَا يُنْظَرُ فِي ذَلِكَ إِلَى مِقْدَارِ الْمَاءِ كَمَا لَمْ يُنْظَرْ فِي شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْنَا إِلَى مِقْدَارِهِ , حَتَّى لَا يَتَضَادَّ شَيْءٌ مِنَ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ فِي هَذَا الْبَابِ .وَهَذَا الْمَعْنَى الَّذِي صَحَّحْنَا عَلَيْهِ مَعَانِيَ هَذِهِ الْآثَارِ ,هُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ , وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ.

ترجمہ: پھر اگر تم قلتین کے سلسلے میں نبیؐ کے قول کو خاص قسم کے قلوں پر محمول کرتے ہو، تو تمہارے علاوہ کے لئے جائز ہے کہ وہ پانی کو خاص پانی (ماء جاری) پر محمول کرے، تاکہ یہ ان کے نزدیک پہلے آثار کے معانی کے موافق ہوجائے اور اس کے خلاف نہ رہے، تو جب سابقہ آثار جو ماء راکد میں پیشاب کرنے کے سلسلے میں اور کتے کے منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو دھونے کے سلسلے میں ہیں، عام ہیں ،ان میں پانی کی مقدار بیان نہیں کی گئی، اور انہیں محمول کیا گیا ہے ہر اس پانی پر جو جاری نہ ہو، اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حدیث قلتین میں جو لفظ ماء ہے وہ ماء جاری پر محمول ہے، اور اس میں پانی کی مقدار کو نہیں دیکھا جائے گا، جیسا کہ ہماری ذکر کردہ احادیث میں سے کسی میں اس کی مقدار کو نہیں دیکھا گیا، تاکہ اس باب میں مروی آثار میں سے کسی میں تعارض نہ ہو۔ اور یہ معنی جس پر ہم نے ان آثار کے معانی کو منطبق کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: اس عبارت کو لا کر امام طحاویؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر شوافع یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضورؐ کے قول "اذا بلغ الماء قلتین" میں قلہ سے خاص قلہ یعنی قلال ہجر مراد ہے، تو ہم احناف کے لئے بھی اس طرح توجیہ کرنے کی گنجائش ہے کہ الماء سے خاص قسم کا پانی یعنی ماء جاری مراد لیں، اور ایسا ہم اس

لئے کریں گے تا کہ حدیث قلتین اور ماقبل میں ذکر کردہ احادیث (نهى عن البول فى الماء الراكد، اور غسل الاناء من ولوغ الكلب) کے درمیان تطبیق ہو جائے اور کوئی تعارض باقی نہ رہے، کیونکہ نهى عن البول اور ولوغ الكلب والی روایات ماء راکد کے سلسلہ میں ہیں لہذا حدیث قلتین میں ماء جاری مراد لینا ہوگا تا کہ احادیث متعارض نہ ہوں، رہی مقدار کی بات تو جس طرح ماقبل والی روایات عام ہیں ان میں مقدار کا ذکر نہیں ہے، اسی طرح آپ کی ذکر کردہ حدیث قلتین میں بھی مقدار کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔

وهذا المعنى الذي الخ: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان آثار کے جو معانی ہم نے بیان کئے ہیں وہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا مذہب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَمَّنْ تَقَدَّمَهُمْ مَا يُوَافِقُ مَذْهَبَهُمْ.

(۲۹) فَمِمَّا رُوِيَ فِي ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ قَالَ: ثنا مَنْصُورٌ، عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبَشِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ، فَأَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَنُزِحَ مَاؤُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَإِذَا عَيْنٌ تَجْرِي مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: حَسْبُكُمْ.

(۳۰) وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، ثنا الْفِرْيَابِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنِي جَابِرٌ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: وَقَعَ غُلَامٌ فِي زَمْزَمَ فَنُزِفَتْ أَيْ نُزِحَ مَاؤُهَا.

(۳۱) وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مَيْسَرَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِي بِئْرٍ وَقَعَتْ فِيهَا فَأْرَةٌ فَمَاتَتْ، قَالَ: يُنْزَحُ مَاؤُهَا.

(۳۲) وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ هِشَامٍ الرُّعَيْنِيُّ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ وَزَاذَانَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا سَقَطَتِ الْفَأْرَةُ أَوِ الدَّابَّةُ فِي الْبِئْرِ، فَانْزَحْهَا

حَتّٰی یَغْلِبَكَ الْمَاءُ.

(۳۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِی الْمُهَزِّمِ، قَالَ :سَأَلْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَمُرُّ بِالْغَدِيرِ، أَيَبُولُ فِيهِ؟ قَالَ :لَا، فَإِنَّهُ يَمُرُّ بِهِ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ فَيَشْرَبُ مِنْهُ وَيَتَوَضَّأُ ،وَإِنْ كَانَ جَارِيًا فَلْيَبُلْ فِيهِ۔

(۳٤)وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ ثنا حَجَّاجٌ قَالَ ثنا حَمَّادٌ،عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ،عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ.

(۳۵)وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ زَكَرِيَّا ،عَنِ الشَّعْبِیِّ فِی الطَّيْرِ وَالسِّنَّوْرِ وَنَحْوِهِمَا يَقَعُ فِی الْبِئْرِ، قَالَ: يُنْزَحُ مِنْهَا أَرْبَعُونَ دَلْوًا.

(۳٦)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِیُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ :يُنْزَحُ مِنْهَا أَرْبَعُونَ دَلْوًا.

(۳۷)وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَبْرَةَ الْهَمْدَانِیِّ، عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ :يُدْلُو مِنْهَا سَبْعِينَ دَلْوًا.

(۳۸)وَمَا قَدْ حَدَّثَنَاهُ فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِیُّ قَالَ :ثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ النَّخَعِیُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَبْرَةَ الْهَمْدَانِیِّ، عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ :سَأَلْنَاهُ عَنِ الدَّجَاجَةِ تَقَعُ فِی الْبِئْرِ فَتَمُوتُ فِيهَا، قَالَ :يُنْزَحُ مِنْهَا سَبْعُونَ دَلْوًا.

(۳۹)وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا صَالِحٌ قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ قَالَ :أنا الْمُغِيرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِی الْبِئْرِ يَقَعُ فِيهَا الْجُرَذُ أَوِ السِّنَّوْرُ فَيَمُوتُ، قَالَ :يَدْلُو مِنْهَا أَرْبَعِينَ دَلْوًا .قَالَ الْمُغِيرَةُ :حَتّٰی يَتَغَيَّرَ الْمَاءُ.

(٤٠)وَمَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ :ثنا الْحَجَّاجُ قَالَ :ثنا أَبُو

عَـوَانَةَ، عَـنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِي بِئْرٍ، قَالَ :يُنْزَحُ مِنْهَا قَدْرُ أَرْبَعِينَ دَلْوًا.

(۴۱)وَمَـا قَـدْ حَـدَّثَـنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ ,قَالَ :ثـنـا الْـفِرْيَابِيُّ، قَالَ :ثـنا سُـفْيَـانُ، عَـنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي الْبِئْرِ تَقَعُ فِيهِ الْفَأْرَةُ قَالَ :يُنْزَحُ مِنْهَا دِلَاءٌ.

(۴۲)وَمَـا قَـدْ حَـدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثنا حَجَّاجٌ قَالَ ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَـنْ حَـمَّادِ بْـنِ أَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّهُ قَالَ فِي دَجَاجَةٍ وَقَعَتْ فِي بِئْرٍ فَمَاتَتْ، قَالَ: يُنْزَحُ مِنْهَا قَدْرُ أَرْبَعِينَ دَلْوًا أَوْ خَمْسِينَ ,ثُمَّ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا.

فَهَـذَا مَـنْ رَوَيْـنَـا عَـنْهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابِعِيهِمْ ,قَـدْ جَعَلُوا مِيَاهَ الْآبَارِ نَجِسَةً بِوُقُوعِ النَّجَاسَاتِ فِيهَا، وَلَمْ يُرَاعُوا كَثْرَتَهَا وَلَا قِلَّتَهَا ,وَرَاعَوْا دَوَامَهَا وَرُكُودَهَا ,وَفَرَّقُوا بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَا يَجْرِي مِمَّا سِوَاهَا .فَإِلَى هَذِهِ الْآثَارِ مَعَ مَا تَقَدَّمَهَا مِمَّا رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,ذَهَـبَ أَصْحَابُنَا فِي النَّجَاسَاتِ الَّتِي تَقَعُ فِي الْآبَارِ وَلَمْ يَجُزْ لَهُمْ أَنْ يُخَالِفُوهَا؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُرْوَ عَنْ أَحَدٍ خِلَافُهَا.

ترجمہ: اوراس سلسلہ میں اِن (احناف) سے پہلے لوگوں سے بھی ایسے آثارروایت کئے گئے ہیں جوان کے مذہب کے موافق ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں مروی آثار یہ ہیں:

حدیث(۲۹) حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ ایک حبشی زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا،تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے حکم دیا تو کنویں کا پانی نکالا گیا،لیکن پانی ختم ہی نہیں ہورہا تھا،چنانچہ ہم نے دیکھا تو ایک چشمہ نظر آیا جو حجر اسود کی طرف سے جاری تھا،تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا: کہ تمہارے لئے کافی ہوگیا۔

حدیث(۳۰): حضرت ابوالطفیلؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکا زمزم کے کنویں میں گر گیا تو اس کا پانی نکالا گیا۔

حدیث(۳۱): حضرت علیؓ نے اس کنویں کے متعلق، جس میں چوہیا گر کر مرگئی ہو،فرمایا کہ اس کا سارا

پانی نکالا جائے گا۔

حدیث (۳۲): حضرت علیؓ نے فرمایا: جب چوہیا یا کوئی اور جانور کنؤیں میں گر جائے تو اس کا پانی نکالو، یہاں تک کہ پانی تم پر غالب آجائے۔

حدیث (۳۳): ابوالمہز م سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایسے آدمی کے متعلق سوال کیا، جو تالاب کے پاس سے گزرے، کہ کیا وہ اس میں پیشاب کر سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، اس لئے کہ اس کا مسلمان بھائی اس تالاب پر سے گزرے گا اور اس کا پانی پئے گا یا اس سے وضو کرے گا، ہاں اگر جاری پانی ہو تو اس میں پیشاب کر سکتا ہے۔

حدیث (۳۵): امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ پرندہ، بلی یا ان جیسا جانور کنویں میں گر جائے، تو اس کے متعلق آپ نے فرمایا: کنویں سے چالیس ڈول نکالے جائیں گے۔

حدیث (۳۷): امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس سے ستر ڈول نکالے۔

حدیث (۳۸): عبداللہ بن سبرہ ہمدانیؒ نے فرمایا کہ ہم نے امام شعبیؒ سے دریافت کیا اس مرغی کے متعلق جو کنویں میں گر کر مر جائے، تو انہوں نے فرمایا: کنویں سے ستر ڈول نکالے جائیں گے۔

حدیث (۳۹): حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ اس کنویں کے متعلق جس میں بڑا چوہا یا بلی گر کر مر جائے آپ نے فرمایا: اس کنویں سے چالیس ڈول نکالو، مغیرہ کہتے ہیں یہاں تک کہ پانی متغیر ہو جائے۔

حدیث (۴۰): حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ اس چوہے کے متعلق جو کنویں میں گر جائے آپ نے فرمایا: اس سے چالیس ڈول کی مقدار پانی نکالا جائے گا۔

حدیث (۴۱): حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اس کنویں کے متعلق جس میں چوہا گر گیا ہو فرمایا: اس سے چند ڈول نکال لئے جائیں گے۔

حدیث (۴۲): حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ نے فرمایا اس مرغی کے بارے میں جو کنویں میں گر کر مر جائے، فرمایا کہ اس سے چالیس یا پچاس ڈول کی مقدار پانی نکال لیا جائے گا، پھر اس سے وضو کیا جائے گا۔

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور ان کے تابعین ہیں جن کے حوالے سے ہم نے روایتیں بیان کیں، انہوں نے نجاستوں کے گرنے کی وجہ سے کنوؤں کے پانیوں کو ناپاک قرار دیا، اور پانی کی کثرت اور قلت کا لحاظ نہیں کیا، بلکہ انہوں نے پانی کے ٹھہرے ہوئے ہونے کا لحاظ کیا، اور ٹھہرے ہوئے پانیوں اور ان کے علاوہ جاری پانیوں کے درمیان فرق کیا۔ تو ان آثار کو، مع ان آثار کے جو ان سے پہلے آچکے ہیں جن کو ہم

نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، اختیار کیا ہے ہمارے اصحاب نے ان نجاستوں کے سلسلے میں جو کنویں میں گر جائیں، اور ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان آثار کی مخالفت کریں، اس لئے کہ کسی سے ان آثار کے خلاف مروی نہیں ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نے پانی کی قلت وکثرت کے سلسلے میں فریق ثانی (احناف) کے مذہب کی تائید کے لئے، اور وقوع نجاست کی وجہ سے کنویں کے ناپاک ہونے پر اجماع کو ثابت کرنے کے لئے، صحابہ وتابعین کے چودہ آثار وفتاویٰ ذکر کئے ہیں، پہلے دو اثر بئر زمزم کے سلسلے میں ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک حبشی کے گر کر مرنے کی وجہ سے کنویں کا پورا پانی نکالنے کا حکم دیا، حالانکہ بئر زمزم جیسا کنواں یقینی طور پر دو قلے سے بڑا تھا، پھر بھی ابن زبیرؓ نے کنویں کے ناپاک ہو جانے کی بناء پر پانی نکالنے کا حکم دیا، تو جب اتنا بڑا کنواں وقوع نجاست کی وجہ سے ناپاک ہو جاتا ہے تو یقیناً دو مٹکے پانی بھی ناپاک ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ امام طحاویؒ نے حضرت علیؓ کے دو اثر کنویں میں چوہا گر کر مرنے کے سلسلے میں، حضرت ابو ہریرہ کے دو اثر غدیر عظیم میں پیشاب کرنے کے سلسلے میں، امام شعبیؒ کے تین اثر کنویں میں پرندہ اور بلی گر کر مرنے کے سلسلے میں اور ایک اثر مرغی گر کر مرنے کے سلسلے میں، حضرت ابراہیم نخعیؒ کے تین اثر کنویں میں چوہا اور بلی گر کر مرنے کے سلسلے میں، اور حماد بن ابی سلیمانؒ کا ایک اثر مرغی گر کر مرنے کے سلسلے میں نقل فرمائے ہیں۔

فهذا من روينا عنه الخ: اس عبارت سے امام طحاویؒ یہ فرمارہے ہیں کہ ان مذکورہ آثار میں صحابہ وتابعین نے قلت وکثرت کا اعتبار کئے بغیر وقوع نجاست کی وجہ سے پانی کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا، تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک پانی کی پاکی اور ناپاکی کا مدار قلت وکثرت پر نہیں، بلکہ پانی کے جاری اور غیر جاری ہونے پر ہے، کہ ماء راکد وقوع نجاست کی وجہ سے ناپاک ہو جائے گا اور ماء جاری ناپاک نہیں ہوگا۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَأَنْتُمْ قَدْ جَعَلْتُمْ مَاءَ الْبِئْرِ نَجِسًا بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهَا، فَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ لَا تَطْهُرَ تِلْكَ الْبِئْرُ أَبَدًا؛ لِأَنَّ حِيطَانَهَا قَدْ تَشَرَّبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ النَّجِسَ، وَاسْتَكَنَّ فِيهَا، فَكَانَ يَنْبَغِي أَنْ تُطَمَّ. قِيلَ لَهُ: لَمْ نَرَ الْعَادَاتِ جَرَتْ عَلَى هَذَا، قَدْ فَعَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا ذَكَرْنَا فِي زَمْزَمَ

بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرُوا ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَا أَنْكَرَهُ مَنْ بَعْدَهُمْ ،وَلَا رَأَى أَحَدٌ مِنْهُمْ طَمَّهَا، وَقَدْ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِنَاءِ الَّذِي قَدْ نَجِسَ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ فِيهِ أَنْ يُغْسَلَ، وَلَمْ يَأْمُرْ بِأَنْ يُكْسَرَ، وَقَدْ تَشَرَّبَ مِنَ الْمَاءِ النَّجِسِ .فَكَمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِكَسْرِ ذٰلِكَ الْإِنَاءِ ،فَكَذٰلِكَ لَا يُؤْمَرُ بِطَمِّ تِلْكَ الْبِئْرِ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ تم نے وقوع نجاست کی وجہ سے کنویں کے پانی کو ناپاک قرار دیا، تو ہونا یہ چاہئے کہ وہ کنواں کبھی بھی پاک نہ ہو، اس لئے کہ اس کی دیواروں نے ناپاک پانی کو جذب کرلیا ہے، اور وہ پانی انہیں دیواروں میں رہ گیا ہے، تو مناسب یہ ہے کہ اس کنویں کو پاٹ دیا جائے (بند کردیا جائے)۔

تو جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ ہم نے نہیں دیکھا کہ اس کی (کنویں کو پاٹ دینے کی) عادت چلی آرہی ہو، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بئر زمزم کے سلسلے میں حضور ﷺ کے صحابہ کی موجودگی میں وہ کام کیا ہے جو ہم نے بیان کیا، لیکن صحابہ نے ابن زبیرؓ کے اس فعل پر کوئی نکیر نہیں فرمائی، اور نہ ان کے بعد والوں (تابعین) نے اس پر نکیر کی، اور ان میں سے کسی کی بھی رائے زمزم کو پاٹ دینے کی نہیں ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ نے اس برتن کے بارے میں جو کتے کے منہ ڈالنے کی وجہ سے ناپاک ہوگیا ہو، حکم دیا کہ اس برتن کو دھویا جائے، یہ حکم نہیں دیا کہ برتن کو توڑ دیا جائے، حالانکہ اس برتن نے نجس پانی کا کچھ حصہ جذب کرلیا ہے، تو جس طریقے سے اس برتن کو توڑنے کا حکم نہیں دیا گیا، اسی طرح اس کنویں کو بھی پاٹ دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ شوافع کی طرف سے حنفیہ پر وارد ہونے والے دو اشکال ذکر کر رہے ہیں۔

پہلا اشکال: شوافع کہتے ہیں کہ جب آپ کے نزدیک وقوع نجاست کی وجہ سے کنواں اور پانی دونوں ناپاک ہوجاتے ہیں، تو وہ کنواں کبھی پاک ہی نہیں ہونا چاہئے، اگرچہ کنویں کا سارا پانی باہر نکال دیا جائے، اس لئے کہ ظاہر ہے کہ کنویں میں دیوار بھی ہوتی ہے، جس کے اندر پانی سرایت کرچکا ہے، تو جب دوسرا پانی

آئے گا تو وہ بھی اس ناپاک دیوار سے مل کر ناپاک ہو جائے گا، لہذا وہ کنواں کبھی پاک ہی نہیں ہوگا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ جب کنواں ناپاک ہو جائے تو اس کو پاٹ کر بند کر دیا جائے۔

جواب: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے زمانے میں جب ایک حبشی غلام بئر زمزم میں گر کر مر گیا تھا، تو حضرت ابن زبیرؓ نے صحابہ کی موجودگی میں حبشی سمیت سارا پانی نکلوا دیا تھا، اور اس کے بعد دوبارہ اس کا پانی استعمال کیا جانے لگا، اس پر کسی صحابی نے نکیر نہیں فرمائی اور نہ بعد میں چل کر کسی نے اس پر اعتراض کیا اور نہ کنواں بند کرنے کو کہا، تو معلوم ہوا کہ نجاست اور پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے، نیز آپ نے کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو صرف دھونے کا حکم دیا ہے، توڑنے کا حکم نہیں دیا، حالانکہ برتن میں وہ ناپاک پانی سرایت کر گیا ہے، اس سے بھی یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ صرف دھونے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْإِنَاءَ يُغْسَلُ، فَلِمَ لَا كَانَتِ الْبِئْرُ كَذَلِكَ؟ قِيلَ لَهُ: إِنَّ الْبِئْرَ لَا يُسْتَطَاعُ غَسْلُهَا، لِأَنَّ مَا يُغْسَلُ بِهِ يَرْجِعُ فِيهَا وَلَيْسَتْ كَالْإِنَاءِ الَّذِي يُهْرَاقُ مِنْهُ مَا يُغْسَلُ بِهِ. فَلَمَّا كَانَتِ الْبِئْرُ مِمَّا لَا يُسْتَطَاعُ غَسْلُهَا وَقَدْ ثَبَتَ طَهَارَتُهَا فِي حَالٍ مَا، وَكَانَ كُلُّ مَنْ أَوْجَبَ نَجَاسَتَهَا بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهَا فَقَدْ أَوْجَبَ طَهَارَتَهَا بِنَزْحِهَا وَإِنْ لَمْ يَنْزَحْ مَا فِيهَا مِنْ طِينٍ. فَلَمَّا كَانَ بَقَاءُ طِينِهَا فِيهَا لَا يُوجِبُ نَجَاسَةَ مَا يَطْرَأُ فِيهَا مِنَ الْمَاءِ وَإِنْ كَانَ يَجْرِي عَلَى ذَلِكَ الطِّينِ، كَانَ إِذًا مَا بَيْنَ حِيطَانِهَا أَحْرَى أَنْ لَا يَنْجُسَ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ برتن کو تو دھویا جاتا ہے، تو کنواں ایسا کیوں نہیں ہے؟ (کنویں کو کیوں نہیں دھویا جاتا؟)۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ کنویں کو دھونا ممکن نہیں ہے اس لئے کہ جس پانی سے اس کو دھویا جائے گا وہ پانی اسی میں لوٹ جائے گا، اور کنواں برتن کی طرح نہیں ہے کہ وہ پانی جس سے برتن کو دھویا جاتا ہے، وہ بہا دیا جاتا ہے، تو جب کنواں ایسا ہے کہ جس کو دھونا ممکن نہیں ہے، درانحالیکہ کسی وقت میں کنویں کا طاہر ہونا ثابت ہے، اور جنہوں نے وقوع نجاست سے کنویں کے ناپاک ہونے کو واجب قرار دیا

ہے، انہوں نے پانی کو نکال دینے سے کنویں کی طہارت کو بھی ثابت کیا ہے، اگر چہ وہ کیچڑ نہ نکالی جائے جو کنویں کے اندر ہے، تو جب اس ناپاک کیچڑ کا کنویں میں باقی رہنا اس پانی کے نجس ہونے کا موجب نہیں ہے جو از سرِ نو کنویں میں آتا ہے، اگر چہ وہ نیا پانی اسی ناپاک کیچڑ پر بہتا ہے، تو پھر وہ پانی جو دیواروں کے درمیان ہے بدرجۂ اولیٰ ناپاک نہیں ہوگا۔

وضاحت: دوسرا اعتراض شوافع یہ کرتے ہیں کہ کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو دھونے کا حکم ہے، تو وقوعِ نجاست کی وجہ سے کنویں کی دیوار وغیرہ کو بھی دھونا واجب ہونا چاہئے، حالانکہ آپ ایسا کوئی حکم نہیں دیتے ہیں؟

جواب: اس اعتراض کا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ کنویں کا دھونا ممکن نہیں ہے، کیونکہ جس پانی سے کنویں کی دیواروں کو دھویا جائے گا وہ پانی لوٹ کر واپس کنویں میں ہی آئے گا، اس کو باہر نکالنا ممکن نہیں ہے، اور رہا برتن تو اس کو دھونا ممکن ہے اس طور پر کہ جس پانی سے برتن کو دھویا جائے، برتن پلٹ کر اس پانی کو انڈیل دیا جائے، جبکہ کنویں میں ایسا کچھ ممکن نہیں ہے، لہٰذا اگر برتن کی طرح کنویں کو بھی دھونے کا حکم دیا جائے تو ''تکلیف مالا یطاق'' ہو جائے گا۔

نیز صحابہ و تابعین کے جو آثار و فتاویٰ ہم نے ذکر کئے ہیں ان میں صرف پانی نکالنے کا حکم ہے، کنویں کی تہہ میں موجود مٹی اور کیچڑ کو نکالنے کا حکم کسی نے بھی نہیں دیا، تو جس طرح ناپاک پانی نکال دینے کے بعد کنویں کا کیچڑ وغیرہ اس کے ماء طاری یعنی نئے پانی کو ناپاک نہیں کرتا، اسی طرح دیواروں کے ناپاک ہونے کی وجہ سے ماء طاری ناپاک نہیں ہوگا۔

وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ مَأْخُوذًا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,لَمَا طَهُرَتْ حَتَّى تُغْسَلَ حِيطَانُهَا وَيُخْرَجَ طِينُهَا وَيُحْفَرَ .فَلَمَّا أَجْمَعُوا أَنَّ نَزْحَ طِينِهَا وَحَفْرَهَا غَيْرُ وَاجِبٍ ,كَانَ غَسْلُ حِيطَانِهَا أَحْرَى أَنْ لَا يَكُونَ وَاجِبًا .وَهَذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدٍ ,رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور اگر مسئلہ کو عقلی طور پر لیا جائے تو کنواں پاک نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اس کی دیواریں دھوئی جائیں اور اس کی کیچڑ نکالی جائے، اور اسے کھودا جائے، تو جب اس بات پر اجماع ہے کہ کنویں کی

ناپاک کیچڑ کو نکالنا اور اس کو کھودنا واجب نہیں ہے تو اس کی دیواروں کو دھونا بدرجۂ اولیٰ واجب نہیں ہوگا۔ اور یہ تمام کا تمام امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

وضاحت: یہ نظر طحاوی کا بیان ہے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ عقل ونظر سے معلوم ہوتا ہے کہ کنواں پاک کرنے کے لئے تین کام ضروری ہیں: (۱) اس کی دیواروں کو دھویا جائے، (۲) مٹی، کیچڑ کو نکالا جائے، (۳) اس کو کھودا جائے، لیکن تمام علماء وفقہاء کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ کیچڑ نکالنا اور کھودنا واجب نہیں ہے، لہذا دیواروں کا دھونا بدرجۂ اولیٰ واجب نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆

بَابُ سُؤْرِ الْهِرِّ

بلی کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟ اس بارے میں دو مذہب ہیں:

(۱) امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک، اور امام محمدؒ کی غیر محقق روایت میں یہ ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے، یہی لوگ کتاب میں فذهب قوم الى هذه الاثار کے مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام زفرؒ، حسن بن زیادؒ، حسن بصریؒ اور امام محمدؒ کی محقق روایت کے مطابق بلی کا جھوٹا مکروہ ہے، وخالفهم فی ذلک آخرون سے یہی لوگ مراد ہیں اور انہیں کو امام طحاویؒ نے فریق ثانی قرار دیا ہے۔ پھر احناف کے درمیان اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی، اس سلسلے میں امام طحاویؒ کی رائے یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے، اور امام کرخی فرماتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے، اور یہی احناف کے یہاں مختار قول ہے۔

(۴۳) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: أنا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وُضُوءًا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَأَصْغَى لَهَا أَبُو قَتَادَةَ الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ. قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِي أَنْظُرُ

إِلَيْهِ، فَقَالَ :أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قَالَتْ :قُلْتُ :نَعَمْ .قَالَ :فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ .إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ.

(٤٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، قَالَ :ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ :ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ :رَأَيْتُهُ يَتَوَضَّأُ، فَجَاءَ الْهِرُّ فَأَصْغَى لَهُ حَتَّى شَرِبَ مِنَ الْإِنَاءِ، فَقُلْتُ :يَا أَبَتَاهُ .لِمَ تَفْعَلُ هَذَا؟ فَقَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ .و قَالَ :هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ.

(٤٥)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، قَالَ :ثنا أَبُو الرِّجَالِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ، وَقَدْ أَصَابَتِ الْهِرُّ مِنْهُ قَبْلَ ذَلِكَ .

(٤٦)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ ح

(٤٧)وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ، قَالَ :ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٤٨)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا خَالِدُ بْنُ عَمْرٍو الْخُرَاسَانِيُّ، قَالَ : ثنا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ :ثنا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصْغِي الْإِنَاءَ لِلْهِرِّ وَيَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهِ .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذِهِ الْآثَارِ فَلَمْ يَرَوْا بِسُؤْرِ الْهِرِّ بَأْسًا. وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ .وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ، فَكَرِهُوهُ .

ترجمہ: حدیث (۴۳): حضرت کبشہ بنت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے، اور وہ حضرت ابو قتادہؓ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں، کہ ابو قتادہؓ ہمارے یہاں آئے تو میں ان کے لئے وضو کا پانی انڈیلنے لگی، اتنے میں ایک بلی آئی اور اس نے اس سے پینا چاہا، تو ابو قتادہؓ نے اس کے لئے برتن جھکا دیا حتیٰ کہ بلی نے پانی پی لیا، کبشہ کہتی ہیں: ابو قتادہؓ نے مجھے دیکھا کہ میں (تعجب سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں، تو انہوں نے فرمایا: بھتیجی! کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے، کبشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: جی ہاں، تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلی ناپاک نہیں ہے، یہ تو تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے۔

حدیث (۴۴): کعب بن عبدالرحمٰنؒ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے دادا ابو قتادہؓ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ وضو فرما رہے تھے، اتنے میں ایک بلی آ گئی، تو انہوں نے اس کے لئے برتن جھکا دیا، حتیٰ کہ اس نے برتن سے پانی پی لیا، تو میں نے عرض کیا: ابا جان! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ بلی تو تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے۔

حدیث (۴۵): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے، حالانکہ اس سے پہلے بلی اس برتن سے پانی پی چکی ہوتی تھی۔

حدیث (۴۸): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بلی کے لئے برتن کو جھکا دیتے تھے، اور اس کے بچائے ہوئے پانی سے وضو فرماتے تھے۔

قال ابو جعفر: کچھ لوگ ان آثار کی طرف گئے ہیں، اور وہ لوگ بلی کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اور ان آثار کی طرف جانے والوں میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بھی ہیں۔ اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان لوگوں کی مخالفت کی ہے، اور بلی کے جھوٹے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

وضاحت: فریق اول (امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ وغیرہ) کی دلیل میں امام طحاویؒ دو روایتیں لائے ہیں، ایک روایت حضرت ابو قتادہؓ کی ہے، جس کو دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور دوسری روایت حضرت عائشہؓ کی ہے جس کو تین سندوں کے ساتھ لائے ہیں، ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے، ناپاک یا مکروہ نہیں ہے۔

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى ,أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ,لَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيهِ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ ,إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ لِأَنَّ ذَلِكَ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أُرِيدَ بِهِ كَوْنُهَا فِي الْبُيُوتِ وَمُمَاسَّتُهَا الثِّيَابَ .فَأَمَّا وُلُوغُهَا فِي الْإِنَاءِ فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ أَنَّ ذَلِكَ يُوجِبُ النَّجَاسَةَ أَمْ لَا .وَإِنَّمَا الَّذِي فِي الْحَدِيثِ مِنْ ذَلِكَ ,فِعْلُ أَبِي قَتَادَةَ .فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْتَجَّ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَدْ يَحْتَمِلُ الْمَعْنَى الَّذِي يُحْتَجُّ بِهِ فِيهِ وَيُحْتَمَلُ خِلَافُهُ .

ترجمہ: اور پہلے قول والوں کے خلاف ان (دوسرے قول والوں) کی دلیل یہ ہے کہ مالك عن اسحق بن عبد الله والی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ''إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ ,إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ'' میں تمہارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد لیا گیا ہو ان بلیوں کا گھروں میں ہونا، اور ان کا کپڑوں سے مس ہونا، رہا ان کا برتن میں منھ ڈالنا تو اس سلسلے میں اس حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ ان کا منھ ڈالنا موجب نجاست ہے یا نہیں، اور حدیث میں تو صرف حضرت ابوقتادہؓ کا عمل ہے، اور مناسب نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے قول سے استدلال کیا جائے، جو احتمال رکھتا ہو اس معنی کا بھی جس معنی کے سلسلے میں اس سے استدلال کیا جا رہا ہے، اور احتمال رکھتا ہو اس کے خلاف کا بھی۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول کی طرف سے دلیل میں متعدد سندوں کے ساتھ دو روایتیں ذکر کی تھیں، اب یہاں سے فریق ثانی کی طرف سے ان کے تین جواب ذکر کر رہے ہیں۔

پہلا جواب: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ تمہارا نبیؐ کے قول ''انهـا ليست بنجس الخ'' سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ کا یہ قول جہاں تمہارے ذکر کردہ معنی کا احتمال رکھتا ہے، وہیں اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپؐ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بلی تمہارے گھروں میں، اور بستروں وغیرہ میں چلتی پھرتی

ہے، لہذا اگر اس کا بدن تمہارے کپڑے سے لگ جائے، یا وہ تمہارے لحاف یا بستر میں گھس جائے، تو کپڑے اور لحاف وغیرہ ناپاک نہیں ہوں گے، کیونکہ اس کا بدن ناپاک نہیں ہے۔ اور رہی یہ بات کہ اس کا برتن وغیرہ میں منہ ڈالنا موجب نجاست ہے یا نہیں تو اس کا ذکر حدیث میں نہیں ہے، لہذا آپ کا اس حدیث کو استدلال میں پیش کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث محتمل المعنیین ہے اور ایسی حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہوتا۔

اور رہا حدیث میں ذکر کردہ عمل تو وہ حضرت ابوقتادہؓ کا فعل ہے نہ کہ آپ کا، اس لئے وہ ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتا، کیونکہ ضابطہ ہے کہ اگر صحابہ کے اقوال وافعال میں اختلاف ہو جائے، تو جو اقرب الی القرآن یا اقرب الی الحدیث ہو اس کو لیا جائے گا، اور حضرت ابوقتادہؓ کا فعل اقرب الی القرآن یا اقرب الی السنہ نہیں ہے۔

وَقَدْ رَأَيْنَا الْكِلَابَ كَوْنُهَا فِي الْمَنَازِلِ غَيْرُ مَكْرُوهٍ، وَسُؤْرُهَا مَكْرُوهٌ، فَقَدْ يَجُوزُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا فِي حَدِيثِ أَبِي قَتَادَةَ أُرِيدَ بِهِ الْكَوْنُ فِي الْمَنَازِلِ لِلصَّيْدِ وَالْحِرَاسَةِ وَالزَّرْعِ. وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى حُكْمِ سُؤْرِهَا ،هَلْ هُوَ مَكْرُوهٌ أَمْ لَا.

ترجمہ: اور ہم دیکھتے ہیں کہ کتوں کا گھروں میں ہونا مکروہ نہیں ہے لیکن ان کا جھوٹا ناپاک ہے، تو یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جو بات حدیث ابوقتادہؓ میں مروی ہے اس سے مراد لیا جائے شکار کے لئے، پہریداری کے لئے اور کھیتوں کی حفاظت کے لئے ان کا گھروں میں ہونا، اور اس میں ان کے جھوٹے کے حکم پر کوئی دلیل نہ ہو، کہ آیا وہ مکروہ ہے یا نہیں۔

وضاحت: دوسرا جواب امام طحاویؒ یہ دیتے ہیں کہ کتوں کا گھر یا کھیتی کی حفاظت کے لئے رکھنا اور شکار کے لئے استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے، لیکن ان کا جھوٹا ناپاک ہے، تو اسی طرح آپؐ کے قول ''انہا لیست بنجس'' کا مطلب یہ ہے کہ بلیوں کا چوہوں کے شکار کے لئے یا موذی جانوروں سے حفاظت کے لئے گھروں میں رکھنا مکروہ نہیں ہے، ان کے جھوٹے کا حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

وَلٰكِنَّ الْآثَارَ الْأُخَرَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا إِبَاحَةُ سُؤْرِهَا . فَنُرِيدُ أَنْ نَنْظُرَ هَلْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُخَالِفُهَا فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ

(٤٩) فَإِذَا أَبُو بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ : ثنا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ : ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : طَهُورُ الْإِنَاءِ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْهِرُّ أَنْ يُغْسَلَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ . قُرَّةُ شَكَّ، وَهٰذَا حَدِيثٌ مُتَّصِلُ الْإِسْنَادِ ، فِيهِ خِلَافُ مَا فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ ، وَقَدْ فَضَلَهَا هٰذَا الْحَدِيثُ لِصِحَّةِ إِسْنَادِهِ . فَإِنْ كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ يُؤْخَذُ مِنْ جِهَةِ الْإِسْنَادِ، فَإِنَّ الْقَوْلَ بِهٰذَا أَوْلَى مِنَ الْقَوْلِ بِمَا خَالَفَهُ.

ترجمہ: لیکن حضرت عائشہؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے مروی دیگر آثار ایسے ہیں جن میں بلی کے جھوٹے کی اباحت مذکور ہے، تو ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے؟ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ:

حدیث (۴۹): حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: برتن کی طہارت جب اس میں بلی منہ ڈال دے یہ ہے کہ اس کو ایک مرتبہ دھولیا جائے، یا (فرمایا کہ) دو مرتبہ دھولیا جائے، قرۃ کو شک ہوگیا۔

اور یہ حدیث متصل الاسناد ہے، اس میں اس حکم کے خلاف مذکور ہے جو سابقہ آثار میں ہے، اور ان سابقہ آثار پر یہ حدیث فوقیت رکھتی ہے اس لئے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، تو اگر اس مسئلہ کو سند کے اعتبار سے لیا جائے، تو اس حکم کا قائل ہونا اولیٰ ہے بہ نسبت اس کے مخالف حکم کے قائل ہونے کے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ حضرت عائشہؓ کی حدیث کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ کا حدیث عائشہؓ سے استدلال کرنا درست نہیں، کیونکہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے معارض ہے جس میں صراحت ہے کہ بلی جب برتن میں منہ ڈال دے تو وہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دھونے سے پاک

ہوجائے گا، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت سند کے اعتبار سے حدیث عائشہؓ کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، اس لئے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مدار تین آدمیوں پر ہے اور امام طحاویؒ نے تینوں سندوں کے ساتھ اس کو نقل فرمایا ہے:

(۱) مؤمل بن اسمٰعیل: یہ کثیر الخطاء ہیں، اس روایت کی سند میں بھی انہوں نے غلطی کی ہے، کہ اپنے شیخ الشیخ کا نام ابوالرجال ذکر کیا ہے، حالاکہ وہ حارثہ بن ابی الرجال ہیں۔

(۲) حارثہ بن ابی الرجال: یعنی حارثہ بن محمد، یہ منکر اور متروک الحدیث راوی ہیں۔

(۳) صالح بن حسان: یہ بھی ضعیف اور متروک راوی ہیں، لہذا یہ تینوں سندیں ضعیف ہیں اور یہ روایت قابل استدلال نہیں، جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت مرفوع، متصل اور صحیح الاسناد ہے، لہذا حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت راجح ہوگی۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّ هِشَامَ بْنَ حَسَّانَ قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ فَلَمْ يَرْفَعْهُ وَذَكَرَ فِي ذَلِكَ مَا

(٥٠) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُؤْرُ الْهِرَّةِ يُهَرَاقُ، وَيُغْسَلُ الْإِنَاءُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ.

قِيلَ لَهُ: لَيْسَ فِي هَذَا مَا يَجِبُ بِهِ فَسَادُ حَدِيثِ قُرَّةَ؛ لِأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ هَذَا فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ يُوقِفُهَا عَلَيْهِ، فَإِذَا سُئِلَ عَنْهَا: هَلْ هِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ رَفَعَهَا، وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ مَا

(٥١) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقِيلَ لَهُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كُلُّ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَإِنَّمَا كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَمْ يَكُنْ يُحَدِّثُهُمْ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‌. فَأَغْنَاهُ مَا أَعْلَمَهُمْ مِنْ ذَلِكَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ ‌, أَنْ يَرْفَعَ كُلَّ حَدِيثٍ يَرْوِيهِ لَهُمْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ ؛ فَثَبَتَ بِذَلِكَ اتِّصَالُ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا ‌, مَعَ ثَبْتِ قُرَّةَ وَضَبْطِهِ وَإِتْقَانِهِ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ یہ حدیث محمد بن سیرینؒ سے ہشام بن حسان نے بھی روایت کی ہے اور انہوں نے اس کو مرفوعاً نقل نہیں کیا، اور معترض یہ حدیث بیان کرے:

حدیث (۵۰): محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: بلی کے جھوٹے پانی کو بہا دیا جائے گا اور برتن کو ایک یا دو مرتبہ دھویا جائے گا۔

تو جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ اس روایت میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو حدیث قرۃ کے ناقابل استدلال ہونے کو ثابت کرے، اس لئے کہ محمد بن سیرینؒ حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث میں ایسا کیا کرتے تھے کہ ان کو حضرت ابو ہریرہؓ پر موقوف کر دیتے، پھر جب ان سے پوچھا جاتا کہ کیا یہ حدیث نبی ﷺ سے مروی ہے؟ تو اس کو مرفوع کر دیتے۔ اور اس کی دلیل یہ روایت ہے:

حدیث (۵۱): محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ جب آپ حضرت ابو ہریرہؓ سے کوئی حدیث نقل فرماتے تو ان سے پوچھا جاتا کہ کیا یہ حدیث نبی ﷺ سے مروی ہے؟ تو آپ فرماتے کہ ابو ہریرہؓ کی تمام احادیث نبیؐ سے ہی مروی ہوتی ہیں۔

اور آپ (محمد بن سیرین) ایسا اس وجہ سے کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ان سے صرف نبی ﷺ کی احادیث ہی بیان فرماتے تھے، تو محمد بن سیرین نے ابن ابی داود کی روایت (حدیث نمبر ۵۱) میں جو بات لوگوں کو بتلائی ہے، اس نے بے نیاز کر دیا اس بات سے کہ وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کردہ ہر ہر حدیث کو مرفوع کریں، لہذا اس تفصیل سے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کا متصل ہونا ثابت ہو گیا، قرہ کے روایت حدیث میں مضبوط ہونے اور ضبط و اتقان کے ساتھ۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث پر ایک اعتراض ذکر کر رہے ہیں کہ

آپ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کو متصل السند اور مرفوع کہا ہے، یہ درست نہیں ہے، کیونکہ محمد بن سیرینؒ کے قرۃ بن خالد کے علاوہ ایک دوسرے شاگرد ہشام بن حسان ہیں، اور انہوں نے اس روایت کو موقوفاً نقل کیا ہے نہ کہ مرفوعاً، لہذا یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہوگی، اس لئے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث مرفوع ہے اور جب موقوف اور مرفوع میں تعارض ہو جائے تو حدیث مرفوع راجح ہوتی ہے۔

اس اعتراض کا امام طحاویؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ آپ کا حدیث ابو ہریرہؓ کو موقوف کہنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ محمد بن سیرینؒ کا ایک خاص انداز تھا کہ جب بھی وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے تو مرفوع ہونے کے باوجود موقوف کر دیتے تھے، اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ آیا یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے یا آپ کا ارشاد گرامی ہے تو فرماتے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی تمام روایات آپ ہی سے مروی ہوتی ہیں، اور ایسا اس وجہ سے کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ان سے صرف نبی ﷺ کی مرفوع احادیث ہی بیان فرماتے تھے، لہذا ہر ہر حدیث کو مرفوع ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

ثُمَّ قَدْ رُوِيَ ذَلِكَ أَيْضًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الطَّرِيقِ، وَلَكِنَّهُ غَيْرُ مَرْفُوعٍ

(٥٢) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ، قَالَ: أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: يُغْسَلُ الْإِنَاءُ مِنَ الْهِرِّ، كَمَا يُغْسَلُ مِنَ الْكَلْبِ.

(٥٣) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ.

وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابِعِيهِمْ،

(٥٤) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ

بْنُ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِ الْكَلْبِ وَالْهِرِّ، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

(٥٥) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى الْأُشْنَانِيُّ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا تَوَضَّئُوا مِنْ سُؤْرِ الْحِمَارِ وَلَا الْكَلْبِ وَلَا السِّنَّوْرِ.

(٥٦) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: إِذَا وَلَغَ السِّنَّوْرُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلْهُ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا.

(٥٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي السِّنَّوْرِ يَلِغُ فِي الْإِنَاءِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: يَغْسِلُهُ مَرَّةً. وَقَالَ الْآخَرُ: يَغْسِلُهُ مَرَّتَيْنِ.

(٥٨) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْكَيْسَانِيُّ، قَالَ: ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ يَقُولَانِ: اغْسِلِ الْإِنَاءَ ثَلَاثًا يَعْنِي مِنْ سُؤْرِ الْهِرِّ.

(٥٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَبُو حُرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ فِي هِرٍّ وَلَغَ فِي إِنَاءٍ أَوْ شَرِبَ مِنْهُ، قَالَ: يُصَبُّ، وَيُغْسَلُ الْإِنَاءُ مَرَّةً.

(٦٠) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ الْقَطَّانُ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَنَّهُ سَأَلَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَمَّا لَا يُتَوَضَّأُ بِفَضْلِهِ مِنَ الدَّوَابِّ، فَقَالَ: الْخِنْزِيرُ وَالْكَلْبُ وَالْهِرُّ.

ترجمہ: پھر یہ بات (سور ہرہ کی ناپاکی کا حکم) ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے موقوفا بھی مروی ہے، لیکن وہ مرفوع حدیث نہیں ہے،

حدیث (۵۲): حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: بلی کے منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو دھویا جائے گا جیسے کتے

کے منہ ڈالنے کی وجہ سے دھویا جاتا ہے۔اور یہی بات صحابہؓ وتابعین کی ایک جماعت سے بھی مروی ہے،

حدیث (۵۴): حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ کتے اور بلی کے جھوٹے پانی سے وضو نہیں کرتے تھے، اور اس کے علاوہ پانیوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث (۵۵): حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: گدھے، کتے اور بلی کے جھوٹے پانی سے وضو نہ کرو۔

حدیث (۵۶): حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا: جب بلی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو دو یا تین مرتبہ دھوؤ۔

حدیث (۵۷): حسن بصریؒ اور سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے اس بلی کے سلسلے میں جو برتن میں منہ ڈال دے، ان میں سے ایک نے کہا کہ ایک مرتبہ دھویا جائے گا، اور دوسرے نے کہا کہ دو مرتبہ دھویا جائے گا۔

حدیث (۵۸): حسن بصریؒ اور سعید بن المسیبؒ دونوں فرمایا کرتے تھے کہ برتن کو تین مرتبہ دھوؤ، یعنی بلی کے جھوٹا کردینے کی وجہ سے۔

حدیث (۵۹): حسن بصریؒ سے روایت ہے اس بلی کے بارے میں جو برتن میں منہ ڈال دے یا اس سے پانی پی لے، فرمایا: پانی کو بہادیا جائے گا اور برتن کو ایک مرتبہ دھویا جائے گا۔

حدیث (۶۰): یحییٰ بن ایوبؒ نے یحییٰ بن سعیدؒ سے ان جانوروں کے متعلق دریافت کیا جن کے جھوٹے سے وضو جائز نہیں، تو یحییٰ بن سعیدؒ نے فرمایا: وہ خنزیر، کتا اور بلی ہیں۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثانی (حضرت امام ابوحنیفہؒ) کے مذہب کی تائید میں صحابہ اور تابعین کے فتاوی ذکر کررہے ہیں، پہلا فتویٰ حضرت ابوہریرہؓ کا ہے، دوسرا حضرت ابن عمرؓ کا جس کو دو سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے، تیسرا فتوی سعید بن المسیبؒ کا ہے جس کو تین سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے، چوتھا حسن بصریؒ اور پانچواں یحییٰ بن سعیدؒ کا ہے۔ان سب آثار کا خلاصہ یہ ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک نہیں ہے۔

وَقَدْ شَدَّ هٰذَا الْقَوْلَ النَّظَرُ الصَّحِيْحُ ,وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا اللُّحْمَانَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَوْجُهٍ، فَمِنْهَا لَحْمٌ طَاهِرٌ مَأْكُوْلٌ ,وَهُوَ لَحْمُ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ، فَسُؤْرُ ذٰلِكَ كُلِّهِ طَاهِرٌ ,لِأَنَّهُ مَاسَّ لَحْمًا طَاهِرًا .وَمِنْهَا لَحْمٌ طَاهِرٌ غَيْرُ مَأْكُوْلٍ وَهُوَ لَحْمُ بَنِي آدَمَ وَسُؤْرُهُمْ طَاهِرٌ ,لِأَنَّهُ مَاسَّ لَحْمًا طَاهِرًا .وَمِنْهَا

لَحْمٌ حَرَامٌ ,وَهُوَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَالْكَلْبِ ,فَسُؤْرُ ذَلِكَ حَرَامٌ ,لِأَنَّهُ مَاسَّ لَحْمًا حَرَامًا ,فَكَانَ حُكْمُ مَا مَاسَّ هَذِهِ اللُّحْمَانَ الثَّلَاثَةَ كَمَا ذَكَرْنَا ,يَكُونُ حُكْمُهُ حُكْمَهَا فِي الطَّهَارَةِ وَالتَّحْرِيمِ .وَمِنَ اللُّحْمَانِ أَيْضًا لَحْمٌ قَدْ نُهِيَ عَنْ أَكْلِهِ ,وَهُوَ لَحْمُ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ أَيْضًا .وَمِنْ ذَلِكَ السِّنَّوْرُ وَمَا أَشْبَهَهُ ,فَكَانَ ذَلِكَ مَنْهِيًّا عَنْهُ ,مَمْنُوعًا مِنْ أَكْلِ لَحْمِهِ بِالسُّنَّةِ .وَكَانَ فِي النَّظَرِ أَيْضًا سُؤْرُ ذَلِكَ حُكْمُهُ حُكْمُ لَحْمِهِ ,لِأَنَّهُ مَاسَّ لَحْمًا مَكْرُوهًا ,فَصَارَ حُكْمُهُ حُكْمَهُ كَمَا صَارَ حُكْمُ مَا مَاسَّ اللُّحْمَانَ الثَّلَاثَ الْأُوَلَ حُكْمَهَا .فَثَبَتَ بِذَلِكَ كَرَاهَةُ سُؤْرِ السِّنَّوْرِ ,فَبِهَذَا نَأْخُذُ , وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ.

ترجمه: اور اس قول کی نظر صحیح (دلیل عقلی) سے بھی تائید ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ گوشت چار طرح کے ہیں، (۱) وہ گوشت جو طاہر اور ماکول ہے، اور وہ اونٹ، گائے اور بکری کا گوشت ہے، لہذا ان کا جھوٹا بھی پاک ہوگا، اس لئے کہ اس نے پاک گوشت سے مس کیا ہے، (۲) وہ گوشت جو طاہر غیر ماکول ہے اور وہ انسان کا گوشت ہے، اور ان کا جھوٹا بھی پاک ہے، اس لئے کہ وہ پاک گوشت سے مس ہوا ہے، (۳) وہ گوشت جو حرام ہے اور وہ خنزیر اور کتے کا گوشت ہے، تو ان کا جھوٹا بھی حرام ہے اس لئے کہ وہ حرام گوشت سے مس ہوا ہے؛ تو ان تینوں قسموں کے گوشت سے مس کرنے والی چیز کا حکم، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، وہی ہے جو ان تینوں قسموں کا ہے طہارت اور حرمت میں۔

اور گوشت کی قسموں میں سے ایک قسم ایسی بھی ہے جس کے کھانے سے منع کیا گیا ہے، اور وہ گھریلو گدھوں اور ہر ناب والے درندے کا گوشت ہے، اور انہیں میں سے بلی اور اس کے مشابہ جانور بھی ہیں، لہذا بلی بھی منہی عنہ ہے اور اس کا گوشت کھانا حدیث کی وجہ سے ممنوع ہے، نیز قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے جھوٹے کا بھی وہی حکم ہو جو اس کے گوشت کا ہے، اس لئے کہ اس نے مکروہ گوشت سے مس کیا ہے، لہذا اس کا حکم بھی گوشت والا ہوگا، جیسا کہ پہلی تینوں قسموں کے گوشت سے مس کرنے والے پانی کا حکم وہی تھا جو ان قسموں کا ہے؛ لہذا اس دلیل سے بلی کے جھوٹے کی کراہت ثابت ہوگئی، تو ہم اسی کو لیتے ہیں، اور یہی

امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نظر یعنی دلیل عقلی بیان فرمارہے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ گوشت چار طرح کے ہوتے ہیں: (۱) طاہر ماکول جیسے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کا گوشت، ان کا حکم یہ ہے کہ ان کا گوشت پاک ہے اس لئے ان کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ (۲) طاہر غیر ماکول جیسے انسان کا گوشت، اس کا بھی گوشت پاک ہے لہذا جھوٹا بھی پاک ہے۔ (۳) حرام غیر ماکول جیسے کتے، خنزیر وغیرہ کا گوشت، ان کا حکم یہ ہے کہ ان کا گوشت ناپاک ہے اس لئے ان کا جھوٹا بھی ناپاک ہے۔ (۴) وہ حیوانات جن کے گوشت کا حکم حرام سے نیچے یعنی مکروہ تحریمی ہے جس کی حرمت دلیل ظنی یعنی خبر آحاد سے ثابت ہے، جیسے گھریلو گدھا اور ہر ذی ناب وذی مخلب (نوکدار دانت اور پنجے والے) حیوان، اور بلی بھی اسی قسم سے ہے لہذا قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس قسم کے حیوانات کے جھوٹے کا بھی وہی حکم ہو جو حکم ان کے گوشت کا ہے، جس طرح پہلی تین قسموں میں جھوٹے کا حکم گوشت کے حکم کے تابع ہے، اور چونکہ بلی کا گوشت مکروہ تحریمی ہے اس لئے اس کے جھوٹ کا بھی وہی حکم ہوگا۔

بَابُ سُؤْرِ الْكَلْبِ

سور کلب کے زیر بحث تین مسئلے آتے ہیں: (۱) کتا پاک ہے یا ناپاک۔ (۲) کتے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک۔ (۳) جس کو امام طحاویؒ نے کتاب میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ کتا جس برتن میں منہ ڈال دے اس کو کتنی مرتبہ دھونا واجب ہے۔ پہلے اور دوسرے مسئلے میں امام مالکؒ طہارت کے قائل ہیں اور ائمہ ثلاثہؒ نجاست کے قائل ہیں۔

دلائل: امام مالکؒ پہلے اور دوسرے مسئلے میں آیت کریمہ "مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ الآية" سے استدلال کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ شکاری کتے نے شکار کے جس حصے پر منہ لگایا ہے اس جگہ کو دھونے کا حکم قرآن مجید میں نہیں ہے، بلکہ مطلقا کھانے کی اجازت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کتے کا جھوٹا، اس کا لعاب اور گوشت پاک ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ آیت کریمہ "وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ" سے استدلال کرتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر خبیث چیز کو حرام فرمایا ہے، اور کتا بھی منجملہ خبائث میں سے ہے، لہذا کتا بھی حرام ہوگا۔

تیسرا مسئلہ جس کو بیان کرنا مقصود ہے اس میں ائمہ ثلاثہؒ تسبیع یعنی سات مرتبہ دھونے کے قائل ہیں،

لیکن امام مالکؒ کے نزدیک تسبیع کا یہ حکم امر تعبدی کے طور پر ہے نہ کہ سور کلب کے نجس ہونے کی بناء پر، نیز امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک 'تتریب' یعنی ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنا بھی واجب ہے۔ اور یہی لوگ کتاب میں فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول ہیں۔ احناف کے نزدیک 'تثلیث' یعنی تین مرتبہ دھونا واجب ہے۔ وخالفہم سے مراد کتاب میں یہی لوگ ہیں اور انہیں کو امام طحاویؒ نے فریق ثانی قرار دیا ہے۔

(٦١) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ، فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ.

(٦٢) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٦٣) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثنا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَزَادَ: أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ.

(٦٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ قُرَّةَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٦٥) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، قَالَ: سُئِلَ سَعِيدٌ عَنِ الْكَلْبِ يَلِغُ فِي الْإِنَاءِ، فَأَخْبَرَنَا عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أُولَاهَا، أَوِ السَّابِعَةُ بِالتُّرَابِ شَكَّ سَعِيدٌ.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا الْأَثَرِ، فَقَالُوا: لَا يَطْهُرُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ حَتَّى يُغْسَلَ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حدیث (٦١): حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کو سات مرتبہ دھوئے۔

حدیث (٦٣): حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کی، لیکن انہوں نے یہ اضافہ کیا کہ پہلی مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے گا۔

حدیث (٦٥): حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کی، لیکن انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ یا (کہا کہ) ساتویں مرتبہ مٹی سے مانجھو، (أولاهن فرمایا، یا السّابعة) اس میں سعید (بن ابی عروبہ) کو شک ہو گیا۔

تو کچھ لوگ اس اثر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ برتن پاک نہیں ہوگا، جب اس میں کتا منہ ڈال دے، تا آنکہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے جن میں پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ ہو، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

وضاحت: فریق اول (شوافع، مالکیہ اور حنابلہ) نے حدیث ابی ہریرہؓ سے استدلال کیا ہے، جس میں کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا ہے، اس روایت کو امام طحاویؒ نے پانچ سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے، تمام روایات کے الفاظ تقریبا یکساں ہیں، البتہ ایک روایت میں پہلی مرتبہ یا ساتویں مرتبہ مٹی سے صاف کرنے کے حکم کا بھی اضافہ ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ،فَقَالُوا :يُغْسَلُ الْإِنَاءُ مِنْ ذَلِكَ ,كَمَا يُغْسَلُ مِنْ سَائِرِ النَّجَاسَاتِ ,وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِمَا قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(٦٦)فَمِنْ ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ :ثنا الْأَوْزَاعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ، وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ :حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ :أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ .

(٦٧)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَفَهْدٌ، قَالَا :ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٦٨)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ :أنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٦٩)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، قَالَ : ثنا أَبُو شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَأَبِي رَزِينٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :فَلْيَغْسِلْ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا .

(٧٠)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرٍو، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(٧١)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ أَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا.

قَالُوا :فَلَمَّا رُوِيَ هَذَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّهَارَةِ مِنَ الْبَوْلِ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَتَغَوَّطُونَ وَيَبُولُونَ وَلَا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ، فَأَمَرَهُمْ بِذَلِكَ إِذَا قَامُوا مِنْ نَوْمِهِمْ؛ لِأَنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ أَيْنَ بَاتَتْ أَيْدِيهِمْ مِنْ أَبْدَانِهِمْ وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَانَتْ فِي مَوْضِعٍ قَدْ مَسَحُوهُ مِنَ الْبَوْلِ أَوِ الْغَائِطِ فَيَعْرَقُونَ فَتَنْجُسُ بِذَلِكَ أَيْدِيهِمْ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَنَّ بِغَسْلِهَا ثَلَاثًا، وَكَانَ ذٰلِكَ طَهَارَتَهَا مِنَ الْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ إِنْ كَانَ أَصَابَهَا . فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ يُطَهِّرُ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ وَهُمَا أَغْلَظُ النَّجَاسَاتِ، كَانَ أَحْرَى أَنْ يُطَهِّرَ مِمَّا هُوَ دُونَ ذٰلِكَ مِنَ النَّجَاسَاتِ.

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی ہے، اور کہا ہے کہ کتے کے منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو اسی طرح دھویا جائے گا جیسے باقی تمام نجاستوں کی وجہ سے دھویا جاتا ہے، اور انہوں نے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث سے استدلال کیا ہے اور وہ احادیث یہ ہیں:

حدیث (٦٦): حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے جب تک کہ اس پر دو یا تین مرتبہ پانی نہ ڈال لے، اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات بھر اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

حدیث (٦٩): حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ حدیث کے مثل روایت کی، مگر انہوں نے 'يُفْرِغُ' کی جگہ 'فَلْيَغْسِلْ' فرمایا۔

حدیث (٧١): حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تھے، تو اپنے ہاتھ پر تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔

قالوا الخ: ان لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے پیشاب سے پاکی کے سلسلے میں یہ حکم مروی ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ پیشاب پاخانہ کرتے تھے اور پانی سے استنجاء نہیں کرتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہاتھ دھونے کا حکم دیا جب وہ نیند سے بیدار ہوں، اس لئے کہ ان کو نہیں معلوم کہ رات میں ان کے ہاتھ بدن کے کس حصہ پر رہے، اور ممکن ہے کہ ان کے ہاتھ پیشاب پاخانہ کی جگہ پر رہے ہوں جس کو انہوں نے پونچھ کر صاف کر دیا ہو، پھر ان کو پسینہ آجائے اور پسینہ کی وجہ سے ان کے ہاتھ ناپاک ہو جائیں، اس لئے آپؐ نے ان کو تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا، اور یہ (تین مرتبہ دھونا) ان کے لئے پیشاب پاخانے سے پاکی کا ذریعہ ہو جائے گا اگر وہ (پیشاب پاخانہ) ان کو لگ گیا ہو، تو جب یہ (تین مرتبہ دھونا) پیشاب پاخانے سے پاک کر دیتا ہے، حالانکہ وہ دونوں اغلظ النجاسات ہیں، تو ان سے کم درجہ کی نجاستوں کو تو بدرجۂ اولیٰ پاک کر دے گا۔

وضاحت: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے گا، جیسا کہ دیگر نجاستوں سے ناپاک ہونے کی بناء پر دھویا جاتا ہے، اور اس سلسلہ میں امام طحاویؒ نے دو دلیلیں پیش کی ہیں، دوسری دلیل باب کے آخر میں آئے گی، پہلی دلیل حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے جس میں آپؐ نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا، اس روایت کو امام طحاویؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے پانچ سندوں کے ساتھ اور ابن عمرؓ سے ایک سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ ابتدائی زمانے میں پانی کی قلت کی بناء پر صحابہ کرامؓ پانی سے استنجاء نہیں کرتے تھے، بلکہ استنجاء بالاحجار کرتے تھے، اور استنجاء بالاحجار میں اس بات کا پورا پورا امکان رہتا ہے کہ نجاست کا کچھ حصہ مخرج میں رہ گیا ہو، نیز عرب کا علاقہ گرم تھا اور موٹے کپڑوں کا رواج تھا، اس لئے یہ احتمال موجود ہے کہ سونے کے بعد صحابہؓ کو پسینہ آئے اور حالتِ نوم میں ان کا ہاتھ محل نجاست پر پہنچنے کی وجہ سے ناپاک ہو جائے، اس بناء پر آپؐ نے صحابہ کو بیدار ہونے کے بعد احتیاطاً تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر پیشاب پاخانہ وغیرہ ہاتھ پر لگا ہو تو وہ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، حالانکہ وہ دونوں اغلظ النجاسات ہیں، تو جب اغلظ نجاستیں تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں، تو سؤر کلب جو اس سے کم درجہ کی نجاست ہے وہ تو بدرجۂ اولیٰ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

وَقَدْ دَلَّ عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ هَذَا مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ قَوْلِهِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۷۲) كَمَا قَدْ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْإِنَاءِ يَلِغُ فِيهِ الْكَلْبُ أَوِ الْهِرُّ ,قَالَ :يُغْسَلُ ثَلَاثَ مِرَارٍ .فَلَمَّا كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَدْ رَأَى أَنَّ الثَّلَاثَ يُطَهِّرُ الْإِنَاءَ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ فِيهِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَكَرْنَا ثَبَتَ بِذَلِكَ نَسْخُ السَّبْعِ ,لِأَنَّا نُحْسِنُ الظَّنَّ بِهِ، فَلَا نَتَوَهَّمُ عَلَيْهِ أَنَّهُ يَتْرُكُ مَا سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا إِلَى مِثْلِهِ، وَإِلَّا سَقَطَتْ عَدَالَتُهُ فَلَمْ يُقْبَلْ قَوْلُهُ وَلَا رِوَايَتُهُ.

ترجمہ: اور یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس پر حضرت ابو ہریرہؓ کا وہ قول دلالت کرتا ہے، جو ان سے نبی ﷺ کے وصال کے بعد روایت کیا گیا۔

حدیث (۷۲): حضرت ابو ہریرہؓ نے اس برتن کے متعلق جس میں کتا یا بلی منہ ڈال دے فرمایا: اس کو تین مرتبہ دھویا جائے گا۔ تو جب حضرت ابو ہریرہؓ کی رائے یہ ہے کہ تین مرتبہ دھونا ولوغ کلب سے برتن کو پاک کر دیتا ہے، حالانکہ نبی کی وہ (تسبیع والی) حدیث جو ہم نے ذکر کی، وہ آپؐ سے حضرت ابو ہریرہؓ نے ہی روایت کی ہے، اس سے سات مرتبہ کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا، اس لئے کہ ہم ان کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں، تو ہم ان کے متعلق یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے حکم کو ترک کر دیں گے، مگر اسی جیسے حکم کی بناء پر، ورنہ ان کی عدالت ساقط ہو جائے گی، پھر نہ تو ان کا قول قابل قبول ہوگا اور نہ ان کی روایت۔

وضاحت: شوافع، مالکیہ اور حنابلہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت بطور دلیل پیش کی تھی، اس عبارت سے امام طحاویؒ اس کا جواب دے رہے ہیں، کہ آپ کی ذکر کردہ حدیث ابی ہریرہؓ میں تسبیع یعنی سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے، حالانکہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ کے وصال کے بعد یہ فتوی دیتے تھے کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے وہ برتن پاک ہو جائے گا، یعنی حضرت ابو ہریرہؓ خود اپنی بیان کردہ روایت کے خلاف فتوی دے رہے ہیں، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تسبیع والی روایت منسوخ ہو چکی ہے، کیونکہ راوی اگر اپنی بیان کردہ روایت کے خلاف فتوی دے تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے، اور حضرت ابو ہریرہؓ کے خلاف ایسا گمان کرنا کہ وہ نبی ﷺ سے سنے ہوئے حکم کے خلاف فتوی دے رہے ہیں، جائز نہیں ہے، تو لامحالہ آپ کو یہ توجیہ کرنی پڑے گی کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی تسبیع والی روایت منسوخ ہو چکی ہے، اور انہوں نے ضرور نبی ﷺ کی زبانی کوئی ایسا حکم سنا ہوگا جو تثلیث پر دلالت کرتا ہوگا، اسی لئے اس کے مطابق فتوی دے رہے ہیں۔

وَلَوْ وَجَبَ أَنْ يُعْمَلَ بِمَا رَوَيْنَا فِي السَّبْعِ وَلَا يُجْعَلُ مَنْسُوخًا لَكَانَ مَا رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ فِي ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى بِمَا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ لِأَنَّهُ زَادَ عَلَيْهِ.

(٧٣) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَا: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، ثُمَّ قَالَ: مَا لِي وَلِلْكِلَابِ. ثُمَّ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ.

(٧٤) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

فَهَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ قَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُغْسَلُ سَبْعًا وَيُعَفَّرُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ، وَزَادَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَالزَّائِدُ أَوْلَى مِنَ النَّاقِصِ. فَكَانَ يَنْبَغِي لِهَذَا الْمُخَالِفِ لَنَا أَنْ يَقُولَ: لَا يَطْهُرُ الْإِنَاءُ حَتَّى يُغْسَلَ ثَمَانِيَ مَرَّاتٍ، السَّابِعَةَ بِالتُّرَابِ وَالثَّامِنَةَ كَذَلِكَ، لِيَأْخُذَ بِالْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا، فَإِنْ تَرَكَ حَدِيثَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ فَقَدْ لَزِمَهُ مَا أَلْزَمَهُ خَصْمُهُ فِي تَرْكِهِ السَّبْعَ الَّتِي قَدْ ذَكَرْنَا وَإِلَّا فَقَدْ بَيَّنَّا أَنَّ أَغْلَظَ النَّجَاسَاتِ يُطَهِّرُ مِنْهَا غَسْلُ الْإِنَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ؛ فَمَا دُونَهَا أَحْرَى أَنْ يُطَهِّرَهُ ذَلِكَ أَيْضًا.

ترجمہ: اور اگر سات مرتبہ والی روایت پر ہی عمل کرنا ضروری ہو، اور اس کو منسوخ نہ قرار دیا جائے، تو حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے اس مسئلے میں نبی ﷺ سے جو روایت نقل کی ہے وہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت پر راجح ہوگی، اس لئے کہ ان کی روایت میں زیادتی ہے۔

حدیث (۷۳): حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: میرا کتوں سے کیا لینا دینا، اور پھر فرمایا: جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو چاہئے کہ سات مرتبہ دھوئے، اور آٹھویں مرتبہ اس کو مٹی سے مانجھو۔

تو یہ عبداللہ بن مغفلؓ ہیں، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے گا اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے گا، اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت پر اضافہ کیا ہے، اور زائد ناقص سے اولیٰ ہوتا ہے، لہذا ہمارے اس مخالف کے لئے مناسب ہے کہ وہ کہے کہ برتن پاک نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس کو آٹھ مرتبہ دھولیا جائے، جس میں ساتویں اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ ہو، تا کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے، تو اگر انہوں نے عبداللہ بن مغفلؓ کی حدیث کو ترک کر دیا ہے، تو ان پر بھی وہی اعتراض لازم آتا ہے جو انہوں نے اپنے فریق مخالف پر کیا ہے، ان کے ہماری ذکر کردہ تسبیع والی حدیث کو ترک کر دینے کی وجہ سے، ورنہ ہم یہ تو بیان کر ہی چکے ہیں کہ اغلظ النجاسات سے تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے، تو جو نجاست اس سے کم درجہ کی ہے اس سے تو بدرجۂ اولیٰ پاک ہو جائے گا۔

وضاحت: امام طحاویؒ دوسرا جواب دیتے ہیں کہ اگر تسبیع والی روایت پر عمل کرنا ضروری ہو، اور اس کو حضرت ابو ہریرہؓ کے فتوے سے منسوخ نہ قرار دیا جائے، تو حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مقابلے میں حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت عمل کے اعتبار سے اولیٰ ہے، اس لئے کہ عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت زیادتی پر مشتمل ہے، اس میں "وَعَفِّرُوا الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ" کا اضافہ ہے، اور قاعدہ ہے کہ الزائد اولیٰ من الناقص کہ زیادتی اگر ثقہ کی جانب سے ہو تو عمل کے اعتبار سے اولیٰ ہوا کرتی ہے، لہذا شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ کہیں کہ برتن اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک اس کو آٹھ مرتبہ نہ دھویا جائے اور ساتویں اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے نہ مانجھا جائے، تا کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن مغفلؓ دونوں حضرات کی روایت پر عمل ہو جائے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ان حضرات نے عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت کو ترک کر کے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت پر عمل کیا ہے، لہذا تسبیع والی روایت کو ترک کرنے کا جو الزام انہوں نے ہم یعنی احناف پر عائد کیا ہے وہی الزام ہماری طرف سے ثمانی مرات والی روایت کو ترک کرنے کا ان پر ہوگا، اور جو جواب وہ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے ہوگا۔ ورنہ ہم تو پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ اغلظ النجاسات سے تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے، تو جو نجاست اس سے کم درجہ کی ہے اس سے تو بدرجۂ اولیٰ پاک ہو جائے گا۔

وَلَقَدْ قَالَ الْحَسَنُ فِي ذَلِكَ بِمَا رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ:

(۷۵) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو حَرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ :إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ غُسِلَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَالثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ.

ترجمہ: اور حضرت حسن بصریؒ نے بھی اس سلسلہ میں وہی بات فرمائی ہے جو حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے روایت کی ہے۔ حدیث (۷۵): حسن بصریؒ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منھ ڈال دے تو اس کو سات مرتبہ دھویا جائے گا اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے گا۔

وَأَمَّا النَّظَرُ فِي ذَلِكَ فَقَدْ كَفَانَا الْكَلَامَ فِيهِ مَا بَيَّنَّا مِنْ حُكْمِ اللُّحْمَانِ فِي بَابِ سُؤْرِ الْهِرِّ.

ترجمہ: اور رہی اس باب میں نظر تو ہمیں کافی ہوگئی وہ بات جو ہم نے باب سؤر الھر میں بیان کی یعنی گوشت کی اقسام کے احکام۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرمارہے ہیں کہ اس باب کی نظر یعنی دلیل عقلی وہی ہے جو باب سؤر الھر میں گزر چکی، وہاں امام طحاویؒ نے نظر میں گوشت کی اقسام اور ان کے احکام بیان کئے تھے، ان میں تیسری قسم کتے اور خنزیر کے گوشت کی تھی جن کا حکم حرمت میں اور ان کے جھوٹے کے ناپاک ہونے میں یکساں تھا؛ تو اب اس باب میں استدلال اس طرح سے ہوگا کہ خنزیر بھی حرام ہے اور کتا بھی حرام ہے، اور خنزیر کا جھوٹا تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے جو کتے کے مقابلے میں زیادہ اغلظ ہے، تو جب خنزیر کا جھوٹا اغلظ ہونے کے باوجود تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے، تو کتے کا جھوٹا برتن تو لازمی طور پر تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا، اور رہا سات مرتبہ دھونے اور رگڑنے کا حکم تو وہ استحباب کے درجہ میں ہے، واجب نہیں ہے۔

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ فِي الْكَلْبِ يَلِغُ فِي الْإِنَاءِ أَنَّ الْمَاءَ طَاهِرٌ وَيُغْسَلُ الْإِنَاءُ سَبْعًا وَقَالُوا :إِنَّمَا ذَلِكَ تَعَبُّدٌ ،تُعُبِّدْنَا بِهِ فِي الْآنِيَةِ خَاصَّةً .فَكَانَ مِنَ

الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِي تَرِدُهَا السِّبَاعُ فَقَالَ :إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا "فَقَدْ دَلَّ ذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا كَانَ دُونَ الْقُلَّتَيْنِ حَمَلَ الْخَبَثَ، وَلَوْلَا ذَلِكَ لَمَا كَانَ لِذِكْرِ الْقُلَّتَيْنِ مَعْنًى، وَلَكَانَ مَا هُوَ أَقَلُّ مِنْهُمَا وَمَا هُوَ أَكْثَرُ سَوَاءً .فَلَمَّا جَرَى الذِّكْرُ عَلَى الْقُلَّتَيْنِ ثَبَتَ أَنَّ حُكْمَهَا خِلَافُ حُكْمِ مَا هُوَ دُونَهُمَا .فَثَبَتَ بِهَذَا مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ وُلُوغَ الْكَلْبِ فِي الْمَاءِ يُنَجِّسُ الْمَاءَ .وَجَمِيعُ مَا بَيَّنَّا فِي هَذَا الْبَابِ هُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور کچھ لوگ ولوغ کلب فی الاناء کے مسئلے میں اس طرف گئے ہیں کہ پانی پاک رہے گا، اور برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے گا، اور انہوں نے کہا کہ یہ صرف امر تعبدی ہے، جس کا ہم کو خاص طور پر برتنوں کے بارے میں تعبداً حکم دیا گیا ہے، تو ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب ان حوضوں کے متعلق دریافت کیا گیا جن پر درندے آتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا: جب پانی دو قلہ ہو جائے تو حامل نجاست نہیں ہوتا۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پانی دو قلہ سے کم ہو تو نجاست کو قبول کرے گا، اگر ایسا نہ ہوتا تو قلتین کو ذکر کرنے کے کوئی معنی نہ ہوتے، اور جو پانی قلتین سے کم ہوتا اور جو زیادہ ہوتا دونوں برابر ہوتے، تو جب قلتین کا ذکر آیا تو اس سے ثابت ہوا کہ مقدار قلتین کا حکم مادون القلتین کے حکم کے خلاف ہے، لہٰذا اس تفصیل سے ثابت ہو گیا رسول اللہ ﷺ کا قول کہ کتے کا برتن میں منہ ڈالنا پانی کو ناپاک کر دیتا ہے۔ اور اس باب میں جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ امام مالکؒ کے مسلک اور احناف کی طرف سے ان پر قائم کردہ الزام ذکر کر رہے ہیں، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی وجہ سے پانی اور برتن دونوں ناپاک نہیں ہوں گے، البتہ اس برتن کو سات مرتبہ دھونا واجب ہے اور یہ تسبیع کا حکم امر تعبدی کے طور پر ہے؛ یعنی نبی ﷺ نے حکم دیا بس ہم عبادت سمجھ کر اس پر عمل کریں گے، اور یہ حکم اپنے مورد پر منحصر رہے گا اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔

احناف نے امام مالکؒ کے مسلک کے خلاف حدیث قلتین کو پیش کیا ہے، جس میں ہے کہ آپؐ سے یہ دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! درندے حوض پر آکر پانی پیتے ہیں تو یہ پانی ناپاک ہوگا یا نہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: جب پانی دو قلہ ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درندہ اگر دو قلے سے کم پانی میں منہ ڈال دے تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اور کتا بھی منجملہ درندوں میں سے ہے لہذا جو درندوں کے جھوٹے کا حکم ہے وہی حکم کتے کے جھوٹے کا بھی ہوگا، لہذا امام مالکؒ کا قول صحیح نہیں۔

اور دو قلہ سے کم پانی درندے کے منہ ڈالنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اس کی دلیل قلتین کی قید ہے، اس قید سے ثابت ہوتا ہے کہ قلتین کا حکم مادون القلتین کے حکم کے خلاف ہے، کیونکہ اگر دونوں کا حکم یکساں مانا جائے تو نبی ﷺ کا قلتین کی قید ذکر کرنا بے معنی ہو جائے گا۔ لہذا قلتین کا حکم جب عدم نجاست کا ہے تو مادون القلتین کا حکم نجاست کا ہوگا۔

☆☆☆
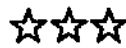
باب سؤر بنی آدم

اس باب میں سور سے مراد "فضل" یعنی مرد و عورت کا وضو یا غسل سے بچا ہوا پانی ہے، مرد کا فضلہ عورت کے لئے اور عورت کا فضلہ مرد کے لئے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں، اس سلسلہ میں علماء کے پانچ مذاہب ہیں:

(۱) حسن بصریؒ اور سعید بن المسیبؒ کے نزدیک مرد کا فضلہ عورت کے لئے استعمال کرنا جائز ہے، لیکن عورت کا فضلہ مرد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔

(۲) امام شعبیؒ اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے مرد کا فضلہ استعمال کرنا جائز ہے، اور مرد کے لئے جنبیہ اور حائضہ عورت کا فضلہ استعمال کرنا جائز نہیں۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ اور علامہ ابن المنذرؒ کے نزدیک عورت کا فضلہ مرد کے لئے جائز نہیں، البتہ جب دونوں ساتھ شروع کریں تو جائز ہے۔

(۴) امام احمد بن حنبلؒ، اسحٰق بن راہویہؒ اور داؤد ظاہریؒ کا مسلک یہ ہے کہ مرد کا فضلہ عورت کے لئے اور عورت کا فضلہ مرد کے لئے مطلقاً جائز نہیں۔

ان چاروں مذاہب کو امام طحاویؒ نے کتاب میں فریق اول قرار دیا ہے اور فذہب قوم سے یہی لوگ مراد ہیں۔

(۵) امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور جمہور فقہاء کے نزدیک مرد کا فضلہ عورت کے لئے اور عورت کا فضلہ مرد کے لئے مطلقاً جائز ہے۔ اس مذہب کو امام طحاویؒ نے فریق ثانی قرار دیا ہے اور وخالفهم فی ذلك سے یہی لوگ مراد ہیں۔

(٧٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، وَلَكِنْ يَشْرَعَانِ جَمِيعًا.

(٧٧) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى، قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: لَقِيتُ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَرْبَعَ سِنِينَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

(٧٨) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ أَوْ بِسُؤْرِ الْمَرْأَةِ لَا يَدْرِي أَبُو حَاجِبٍ أَيُّهُمَا قَالَ.

(٧٩) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَوَادَةَ بْنِ عَاصِمٍ، أَبِي حَاجِبٍ، عَنِ الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سُؤْرِ الْمَرْأَةِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذِهِ الْآثَارِ، فَكَرِهُوا أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، أَوْ تَتَوَضَّأَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ.

ترجمہ: حدیث (۷۶): حضرت عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے، اور عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے، لیکن دونوں ایک ساتھ شروع کریں۔

حدیث (۷۷): حمید بن عبدالرحمنؒ سے روایت ہے کہ میں ایک ایسے شخص سے ملا جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں چار سال رہے، جیسا کہ آپ کی صحبت میں حضرت ابو ہریرہؓ رہے، ان صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، پھر آگے مذکورہ روایت کے مثل بیان کیا۔

حدیث (۷۸): ابو حاجبؒ حضرت حکم غفاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ ابو حاجب کو معلوم نہیں کہ آپ نے بفضل المرأۃ فرمایا یا بسؤر المرأۃ۔

حدیث (۷۹): حضرت حکم غفاریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عورت کے جھوٹے سے منع فرمایا۔

امام طحاویؒ نے فرمایا: کچھ لوگ ان آثار کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے مکروہ قرار دیا ہے اس کو کہ مرد عورت کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرے، یا عورت مرد کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کی دلیل میں دو حدیثیں لائے ہیں، پہلی حدیث حضرت عبداللہ بن سرجسؓ سے دو سندوں کے ساتھ مروی ہے، یہ مذہب نمبر۳ کی واضح دلیل ہے، اور دوسری حدیث حضرت حکم غفاریؓ سے دو سندوں کے ساتھ نقل کی ہے، یہ مذہب نمبر۱ اور ۲ کی مستدل ہے۔

نوٹ: امام طحاویؒ نے مذہب نمبر۴ کی دلیل پیش نہیں کی ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: لَا بَأْسَ بِهٰذَا كُلِّهِ. وَكَانَ مِمَّا احْتَجُّوا بِهِ فِي ذٰلِكَ

(۸۰) مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

(۸۱) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ. فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۸۲)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ :ثنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُقْرِئِ، قَالَ :ثنا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(۸۳)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(۸۴)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ .

(۸۵)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ حُرَيْثٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(۸۶)حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ، قَالَ :ثنا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(۸۷)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا الْوَهْبِيُّ، قَالَ :ثنا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ :كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

(۸۸)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

(۸۹)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

(٩٠) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانِ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(٩١) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أنا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي نَاعِمٌ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِرْكَنٍ وَاحِدٍ، نُفِيضُ عَلَى أَيْدِينَا حَتَّى نُنْقِيَهَا، ثُمَّ نُفِيضُ عَلَيْنَا الْمَاءَ.

(٩٢) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ رَحِمَهُ اللهُ. وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ هُوَ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَائِهِ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ.

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی ہے، اور کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اس سلسلہ میں جن احادیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے وہ یہ ہیں:

حدیث (۸۰): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

حدیث (۹۱): حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی ٹب سے غسل کرتے تھے، پہلے ہم اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالتے یہانتک کہ ان کو صاف کر لیتے، پھر اپنے اوپر پانی بہاتے۔

حدیث (۹۲): حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات میں سے کوئی ایک، ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔

وضاحت: یہ مذکورہ روایات فریق ثانی یعنی جمہور کی مستدل ہیں، ان روایات کو امام طحاویؒ نے تیرہ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، ان میں نبی ﷺ کا ازواج مطہرات کے ساتھ ایک برتن میں طہارت حاصل کرنا مذکور ہے۔ ان تمام روایات میں دو احتمال ہیں، ایک احتمال تو یہ ہے کہ آپ اور زوجہ مطہرہ ایک ساتھ غسل کرتے ہوں، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ **الگ الگ** غسل کرتے ہوں مگر برتن ایک ہی ہوتا ہو، پہلی

صورت میں یہ روایات جمہور کی مستدل نہیں بن سکتیں کیونکہ مرد و عورت کے ساتھ ساتھ طہارت حاصل کرنے کو فریق اول بھی جائز قرار دیتا ہے، البتہ دوسری صورت میں یہ روایات دلیل بن سکتی ہیں۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَلَمْ يَكُنْ فِي هَذَا عِنْدَنَا حُجَّةٌ عَلَى مَا يَقُولُ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ جَمِيعًا.وَإِنَّمَا التَّنَازُعُ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا ابْتَدَأَ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْآخَرِ .فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ،

(٩٣)فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَدْحَدَّثَنَا قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ قَالَ :وَزَعَمَ أَنَّهَا قَدْ أَدْرَكَتْ وَبَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ :اخْتَلَفَتْ يَدِي وَيَدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

(٩٤)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أَنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ أُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ مِثْلَهُ .فَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنْ أَحَدَهُمَا قَدْ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ الْمَاءِ بَعْدَ صَاحِبِهِ.

(٩٥)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ :ثنا أَبَانُ بْنُ صَمْعَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَبْدَأُ قَبْلِي. فَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ سُؤْرَ الرَّجُلِ جَائِزٌ لِلْمَرْأَةِ التَّطْهِيرُ بِهِ.

(٩٦)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ فِيهِ أَيْدِينَا مِنَ الْجَنَابَةِ .

(٩٧)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ :ثنا أَفْلَحُ رَحِمَهُ اللهُ.

(٩٨)وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ :ثنا أَفْلَحُ،ح

وحدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو عامر العَقَدِی قال ثنا افلح فذكرا مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۹۹)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ :أنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :كُنْتُ أُنَازِعُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُسْلَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.

(۱۰۰)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ الْكَيْسَانِيُّ، قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا وَالنَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، يَغْتَرِفُ قَبْلَهَا وَتَغْتَرِفُ قَبْلَهُ.

(۱۰۱)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، فَأَقُولُ :أَبْقِ لِي ،أَبْقِ لِي .

(۱۰۲)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ الرَّبِيعِ اللُّؤْلُؤِيُّ، قَالَ :ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ :ثنا الْمُبَارَكُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱۰۳)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

(۱۰٤)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو أَحْمَدَ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَتْ لَهُ ,فَقَالَ :إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .

ترجمه: امام طحاویؒ فرماتے ہیں: ان آثار میں ہمارے نزدیک پہلے قول والوں کے قول کے خلاف کوئی حجت نہیں ہے، اس لئے کہ ممکن ہے کہ دونوں ایک ساتھ غسل کرتے ہوں، حالانکہ لوگوں کے درمیان

اختلاف تو اس وقت ہے جب دونوں میں سے ایک دوسرے سے پہل کرے، تو ہم نے اس سلسلہ میں (دوسرے آثار کی طرف) دیکھا۔

حدیث (۹۴): حضرت ام صبیہ جہنیہؓ سے روایت ہے، اوران کا دعوی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پایا ہے اور آپؐ سے بیعت بھی کی ہے، وہ فرماتی ہیں: ایک برتن سے وضو کرنے میں میرا ہاتھ اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ آگے پیچھے ہوتا رہا۔ تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں میں سے ایک دوسرے کے بعد پانی لیتے تھے۔

حدیث (۹۵): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، اور آپؐ مجھ سے پہلے پانی لیتے تھے۔

تو اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ مرد کے بچائے ہوئے پانی سے عورت کے لئے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔

حدیث (۹۶): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل کرتے تھے، اور اس برتن میں ہمارے ہاتھ آگے پیچھے ہوتے تھے۔

حدیث (۹۹): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل کرنے میں جھگڑتے تھے۔

حدیث (۱۰۰): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے، کبھی آپؐ مجھ سے پہلے چلو بھر لیتے اور کبھی میں آپؐ سے پہلے چلو بھر لیتی۔

حدیث (۱۰۱): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، تو میں کہتی تھی کہ میرے لئے بھی رہنے دیجئے، میرے لئے بھی رہنے دیجئے۔

حدیث (۱۰۴): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے جنابت کا غسل کیا، نبیؐ آکر اس پانی سے وضو کرنے لگے، تو انہوں نے آپ کو بتایا (کہ میں نے اس پانی سے جنابت کا غسل کیا ہے) تو آپؐ نے فرمایا: پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

تو ہم نے ان آثار میں روایت کیا مرد اور عورت میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بچائے ہوئے پانی سے طہارت حاصل کرنا، تو یہ آثار اور شروع باب میں روایت کردہ آثار میں تعارض ہو گیا، تو یہاں قیاس کرنا ضروری ہو گیا، تا کہ ہم قیاس کے ذریعہ دونوں متضاد معنی میں سے صحیح معنی کا استخراج کرسکیں۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ خالفھم کے بعد جو روایات ہم نے ذکر کی ہیں وہ بظاہر جمہور کا مستدل نہیں بن سکتیں، کیونکہ ان روایات سے مرد وعورت کے ایک ساتھ طہارت حاصل کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، اور ہمارا اختلاف اس صورت میں ہے جب دونوں میں سے ایک پہلے طہارت حاصل کرلے اس کے بعد دوسرا اس کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرے، لہٰذا یہ روایات جمہور کے مذہب کے ثبوت میں صریح نہیں ہیں۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں ام صبیہؓ کی روایت صریح ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک برتن سے وضو کرتی اور ہم یکے بعد دیگرے اس برتن سے پانی لیتے، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے فضلہ سے مرد طہارت حاصل کرسکتا ہے، اس روایت کو امام طحاویؒ نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ دوسری روایت حضرت عائشہؓ کی ہے جس کو امام طحاویؒ نے آٹھ سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے، اس کا مضمون بھی یہی ہے۔ اس مسئلہ میں سب سے صریح روایت حضرت میمونہؓ کی ہے جس کو ابن عباسؓ نے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہؓ نے غسل جنابت کیا، آپ ﷺ تشریف لائے اور اس پانی سے وضو کرنا چاہا تو حضرت میمونہؓ نے عرض کیا کہ یہ غسل جنابت سے بچا ہوا پانی ہے تو آپؐ نے فرمایا: "ان الماء لا ینجسہ شئی" اور ایک روایت میں ہے "ان الماء لا یجنب"۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ تمام روایات جمہور کے مذہب کی صریح دلیل ہیں۔

نوٹ: حضرت ام صبیہؓ والی روایت سے یہ اشکال ذہن میں آتا ہے کہ ام صبیہؓ نبی ﷺ کے لئے اجنبیہ ہیں تو پھر آپؐ نے ان کے ساتھ وضو کیسے کیا، جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ یا تو آیات حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے، یا پھر درمیان میں کوئی پردہ حائل رہا ہوگا۔

فَقَدْ رَوَيْنَا فِي هٰذِهِ الْآثَارِ تَطَهُّرَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ بِسُؤْرِ صَاحِبِهِ، فَضَادَّ ذٰلِكَ مَا رَوَيْنَا فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، فَوَجَبَ النَّظَرُ هَاهُنَا لِنَسْتَخْرِجَ بِهِ مِنَ الْمَعْنَيَيْنِ الْمُتَضَادَّيْنِ مَعْنًى صَحِيحًا. فَوَجَدْنَا الْأَصْلَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ إِذَا أَخَذَا بِأَيْدِيهِمَا الْمَاءَ مَعًا مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ. وَرَأَيْنَا النَّجَاسَاتِ كُلَّهَا إِذَا وَقَعَتْ فِي الْمَاءِ قَبْلَ أَنْ يُتَوَضَّأَ مِنْهُ أَوْ مَعَ التَّوَضُّؤِ مِنْهُ أَنَّ حُكْمَ ذٰلِكَ سَوَاءٌ. فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ

كَذٰلِكَ. وَكَانَ وُضُوءُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مَعَ صَاحِبِهِ لَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ عَلَيْهِ كَانَ وُضُوءُهُ بَعْدَهُ مِنْ سُؤْرِهِ فِي النَّظَرِ أَيْضًا كَذٰلِكَ. فَثَبَتَ بِهٰذَا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْفَرِيقُ الْآخَرُ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ. وَأَبِي يُوسُفَ. وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: ہم نے ان آثار میں روایت کیا مرد اور عورت میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بچائے ہوئے پانی سے طہارت حاصل کرنا، تو ان آثار اور شروع باب میں روایت کردہ آثار میں تعارض ہو گیا، تو یہاں قیاس کا سہارا لینا ضروری ہو گیا تا کہ ہم قیاس کے ذریعہ دونوں متضاد معنی میں سے صحیح معنی کا استخراج کر سکیں، تو ہم نے متفق علیہ قاعدہ یہ پایا کہ مرد اور عورت جب اپنے ہاتھوں سے ایک ساتھ ایک برتن سے پانی لیں تو ایسا کرنا پانی کو ناپاک نہیں کرتا، اور ہم نے تمام نجاستوں کو دیکھا کہ جب وہ پانی میں گریں خواہ اس پانی سے وضو کرنے سے پہلے یا اس سے وضو کرنے کے وقت تو ان دونوں کا حکم یکساں ہے، تو جب معاملہ ایسا ہے اور مرد اور عورت میں سے ہر ایک کا دوسرے کے ساتھ وضو کرنا اس کے حق میں پانی کو ناپاک نہیں کرتا، تو قیاس کی رو سے (مرد وعورت میں سے ہر ایک کا) دوسرے کے بعد اس کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرنا بھی ایسا ہی ہوگا۔ تو اس تفصیل سے وہ قول ثابت ہو گیا جس کی طرف فریق ثانی گئے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: یہاں سے نظر طحاویؒ کا بیان ہے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ سؤر بنی آدم کے سلسلے میں روایات مختلف ہیں، بعض سے جواز اور بعض سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے، تو دونوں قسم کی روایات میں تعارض ہو گیا، لہذا قیاس کی طرف رجوع کیا جائے گا، تو ہم نے دیکھا کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ مرد وعورت جب ایک برتن سے ساتھ ساتھ پانی لیں تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور نجاست کے بارے میں اصول یہ ہے کہ نجاست پانی کے استعمال سے پہلے گرے یا استعمال کے وقت دونوں صورتوں میں حکم یکساں رہتا ہے، لہذا مرد وعورت ایک ساتھ وضو کریں یا یکے بعد دیگرے کریں دونوں صورتوں میں حکم یکساں رہنا چاہئے، حالانکہ ساتھ ساتھ طہارت حاصل کرنے کی صورت میں آپ کے نزدیک بھی پانی پاک رہتا ہے، تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے کرنے کی صورت میں بھی پانی پاک رہے تا کہ دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہو جائے۔

☆☆☆

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے یا نہیں

اس باب میں دو مذہب ہیں: (۱) اصحابِ ظواہر کے نزدیک اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت میں تسمیہ علی الوضو واجب ہے، اور امام اسحٰق بن راہویہؒ بھی تسمیہ علی الوضو کے وجوب کے قائل ہیں، البتہ وہ فرماتے ہیں کہ عمداً ترک کرنے کی صورت میں وضو نہیں ہوگا لیکن سہواً ترک کرنے کی صورت میں وضو صحیح ہو جائے گا، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہی لوگ کتاب میں فذھب قوم کے مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی اظہر روایت یہ ہے کہ تسمیہ علی الوضو واجب نہیں بلکہ سنت ہے، اگر کسی نے بسم اللہ کو ترک کیا تو اس نے برا کیا لیکن وضو صحیح ہو گیا، البتہ وہ ثواب سے محروم رہے گا۔ یہی لوگ کتاب میں وخالفهم فی ذلك آخرون کے مصداق اور فریق ثانی ہیں۔

(۱۰۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثنا وُهَيْبٌ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَرْمَلَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثِفَالٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَبَاحَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ.

(۱۰۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْجَارُودِ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ أَبِي ثِفَالٍ الْمُرِّيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَبَاحَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ.

(۱۰۷) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أنا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنِ ابْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ أَبِي ثِفَالٍ الْمُرِّيِّ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَامِرِيِّ، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ مَنْ لَمْ يُسَمِّ عَلَى وُضُوءِ الصَّلَاةِ فَلَا يُجْزِيهِ وُضُوءُهُ .وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ .

ترجمہ: حدیث (۱۰۵): رباح بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی (حضرت اسماءؓ) نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے والد (حضرت سعید بن زیدؓ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی نماز نہیں جس کی وضو نہیں، اور اس کی وضو نہیں جس نے اللہ کا نام نہیں لیا۔

تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ جس نے نماز کے لئے کئے جانے والے وضو پر بسم اللہ نہیں پڑھی، اس کی وضو کافی نہیں ہوگی، اور انہوں نے ان آثار سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: مذکورہ آثار فریق اول (اصحاب ظواہر) کی دلیل ہیں، جن کے اندر آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بغیر بسم اللہ کے وضو نہیں ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ تسمیہ واجب ہے، اس روایت کو امام طحاویؒ نے تین سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، دو سندیں حضرت اسماء بنت سعید بن زیدؓ سے مروی ہیں جن میں ایک سند میں وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنے والد کا سماع بیان کرتی ہیں، اور دوسری سند میں خود اپنا سماع بیان کرتی ہیں۔ اور تیسری سند حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا :مَنْ لَمْ يُسَمِّ عَلَى وُضُوئِهِ فَقَدْ أَسَاءَ، وَقَدْ طَهُرَ بِوُضُوئِهِ ذَلِكَ.وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِمَا

(۱۰۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حُضَيْنٍ أَبِي سَاسَانَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ قَالَ :إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللهَ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ .فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ أَنْ يَذْكُرَ اللهَ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ، وَرَدَّ السَّلَامَ بَعْدَ الْوُضُوءِ الَّذِي صَارَ بِهِ مُتَطَهِّرًا .فَفِي ذَلِكَ دَلِيلٌ أَنَّهُ قَدْ تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللهِ.

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی، اور کہا کہ جس نے وضو کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی اس نے برا کیا، لیکن اس وضو کی وجہ سے اس کو طہارت حاصل ہوگئی، اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

حدیث (۱۰۸): حضرت مہاجر بن قنفذؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا درانحالیکہ آپؐ وضو فرمارہے تھے، تو آپؐ نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا، پھر جب آپؐ وضو سے فارغ ہوگئے تو فرمایا: تمہارے سلام کا جواب دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ میں نے بغیر طہارت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اچھا نہیں سمجھا۔

تو اس حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر طہارت اللہ کے ذکر کو ناپسند کیا، اور وضو کے ذریعہ طہارت حاصل کرنے کے بعد آپؐ نے سلام کا جواب دیا، تو اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ آپؐ نے اللہ کا نام لینے (بسم اللہ پڑھنے) سے پہلے وضو کیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے جمہور کے مذہب کے ثبوت کے لئے حضرت مہاجر بن قنفذ کی مذکورہ بالا روایت پیش کی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا جس وقت کہ آپؐ وضو فرمارہے تھے، تو آپؐ نے اس وقت سلام کا جواب نہیں دیا بلکہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد جواب دیا، اور فرمایا: میں بغیر پاکی کے ذکر اللہ کو پسند نہیں کرتا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے بغیر طہارت سلام کا جواب نہیں دیا، تو بسم اللہ جو سلام سے اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے وضو سے پہلے آپؐ نے وہ بھی نہیں پڑھی ہوگی، لہذا ثابت ہوگیا کہ وضو سے پہلے بسم اللہ واجب نہیں۔

وَكَانَ قَوْلُهُ :لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يُسَمِّ يُحْتَمَلُ أَيْضًا مَا قَالَهُ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى وَيُحْتَمَلُ لَا وُضُوءَ لَهُ مُتَكَامِلًا فِي الثَّوَابِ.

ترجمہ: اور آپ کا قول "لا وضوء لمن لم یسم" اس معنی کا بھی احتمال رکھتا ہے جو پہلے قول والوں نے بیان کئے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ "لا وضوء لہ" کا مطلب یہ ہو کہ ثواب میں اس کا وضو کامل نہیں ہوگا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نے فریق اول کی طرف سے دلیل میں پیش کردہ روایت کا

جواب دیا ہے، کہ آپ کی پیش کردہ روایت کے دوسرے جزء "لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ" میں دو احتمال ہیں: پہلا احتمال تو یہ ہے کہ لا وضوء میں لانفی جنس کے لئے ہو، یعنی عدم تسمیہ کی صورت میں وضو ہوگا ہی نہیں، جیسا کہ آپ کی رائے ہے، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ لانفی کمال کے لئے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ عدم تسمیہ کی صورت میں وضو تو ہو جائے گا البتہ اس پر ثواب کا ترتب نہیں ہوگا، اور نفی کو نفی کمال کے لئے لینا بکثرت مستعمل ہے، چنانچہ امام طحاویؒ نے بطور مثال کے دو نظیریں پیش کی ہیں۔

كَمَا قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ فَلَمْ يُرِدْ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمِسْكِينٍ خَارِجٍ بِنْ حَدِّ الْمَسْكَنَةِ كُلِّهَا حَتَّى تَحْرُمَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ. وَإِنَّمَا أَرَادَ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ بِالْمِسْكِينِ الْمُتَكَامِلِ فِي الْمَسْكَنَةِ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَ دَرَجَتِهِ فِي الْمَسْكَنَةِ دَرَجَةٌ.

(۱۰۹) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِالطَّوَّافِ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ. قَالُوا: فَمَنِ الْمِسْكِينُ؟ قَالَ: الَّذِي يَسْتَحِي أَنْ يَسْأَلَ، وَلَا يَجِدُ مَا يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُعْطَى.

(۱۱۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۱۱۱) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(۱۱۲) حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۱۱۳) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

ترجمہ: جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ مسکین وہ نہیں ہے جس کو ایک دو چھوارے یا ایک دو لقمے واپس کر دیں، تو اس قول سے آپ کی مراد یہ نہیں ہے کہ وہ مسکین نہیں ہے اور حد مسکنت سے بالکل خارج ہی ہے، یہانتک کہ اس پر صدقہ حرام ہو جائے، بلکہ آپؐ کی مراد یہ ہے کہ وہ ایسا مسکین نہیں ہے جو مسکنت میں کامل ہو، جس کے بعد مسکنت میں کوئی درجہ نہ ہو۔

حدیث (۱۰۹): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو گھوم پھر کر لوگوں سے مانگے جس کو ایک دو چھوارے یا ایک دو لقمے لوٹا دیں، صحابہ نے عرض کیا: تو پھر مسکین کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو مانگنے سے شرماتا ہے، اور اپنے پاس اتنا مال بھی نہیں پاتا جو اس کو مانگنے سے بے نیاز کر دے، اور نہ اس کے بارے میں جانا جاتا ہے کہ اس کو خود ہی دے دیا جائے۔

وضاحت: یہ امام طحاویؒ نے پہلی نظیر پیش کی ہے کہ آپؐ کے قول لیس المسکین الخ میں نفی نفی کمال کے لئے ہے، نفی جنس کے لئے نہیں، یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شخص در در مانگتا پھرے وہ مسکین ہی نہیں، اور مسکنت کی حد سے بالکل خارج ہے، یہانتک کہ اس پر صدقہ کو حرام کر دیا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ شخص مسکین کامل نہیں ہے۔ اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ پانچ سندوں کے ساتھ لائے ہیں۔

أَوْ كَمَا قَالَ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَبِيتُ شَبْعَانَ وَجَارُهُ جَائِعٌ.

(۱۱٤) حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلٌ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُسَاوِرِ أَوِ ابْنِ أَبِي الْمُسَاوِرِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُعَاتِبُ ابْنَ الزُّبَيْرِ فِي الْبُخْلِ وَيَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَبِيتُ شَبْعَانَ وَجَارُهُ إِلَى جَنْبِهِ

جَائِعٌ . فَلَمْ يُرِدْ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ إِيمَانًا خَرَجَ بِتَرْكِهِ إِيَّاهُ إِلَى الْكُفْرِ . وَلَكِنَّهُ أَرَادَ بِهِ أَنَّهُ لَيْسَ فِي أَعْلَى مَرَاتِبِ الْإِيمَانِ .وَأَشْبَاهُ هَذَا كَثِيرَةٌ .يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهَا .فَكَذَلِكَ قَوْلُهُ :لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يُسَمِّ لَمْ يُرِدْ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُتَوَضِّءٍ وُضُوءًا لَمْ يَخْرُجْ بِهِ مِنَ الْحَدَثِ .وَلَكِنَّهُ أَرَادَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُتَوَضِّءٍ وُضُوءًا كَامِلًا فِي أَسْبَابِ الْوُضُوءِ الَّذِي يُوجِبُ الثَّوَابَ.

ترجمہ: یا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں جو شکم سیر ہو کر رات گزارے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

حدیث (۱۱۴): عبداللہ بن مساورؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو سنا کہ وہ بخل کے سلسلے میں حضرت ابن زبیرؓ سے ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص مومن نہیں جو شکم سیر ہو کر رات گزارے درانحالیکہ قریب میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

تو اس سے آپ کی مراد یہ نہیں ہے کہ وہ ایسا مومن نہیں ہے کہ پڑوسی کو کھانا نہ کھلانے کی وجہ سے وہ ایمان سے نکل کر کفر تک پہنچ جائے، بلکہ آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ ایمان کے اعلیٰ مرتبہ پر نہیں ہے؛ اور اس جیسی بہت سی مثالیں ہیں جن کے ذکر سے کتاب طویل ہو جائے گی؛ تو اسی طرح آپؐ کے ارشاد "لا وضوء لمن لم يسم" سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ باوضو نہیں ہوتا اور اس وضو کی وجہ سے حدث سے خارج نہیں ہوتا، بلکہ آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ ایسا باوضو نہیں ہوتا جو وضو کے درجات میں کامل ہو، اور موجب ثواب ہو۔

وضاحت: دوسری نظیر یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "ليس المؤمن الخ" وہ شخص مومن نہیں جس نے شکم سیر ہو کر رات گزاری اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو، یہاں بھی نفی نفی کمال کے لئے ہے، نفی جنس کے لئے نہیں ہے، یعنی مطلب یہ نہیں کہ وہ شخص مومن ہی نہیں رہے گا اور ایمان سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جائے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ شخص مومن کامل نہیں ہے؛ اسی طرح "لا وضوء الخ" میں یہ مراد نہیں ہے کہ سرے سے اس کا وضو ہوگا ہی نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کا وضو کامل نہیں ہوگا، یعنی موجب ثواب نہیں ہوگا۔

فَلَمَّا احْتَمَلَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنَ الْمَعَانِي مَا وَصَفْنَا، وَلَمْ يَكُنْ هُنَاكَ دَلَالَةٌ يُقْطَعُ بِهَا لِأَحَدِ التَّأْوِيلَيْنِ عَلَى الْآخَرِ؛ وَجَبَ أَنْ يُجْعَلَ مَعْنَاهُ مُوَافِقًا لِمَعَانِي حَدِيثِ الْمُهَاجِرِ ،حَتَّى لَا يَتَضَادَّا .فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْوُضُوءَ بِلَا تَسْمِيَةٍ يَخْرُجُ بِهِ الْمُتَوَضِّئُ مِنَ الْحَدَثِ إِلَى الطَّهَارَةِ.

ترجمہ: تو جب یہ حدیث ان معانی کا احتمال رکھتی ہے جو ہم نے بیان کئے، اور یہاں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس کے ذریعہ یقین کیا جائے دونوں معانی میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کا، تو ضروری ہے کہ اس کے معانی کو حدیث مہاجر کے معانی کے موافق قرار دیا جائے، تا کہ دونوں آثار میں تعارض نہ رہے، تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وضو بلا تسمیہ سے وضو کرنے والا حدث سے نکل کر طہارت کی طرف آجاتا ہے۔

وضاحت: اس عبارت میں امام طحاویؒ نے ماقبل کی پوری بحث کا خلاصہ پیش کیا ہے، فرماتے ہیں کہ آپ کی ذکر کردہ روایت "لا وضوء الخ" مذکورہ توضیح کے مطابق کئی معنی کا احتمال رکھتی ہے، اور کوئی ایک معنی متعین کرنے کے لئے وجہ ترجیح بھی موجود نہیں ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس کے ایسے معنی مراد لئے جائیں جو حضرت مہاجر بن قنفذؓ کی روایت کے معانی کے مطابق ہو جائیں، اور دونوں روایات میں کسی قسم کا تعارض باقی نہ رہے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ لا وضوء میں نفی کمال مراد ہے، نفی جنس مراد نہیں، یعنی جس شخص نے بلا تسمیہ وضو کیا اس کا وضو ہو جائے گا، ہاں البتہ اس کا وضو موجب ثواب نہیں ہوگا۔

وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا أَشْيَاءَ لَا يُدْخَلُ فِيهَا إِلَّا بِكَلَامٍ .مِنْهَا الْعُقُودُ الَّتِي يَعْقِدُهَا بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ مِنَ الْبِيَاعَاتِ وَالْإِجَارَاتِ وَالْمُنَاكَحَاتِ وَالْخُلْعِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ .فَكَانَتْ تِلْكَ الْأَشْيَاءُ لَا تَجِبُ إِلَّا بِأَقْوَالٍ، وَكَانَتِ الْأَقْوَالُ مِنْهَا إِيجَابٌ ،لِأَنَّهُ يَقُولُ (قَدْ بِعْتُكَ ,قَدْ زَوَّجْتُكَ ,قَدْ خَلَعْتُكِ) .فَتِلْكَ أَقْوَالٌ فِيهَا ذِكْرُ الْعُقُودِ وَأَشْيَاءُ تُدْخَلُ فِيهَا بِأَقْوَالٍ وَهِيَ الصَّلَاةُ وَالْحَجُّ ,فَتَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ بِالتَّكْبِيرَةِ ,وَفِي الْحَجِّ

بِالتَّلْبِيَةِ. فَكَانَ التَّكْبِيرَةُ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّلْبِيَةُ فِي الْحَجِّ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِهَا. ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى التَّسْمِيَةِ فِي الْوُضُوءِ، هَلْ تُشْبِهُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ؟ فَرَأَيْنَاهَا غَيْرَ مَذْكُورٍ فِيهَا إِيجَابُ شَيْءٍ، كَمَا كَانَ فِي النِّكَاحِ وَالْبُيُوعِ. فَخَرَجَتِ التَّسْمِيَةُ لِذَلِكَ مِنْ حُكْمِ مَا وَصَفْنَا، وَلَمْ تَكُنِ التَّسْمِيَةُ أَيْضًا رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِ الْوُضُوءِ كَمَا كَانَ التَّكْبِيرُ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ، وَكَمَا كَانَتِ التَّلْبِيَةُ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِ الْحَجِّ، فَخَرَجَ أَيْضًا بِذَلِكَ حُكْمُهَا مِنْ حُكْمِ التَّكْبِيرِ وَالتَّلْبِيَةِ. فَبَطَلَ بِذَلِكَ قَوْلُ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهَا فِي الْوُضُوءِ كَمَا لَا بُدَّ مِنْ تِلْكَ الْأَشْيَاءِ فِيمَا يُعْمَلُ فِيهِ.

ترجمہ: اور رہی اس باب کی توجیہ نظر کے طریقے سے، تو ہم نے دیکھا کہ کچھ چیزوں کو کلام سے ہی شروع کیا جا سکتا ہے، ان میں سے ایک تو وہ عقود ہیں جن کو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ منعقد کرتے ہیں یعنی بیع، اجارہ، نکاح، خلع وغیرہ، کہ یہ چیزیں صرف اقوال سے ہی ثابت ہوتی ہیں، اور ان میں اقوال ایجاب ہیں، اس لئے کہ آدمی کہتا ہے قد بعتُك، قد زوّجتُك، قد خلعتُك، تو یہ اقوال ہیں جن میں عقود کا ذکر ہے، اور کچھ اور بھی چیزیں ہیں جن کو اقوال سے شروع کیا جاتا ہے، اور وہ نماز اور حج ہیں، چنانچہ نماز کو تکبیر سے اور حج کو تلبیہ سے شروع کیا جاتا ہے، لہذا نماز میں تکبیر تحریمہ اور حج میں تلبیہ ان کا ایک رکن ہیں، پھر ہم نے تسمیہ فی الوضوء کے مسئلے کی طرف رجوع کیا، کیا وہ ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی کے مشابہ ہے؟ تو ہم نے دیکھا کہ تسمیہ میں کسی چیز کا ایجاب مذکور نہیں ہے جیسا کہ نکاح اور بیع میں ہوتا ہے، لہذا تسمیہ ان عقود کے حکم سے نکل گیا جن کو ہم نے بیان کیا، اور تسمیہ وضوء کے ارکان میں سے بھی نہیں ہے جیسا کہ تکبیر نماز کے ارکان میں سے ہے اور تلبیہ حج کے ارکان میں سے ہے، تو تسمیہ کا حکم تکبیر اور تلبیہ کے حکم سے بھی خارج ہو گیا۔ لہذا ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو کہتے ہیں کہ وضو میں تسمیہ ضروری ہے جیسا کہ یہ مذکورہ چیزیں (ایجاب، تکبیر تحریمہ اور تلبیہ وغیرہ) ان افعال کے لئے ضروری ہیں جن میں یہ عمل کرتی ہیں۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثانی (جمہور) کی طرف سے نظر یعنی دلیل عقلی ذکر کر رہے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پوری شریعت کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کو شروع کرنے میں

اقوال کا دخل ہے وہ دو طرح کی ہیں: (۱) وہ چیزیں جو قول ہی سے وجود میں آتی ہیں یعنی بولیں گے تو وہ چیزیں وجود میں آئیں گی ورنہ نہیں، جیسے نکاح، طلاق، بیع، اجارہ وغیرہ۔ (۲) وہ چیزیں جو صرف بولنے ہی سے وجود میں نہیں آتیں بلکہ ان کے ساتھ فعل کا ہونا ضروری ہے، جیسے نماز اور حج، کہ یہ صرف تکبیر تحریمہ اور تلبیہ سے وجود میں نہیں آئیں گے بلکہ ان کے ساتھ فعل کا ہونا بھی ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی قسم کی اشیاء میں کلام رکن کا درجہ رکھتا ہے اور دوسری قسم کی اشیاء میں شرط کا درجہ رکھتا ہے، اور ہم نے دیکھا کہ بسم اللہ نہ تو وضو کے لئے شرط ہے اور نہ رکن، لہذا تسمیہ کو واجب نہیں کہا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ اس کو سنت کہہ سکتے ہیں۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الذَّبِيحَةَ لَا بُدَّ مِنَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَهَا ,وَمَنْ تَرَكَ ذَلِكَ مُتَعَمِّدًا لَمْ تُؤْكَلْ ذَبِيحَتُهُ ,فَالتَّسْمِيَةُ أَيْضًا عَلَى الْوُضُوءِ كَذَلِكَ .قِيلَ لَهُ :مَا ثَبَتَ فِي حُكْمِ النَّظَرِ أَنَّ مَنْ تَرَكَ التَّسْمِيَةَ عَلَى الذَّبِيحَةِ مُتَعَمِّدًا أَنَّهَا لَا تُؤْكَلُ ,لَقَدْ تَنَازَعَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ .فَقَالَ بَعْضُهُمْ :تُؤْكَلُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ :لَا تُؤْكَلُ . فَأَمَّا مَنْ قَالَ :تُؤْكَلُ فَقَدْ كُفِينَا الْبَيَانَ لِقَوْلِهِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ :لَا تُؤْكَلُ ,فَإِنَّهُ يَقُولُ :إِنْ تَرَكَهَا نَاسِيًا تُؤْكَلُ ,وَسَوَاءٌ عِنْدَهُ كَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا أَوْ كَافِرًا ,بَعْدَ أَنْ يَكُونَ كِتَابِيًّا .فَجُعِلَتِ التَّسْمِيَةُ هَاهُنَا فِي قَوْلِ مَنْ أَوْجَبَهَا فِي الذَّبِيحَةِ ,إِنَّمَا هِيَ لِبَيَانِ الْمِلَّةِ .فَإِذَا سَمَّى الذَّابِحُ صَارَتْ ذَبِيحَتُهُ مِنْ ذَبَائِحِ الْمِلَّةِ الْمَأْكُولَةِ ذَبِيحَتُهَا، وَإِذَا لَمْ يُسَمِّ جُعِلَتْ مِنْ ذَبَائِحِ الْمِلَلِ الَّتِي لَا تُؤْكَلُ ذَبَائِحُهَا .وَالتَّسْمِيَةُ عَلَى الْوُضُوءِ لَيْسَ لِلْمِلَّةِ إِنَّمَا هِيَ مَجْعُولَةٌ لِذِكْرٍ عَلَى سَبَبٍ مِنْ أَسْبَابِ الصَّلَاةِ، فَرَأَيْنَا مِنْ أَسْبَابِ الصَّلَاةِ الْوُضُوءَ وَسَتْرَ الْعَوْرَةِ ,فَكَانَ مَنْ سَتَرَ عَوْرَتَهُ لَا بِتَسْمِيَةٍ ,لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ .فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ ,أَنْ يَكُونَ مَنْ تَطَهَّرَ أَيْضًا لَا بِتَسْمِيَةٍ ، لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ .وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ ہم دیکھتے ہیں ذبح کے وقت تسمیہ ضروری ہے، اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر تسمیہ چھوڑ دے تو اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا، تو تسمیہ علی الوضوء بھی اسی طرح ہے۔

قیل لہ الخ: تو جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ قیاس کی رو سے ثابت ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر ذبیحہ پر تسمیہ کو چھوڑ دے اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا، اس بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کھایا جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں کھایا جائے گا، تو جو لوگ کہتے ہیں کہ کھایا جائے گا ان کے قول کا بیان ہی کافی ہے (دفع اشکال کے لئے)، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ نہیں کھایا جائے گا تو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر بھول کر تسمیہ کو چھوڑا ہے تو کھایا جائے گا، اور ان کے نزدیک برابر ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا کافر ہو جبکہ وہ کتابی ہو، لہذا یہاں تسمیہ ان لوگوں کے قول کے مطابق جنہوں نے ذبح کے وقت اس کو واجب قرار دیا ہے ذابح کے دین کو بیان کرنے کیلئے ہے، تو اگر ذبح کرنے والا بسم اللہ پڑھ لے تو اس کا ذبیحہ اس ملت کے ذبیحوں میں سے ہو جائے گا جن کا ذبیحہ کھایا جاتا ہے، اور اگر ذابح بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کا ذبیحہ ان ملتوں کے ذبائح میں سے قرار دیا جائے گا جن کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا۔

اور وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا بیان ملت کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ مقرر کیا گیا ہے نماز کی شرائط میں سے ایک شرط پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے، تو ہم دیکھتے ہیں کہ نماز کی شرائط میں وضو بھی ہے اور ستر عورت بھی ہے، اور جو شخص بغیر تسمیہ کے اپنا ستر چھپائے تو یہ اس کے لئے مضر نہیں ہے، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص بغیر تسمیہ کے طہارت حاصل کرے تو یہ (ترک تسمیہ) اس کے لئے بھی مضر نہ ہو۔ اور یہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جس طرح جانور ذبح کرتے وقت تسمیہ ضروری اور واجب ہے اور عمداً تسمیہ ترک کرنے کی صورت میں اس ذبیحہ کا کھانا جائز نہیں ہے، اسی طرح تسمیہ علی الوضوء کو بھی تسمیہ عند الذبح پر قیاس کر کے واجب کہنا چاہئے، اس لئے کہ تسمیہ جس طرح ذبیحہ کے لئے نہ رکن ہے اور نہ شرط پھر بھی ضروری ہے، اسی طرح وضو میں بھی رکن اور شرط نہ ہونے کے باوجود تسمیہ ضروری ہونا چاہئے۔

امام طحاویؒ اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ ذبح کے وقت عمداً تسمیہ ترک کرنے کی صورت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ شوافع کہتے ہیں کہ متروک التسمیہ عمداً حلال ہے اور احناف کہتے ہیں کہ حلال نہیں ہے، لہذا شوافع کے مذہب کے مطابق اس قیاس سے جمہور کا مذہب ہی ثابت ہوگا، کہ جس طرح

ذبح کے وقت ترک تسمیہ کے باوجود ذبح صحیح ہو جاتا ہے، اسی طرح وضو کے شروع میں ترک تسمیہ سے وضو درست ہو جائے گا، ہاں البتہ احناف جو متروک التسمیہ عمداً کی حلت کے قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک چونکہ ذبح کے وقت ترک تسمیہ سے ذبح درست نہیں ہوتا، تو اسی طرح وضو کے وقت ترک تسمیہ سے وضو بھی درست نہیں ہونا چاہئے، اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ دونوں تسمیہ میں فرق ہے، ابتدائے وضو میں بسم اللہ برکتاً پڑھی جاتی ہے اور ذبح کے وقت بسم اللہ اس لئے پڑھی جاتی ہے تا کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ ذابح کس ملت سے تعلق رکھتا ہے، آیا اس کا تعلق اس ملت سے ہے جس کا ذبیحہ کھایا جاتا ہے، جیسے مسلمان اور کتابی، یا اس ملت سے ہے، جس کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا، جیسے مشرک اور مجوسی وغیرہ۔ لہذا التسمیہ علی الوضوء کو تسمیہ عندالذبح پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ تسمیہ علی الوضوء برکت کے لئے ہے اور تسمیہ عندالذبح بیان ملت کے لئے ہے۔

آگے امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہماری طرف سے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وضو نماز کے شرائط میں سے ایک شرط ہے، اب ہم نے نماز کے دوسرے شرائط مثلاً ستر عورت وغیرہ کو دیکھا کہ وہ بغیر تسمیہ کے درست ہو جاتے ہیں، اور ترک تسمیہ ان کے لئے مضر نہیں ہے، پس اسی طرح وضو جو نماز کے شرائط میں سے ایک شرط ہے وہ بھی بغیر تسمیہ کے درست ہو جائے گا۔

☆☆☆

بَابُ الْوُضُوءِ لِلصَّلَاةِ مَرَّةً مَرَّةً وَثَلَاثًا ثَلَاثًا

اس باب میں کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے بلکہ امام طحاویؒ مختلف روایات لائے ہیں جن سے آپ کا اعضائے وضوء کو ایک مرتبہ، دو مرتبہ اور تین مرتبہ دھونا ثابت ہوتا ہے، لہذا ان روایات سے معلوم ہوا کہ وضوء میں اعضائے وضوء کو ایک مرتبہ دھونا بھی جائز ہے اور دو مرتبہ اور تین مرتبہ بھی، البتہ ایک مرتبہ دھونا فرض، دو مرتبہ دھونا مستحب اور تین مرتبہ دھونا سنت ہوگا۔ یا یہ کہا جائے کہ دو مرتبہ دھونا سنت اور تیسری مرتبہ دھونا اکمال سنت ہے۔

(۱۱۵) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ :ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، قَالَ :ثنا عَلْقَمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَوْ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ،

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ :هٰذَا طُهُورُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(۱۱۶)حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ :ثنا إِسْرَائِيلُ، قَالَ :ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ الْوَادِعِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۱۱۷)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ :أنا ابْنُ ثَوْبَانَ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ :رَأَيْتُ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ تَوَضَّآ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ,وَقَالَا :هٰكَذَا كَانَ يَتَوَضَّأُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(۱۱۸)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّورِيُّ، قَالَ :ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، قَالَ :ثنا ابْنُ ثَوْبَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱۱۹)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ، قَالَ :ثنا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَقَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ هٰكَذَا.

(۱۲۰)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُبَيْعٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا .

فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

(۱۲۱)حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا أَسَدٌ، قَالَ :ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، قَالَ :ثنا الضَّحَّاكُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

(۱۲۲) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِوُضُوءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ مَرَّةً مَرَّةً. أَوْ قَالَ: تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

(۱۲۳) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً.

(۱۲۴) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَا: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَرَأَيْتُهُ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ مَا كَانَ مِنْهُ مِنْ وُضُوئِهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا إِنَّمَا هُوَ لِإِصَابَةِ الْفَضْلِ لَا الْفَرْضِ.

ترجمہ: حدیث (۱۱۵): حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے تین تین مرتبہ وضو کیا پھر فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ وضو ہے۔

حدیث (۱۱۷): حضرت شقیقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ انہوں نے تین تین مرتبہ وضو کیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح وضو فرماتے تھے۔

حدیث (۱۱۹): حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے تین تین مرتبہ وضو کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔

حدیث (۱۲۰): حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے تین تین مرتبہ وضوفرمایا۔

توان آثار میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین تین مرتبہ (اعضاء کودھوکر) وضوفرمایا، اور آپؐ کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے ایک ایک مرتبہ (اعضاء کودھوکر) وضوفرمایا۔

حدیث (۱۲۱): حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپؐ نے ایک ایک مرتبہ وضوفرمایا۔

حدیث (۱۲۲): حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کا ایک ایک مرتبہ وضوکرنا نہ بتلاؤں؟ یا فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضوفرمایا۔

حدیث (۱۲۵): حضرت عبیداللہ بن رافعؒ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین تین مرتبہ اور ایک ایک مرتبہ وضوفرماتے ہوئے دیکھا۔

توان آثار سے جن کو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپؐ نے ایک ایک مرتبہ بھی وضوفرمایا ہے؛ تو اس سے ثابت ہوا کہ آپؐ کا تین تین مرتبہ وضوفرمانا صرف فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے تھا فرض ہونے کی وجہ سے نہیں تھا۔

☆☆☆

بَابُ فَرْضِ مَسْحِ الرَّأْسِ فِي الْوُضُوْءِ

مسح رأس میں کتنی مقدار فرض ہے؟

اس باب میں دو مذہب ہیں: (۱) امام مالکؒ، امام مزنیؒ اور شیخ ابوعلی جبائیؒ کے نزدیک پورے سر کا مسح فرض ہے۔ یہی لوگ کتاب میں فریق اول اور فذہب قوم کے مصداق ہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ سر کے بعض حصے پر مسح کرنے سے فرض اداء ہو جائے گا، البتہ پورے سر کا مسح مسنون ہے اور زیادتی ثواب کا باعث ہے۔ کتاب کے اندر وخالفہم سے مراد اور فریق ثانی یہی لوگ ہیں۔

(۱۲۶) حَدَّثَنَا یُونُسُ، وَعَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ أَبِي عَقِيلٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحْمٰنِ، قَالُوا :أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ بِيَدِهِ فِي وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ مَاءً، فَبَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِيَدِهِ إِلَى مُؤَخَّرِ الرَّأْسِ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى مُقَدَّمِهِ .قَالَ مَالِكٌ :هٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ وَأَعَمُّهُ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ.

(۱۲۷)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ : ثنا أَبِي وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ :رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ .مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِهِ .

(۱۲۸)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ لَيْثٍ .فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۱۲۹)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ أَرَاهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ ,وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ مَرَّ بِهِمَا حَتّٰى بَلَغَ الْقَفَا ,ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى بَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِي مِنْهُ بَدَأَ.

فَذَهَبَ ذَاهِبُونَ إِلَى أَنَّ مَسْحَ الرَّأْسِ كُلِّهِ وَاجِبٌ فِي وُضُوءِ الصَّلَاةِ ، لَا يُجْزِءُ تَرْكُ شَيْءٍ مِنْهُ، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: حدیث (۱۲۶): حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنیؓ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نماز کے واسطے کیے جانے والے وضو کے دوران آپؐ نے اپنے ہاتھ میں پانی لیا اور آپؐ نے سر کے اگلے حصے سے ابتداء کی پھر اپنے ہاتھ کو سر کے پچھلے حصے تک لے گئے، پھر دونوں ہاتھوں کو سر کے

اگلے حصے تک واپس لائے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں: مسح رأس کے سلسلے میں میں نے جو روایات سنی ہیں یہ ان میں سب سے اچھی اور سب سے زیادہ عام ہے۔

حدیث (۱۲۷): حضرت طلحہ بن مصرفؒ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے سر کے اگلے حصے سے مسح شروع کیا یہانتک کہ گدی یعنی گردن کے اگلے حصے تک پہنچ گئے۔

حدیث (۱۲۹): حضرت معاویہؓ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ دکھلایا چنانچہ جب سر کے مسح کی باری آئی تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصے پر رکھا پھر ان کو پھیرا یہانتک کہ گدی تک پہنچ گئے، پھر دونوں ہتھیلیوں کو واپس لائے یہانتک کہ اسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے شروع کیا تھا۔

تو کچھ جانے والے اس طرف گئے کہ نماز کے وضو میں پورے سر کا مسح واجب ہے اس کے کسی حصے کو چھوڑنا جائز نہیں، اور انہوں نے ان مذکورہ آثار سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: مذکورہ روایات فریق اول (امام مالکؒ اور ان کے ہمنوا حضرات) کی مستدل ہیں، ان روایات کو امام طحاویؒ نے چار سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے، ایک سند حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ سے، دو سندیں حضرت طلحہ بن مصرفؒ سے ان کے دادا کے حوالے سے اور ایک سند حضرت معاویہؓ سے ہے۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ پورے سر کا مسح فرض ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا :الَّذِي فِي آثَارِكُمْ هَذِهِ إِنَّمَا هُوَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَأْسَهُ كُلَّهُ فِي وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ، فَهَكَذَا نَأْمُرُ الْمُتَوَضِّئَ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ فِي وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ، وَلَا نُوجِبُ ذَلِكَ بِكَمَالِهِ عَلَيْهِ فَرْضًا .وَلَيْسَ فِي فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ مَا قَدْ دَلَّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ مِنْهُ لِأَنَّهُ فَرْضٌ، فَقَدْ رَأَيْنَاهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا لَا لِأَنَّ ذَلِكَ فَرْضٌ لَا يُجْزِءُ أَقَلُّ مِنْهُ ,وَلَكِنْ مِنْهُ فَرْضٌ وَمِنْهُ فَضْلٌ.

ترجمہ: اور اس مسئلے میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ تمہارے پیش کردہ ان آثار میں تو فقط اتنی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے واسطے کیے جانے والے وضو میں پورے سر کا مسح

کیا، تو ہم بھی وضو کرنے والے کو یہی حکم دیتے ہیں کہ وہ نماز کے وضو میں ایسا ہی کرے لیکن ہم اس پر پورے سر کے مسح کو فرض قرار نہیں دیتے؛ اور نبی ﷺ کے اس فعل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو اس پر دلالت کرے کہ آپؐ کا پورے سر کا مسح کرنا اس کے فرض ہونے کی بناء پر تھا، اس لئے کہ ہم نے دیکھا کہ نبیؐ نے تین تین مرتبہ وضو کیا اس لئے نہیں کہ یہ فرض ہے اور اس سے کم (ایک یا دو مرتبہ دھونا) کافی نہیں ہوگا بلکہ اس میں سے کچھ (ایک مرتبہ دھونا) بطور فرض کے تھا اور کچھ (دوسری اور تیسری مرتبہ دھونا) فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے تھا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کی دلیل کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ روایات سے استیعاب کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے کہ ان روایات سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپؐ نے وضو میں پورے سر کا مسح کیا، یہ محض آپؐ کا فعل ہے اور صرف فعل سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی، اگر محض فعل سے فرضیت ثابت ہوتی تو ماقبل میں روایات گزری ہیں کہ نبیؐ وضو میں تین تین مرتبہ اعضاء کو دھوتے تھے، اور وہاں پر کوئی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا فرض ہے خود آپ بھی ایک مرتبہ کو فرض اور بقیہ کو سنت کہتے ہیں، تو اسی طرح یہاں پر بھی محض آپؐ کے فعل سے استیعاب کی فرضیت ثابت نہیں ہوگی۔

قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْآثَارِ الدَّالَّةِ عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ فِي الْفَرْضِ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ عَلَى بَعْضِهِ مَا قَدْ

(۱۳۰) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ [illegible]، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ الثَّقَفِيِّ، عَنِ ا[illegible]مُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ فَمَسَحَ عَلَى عِمَامَتِهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ.

(۱۳۱) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ :أَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ وَابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ وَهْبٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَفَعَهُ إِلَيْهِ قَالَ :كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ ,فَمَسَحَ عَلَى عِمَامَتِهِ .وَقَدْ ذَكَرَ النَّاصِيَةَ بِشَيْءٍ.

ترجمہ: اور نبیؐ سے ایسے آثار بھی مروی ہیں جو سر کے مسح میں مقدار فرض کے سلسلے میں اس بات پر دلالت کرتے ہیں جس کی طرف یہ لوگ (جمہور) گئے ہیں کہ مسح بعض حصے پر فرض ہے۔

حدیث (۱۳۰): حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا درانحالیکہ آپؐ کے سر پر عمامہ تھا تو آپؐ نے اپنے عمامے اور سر کے اگلے حصے پر مسح کیا۔

حدیث (۱۳۱): حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے انہوں نے مرفوعا بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپؐ نماز کے لئے وضو کرنے لگے تو آپؐ نے عمامے پر مسح کیا، اور حضرت مغیرہؓ نے ناصیہ کا بھی کچھ ذکر کیا۔

وضاحت: فریق ثانی (ائمہ ثلاثہ اور جمہور) کی طرف سے امام طحاویؒ نے کل تین دلیلیں پیش کی ہیں، پہلی دلیل حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت ہے جس کو امام طحاویؒ نے دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عمامہ اور ناصیہ پر مسح فرمایا، اور ناصیہ پر مسح کا مطلب یہ ہے کہ سر کے اگلے حصے پر پیشانی کی مقدار مسح کیا، لہذا ثابت ہوا کہ پورے سر کا مسح فرض نہیں بلکہ ناصیہ کے بقدر سر پر مسح کرنا کافی ہے۔

فَفِي هَذَا الْأَثَرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى بَعْضِ الرَّأْسِ وَهُوَ النَّاصِيَةُ ,وَظُهُورُ النَّاصِيَةِ دَلِيلُ أَنَّ بَقِيَّةَ الرَّأْسِ حُكْمُهُ حُكْمُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ ,لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ الْحُكْمُ قَدْ ثَبَتَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ لَكَانَ كَالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ,فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا وَقَدْ غُيِّبَتِ الرِّجْلَانِ فِيهِمَا وَلَوْ كَانَ بَعْضُ الرِّجْلَيْنِ بَادِيًا ,لَمَا أَجْزَأَهُ أَنْ يَغْسِلَ مَا ظَهَرَ مِنْهُمَا وَيَمْسَحَ عَلَى مَا غَابَ مِنْهُمَا فَجَعَلَ حُكْمَ مَا غَابَ مِنْهُمَا مُضَمَّنًا بِحُكْمِ مَا بَدَا مِنْهُمَا فَلَمَّا وَجَبَ غَسْلُ الظَّاهِرِ وَجَبَ غَسْلُ الْبَاطِنِ فَكَذَلِكَ الرَّأْسُ لَمَّا وَجَبَ مَسْحُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ ,ثَبَتَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ مَسْحُ مَا بَطَنَ مِنْهُ لِيَكُونَ حُكْمُ كُلِّهِ حُكْمًا وَاحِدًا كَمَا كَانَ حُكْمُ الرِّجْلَيْنِ إِذَا غُيِّبَ بَعْضُهُما فِي الْخُفَّيْنِ حُكْمًا وَاحِدًا .فَلَمَّا اكْتَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْأَثَرِ بِمَسْحِ

لِلنَّاصِيَةِ عَلَى مَسْحِ مَا بَقِيَ مِنَ الرَّأْسِ دَلَّ ذَلِكَ أَنَّ الْفَرْضَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ هُوَ مِقْدَارُ النَّاصِيَةِ وَأَنَّ مَا فَعَلَهُ فِيمَا جَاوَزَ بِهِ النَّاصِيَةَ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْآثَارِ كَانَ دَلِيلًا عَلَى الْفَضْلِ لَا عَلَى الْوُجُوبِ حَتَّى تَسْتَوِيَ هَذِهِ الْآثَارُ وَلَا تَتَضَادَّ . فَهَذَا حُكْمُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ.

ترجمہ: تو اس اثر میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض راس پر مسح کیا اور ناصیہ وہ سر کا اگلا حصہ ہے، اور ناصیہ کا کھلا ہوا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بقیہ سر کا بھی وہی حکم ہے جو حکم سر کے کھلے ہوئے حصے کا ہے، اس لئے کہ مسح علی العمامہ سے اگر حکم ثابت ہو جائے تو یہ مسح علی الخفین کے مانند ہو جائے گا بایں طور کہ مسح علی الخفین نہیں ہوتا مگر جبکہ دونوں پیر خفین میں چھپے ہوئے ہوں، اور اگر پیروں کا بعض حصہ کھلا ہوا ہو تو یہ بات کافی نہیں ہے کہ پیروں کے کھلے ہوئے حصے کو دھولے اور ڈھکے ہوئے حصے پر مسح کرلے۔ لہذا پیروں کے ڈھکے ہوئے حصے کا حکم کھلے ہوئے حصے کے حکم کو شامل قرار دیا جائے گا، تو جب کھلے ہوئے حصے کا دھونا واجب ہے تو ڈھکے ہوئے حصے کا دھونا بھی واجب ہوگا۔

اسی طرح سر کا مسئلہ بھی ہے کہ جب سر کے کھلے ہوئے حصے کا مسح واجب ہے تو اس سے ثابت ہو گیا کہ سر کے ڈھکے ہوئے حصے پر مسح کرنا جائز نہیں تا کہ پورے سر کا ایک حکم ہو جائے، جیسا کہ پیروں کا حکم جب ان کا کچھ حصہ خفین میں چھپا ہوا ہو ایک ہی ہوتا ہے۔ تو جب مذکورہ اثر میں نبیؐ نے بقیہ سر کو چھوڑ کر محض ناصیہ پر مسح کرنے پر اکتفاء کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ مسح راس میں مقدار ناصیہ فرض ہے اور اس مذکورہ اثر کے علاوہ دیگر آثار میں (جو مذکور ہے یعنی) آپ کا مقدار ناصیہ سے تجاوز کرنا یہ فضیلت کی دلیل ہے نا کہ وجوب کی، تا کہ ان آثار میں موافقت ہو جائے اور تعارض باقی نہ رہے۔ تو یہ اس باب کا حکم ہے آثار کے طریق سے۔

وضاحت: امام طحاویؒ مالکیہ کی طرف سے پیش کئے جانے والے ایک شبہ کا ازالہ فرما رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت سے بھی استیعاب کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ آپؐ نے ناصیہ اور عمامہ دونوں پر مسح فرمایا تو اگر استیعاب ضروری نہ ہوتا تو آپؐ عمامہ پر مسح نہ فرماتے۔

امام طحاویؒ جواب دیتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں دو ٹکڑے ہیں: (۱) مسح علی العمامہ (۲) مسح علی الناصیہ اگر آپ مسح علی العمامہ سے حکم ثابت کرتے ہیں تو مسح علی العمامہ مسح علی الخفین کے مانند ہوگا اور مسح علی

الخفین کے جواز کے لئے شرط ہے کہ دونوں پیر پورے طور پر خفین میں چھپے ہوئے ہوں، اور اگر پیروں کا بعض حصہ کھلا ہوا ہے اور بعض چھپا ہوا تو یہ بات جائز نہیں کہ کھلے ہوئے حصے کو دھولیا جائے اور چھپے ہوئے پر مسح کرلیا جائے، اس لئے کہ اس صورت میں اصل اور فرع کا جمع کرنا لازم آتا ہے، لہذا پیروں کے کھلے ہوئے حصے کا غسل واجب ہوگا تو پورے پیروں کا حکم یکساں کرنے کے لئے چھپے ہوئے حصے کا غسل بھی ضروری ہوگا، اسی طرح اگر مسح علی العمامہ سے حکم ثابت کیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کے کھلے ہوئے حصے پر بھی مسح کیا جو اصل ہے، اور چھپے ہوئے حصے یعنی عمامہ پر بھی مسح کیا جو اس کی فرع ہے، تو اس صورت میں اصل اور فرع کو جمع کرنا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

اور اگر مسح علی الناصیہ والے جزء سے حکم ثابت کیا جائے تو کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کا مسح علی الناصیہ پر اکتفاء کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ محض مقدار ناصیہ کا مسح فرض ہے، اور دیگر آثار میں جو اس سے زائد پر مسح کا ذکر ہے وہ کمال فضیلت کے لئے ہے۔ واللہ اعلم

وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,فَإِنَّا رَأَيْنَا الْوُضُوءَ يَجِبُ فِي أَعْضَاءٍ .فَمِنْهَا مَا حُكْمُهُ أَنْ يُغْسَلَ ,وَمِنْهَا مَا حُكْمُهُ أَنْ يُمْسَحَ . فَأَمَّا مَا حُكْمُهُ أَنْ يُغْسَلَ فَالْوَجْهُ وَالْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ فِي قَوْلِ مَنْ يُوجِبُ غَسْلَهُمَا. فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ مَا وَجَبَ غَسْلُهُ مِنْ ذَلِكَ فَلَا بُدَّ مِنْ غَسْلِهِ كُلِّهِ وَلَا يُجْزِءُ غَسْلُ بَعْضِهِ دُونَ بَعْضٍ، وَكُلُّ مَا كَانَ مَا وَجَبَ مَسْحُهُ مِنْ ذَلِكَ ,وَهُوَ الرَّأْسُ .فَقَالَ قَوْمٌ :حُكْمُهُ أَنْ يُمْسَحَ كُلُّهُ كَمَا تُغْسَلُ تِلْكَ الْأَعْضَاءُ كُلُّهَا ,وَقَالَ آخَرُونَ :يُمْسَحُ بَعْضُهُ دُونَ بَعْضِهِ .فَنَظَرْنَا فِيمَا حُكْمُهُ الْمَسْحُ كَيْفَ هُوَ؟ فَرَأَيْنَا حُكْمَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَدِ اخْتُلِفَ فِيهِ .فَقَالَ قَوْمٌ :يُمْسَحُ ظَاهِرُهُمَا دُونَ بَاطِنِهِمَا ,وَقَالَ آخَرُونَ :يُمْسَحُ ظَاهِرُهُمَا دُونَ بَاطِنِهِمَا. فَكُلٌّ قَدِ اتَّفَقَ أَنَّ فَرْضَ الْمَسْحِ فِي ذَلِكَ هُوَ عَلَى بَعْضِهِمَا دُونَ مَسْحِ كُلِّهِمَا .فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ حُكْمُ مَسْحِ الرَّأْسِ ,هُوَ عَلَى بَعْضِهِ دُونَ بَعْضٍ ,قِيَاسًا وَنَظَرًا ,عَلَى مَا بَيَّنَّا مِنْ ذَلِكَ .وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ.

ترجمہ: اور رہا نظر کے اعتبار سے تو ہم نے دیکھا کہ جن اعضاء میں وضو واجب ہے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن میں دھونے کا حکم ہے اور بعض ایسے ہیں جن میں مسح کا حکم ہے، تو جن اعضاء میں دھونے کا حکم ہے وہ چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ہیں، ان لوگوں کے قول کے مطابق جو ان کے دھونے کو واجب کہتے ہیں، اور تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ اعضائے وضو میں سے جن اعضاء کا دھونا واجب ہے ان کا پورے کا دھونا ضروری ہے، کچھ حصہ کو دھو لینا اور کچھ کو چھوڑ دینا کافی نہیں ہے۔

اور ان اعضاء میں سے جس کا مسح واجب ہے وہ سر ہے، تو کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کا حکم یہ ہے کہ پورے سر کا مسح کیا جائے جیسا کہ ان اعضائے مغسولہ کا پورے کا غسل کیا جاتا ہے، اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ بعض حصہ پر مسح کیا جائے گا بعض پر نہیں، تو ہم نے غور کیا کہ جن اعضاء میں مسح کا حکم ہے وہ کیسے ہیں، تو ہم نے دیکھا کہ مسح علی الخفین کے حکم میں اختلاف ہے، چنانچہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کے ظاہری اور باطنی حصہ پر مسح کیا جائے گا اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ پیروں کے ظاہری حصہ پر مسح کیا جائے گا نہ کہ باطنی حصہ پر، غرض اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ پیروں کے مسح میں فرض بعض پر مسح کرنا ہے نہ کہ کل پر، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مسح علی الرأس کا حکم بھی ایسا ہی ہو کہ وہ بعض رأس پر ہو اور بعض پر نہ ہو، جو کچھ اس سلسلہ میں ہم نے بیان کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے۔ اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: جمہور کے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے امام طحاویؒ میں دوسری دلیل نظر پیش کر رہے ہیں جو امام مالکؒ کے قیاس کا جواب بھی ہے، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وضو میں بعض اعضاء مغسولہ ہیں اور بعض ممسوحہ، اور تمام اعضاء مغسولہ میں بالاتفاق استیعاب فرض ہے لہذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ عضو ممسوح میں بھی استیعاب فرض ہو۔

امام طحاویؒ نظر کے ذریعہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ آپ کا یہ قیاس غلط ہے، درست قیاس یہ ہے کہ اعضائے وضو میں بعض اعضاء کا حکم غسل ہے اور بعض کا حکم مسح ہے، تو جن اعضاء کا حکم غسل ہے ان کا پورا دھونا واجب ہے یہ درست نہیں کہ ایک ہی عضو کے ایک حصہ کا غسل کیا جائے اور ایک کا غسل نہ کیا جائے، اور رہا عضو ممسوح تو اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ پورے عضو کا مسح کیا جائے جیسا کہ اعضائے مغسولہ میں سے ہر عضو کو پورا دھویا جاتا ہے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بعض کا مسح کیا جائے اور بعض کا نہیں۔ تو اب ہم نے اس مختلف فیہ عضو کے بارے میں غور کیا کہ اس کے علاوہ دوسری جگہ مسح کا حکم کیا ہے، چنانچہ ہم نے دیکھا کہ مسح علی الخفین کا حکم اگرچہ مختلف فیہ ہے کہ ایک جماعت ظاہر خفین اور

باطن خفین دونوں کے مسح کو ضروری قرار دیتی ہے جبکہ دوسری جماعت نے صرف ظاہر خفین کے مسح کو ضروری قرار دیا ہے، لیکن دونوں جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ بعض خفین پر مسح فرض ہے نا کہ جمیع خفین پر، پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مسح رأس میں بھی یہی حکم ہو کہ بعض رأس پر مسح فرض ہو نا کہ کل رأس پر۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَمَّنْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مَا يُوَافِقُ ذَلِكَ

(۱۳۲) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ إِذَا تَوَضَّأَ.

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ سے بعد کے لوگوں سے بھی اسی کے موافق مروی ہے

حدیث (۱۳۲): حضرت ابن عمرؓ کے متعلق مروی ہے کہ وہ وضو کرتے وقت سر کے اگلے حصے کا مسح کرتے تھے۔

وضاحت: یہ امام طحاویؒ نے فریق ثانی یعنی جمہور کی طرف سے تیسری دلیل پیش کی ہے، کہ حضرات صحابہؓ کے عمل سے بھی ہمارے ہی مذہب کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کا عمل تھا کہ آپ سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا کرتے تھے، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ پورے سر کا مسح فرض نہیں ہے ورنہ حضرت ابن عمرؓ جیسے متبع سنت صحابی سر کے اگلے حصے کے مسح پر اکتفاء نہ فرماتے۔

☆☆☆

بَابُ حُكْمِ الْأُذُنَيْنِ فِي وُضُوءِ الصَّلَاةِ

اس باب میں مسئلہ یہ ہے کہ وضو میں کانوں کا حکم کیا ہے؟ اس سلسلہ میں پانچ مذہب ہیں: (۱) امام عامر شعبیؒ، حسن بن صالحؒ، ابن سیرینؒ، نخعیؒ، ابن جریر طبریؒ، اور اسحق بن راہویہؒ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ کانوں کے اگلے حصے کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے گا اور پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا، ان حضرات کو صاحب کتاب نے فریق اول قرار دیا ہے اور یہی "فذھب قوم" کے مصداق ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ دونوں کان سر کا جزء ہیں لہذا سر کے ساتھ اور اسی کے پانی سے ان کا مسح کیا جائے گا، البتہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ ماء جدید سے مسح کے قائل ہیں۔ یہی حضرات فریق ثانی اور دوخالفہم کے مصداق ہیں۔

(۳) امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کان چہرے کا جزء ہیں لہذا ان کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے گا۔

(۴) دونوں کانوں کے اگلے حصے کا چہرے کے ساتھ مسح کیا جائے گا اور پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا۔

(۵) امام شریحؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کانوں کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے گا پھر دونوں کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا۔

(۱۳۳) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ :ثنا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :دَخَلَ عَلَيَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ أَرَاقَ الْمَاءَ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَا أَتَوَضَّأُ لَكَ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ قُلْتُ :بَلَى، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي .فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا ذَكَرَ فِيهِ أَنَّهُ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا، فَصَكَّ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ الثَّانِيَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ الثَّالِثَةَ ,ثُمَّ أَلْقَمَ إِبْهَامَيْهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَصَبَّهَا عَلَى نَاصِيَتِهِ ثُمَّ أَرْسَلَهَا تَسْتَنُّ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا وَالْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَظُهُورَ أُذُنَيْهِ .

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا الْأَثَرِ ,فَقَالُوا :مَا أَقْبَلَ مِنَ الْأُذُنَيْنِ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْوَجْهِ، يُغْسَلُ مَعَ الْوَجْهِ ,وَمَا أَدْبَرَ مِنْهُمَا فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرَّأْسِ، يُمْسَحُ مَعَ الرَّأْسِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ پیشاب سے فارغ

ہو کر میرے پاس آئے اور آپ نے ایک برتن پانی منگوایا، اور فرمایا: اے ابن عباس! کیا میں تمہیں وضو کر کے نہ دکھاؤں جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ، میرے والدین آپ پر قربان ہوں۔ پھر ابن عباس نے ایک طویل واقعہ بیان کیا جس میں یہ بھی تھا کہ آپ (حضرت علیؓ) نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک چلو پانی لیا اور اپنے چہرے پر چھپکا مارا، پھر دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی کیا، پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے اگلے حصے پر پھیرا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں پانی لیا اور اس کو اپنی پیشانی پر ڈال لیا اور اس کو چہرے پر بہنے دیا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا اور بائیں ہاتھ کو بھی اسی طرح (کہنی تک تین مرتبہ دھویا) پھر اپنے سر اور کانوں کے پچھلے حصے کا مسح کیا۔

تو کچھ لوگ اس اثر کی طرف گئے اور کہا کہ کانوں کا اگلا حصہ چہرے کے حکم میں ہے اس کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے گا، اور کانوں کے پچھلے حصے سر کے حکم میں ہیں ان کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول کے مستدل کے طور پر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث نقل کی ہے جس میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے نبی ﷺ کا پورا وضو کر کے دکھلایا جس میں انہوں نے چہرہ دھوتے وقت کانوں کے اگلے حصے پر بھی انگوٹھوں کو پھیرا، اور کانوں کے پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا، اس سے معلوم ہوا کہ کانوں کے اگلے حصے چہرے کے حکم میں ہیں لہذا ان کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے گا، اور پچھلے حصے سر کے حکم میں ہیں اس لئے ان کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ، يُمْسَحُ مُقَدَّمُهُمَا وَمُؤَخَّرُهُمَا مَعَ الرَّأْسِ. وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

(١٣٤) بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ.

(١٣٥) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا الدَّرَاوَرْدِيُّ، قَالَ: ثنا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ.

(۱۳۶)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :مَرَّةً وَاحِدَةً.

(۱۳۷)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ :ثنا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيكَرِبَ يَقُولُ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ، فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ مَرَّ بِهِمَا حَتَّى بَلَغَ الْقَفَا، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى بَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِي مِنْهُ بَدَأَ، وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا مَرَّةً وَاحِدَةً.

(۱۳۸)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ :أنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا وَخَارِجَهُمَا.

(۱۳۹)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ :ثنا أَبِي قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، قَالَ :ثنا حَبِيبٌ الْأَنْصَارِيُّ -قَالَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ :وَهُوَ حَبِيبُ بْنُ زَيْدٍ -عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ جَدِّ حَبِيبٍ هَذَا، قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِوَضُوءٍ، فَدَلَّكَ أُذُنَيْهِ حِينَ مَسَحَهُمَا.

(۱۴۰)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ أُذُنَيْهِ فَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ ظَاهِرَ أُذُنَيْهِ وَبِالسَّبَّابَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ.

(۱٤۱) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أُذُنَيْهِ مَعَ الرَّأْسِ، وَقَالَ: الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ.

(۱٤۲) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ ابْنَةِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ رَأْسَهُ عَلَى مَجَارِي الشَّعْرِ وَمَسَحَ صُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا.

(۱٤۳) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ الْعُصْفُرِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئُ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱٤٤) حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْمُرَادِيُّ قَالَ: ثنا عَمِّي أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱٤٥) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱٤٦) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أنا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ، قَالَتْ: أَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ ظَاهِرَ أُذُنَيْهِ وَبَاطِنَهُمَا.

(۱٤۷) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ حُكْمَ الْأُذُنَيْنِ مَا أَقْبَلَ مِنْهُمَا وَمَا أَدْبَرَ مِنَ الرَّأْسِ ،وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ بِذٰلِكَ مَا لَمْ تَتَوَاتَرْ بِمَا خَالَفَهُ .فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ.

ترجمه: اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ کان سر کا جزء ہیں ان کے اگلے اور پچھلے حصے پر سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا۔ اور انہوں نے ان (مندرجہ ذیل) آثار سے استدلال کیا ہے۔

حدیث (۱۳۴): حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے وضو کیا تو سر اور کانوں کے اگلے اور پچھلے حصے کا مسح کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث (۱۳۵): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا۔

حدیث (۱۳۷): حضرت مقدام بن معدیکرب فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، جب سر کے مسح کی باری آئی تو آپؐ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصے پر رکھا پھر ان کو پھیرا حتیٰ کہ گدی تک پہنچ گئے، پھر ان کو لوٹایا حتیٰ کہ اسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے شروع کیا تھا، اور آپؐ نے اپنے کانوں کے اگلے اور پچھلے حصے کا ایک مرتبہ مسح کیا۔

حدیث (۱۳۸): حضرت تمیم بن زید انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، چنانچہ آپؐ نے اپنے سر کا اور کانوں کے اندرونی اور باہری حصے کا مسح کیا۔

حدیث (۱۳۹): حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپؐ نے کانوں کے مسح کے وقت ان کو رگڑا۔

حدیث (۱۴۰): حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وضو کا طریقہ پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو کیا، چنانچہ آپؐ نے اپنی سبابہ انگلیوں کو کان میں داخل کیا اور اپنے انگوٹھوں سے کانوں کے ظاہری حصے کا اور انگلیوں سے کانوں کے باطنی حصے کا مسح کیا۔

حدیث (۱۴۱): حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور سر کے ساتھ

کانوں کا بھی مسح کیا، اور فرمایا: کان سر کا حصہ ہیں۔

حدیث (۱۴۲): حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے وضو کیا اور سر کا مسح کیا بالوں، کنپٹیوں، اور دونوں کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے پر مسح کیا۔

حدیث (۱۴۶): حضرت ربیع بنت معوذؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور آپ نے وضو کیا، چنانچہ آپ نے کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے پر مسح کیا۔

قال أبو جعفر: تو ان آثار میں یہ ہے کہ کانوں کے اگلے اور پچھلے حصے سر کے حکم میں ہیں، اور اس بارے میں اتنی کثرت سے روایات آئی ہیں کہ اس کے بالمقابل اتنی کثرت سے نہیں آئی ہیں، تو یہ اس باب کی توجیہ ہے آثار کے طریق سے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق ثانی (جمہور) کے مذہب پر چار دلائل قائم کیے ہیں، پہلی دلیل وہ مرفوع احادیث ہیں جن میں آپؐ کے سر کے ساتھ کانوں پر بھی مسح کرنے کا ذکر ہے، اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے چودہ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ نیز حضرت ابوامامہ باہلیؓ کی روایت میں الأذنان من الرأس کا بھی اضافہ ہے جو اس بات کی صراحت ہے کہ دونوں کان سر کا جزء ہیں لہذا جو سر کا حکم ہے وہی ان کا بھی حکم ہوگا۔

قال ابوجعفر: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی روایات اتنی کثرت سے منقول ہیں کہ اس کے بالمقابل آپ کی مستدل روایات اتنی کثرت سے مروی نہیں ہیں، لہذا ہماری ذکر کردہ روایات عمل کے اعتبار سے راجح ہوں گی۔

وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ لَا يَخْتَلِفُونَ أَنَّ الْمُحْرِمَةَ لَيْسَ لَهَا أَنْ تُغَطِّيَ وَجْهَهَا وَلَهَا أَنْ تُغَطِّيَ رَأْسَهَا، وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ لَهَا أَنْ تُغَطِّيَ أُذُنَيْهَا ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا ,وَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّ حُكْمَهُمَا حُكْمُ الرَّأْسِ فِي الْمَسْحِ لَا حُكْمُ الْوَجْهِ.

ترجمہ: اور رہا نظر کے طریق سے تو ہم نے دیکھا کہ لوگوں کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں؟ کہ محرمہ عورت کے لئے چہرہ ڈھکنا جائز نہیں اور سر ڈھکنا جائز ہے، اور تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ اس کے

لئے کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے کا ڈھکنا جائز ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ مسح میں بھی کانوں کا وہی حکم ہوگا جو سر کا ہے، چہرے والا حکم نہیں ہوگا۔

وضاحت: فریق ثانی کی دوسری دلیل میں امام طحاویؒ دلیل عقلی پیش فرما رہے ہیں کہ پوری شریعت کا جائزہ لینے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شریعت نے احکام شرعیہ میں کانوں کو سر کے ساتھ ملحق مانا ہے، جیسا کہ عورت کے لئے حالت احرام میں سر ڈھکنا ضروری ہے اور چہرہ ڈھکنا جائز نہیں، اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محرمہ عورت کانوں کے اگلے اور پچھلے دونوں حصوں کو سر کے ساتھ ڈھانپے گی، تو جس طرح ڈھانپنے کے مسئلہ میں کان سر کے حکم میں ہیں اسی طرح مسح کے سلسلے میں بھی کانوں کا وہی حکم ہوگا جو سر کا حکم ہے۔

وَحُجَّةٌ أُخْرَى أَنَّا قَدْ رَأَيْنَاهُمْ لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ مَا أَدْبَرَ مِنْهُمَا يُمْسَحُ مَعَ الرَّأْسِ، وَاخْتَلَفُوا فِيمَا أَقْبَلَ مِنْهُمَا عَلَى مَا ذَكَرْنَا. فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ فَرَأَيْنَا الْأَعْضَاءَ الَّتِي قَدِ اتَّفَقُوا عَلَى فَرْضِيَّتِهَا فِي الْوُضُوءِ: هِيَ الْوَجْهُ وَالْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ. فَكَانَ الْوَجْهُ يُغْسَلُ كُلُّهُ، وَكَذَلِكَ الْيَدَانِ، وَكَذَلِكَ الرِّجْلَانِ، وَلَمْ يَكُنْ حُكْمُ شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَعْضَاءِ خِلَافَ حُكْمِ بَقِيَّتِهِ. بَلْ جُعِلَ حُكْمُ كُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا حُكْمًا وَاحِدًا، فَجُعِلَ مَغْسُولًا كُلُّهُ، أَوْ مَمْسُوحًا كُلُّهُ. وَاتَّفَقُوا أَنَّ مَا أَدْبَرَ مِنَ الْأُذُنَيْنِ فَحُكْمُهُ الْمَسْحُ، فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُمَا كَذَلِكَ، وَأَنْ يَكُونَ حُكْمُ الْأُذُنَيْنِ كُلُّهُ حُكْمًا وَاحِدًا كَمَا كَانَ حُكْمُ سَائِرِ الْأَعْضَاءِ الَّتِي ذَكَرْنَا. فَهَذَا وَجْهُ النَّظَرِ فِي هَذَا الْبَابِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ.

ترجمہ: اور ایک دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم نے دیکھا لوگوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کانوں کے پچھلے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا، اور اگلے حصے کے بارے میں اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا، تو ہم نے اس مسئلہ میں غور کیا تو دیکھا کہ وہ اعضاء جن کی وضو میں فرضیت پر لوگوں کا اتفاق ہے وہ چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پیر اور سر ہیں، چنانچہ چہرہ پورے کا پورا دھویا جائے گا، اور اسی طرح دونوں ہاتھ

اور دونوں پیر ہیں، اور ان اعضاء کے کسی حصہ کا حکم مابقیہ عضو کے حکم کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہر عضو کے کل کا ایک ہی حکم ہے چنانچہ پورے کو مغسول قرار دیا گیا ہے یا ممسوح، اور اس بات پر اتفاق ہے کہ کانوں کے پچھلے حصے کا حکم مسح کا ہے، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے اگلے حصے کا حکم بھی ایسا ہی ہو اور دونوں کانوں کے کل کا ایک ہی حکم ہو، جیسا کہ مذکورہ تمام اعضاء کا حکم ہے، یہ اس باب میں نظر کی توجیہ ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: (تیسری دلیل) یہ امام طحاویؒ نے دوسری نظر پیش فرمائی ہے، فرماتے ہیں کہ اعضاء وضو میں جو مغسول ہیں وہ پورے مغسول ہیں اور جو ممسوح ہیں وہ پورے ممسوح ہیں، ایسا نہیں ہے کہ ایک عضو آدھا مغسول ہو اور آدھا ممسوح ہو، اب رہا کان کا مسئلہ تو اس کے پچھلے حصے کے بارے میں اتفاق ہے کہ ممسوح ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ کان کا اگلا حصہ بھی ممسوح ہونا چاہئے تا کہ پورے عضو کا حکم ایک ہو جائے جیسا کہ بقیہ اعضائے وضو کا حکم ایک ہے۔

وَقَدْ قَالَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱٤۸) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ :رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا مَعَ رَأْسِهِ وَقَالَ :إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَأْمُرُ بِالْأُذُنَيْنِ .

(۱٤۹) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ :حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۱٥۰) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ :رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا.

فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَوَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ، وَرَوَى عَنْهُ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَوَيْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الثَّانِي مِنْ هٰذَا الْبَابِ، ثُمَّ عَمِلَ هُوَ

بِذٰلِكَ وَتَرَكَ مَا حَدَّثَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَهٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنْ نَسْخَ مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ ,قَدْ كَانَ ثَبَتَ عِنْدَهُ.

(۱۵۱)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ :ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ :الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ فَامْسَحُوهُمَا.

(۱۵۲)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ :سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ :الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ.

(۱۵۳)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ :ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَمْسَحُ أُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا ,يَتَتَبَّعُ بِذٰلِكَ الْغُضُونَ.

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔

حدیث (۱۴۸): حمیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے اپنے کانوں کے ظاہری و باطنی حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا، اور فرمایا کہ ابن مسعودؓ کانوں کے بارے میں یہی حکم دیتے تھے۔

حدیث (۱۵۰): ابوحمزہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا آپ نے وضو کیا تو اپنے کانوں کے ظاہر و باطن پر مسح کیا۔

تو یہ ابن عباس ہیں انہوں نے ہی حضرت علیؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے وہ حدیث روایت کی جو ہم نے شروع باب میں بیان کی ہے، اور انہیں کے واسطے سے حضرت عطاء بن یسار نے نبی ﷺ سے وہ بات نقل کی جو ہم نے اس باب کی فصل ثانی میں بیان کی ہے پھر انہوں نے اسی پر عمل کیا اور اس حدیث کو ترک کر دیا جو ان سے حضرت علیؓ نے نبیؐ کے حوالے سے بیان کی تھی، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علی کی روایت کا نسخ ان کے نزدیک ثابت ہو چکا تھا۔

حدیث (۱۵۱): حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے: کان سر کا جزء ہیں لہذا ان پر مسح کرو۔

حدیث (۱۵۳): حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ اپنے کانوں کے ظاہر و باطن پر مسح کرتے تھے۔

وضاحت: یہ امام طحاویؒ نے چوتھی دلیل پیش کی ہے اور اسی کے ضمن میں فریق اول کی دلیل کا جواب بھی مذکور ہے، فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا عمل اور فتوی اس بات پر ہے کہ کانوں کے اگلے اور پچھلے دونوں حصوں پر مسح کیا جائے، اس مضمون کو صاحب کتاب نے چار صحابہ سے چھ سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

فهذا ابن عباس الخ: آثار صحابہ کے ضمن میں یہ عبارت لاکر امام طحاویؒ فریق اول کی طرف سے اپنی دلیل میں پیش کردہ حدیث ابن عباسؓ کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کا عمل کانوں کے ظاہر اور باطن پر مسح کرنے کا ہے، حالانکہ انہوں نے حضرت علیؓ سے اس کے خلاف نقل کیا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب صحابی کا عمل ان کی بیان کردہ روایت کے خلاف ہو تو اس روایت کو منسوخ مانا جاتا ہے، لہذا ابن عباسؓ کی جو حدیث آپ نے دلیل میں پیش کی ہے وہ منسوخ ہے اور نسخ کی دلیل ابن عباسؓ کا عمل ہے۔

☆☆☆

بَابُ فَرْضِ الرِّجْلَيْنِ فِي وُضُوءِ الصَّلَاةِ

اس باب کے تحت امام طحاویؒ نے دو مسئلے ذکر کئے ہیں: (۱) پہلا مسئلہ یہ ہے کہ وضو میں خفین پہنے ہوئے نہ ہونے کی حالت میں پیروں کا وظیفہ کیا ہے؟ یعنی ان کو دھونے کا حکم ہے یا مسح کرنے کا؟

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیت کریمہ فاغسلوا وجوهكم الخ میں أرجلكم کا عطف رؤوسكم پر ہے یا أيديكم پر؟

پہلے مسئلے میں چار مذاہب ہیں: (۱) شیعوں کا ایک فرقہ امامیہ کہتا ہے کہ عدم خف کی حالت میں دونوں پیروں کا مسح کرنا واجب ہے دھونا جائز نہیں۔ کتاب میں فذهب قوم کے مصداق یہی لوگ ہیں، اور انہیں کو صاحب کتاب نے فریق اول قرار دیا ہے۔

(۲) اصحاب ظواہر کے نزدیک دونوں پیروں پر مسح کرنا اور دھونا دونوں واجب ہیں۔

(۳) بعض معتزلہ کے نزدیک پیر کے دھونے اور مسح کرنے کے درمیان اختیار ہے۔

(۴) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک دونوں پیروں کا دھونا واجب ہے مسح کرنا جائز نہیں۔ وخالفهم في ذلك کے مصداق یہ لوگ ہیں اور انہیں کو فریق ثانی قرار دیا گیا ہے۔

(۱۵۴)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، قَالَ :رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ لِلنَّاسِ فِي الرَّحْبَةِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ وَشَرِبَ فَضْلَهُ قَائِمًا، ثُمَّ قَالَ :إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ هٰذَا يُكْرَهُ، وَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ، وَهٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَنَا دَلِيلٌ أَنَّ فَرْضَ الرِّجْلَيْنِ هُوَ الْمَسْحُ؛ لِأَنَّ فِيهِ أَنَّهُ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ ,وَكَانَ ذٰلِكَ الْمَسْحُ هُوَ غَسْلٌ،فَكَذٰلك يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ مَسْحُهُ لِرِجْلِهِ أَيْضًا كَذٰلِكَ.

(۱۵۵)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ :ثنا عَبْدَةُ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :دَخَلَ عَلَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ أَرَاقَ الْمَاءَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَجِئْنَاهُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ، فَقَالَ : يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَا أَتَوَضَّأُ لَكَ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ قُلْتُ : بَلَى فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي .فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَصَكَّ بِهَا عَلَى قَدَمِهِ الْيُمْنَى وَالْيُسْرَى كَذٰلِكَ.

(۱۵۶)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مِلْءَ كَفِّهِ مَاءً فَرَشَّ بِهِ عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ.

(۱۵۷)حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ :أنا شَرِيكٌ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ،عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى

ظَهْرِ الْقَدَمِ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ لَكَانَ بَاطِنُ الْقَدَمِ أَحَقَّ مِنْ ظَاهِرِهِ.

(۱۵۸) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ اللِّهْبِيُّ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ وَنَعْلَاهُ فِي قَدَمَيْهِ، مَسَحَ ظُهُورَ قَدَمَيْهِ بِيَدَيْهِ، وَيَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هٰكَذَا.

(۱۵۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أنا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ حَتّٰى قَالَ: إِنَّهُ لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتّٰى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

(۱۶۰) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ وَأَنَّ عُرْوَةَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا وَقَالُوا: هٰكَذَا حُكْمُ الرِّجْلَيْنِ يُمْسَحَانِ، كَمَا يُمْسَحُ الرَّأْسُ.

ترجمہ: حدیث (۱۵۴): حضرت نزالؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر لوگوں کے لئے کشادہ جگہ میں بیٹھ گئے، آپ کے پاس پانی لایا گیا تو آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا اور سر اور دونوں پیروں کا مسح کیا، اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا، پھر فرمایا: لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنا (کھڑے ہو کر پینا) ناپسندیدہ ہے حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے

ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور یہ غیر محدث کا وضو ہے۔

قال أبو جعفر: ہمارے نزدیک اس حدیث میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ پیروں کا فریضہ مسح ہے، اس لئے کہ اس حدیث میں تو یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے چہرے کا مسح کیا، اور وہ (چہرے کا مسح) دراصل غسل ہی ہے تو اسی طرح یہ بھی احتمال ہے کہ پیروں کا مسح بھی ایسا ہی ہو۔

حدیث (۱۵۵): حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ پیشاب سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے اور وضو کے لئے پانی منگوایا، ہم نے ان کی خدمت میں پانی کا برتن پیش کیا تو انہوں نے فرمایا: اے ابن عباس! کیا میں تم کو اسی طرح وضو کر کے نہ دکھلاؤں جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا، میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؛ اس کے بعد ابن عباسؓ نے ایک طویل واقعہ بیان کیا (اس میں یہ بھی) فرمایا: پھر حضرت علیؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک چلو پانی لیا اور اس کو اپنے دائیں پیر پر اور اسی طرح بائیں پیر پر انڈیل لیا۔

حدیث (۱۵۶): حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو ہتھیلی بھر کر پانی لیا اور اس کو اپنے قدموں پر ڈال لیا درانحالیکہ آپ چپل پہنے ہوئے تھے۔

حدیث (۱۵۷): حضرت علیؓ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے پیر کے ظاہری (اوپری) حصے پر مسح کیا اور فرمایا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو پیر کا باطن (نچلا حصہ) اس کے ظاہر سے زیادہ (مسح کئے جانے کا) حقدار تھا۔

حدیث (۱۵۸): حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں ہے کہ جب آپ وضو کرتے اور آپ کے پیروں میں چپل ہوتے تو پیروں کے اوپری حصے پر دونوں ہاتھوں سے مسح کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حدیث (۱۵۹): حضرت رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ وہ نبیؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پھر (حضرت رفاعہؓ نے) ایک پوری حدیث بیان کی جس میں یہ بھی فرمایا کہ: تم میں سے کسی کی نماز کامل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اچھی طرح سے وضو نہ کر لے جیسا کہ اللہ عز وجل نے حکم دیا ہے، چنانچہ اپنے چہرے کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے اور اپنے سر کا اور ٹخنوں تک پیروں کا مسح کرے۔

حدیث (۱۶۰): حضرت عباد بن تمیمؒ اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے وضو کیا اور پیروں کا مسح کیا، اور (ابوالاسود جو اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہیں انہوں نے کہا

کہ) حضرت عروہؒ بھی یہی کرتے تھے۔ تو ایک جماعت اس طرف گئی اور انہوں نے کہا کہ پیروں کا یہی حکم ہے کہ ان پر مسح کیا جائے گا جیسا کہ سر کا مسح کیا جاتا ہے۔

وضاحت: فریق اول (شیعہ حضرات) کی دلیل میں امام طحاویؒ نے سات روایتیں ذکر کی ہیں جن میں تین روایتیں حضرت علیؓ سے اور ایک ایک روایت ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، رفاعہ بن رافعؓ، اور عباد تمیم کے چچا عبداللہ بن زید انصاریؓ سے ہے۔ سب سے پہلے حضرت علیؓ کی روایت لائے ہیں جس کے الفاظ ہیں "فمسح بوجهه و يديه ومسح برأسه و رجليه" اس کے متعلق امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ فریق اول کا اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں، کیونکہ اس حدیث کے اندر جس طرح رجلین کے لئے مسح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسی طرح وجہ اور یدین کے لئے بھی مسح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو آپ کو وجہ اور یدین کے مسح کا بھی قائل ہونا چاہئے حالانکہ ان دونوں کا وظیفہ آپ کے نزدیک بھی غسل ہے اب اگر آپ یہ تاویل کرتے ہیں کہ وجہ اور یدین کے لئے جو مسح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ غسل کے معنی میں ہے، تو اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ رجلین کے لئے جو مسح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ بھی غسل کے معنی میں ہے۔ بہر حال کسی بھی صورت میں اس روایت سے مسح رجلین کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا :بَلْ يُغْسَلَانِ ,وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ مِنَ الْآثَارِ بِمَا

(١٦١) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ :ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ :ثنا عَلْقَمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَوْ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ ,عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ :دَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الرَّحْبَةَ ثُمَّ قَالَ لِغُلَامِهِ :ائْتِنِي بِطَهُورٍ .فَأَتَاهُ بِمَاءٍ وَطَسْتٍ ,فَتَوَضَّأَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ,وَقَالَ :هَكَذَا كَانَ طَهُورُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(١٦٢) حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ :ثنا إِسْرَائِيلُ، قَالَ :ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ الْوَادِعِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(۱۶۳)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ .فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱۶۴)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ .فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۱۶۵)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، قَالَ :ثنا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ هَكَذَا .

(۱۶۶)حَدَّثَنَا يُونُسُ وَابْنُ أَبِي عَقِيلٍ قَالَا :أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ مِثْلَهُ.

(۱۶۷)حَدَّثَنَا يُونُسُ وَابْنُ أَبِي عَقِيلٍ قَالَا :أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ مِثْلَهُ.

(۱۶۸)حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ :ثنا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى زَيْدِ بْنِ دَارَةَ بَيْتَهُ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أُمَضْمِضُ، فَقَالَ لِي :يَا أَبَا مُحَمَّدٍ .فَقُلْتُ:لَبَّيْكَ.فَقَالَ:أَلَا أُخْبِرُكَ عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ :بَلَى.قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَ الْمَقَاعِدِ دَعَا بِوَضُوءٍ،فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا،فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ :مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وُضُوءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى وُضُوئِي.

(۱۶۹) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: ثنا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: ثنا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ: لَوْ قُلْتُ إِنَّ هَذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقْتُ.

(۱۷۰) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْمُسْتَوْرِدَ بْنَ شَدَّادٍ الْقُرَشِيَّ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدَلِّكُ بِخِنْصَرِهِ مَا بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ. وَهَذَا لَا يَكُونُ إِلَّا فِي الْغَسْلِ، لِأَنَّ الْمَسْحَ لَا يَبْلُغُ فِيهِ ذَلِكَ، إِنَّمَا هُوَ عَلَى ظُهُورِ الْقَدَمَيْنِ خَاصَّةً.

(۱۷۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَا: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ، فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا.

(۱۷۲) حَدَّثَنَا يُونُسُ، وَحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينَا فَيَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، فَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

(۱۷۳) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، قَالَ: ثنا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَوَضَّأَ قَدَمَيْهِ.

(۱۷٤)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ :كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا بِمَاءٍ ,فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ,وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ,وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ,ثُمَّ قَالَ :هَكَذَا الْوُضُوءُ ,فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ ,فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ.

(۱۷۵)حَدَّثَنَا يُونُسُ، وَابْنُ أَبِي عَقِيلٍ، قَالَا :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ :هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

(۱۷٦)حَدَّثَنَا بَحْرٌ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا جُبَيْرٍ الْكِنْدِيَّ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِوَضُوءٍ ,فَقَالَ :تَوَضَّأْ يَا أَبَا جُبَيْرٍ فَبَدَأَ بِفِيهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَبْدَأْ بِفِيكَ ,فَإِنَّ الْكَافِرَ يَبْدَأُ بِفِيهِ وَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ ,فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ,ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

(۱۷۷)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا آدَمُ، قَالَ :ثنا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ .قَالَ فَهْدٌ :فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ صَالِحٍ ,فَقَالَ :سَمِعْتُهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ.

فَهَذِهِ الْآثَارُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ فِي وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ.

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ پیروں کو دھویا جائے گا، اور اس سلسلہ میں ان روایات سے استدلال کیا۔

حدیث (۱۶۱): حضرت عبد خیرؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کشادہ جگہ میں تشریف لائے اور اپنے خادم سے کہا کہ: مجھے وضو کا پانی دو، تو خادم پانی اور ایک طشت لے کر آیا، آپ نے وضو کیا اور اپنے پیروں کو تین تین مرتبہ دھویا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے وضو کا یہی طریقہ تھا۔

حدیث (۱۶۸): محمد بن عبداللہ بن ابی مریمؒ فرماتے ہیں: میں زید بن دارہؒ کے پاس ان کے گھر میں گیا تو انہوں نے کلی کرتے ہوئے میری آواز سنی تو فرمایا: اے ابومحمد، میں نے کہا کہ حاضر ہوں، انہوں نے فرمایا: کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو مقاعد کے پاس دیکھا، آپ نے وضو کا پانی منگوایا اور تین تین مرتبہ وضو کیا اور تین مرتبہ پیروں کو دھویا، پھر فرمایا: جس کو یہ بات پسند ہو کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو دیکھے تو اس کو میرا وضو دیکھ لینا چاہئے۔

حدیث (۱۶۹): حمران بن ابانؒ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے وضو کیا تو اپنے پیروں کو تین تین مرتبہ دھویا اور فرمایا: اگر میں کہوں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے تو میں اس بات میں سچا ہوں گا۔

حدیث (۱۷۰): حضرت مستورد بن شداد قرشیؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی خنصر سے اپنے پیروں کی انگلیوں کے درمیانی حصے کو رگڑ رہے تھے۔

اور یہ صرف غسل کی صورت میں ہی ہوسکتا ہے کیونکہ مسح میں اس (انگلیوں کے درمیانی) حصے تک نہیں پہنچا جاتا، مسح تو صرف پیروں کے ظاہری حصے پر ہوتا ہے۔

حدیث (۱۷۳): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا اور تین مرتبہ چہرے کو اور تین مرتبہ ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا اور دونوں پیروں کو دھویا۔

حدیث (۱۷۴): عمرو بن شعیبؒ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور وضو کا طریقہ پوچھا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور تین تین مرتبہ وضو کیا اور سر کا مسح کیا اور پیروں کو دھویا، پھر فرمایا: وضو کا طریقہ یہی ہے تو جس نے اس سے کم یا زیادہ کیا اس نے بہت برا کیا اور ظلم کیا۔

حدیث (۱۷۵): عمرو بن یحییٰ مازنیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ سے عرض کیا: کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے، تو

انہوں نے پانی منگوایا پھر وضو کیا اور دونوں پیروں کو دھویا۔

حدیث (۱۷۶): عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو جبیر کندیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے ان کے لئے وضو کا پانی لانے کا حکم دیا پھر فرمایا: ابو جبیر! وضو کرو، تو حضرت جبیرؓ نے منہ سے ابتداء کی، تو رسول اللہؐ نے فرمایا: منہ سے ابتداء نہ کرو اس لئے کہ کفار منہ سے ابتداء کرتے ہیں، پھر رسول اللہؐ نے پانی منگوایا اور تین تین مرتبہ وضو کیا، پھر سر کا مسح کیا اور دونوں پیروں کو دھویا۔

یہ آثار رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں کہ آپؐ نے نماز کے وضو میں پیروں کو دھویا۔

وضاحت: فریق ثانی (جمہور اور فقہائے محدثین) کی طرف سے امام طحاویؒ نے چار دلیلیں پیش کی ہیں، پہلی دلیل نبیؐ کی فعلی احادیث ہیں جن میں آپ کا وضو میں پیروں کو دھونا مذکور ہے، ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ پیروں کا وظیفہ غسل ہے نا کہ مسح، اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے سترہ سندوں کے ساتھ نو صحابہ سے نقل کیا ہے۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْهُ أَیْضًا مَا یَدُلُّ أَنَّ حُكْمَهُمَا الْغَسْلُ. فَمِمَّا رُوِیَ فِی ذٰلِكَ

(۱۷۸) مَا حَدَّثَنَا یُونُسُ، وَابْنُ أَبِی عَقِیلٍ قَالَا: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ أَبِی صَالِحٍ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِیئَةٍ نَظَرَ إِلَیْهَا بِعَیْنَیْهِ، فَإِذَا غَسَلَ یَدَیْهِ خَرَجَتْ مِنْ یَدَیْهِ كُلُّ خَطِیئَةٍ بَطَشَتْهَا یَدَاهُ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِیئَةٍ مَشَتْ إِلَیْهَا رِجْلَاهُ.

(۱۷۹) حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِی مَرْیَمَ، قَالَ: أَنَا مُوسَى بْنُ یَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِی عَبَّادُ بْنُ أَبِی صَالِحٍ السَّمَّانُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ یَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ یَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ، فَیَغْسِلُ سَائِرَ رِجْلَیْهِ، إِلَّا خَرَجَ مَعَ قَطْرِ الْمَاءِ كُلُّ سَیِّئَةٍ مَشَى بِهِمَا إِلَیْهَا.

(۱۸۰) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبَّادٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَا أَدْرَاكُمْ حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجًا وَأَفْرَادًا: مَا مِنْ عَبْدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ، فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ حَتَّى يَسِيلَ الْمَاءُ عَلَى ذَقَنِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ حَتَّى يَسِيلَ الْمَاءُ عَلَى مِرْفَقَيْهِ، وَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ حَتَّى يَسِيلَ الْمَاءُ مِنْ قِبَلِ كَعْبَيْهِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ إِلَّا غُفِرَ اللهُ لَهُ مَا سَلَفَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(۱۸۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: ثنا قَيْسٌ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۱۸۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ يُحَدِّثُنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ بِطَهُورِهِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، سَقَطَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ وَأَطْرَافِ لِحْيَتِهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ سَقَطَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَطْرَافِ أَنَامِلِهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ سَقَطَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ بُطُونِ قَدَمَيْهِ.

(۱۸۳) حَدَّثَنَا بَحْرٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، وَأَبِي يَحْيَى وَأَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ الْوُضُوءُ؟ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَغَسَلْتَ يَدَيْكَ ثَلَاثًا خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ بَيْنَ أَظْفَارِكَ وَأَنَامِلِكَ، فَإِذَا مَضْمَضْتَ وَاسْتَنْشَقْتَ فِي مَنْخَرَيْكَ وَغَسَلْتَ وَجْهَكَ وَذِرَاعَيْكَ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَغَسَلْتَ رِجْلَيْكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اغْتَسَلْتَ مِنْ عَامَّةِ خَطَايَاكَ.

فَهٰذِهِ الْآثَارُ تَدُلُّ أَيْضًا عَلٰى أَنَّ الرِّجْلَيْنِ فَرْضُهُمَا الْغَسْلُ ,لِأَنَّ فَرْضَهُمَا لَوْ كَانَ هُوَ الْمَسْحَ ,لَمْ يَكُنْ فِي غَسْلِهِمَا ثَوَابٌ.أَلَا تَرَى أَنَّ الرَّأْسَ الَّذِي فَرْضُهُ الْمَسْحُ لَا ثَوَابَ فِي غَسْلِهِ .فَلَمَّا كَانَ فِي غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ ثَوَابٌ ,دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ فَرْضَهُمَا هُوَ الْغَسْلُ.

ترجمہ: اور نبیؐ سے ایسے آثار بھی مروی ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ پیروں کا حکم غسل ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں مروی آثار یہ ہیں۔

حدیث(۱۷۸): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اس نے آنکھ سے دیکھا ہو، اور جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کو اس کے ہاتھوں نے پکڑا ہو، اور جب پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں سے ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اس کے پیر چل کر گئے ہوں۔

حدیث(۱۷۹): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ وضو کرے اور اپنے پورے پیروں کو دھوئے، اور پانی کے قطروں کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ نہ نکل جائیں جن کی طرف وہ پیروں سے چل کر گیا ہے۔

حدیث(۱۸۰): حضرت عباد عبدی بصریؒ فرماتے ہیں: مجھے یاد نہیں کہ کتنی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، مجمع میں بھی اور تنہائی میں بھی، کہ نہیں ہے کوئی بندہ جو اچھی طرح وضو کرے چنانچہ اپنے چہرے کو دھوئے یہانتک کہ پانی اس کی ٹھوڑی پر بہنے لگے، پھر اپنے ہاتھوں کو دھوئے یہانتک کہ پانی اس کی کہنیوں پر بہنے لگے، اور پیروں کو دھوئے یہانتک کہ اس کے ٹخنوں کی جانب سے پانی بہنے لگے، پھر کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھے، مگر اللہ اس کے گذشتہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

حدیث(۱۸۲): شرحبیل بن سمطؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کون بیان کرے گا؟ تو حضرت عمرو بن عبسہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی وضو کا پانی منگوائے اور اپنے چہرے کو دھوئے تو اس کے چہرے اور داڑھی کے کناروں سے

گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کی انگلیوں کے کناروں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو بالوں کے کناروں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پیروں کے گناہ ان کے نچلے حصوں سے نکل جاتے ہیں۔

حدیث (۱۸۳): حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وضو کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: جب تم وضو کرو اور اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوؤ تو تمہارے گناہ ناخنوں اور انگلیوں کے درمیان سے نکل جاتے ہیں، پھر جب تم کلی کرو اور ناک کے بانسہ میں پانی پہنچاؤ، اور چہرے کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ، اور پیروں کو ٹخنوں تک دھوؤ تو تم تمام گناہوں سے پاک ہو جاتے ہو۔

تو یہ آثار بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ رجلین کا فریضہ غسل ہے اس لئے کہ اگر ان کا فریضہ مسح ہوتا تو ان کے دھونے میں کوئی ثواب نہ ہوتا، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ راس جس کا فریضہ مسح ہے اس کے دھونے میں کوئی ثواب نہیں ہے، لہذا جب پیروں کے دھونے میں ثواب ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کا فریضہ غسل ہی ہے۔

وضاحت: دوسری دلیل میں امام طحاویؒ وہ قولی احادیث لائے ہیں جن کی عبارت النص اور اقتضاء النص سے غسل رجلین کا حکم ثابت ہوتا ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ مرد مومن جس وقت وضو کرتا ہے تو اس کے ہر عضو سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، یہانتک کہ پیروں کے بارے میں فرمایا کہ پیروں کے دھونے سے پیروں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اگر دھونے کی جگہ پر مسح کیا جائے تو گناہ نہیں جھڑیں گے اور اس پر ثواب کا ترتب نہیں ہوگا، جیسا کہ مسح راس کا مسئلہ ہے کہ سر کا وظیفہ مسح ہے نا کہ غسل اور مسح کی صورت میں ثواب کا ترتب ہوگا اور غسل کی صورت میں نہیں، لہذا کہنا پڑے گا کہ پیروں کا وظیفہ غسل ہے مسح نہیں۔ اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے تین صحابہ سے چھ سندوں کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ

(۱۸٤) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي كَرِبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَدَمِ رَجُلٍ لُمْعَةً لَمْ يَغْسِلْهَا فَقَالَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

(۱۸۵)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ:ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي كَرِبٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ.

(۱۸۶)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا عَمْرُو بْنُ يُونُسَ، قَالَ:ثنا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ:حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ:ثنا أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ:ثنا سَالِمٌ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ قَالَ:سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُنَادِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ:أَسْبِغِ الْوُضُوءَ،فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

(۱۸۷)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ:ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ:يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ.فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۱۸۸)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ:ثنا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ سَالِمٍ الدَّوْسِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(۱۸۹)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ:ثنا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ:أنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ:أنا أَبُو الْأَسْوَدِ، أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ.ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۱۹۰)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ:ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ:أنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ:حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(۱۹۱)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ:ثنا وَهْبٌ، قَالَ:ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

(۱۹۲) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۱۹۳) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ.

(۱۹٤) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، وَابْنُ لَهِيعَةَ قَالَا: ثنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۱۹٥) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.

(۱۹٦) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا وَهْبٌ قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى قَوْمًا تَوَضَّئُوا وَكَأَنَّهُمْ تَرَكُوا مِنْ أَرْجُلِهِمْ شَيْئًا، فَقَالَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ.

(۱۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أنا زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَأَتَى عَلَى مَاءٍ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ، فَتَقَدَّمَ أُنَاسٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَقَدْ تَوَضَّئُوا وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا مَاءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ.

(۱۹۸) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: تَخَلَّفَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا صَلَاةُ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِلَالٌ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

(۱۹۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُمْ كَانُوا يَمْسَحُونَ حَتَّى أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ وَخَوَّفَهُمْ فَقَالَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّ حُكْمَ الْمَسْحِ الَّذِي كَانُوا يَفْعَلُونَهُ قَدْ نَسَخَهُ مَا تَأَخَّرَ عَنْهُ مِمَّا ذَكَرْنَا، فَهَذَا حُكْمُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ.

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ سے ایسی احادیث بھی مروی ہیں جو اسی بات پر دلالت کرتی ہیں

حدیث (۱۸۴): حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کے پیر میں خشکی کی چمک دیکھی تو آپ ؐ نے فرمایا: ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

حدیث (۱۸۵): حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے وضو کو مکمل کرو۔

حدیث (۱۸۶): سالم بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو سنا کہ وہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو آواز دیکر کہہ رہی تھیں: وضو کو مکمل کرو اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

حدیث (۱۹۰): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

حدیث (۱۹۳): حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا: ایڑیوں اور پیروں کے نچلے حصوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

حدیث (۱۹۶): حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنے پیروں کا کچھ حصہ چھوڑ دیا تو آپؐ نے فرمایا: ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے وضو کو مکمل کرو۔

حدیث (۱۹۷): حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر کیا تو آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی پر پہنچے، اس دوران عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اور کچھ لوگ آگے نکل گئے تو جب ہم ان کے پاس پہنچے وہ وضو کر چکے تھے اور ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں ان کو پانی نہیں لگا تھا، تو نبیؐ نے فرمایا: ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے وضو کو مکمل کرو۔

حدیث (۱۹۸): حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام ایک سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے اور آپؐ ہمارے پاس اس وقت پہنچے جب کہ عصر کے وقت نے ہم کو گھیر لیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے اور اپنے پیروں پر مسح کر رہے تھے، تو حضرت بلالؓ نے آواز لگائی: ایڑیوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ (حضرت بلالؓ نے یہ) دو یا تین مرتبہ کہا۔

قال أبو جعفر: تو حضرت عبداللہؓ نے یہ بیان کیا کہ وہ لوگ مسح کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ان کو وضو مکمل کرنے کا حکم دیا اور ان کو ڈرایا، چنانچہ فرمایا: ویل للأعقاب من النار، تو اس سے معلوم ہوا کہ مسح جو ان کا معمول تھا اس کے حکم کو منسوخ کر دیا اس کے بعد والے اس حکم نے جس کو ہم نے بیان کر دیا، تو یہ اس باب کا حکم ہے آثار کے طریق سے۔

وضاحت: تیسری دلیل میں امام طحاویؒ نے وہ قولی احادیث ذکر کی ہیں جن کے اشارۃ النص اور دلالۃ النص دونوں سے غسل رجلین کا حکم ثابت ہوتا ہے، ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بعض صحابہ کی ایڑیاں وضو میں خشک رہ گئیں تو آپؐ نے فرمایا: ویل للأعقاب من النار، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کا وظیفہ غسل ہے مسح نہیں، کیونکہ آپ کا پاؤں کے ایک معمولی حصہ کے خشک رہ جانے پر اتنی سخت وعید بیان فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ رجلین میں استیعاب ضروری ہے اور استیعاب غسل میں ہی ممکن ہے مسح میں ممکن نہیں۔ اس مضمون کی روایات امام طحاویؒ نے پانچ صحابہ سے سولہ سندوں کے ساتھ ذکر فرمائی ہیں۔

وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ ذَكَرْنَا فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِمَنْ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فِي وُضُوئِهِ مِنَ الثَّوَابِ ،فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهُمَا مِمَّا يُغْسَلُ وَأَنَّهُمَا لَيْسَتَا كَالرَّأْسِ الَّذِي يُمْسَحُ وَغَاسِلُهُ لَا ثَوَابَ لَهُ فِي غَسْلِهِ. وَهٰذَا الَّذِي ثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ،وَأَبِي يُوسُفَ ،وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ.

ترجمہ: اور رہی اس باب کی توجیہ نظر کے طریق سے تو ہم ماقبل میں اس باب کے تحت رسول اللہ ﷺ سے وہ احادیث ذکر کر چکے ہیں جن کے اندر وضو میں پیروں کو دھونے والے کے لئے ثواب کا ذکر ہے، تو ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ پیر اعضائے مغسولہ میں سے ہیں اور یہ سر کی طرح نہیں ہیں جس کا مسح کیا جاتا ہے اور اس کے دھونے والے کو دھونے میں کوئی ثواب نہیں ملتا، اور یہ بات جو ان آثار سے ثابت ہوئی یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ چوتھی دلیل یعنی نظر طحاوی پیش کر رہے ہیں، ماقبل میں احادیث گزریں جن میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ جب کوئی شخص وضو میں اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیروں کا وظیفہ غسل ہے، اس لئے کہ اگر پیروں کا وظیفہ مسح ہوتا تو ان کے دھونے سے نہ گناہ جھڑتے اور نہ ثواب کا ترتب ہوتا جیسا کہ سر کا مسئلہ ہے کہ اگر سر پر مسح کے بجائے اس کو دھویا جائے تو نہ گناہ جھڑیں گے اور نہ ثواب کا ترتب ہوگا، لہذا یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ پیروں کا وظیفہ غسل ہی ہے مسح نہیں ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى :(وَأَرْجُلَكُمْ) فَأَضَافَهُ قَوْمٌ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى (وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ) قَصْرًا عَلَى مَعْنَى وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ .وَأَضَافَهُ قَوْمٌ إِلَى قَوْلِهِ (فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ) فَقَرَءُوا (وَأَرْجُلَكُمْ)نَسَقًا عَلَى قَوْلِهِ :فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَاغْسِلُوا

أَيْدِيَكُمْ وَاغْسِلُوا أَرْجُلَكُمْ عَلَى الْإِضْمَارِ وَالنَّسَقِ .وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي ذٰلِكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ دُونَهُمْ .فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُمْ فِي ذٰلِكَ

(۲۰۰)مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ ,عَنْ قَيْسٍ ,عَنْ عَاصِمٍ ,عَنْ زِرٍّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَرَأَ (وَأَرْجُلَكُمْ) بِالْفَتْحِ.

(۲۰۱)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ ,عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَرَأَهَا كَذٰلِكَ .

(۲۰۲)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، مِثْلَهُ.

(۲۰۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ :سَمِعْتُ هُشَيْمًا يَقُولُ :أنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَرَأَهَا كَذٰلِكَ وَقَالَ :عَادَ إِلَى الْغَسْلِ

(۲۰٤)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ :رَجَعَ الْقُرْآنُ إِلَى الْغَسْلِ وَقَرَأَ (وَأَرْجُلَكُمْ) وَنَصَبَهَا

(۲۰۵)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۲۰٦)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، مِثْلَهُ.

(۲۰۷)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ :ثنا أَبُو التَّيَّاحِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ مِثْلَهُ

(۲۰۸)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ :نَزَلَ الْقُرْآنُ بِالْمَسْحِ، وَالسُّنَّةُ بِالْغَسْلِ

(۲۰۹)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ:ثنا حُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ، عَنْ مُجَاهِدٍ :أَنَّهُ قَرَأَهَا وَأَرْجُلِكُمْ خَفَضَهَا.

(۲۱۰)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَرَأَهَا كَذَلِكَ.

ترجمہ: اورلوگوں نے قول باری "وأرجلکم" کے بارے میں اختلاف کیا ہے چنانچہ، توایک جماعت نے اس کی نسبت وامسحوا برؤوسکم کی طرف کی ہے، وامسحوا برؤوسکم و أرجلکم کے (ظاہری) معنی پرانحصار کرتے ہوئے، اورایک جماعت نے اس کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ فاغسلواوجوھکم وأیدیکم الی المرافق کی طرف کی ہے، توانہوں نے وأرجلَکم (لام کے فتحہ کے ساتھ) پڑھا عطف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قول فاغسلواوجوھکم واغسلوا أیدیکم واغسلوا أرجلکم پر، ہرایک کا عامل محذوف مانتے ہوئے اور عطف نسق کرتے ہوئے۔

اوراس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اوران کے بعدوالوں (تابعین) میں بھی اختلاف ہوا ہے، چنانچہ ان حضرات سے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل روایات مروی ہیں۔

حدیث (۲۰۰): زربن حبیش سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے وأرجلَکم فتحہ کے ساتھ پڑھا۔

حدیث (۲۰۳): حضرت عکرمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اسی طرح (فتحہ کے ساتھ) پڑھااور فرمایا: (پیروں کا حکم) غسل کی طرف لوٹ گیا۔

حدیث (۲۰۴): حضرت مجاہدؒ نے فرمایا: قراءت غسل کی طرف لوٹ گئی، اورانہوں نے وأرجلَکم نصب کے ساتھ پڑھا۔

حدیث (۲۰۸): امام عامر شعبیؒ نے فرمایا: قرآن مسح کے ساتھ نازل ہوا ہے اور سنت غسل کے ساتھ۔

حدیث (۲۰۹): حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے وأرجلِکم کسرہ کے ساتھ پڑھا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ مذکورہ مسئلہ کا سبب اختلاف بیان کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی بنیاد أرجلکم کے معطوف علیہ کی تعیین پر ہے، بعض حضرات نے آیت کے ظاہری مفہوم کو لیتے ہوئے اس کا معطوف علیہ برؤوسکم کو قرار دیا اور أرجلکم کو مکسور اللام پڑھتے ہوئے مسح رجلین کو واجب کہہ دیا، جیسے شیعہ وغیرہ، اور بعض حضرات نے اس کا عطف وجوھکم پر کیا اور اس سے پہلے فعل واغسلوا کو محذوف مان کر غسل رجلین کو واجب قرار دیدیا۔

وقد اختلف فی ذلك الخ: سے امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف صحابہ وتابعین کے درمیان بھی رہا ہے، چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، مجاہدؒ، عروہ بن زبیرؒ اور شہر بن حوشب وغیرہ حضرات نصب کے قائل ہیں، اور امام عامر شعبیؒ، حسن بصریؒ اور مجاہدؒ کا مرجوع عنہ قول کسرہ کے ساتھ پڑھنے کا ہے۔ لیکن یہ اختلاف صرف قراءت کی حد تک ہے وضو میں غسل رجلین کے حکم پر تمام صحابہ متفق ہیں، لہذا ان کی قراءت جر کو مسح رجلین کی فرضیت پر دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَغْسِلُونَ .فَمِمَّا رُوِيَ فِي ذَلِكَ

(۲۱۱) مَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ :ثنا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ :أَكَانَ عُمَرُ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ؟ فَقَالَ :نَعَمْ ,كَانَ يَغْسِلُهُمَا غَسْلًا .

(۲۱۲) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ :ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ :تَوَضَّأَ عُمَرُ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ.

(۲۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو رَبِيعَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ :رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

(۲۱۴) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ :أنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنِ ابْنِ الْمُجْمِرِ، قَالَ :رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ مَرَّةً، وَكَانَ إِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ كَادَ أَنْ يَبْلُغَ نِصْفَ الْعَضُدِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى نِصْفِ

السَّاقِ، فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ :أُرِيدُ أَنْ أُطِيلَ غُرَّتِي ,إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ ,وَلَا يَأْتِي أَحَدٌ مِنَ الْأُمَمِ كَذَلِكَ.

(٢١٥)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ ذُكِرَ لَهُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَقَالَ :كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ غَسْلًا وَأَنَا أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ سَكْبًا .

(٢١٦)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ :ثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ،عَنْ مُجَاهِدٍ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ.

(٢١٧)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ:ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَاجِشُونِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ إِذَا تَوَضَّأَ.

(٢١٨)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ:ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ السَّلَامِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ :قُلْتُ لِعَطَاءٍ :أَبَلَغَكَ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ؟ قَالَ :لَا .

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت سے بھی مروی ہے کہ وہ پیروں کا غسل کرتے تھے۔

حدیث (٢١١): ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسودؒ سے پوچھا: کیا حضرت عمرؓ پیروں کا غسل کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! وہ دونوں پیروں کو دھوتے تھے۔

حدیث (٢١٢): ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے وضو کیا تو اپنے پیروں کو دھویا۔

حدیث (٢١٣): حضرت ابوحمزہؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ آپ اپنے پیروں کو تین تین مرتبہ دھو رہے تھے۔

حدیث (٢١٤): ابن المجمرؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو ایک مرتبہ وضو کرتے ہوئے

دیکھا، جب آپ اپنے ہاتھوں کو دھوتے تو بازو کے نصف تک پہنچ جاتے اور جب پیروں کو دھوتے تو پنڈلی کے نصف تک پہنچ جاتے، تو میں نے اس کے متعلق عرض کیا، تو انہوں نے فرمایا: میں اپنی چمک کو بڑھانا چاہتا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت قیامت کے دن اس حال میں آئے گی کہ اس کے اعضاء وضو کی وجہ سے سفید چمکدار ہوں گے، اور کوئی دوسری امت اس حال میں نہیں آئے گی۔

حدیث (۲۱۵): ابو بشرؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت مجاہدؒ کے سامنے پیروں کے مسح کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ اپنے پیروں کو دھوتے تھے اور میں آپؓ کے لئے وضو کا پانی ڈالتا تھا۔

حدیث (۲۱۸): عبدالملک العرزمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے عرض کیا: کیا آپ کو رسول اللہؐ کے اصحاب میں سے کسی کے بارے میں یہ بات پہنچی کہ انہوں نے پیروں پر مسح کیا ہو؟ حضرت عطاءؒ نے فرمایا: نہیں۔

وضاحت: ماقبل میں یہ بات آئی تھی کہ قراءت میں اگرچہ صحابہ و تابعین کا اختلاف ہے لیکن غسل رجلین کے حکم پر سب کا اتفاق ہے، اسی کو ثابت کرنے کے لئے امام طحاویؒ چار صحابہ کا عمل اور ایک تابعی کا فتوی سات سندوں کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

وَقَدْ زَعَمَ زَاعِمٌ أَنَّ النَّظَرَ يُوجِبُ مَسْحَ الْقَدَمَيْنِ فِي وُضُوءِ الصَّلَاةِ. قَالَ: لِأَنِّي رَأَيْتُ حُكْمَهُمَا بِحُكْمِ الرَّأْسِ أَشْبَهَ؛ لِأَنِّي رَأَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا عُدِمَ الْمَاءُ فَصَارَ فَرْضُهُ التَّيَمُّمَ يَمَّمَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَلَا يُيَمِّمُ رَأْسَهُ وَلَا رِجْلَيْهِ. فَلَمَّا كَانَ عَدَمُ الْمَاءِ يُسْقِطُ فَرْضَ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِلَى فَرْضٍ آخَرَ وَهُوَ التَّيَمُّمُ، وَيُسْقِطُ فَرْضَ الرَّأْسِ وَالرِّجْلَيْنِ لَا إِلَى فَرْضٍ، ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ حُكْمَ الرِّجْلَيْنِ فِي حَالِ وُجُودِ الْمَاءِ كَحُكْمِ الرَّأْسِ لَا كَحُكْمِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ.

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا أَشْيَاءَ يَكُونُ فَرْضُهَا الْغَسْلَ فِي حَالِ وُجُودِ الْمَاءِ ثُمَّ يَسْقُطُ ذَلِكَ الْفَرْضُ فِي حَالِ عَدَمِ الْمَاءِ لَا إِلَى فَرْضٍ، مِنْ ذَلِكَ الْجُنُبُ، عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ سَائِرَ بَدَنِهِ بِالْمَاءِ فِي حَالِ وُجُودِهِ

وَإِنْ عُدِمَ الْمَاءُ وَجَبَ عَلَيْهِ التَّيَمُّمُ فِي وَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ .فَأُسْقِطَ فَرْضُ حُكْمِ سَائِرِ بَدَنِهٖ بَعْدَ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ لَا إِلَى بَدَلٍ .فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ، بِدَلِيلِ أَنَّ مَا سَقَطَ فَرْضُهُ مِنْ ذَلِكَ لَا إِلَى بَدَلٍ كَانَ فَرْضُهُ فِي حَالِ وُجُودِ الْمَاءِ هُوَ الْمَسْحُ، فَكَذَلِكَ أَيْضًا لَا يَكُونُ سُقُوطُ فَرْضِ الرِّجْلَيْنِ فِي حَالِ عَدَمِ الْمَاءِ لَا إِلَى بَدَلٍ ,بِدَلِيلِ أَنَّ حُكْمَهُمَا كَانَ فِي حَالِ وُجُودِ الْمَاءِ هُوَ الْمَسْحُ .فَبَطَلَتْ بِذَلِكَ عِلَّةُ الْمُخَالِفِ إِذَا كَانَ قَدْ لَزِمَهُ فِي قَوْلِهٖ مِثْلُ مَا أَلْزَمَ خَصْمَهُ.

ترجمه: اور ایک گمان کرنے والے نے گمان کیا ہے کہ قیاس وضو میں پیروں کے مسح کو واجب کرتا ہے، وہ کہتا ہے: اس وجہ سے کہ میں نے دیکھا پیروں کا حکم سر کے حکم کے زیادہ مشابہ ہے، کیونکہ میں نے دیکھا کہ آدمی پر پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم فرض ہوتا ہے تو وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں پر تیمم کرتا ہے اور سر اور پیروں پر تیمم نہیں کرتا، تو جب پانی کا نہ ہونا چہرے اور ہاتھوں کے غسل کے فریضہ کو الی فرض آخر ساقط کر دیتا ہے اور (فرض آخر) تیمم ہے، اور سر اور پیروں کے فریضہ کو لا الی فرض ساقط کرتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ پیروں کا حکم پانی موجود ہونے کی صورت میں سر کے حکم کے مانند ہے، چہرے اور ہاتھوں کے حکم کی طرح نہیں ہے۔

تو اس سلسلہ میں اس کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ہم نے بہت سی چیزوں کو دیکھا کہ جن کا فریضہ پانی ہونے کی حالت میں غسل ہے پھر پانی نہ ہونے کی صورت میں ان کا فریضہ لا الی فرض ساقط ہو جاتا ہے منجملہ ان چیزوں میں سے جنبی بھی ہے کہ اس پر پانی موجود ہونے کی حالت میں پورے بدن کو پانی سے دھونا واجب ہے اور اگر پانی نہ ہو تو اس پر چہرے اور ہاتھوں کا تیمم واجب ہے، تو چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ اس کے پورے بدن کا فریضہ لا الی بدل ساقط ہو گیا، لہذا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ جن اعضاء کا فریضہ لا الی بدل ساقط ہوا ہے ان کا فریضہ پانی موجود ہونے کی صورت میں مسح ہو، تو اسی طرح پانی نہ ہونے کی حالت میں پیروں کے فریضے کا لا الی بدل ساقط ہونا بھی اس بات کی دلیل نہیں ہوگا کہ پانی ہونے کی صورت میں ان کا وظیفہ مسح ہو، لہذا فریق مخالف کا استدلال باطل ہو گیا اس لئے کہ اس پر بھی وہی اعتراض لازم آ گیا

جو اس نے اپنے مخالف فریق پر لگایا تھا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول یعنی مسح رجلین کے قائلین کی طرف سے ایک نظر پیش کر رہے ہیں، وہ حضرات کہتے ہیں کہ اگر دیکھا جائے تو پیروں کا حکم سر کے حکم کے زیادہ مشابہ ہے، اس اعتبار سے کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم واجب ہوتا ہے اور شریعت نے تیمم کی صورت میں صرف وجہ اور یدین کے مسح کا حکم دیا ہے، رأس اور رجلین کے مسح کا حکم نہیں دیا، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں وجہ اور یدین کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے لیکن دوسرا فریضہ یعنی تیمم واجب ہو جاتا ہے، اور سر اور پیروں کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے لیکن اس کے بدلے کوئی دوسرا فریضہ واجب نہیں ہوتا، لہذا جس طرح پانی نہ ہونے کی صورت میں پیروں کا حکم سر کے مشابہ ہے اسی طرح پانی ہونے کی صورت میں بھی پیروں کا حکم سر کے مشابہ ہونا چاہئے اور مسح رأس کی طرح مسح رجلین بھی واجب ہونا چاہئے۔

فکان من الحجة الخ: امام طحاویؒ مذکورہ نظر کا جواب دیتے ہیں کہ آپ کا یہ قیاس درست نہیں، جن کا فریضہ وجود ماء کی صورت میں غسل ہے اور عدم وجود ماء کی صورت میں ان کا فریضہ لاالیٰ بدل ساقط ہو جاتا ہے منجملہ ان چیزوں میں سے جنبی بھی ہے، کہ جس کو شریعت نے وجود ماء کی صورت میں پورے بدن کے غسل کا حکم دیا ہے اور عدم وجود ماء کی صورت میں صرف چہرے اور ہاتھوں کے تیمم کا حکم دیا ہے، گویا تیمم میں چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ پورے بدن کا فریضہ لاالیٰ بدل ساقط ہو جاتا ہے، مگر یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وجود ماء کی صورت میں پورے بدن کا فریضہ مسح ہو، تو اسی طرح مذکورہ مسئلہ میں بھی سقوط فرض رجلین لاالیٰ بدل اس بات کی دلیل نہیں ہوگا کہ وجود ماء کی صورت میں ان کا وظیفہ مسح ہو۔

نوٹ: فریق اول نے اپنی دلیل میں کل سات روایتیں ذکر کی ہیں، امام طحاویؒ نے کتاب میں صرف پہلی روایت کا جواب دیا ہے بقیہ روایتوں کا جواب نہیں دیا، اس لئے مزید افادہ کے لئے ہم یہاں بقیہ روایتوں کے جوابات بھی ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت علیؓ کی دوسری روایت کا جواب: یہ ہے کہ وہاں 'صَكَّ' مسح کے معنی میں نہیں ہے بلکہ 'صَبّ' یعنی انڈیلنے کے معنی میں ہے لہذا اصك سے مراد غسل ہی ہوگا مسح نہیں ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا جواب: یہ ہے کہ آپ نے 'رَش' کے معنی مسح کے لئے ہیں حالانکہ رَش کے معنی چھڑکنے کے آتے ہیں اور مراد اس سے غسل خفیف ہے، نیز سیاق وسباق سے بھی پانی بہانے کے معنی مفہوم ہوتے ہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں ''فأخذ ملء کفه ماء'' آیا ہے اور ظاہر ہے کہ

چلو بھر پانی لے کر غسل ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت علیؓ، ابن عمرؓ اور عبداللہ بن زیدؓ کی روایات میں دیگر متواتر روایات کو سامنے رکھتے ہوئے علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ یہاں مسح یا تو غسل خفیف کے معنی میں ہے یا پھر یہ کہا جائے گا کہ ان حضرات کا مسح کرنا خفین پہنے ہوئے ہونے کی حالت میں تھا، اور خفین پر مسح کو ہم بھی جائز کہتے ہیں۔

حضرت رفاعہ بن رافعؓ کی روایت کا جواب: یہ ہے کہ اس میں آیت وضو کی طرح "رجلیہ الی الکعبین" کا عطف یدیہ پر ہے، لہذا یہاں بھی غسل ہی کا حکم ہے نا کہ مسح کا۔

☆☆☆

بَابُ الْوُضُوءِ هَلْ يَجِبُ لِكُلِّ صَلَاةٍ أَمْ لَا

اس باب میں مسئلہ یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ خواہ پہلے سے وضو ہو یا نہ ہو۔ اس سلسلہ میں امام طحاویؒ نے دو مذہب ذکر کئے ہیں: (۱) شیعہ اور اصحاب ظواہر کہتے ہیں کہ مقیم کے اوپر ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا واجب ہے خواہ وہ پہلے سے بے وضو ہو یا باوضو ہو، البتہ مسافر کے لئے ضروری نہیں ہے۔ یہی حضرات مصنف کے قول فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ مقیم اور مسافر دونوں کے لئے ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے، ہاں البتہ پہلے سے باوضو ہونے کے باوجود نیا وضو کرنا مستحب ہے۔ وخالفھم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی حضرات ہیں۔

(۲۱۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا كَانَ الْفَتْحُ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

(۲۲۰) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، وَأَبُو حُذَيْفَةَ قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوءٍ

وَاحِدٍ ،وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّيْهِ .فَقَالَ لَهُ عُمَرُ :صَنَعْتَ شَيْئًا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ .فَقَالَ :عَمْدًا فَعَلْتُهُ يَا عُمَرُ. [1]

(۲۲۱) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ ، قَالَ :ثنا أَبُوْ حُذَيْفَةَ ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ ، قَالَ :ثنا عَلْقَمَةُ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ، عَنْ أَبِيْهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ .

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْحَاضِرِيْنَ يَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَوَضَّئُوا لِكُلِّ صَلَاةٍ ، وَاحْتَجُّوا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .

ترجمہ: حدیث (۲۱۹): حضرت سلیمان بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے، پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپؐ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں۔

حدیث (۲۲۰): حضرت بریدہ اسلمیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں اور خفین پر مسح کیا، تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے آج ایسا کام کیا ہے جو آپ اس سے پہلے نہیں کرتے تھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔

حدیث (۲۲۱): حضرت بریدہ اسلمیؓ نے نبی ﷺ کے بارے میں بیان کیا کہ آپؐ ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔

تو ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ مقیمین پر ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول (شیعہ اور اصحاب ظواہر) کی دلیل میں حضرت بریدہ اسلمیؓ کی روایت کو تین سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا معمول ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنے کا تھا البتہ فتح مکہ کے موقع پر بحالت سفر آپؐ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں ادا فرمائیں۔ تو شیعہ اور اصحاب ظواہر کہتے ہیں کہ اس روایت کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ مقیم کے واسطے ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا واجب ہے اور مسافر کے لئے واجب نہیں۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ ,فَقَالُوا :لَا يَجِبُ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ .وَكَانَ مِمَّا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ مَا يُوَافِقُ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ فِي ذَلِكَ

(۲۲۲)مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ:ثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ ,وَابْنُ سَمْعَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ,عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ :ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، فَقَرَّبَتْ لَهُمْ شَاةً مَصْلِيَّةً فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ حَانَتِ الظُّهْرُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ رَجَعَ إِلَى فَضْلِ طَعَامِهِ فَأَكَلَ ,ثُمَّ حَانَتِ الْعَصْرُ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ:فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِوُضُوئِهِ الَّذِي كَانَ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ.وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ وُضُوءُهُ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَلَى مَا رَوَى بُرَيْدَةُ ,كَانَ ذَلِكَ عَلَى الْتِمَاسِ الْفَضْلِ لَا عَلَى الْوُجُوبِ.

ترجمہ: اور اکثر علماء نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ وضو صرف حدث کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے مروی آثار میں سے ان کے مذہب کے موافق یہ روایات ہیں:

حدیث (۲۲۲): حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری عورت (عمرہ بنت حزامؓ) کے گھر تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ آپ کے صحابہ بھی تھے، تو ان انصاریہ نے ایک بھنی ہوئی بکری ان لوگوں کے سامنے پیش کی، چنانچہ آپؐ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا، پھر ظہر کا وقت ہو گیا تو آپؐ نے وضو کر کے نماز پڑھی، پھر بچے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہوئے اور تناول فرمایا، پھر عصر کا وقت ہو گیا تو آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

قال أبو جعفر: تو اس حدیث میں یہ ہے کہ آپؐ نے ظہر اور عصر اسی وضو سے اداء کی جو وضو آپؐ نے ظہر کے وقت میں کیا تھا، اور ممکن ہے کہ آپ کا ہر نماز کے لئے وضو کرنا، جیسا کہ حضرت بریدہؓ نے روایت کیا، فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ہو وجوب کے طور پر نہ ہو۔

وضاحت: فریق ثانی یعنی جمہور کی طرف سے امام طحاویؒ نے کل پانچ دلیلیں پیش کی ہیں، پہلی دلیل حضرت جابرؓ کی روایت ہے۔ جس میں یہ ہے کہ آپ نے ظہر اور عصر ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے، اور رہی حضرت بریدہؓ کی روایت تو اس کے بارے میں امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ **آپ** کا ہر نماز کے لئے وضو کرنے کا معمول طلب فضیلت اور استحباب پر عمل کرنے کے لئے ہو وجوب کے **طور** پر نہ ہو، لہذا اس توجیہ کے مطابق حضرت بریدہؓ کی روایت فریق اول کی دلیل نہیں رہے گی۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَهَلْ فِي هَذَا مِنْ فَضْلٍ فَيُلْتَمَسُ؟ قِيلَ لَهُ نَعَمْ.
(۲۲۳) قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمَ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الظُّهْرَ فَانْصَرَفَ فِي مَجْلِسٍ دَارِهِ فَانْصَرَفْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا نُودِيَ بِالْعَصْرِ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ خَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَجْلِسِهِ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا نُودِيَ بِالْمَغْرِبِ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ. فَقُلْتُ لَهُ: أَيُّ شَيْءٍ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ الْوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ؟ فَقَالَ: وَقَدْ فَطِنْتَ لِهَذَا مِنِّي؟ لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ إِنْ كَانَ لَكَافٍ وُضُوئِي لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَوَاتِي كُلَّهَا مَا لَمْ أُحْدِثْ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِذَلِكَ عَشْرَ حَسَنَاتٍ فَفِي ذَلِكَ رَغِبْتُ يَا ابْنَ أَخِي.
فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَعَلَ مَا رَوَى عَنْهُ بُرَيْدَةُ لِإِصَابَةِ هَذَا الْفَضْلِ، لَا لِأَنَّ ذَلِكَ كَانَ وَاجِبًا عَلَيْهِ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ کیا اس میں بھی کوئی فضیلت ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے؟ تو اس سے کہا جائے گا کہ ہاں (اس میں بھی فضیلت ہے)۔

حدیث (۲۲۳): ابوغطیف ہذلیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ظہر کی

نماز پڑھی، پھر وہ اپنی بیٹھک میں تشریف لے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا، یہاں تک کہ جب عصر کی اذان ہوئی تو انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، پھر باہر تشریف لے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا، انہوں نے عصر کی نماز پڑھی پھر اپنی بیٹھک میں واپس تشریف لے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ واپس ہو گیا، یہاں تک کہ جب مغرب کی اذان ہوئی تو انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، تو میں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمن! یہ کیا ہے؟ ہر نماز کے وقت وضو؟ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: تم نے میرا یہ عمل سمجھ لیا ہے، یہ سنت نہیں ہے، یقیناً میرا صبح کی نماز کے لئے کیا ہوا وضو تمام نمازوں کے لئے کافی ہے جب تک مجھے حدث پیش نہ آجائے، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص طاہر ہونے کے باوجود وضو کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس عمل کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، تو بھتیجے میری رغبت اسی میں ہے۔

تو ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ عمل جو آپ سے حضرت بریدہؓ نے روایت کیا اسی فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے کیا ہو، نا کہ اس وجہ سے کہ ایسا کرنا آپ پر واجب ہو۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ پوچھے کہ وضو علی الوضو میں کیا فضیلت ہے جس کی بناء پر اس کی طرف رغبت کی جائے؟ تو جواب میں اس کے سامنے حضرت ابن عمرؓ کی یہ مذکورہ حدیث پیش کر دی جائے جس میں آپ نے ابوغطیف ہذلیؒ کے سوال کرنے پر فرمایا کہ میرا وضو علی الوضو کرنا سنت نہیں ہے بلکہ محض فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔

وَقَدْ رَوَى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى مَا ذَكَرْنَا.

(٢٢٤) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَقُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: فَأَنْتُمْ؟ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ.

فَهٰذَا أَنَسٌ قَدْ عَلِمَ حُكْمَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ فَرْضًا عَلَى غَيْرِهِ.

ترجمہ: اور حضرت انس بن مالکؓ نے بھی ایسی بات بیان کی ہے جو ہماری ذکر کردہ توجیہ پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث (۲۲۴) عمرو بن عامر حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے اس پانی سے وضو کیا، (عمرو بن عامر کہتے ہیں) تو میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: جی ہاں، میں نے پوچھا: اور آپ لوگ (صحابہ کرام) تو انہوں نے فرمایا: ہم ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھتے تھے۔

تو یہ حضرت انسؓ ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ فعل کا علم معلوم ہے، اور انہوں نے اس (وضو لکل صلاۃ) کو آپ کے علاوہ کے لئے ضروری نہیں سمجھا ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے حضرت انسؓ کی روایت ذکر کی ہے جو فریق ثانی کی دلیل بھی ہے اور ان کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا دوسرا جواب بھی ہے، اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ سے وضو کے متعلق آپ کا معمول پوچھا گیا تو فرمایا کہ آپ ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے تھے، اور اپنے معمول کے بارے میں فرمایا کہ ہم صحابہ متعدد نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: ذرا غور کیجئے کہ حضرت انسؓ جو آپ کے خادم خاص ہیں اور ان کو آپ کا ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنے کا عمل بھی معلوم ہے اس کے باوجود وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا عمل وضو لکل صلاۃ کا نہیں تھا بلکہ ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وضو لکل صلاۃ واجب نہیں ہے۔

وَقَدْ يَجُوزُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَهُوَ وَاجِبٌ، ثُمَّ نُسِخَ، فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ، هَلْ نَجِدُ شَيْئًا مِنَ الْآثَارِ يَدُلُّ عَلَى هٰذَا الْمَعْنَى

(۲۲۵) فَإِذَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا الْوَهْبِيُّ قَالَ: ثنا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ تَوَضُّؤَ ابْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ، طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ؟ عَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: حَدَّثَتْنِيهِ أَسْمَاءُ ابْنَةُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرٍ حَدَّثَهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ

طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً عَلَى ذَلِكَ فَكَانَ لَا يَدَعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ. فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أُمِرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ، ثُمَّ نُسِخَ ذَلِكَ. فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْوُضُوءَ يُجْزِءُ مَا لَمْ يَكُنِ الْحَدَثُ.

ترجمہ: اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپؐ وضو لکل صلاۃ کرتے ہوں درانحالیکہ وہ آپؐ پر واجب ہو، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو، تو ہم نے اس سلسلہ میں غور کیا کہ ہمیں ایسے آثار مل جائیں جو اس معنی پر دلالت کرتے ہوں۔

حدیث (۲۲۵): محمد بن یحییٰ بن حبانؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہا: مجھے حضرت ابن عمرؓ کے طہارت اور عدم طہارت دونوں حالتوں میں ہر نماز کے لئے وضو کرنے کے معمول کے بارے میں بتایئے کہ ایسا کرنا کس وجہ سے تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے حضرت اسماء بنت زید بن خطابؓ نے بیان کیا، ان سے حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا، خواہ طاہر ہوں یا غیر طاہر، پھر جب یہ عمل آپؐ پر دشوار ہو گیا تو آپ کو ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیدیا گیا، اور حضرت ابن عمرؓ اپنے متعلق خیال کرتے تھے کہ ان کے اندر اس کی طاقت ہے، لہذا وہ وضو لکل صلاۃ کو نہیں چھوڑتے تھے۔

تو اس حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وضو لکل صلاۃ کا حکم دیا گیا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا، لہذا ہماری بیان کردہ تفصیل سے ثابت ہو گیا کہ جب تک حدث پیش نہ آئے وضو باقی رہے گا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق اول کی دلیل کا تیسرا جواب دے رہے ہیں کہ وضو لکل صلاۃ کا حکم شروع اسلام میں تھا مگر مشقت کی بناء پر بعد میں منسوخ کر دیا گیا، اور نسخ کی دلیل حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ کی مذکورہ روایت ہے اس میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اولاً آپ کو وضو لکل صلاۃ کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپؐ پہلے سے محدث ہوں یا نہ ہوں، لیکن بعد میں یہ امر شاق ہونے کی بناء پر منسوخ کر دیا گیا اور اس کی جگہ ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیدیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ وضو لکل صلاۃ اب واجب نہیں ہے بلکہ استحباب کے درجہ کی چیز ہے۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ إِيجَابُ السِّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ ;فَكَيْفَ لَا تُوجِبُونَ ذَلِكَ وَ تَعْمَلُونَ بِكُلِّ الْحَدِيثِ، إِذَا كُنْتُمْ قَدْ عَمِلْتُمْ بِبَعْضِهِ؟ قِيلَ لَهُ :قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُصَّ بِالسِّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ دُونَ أُمَّتِهِ . وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونُوا هُمْ وَهُوَ فِي ذَلِكَ سَوَاءً، وَلَيْسَ يُوصَلُ إِلَى حَقِيقَةِ ذَلِكَ إِلَّا بِالتَّوْقِيفِ .فَاعْتَبَرْنَا ذَلِكَ هَلْ نَجِدُ فِيهِ شَيْئًا يَدُلُّنَا عَلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ؟

(۲۲۶)فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :ثنا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ :حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَسَارٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

(۲۲۷)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ :ثنا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ.

(۲۲۸)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ خَلَفٍ الطُّفَاوِيُّ، قَالَ:ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ:هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ,مَا كَتَبْنَاهُ إِلَّا عَنِ ابْنِ مَرْزُوقٍ.

(۲۲۹)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ :ثنا أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۲۳۰)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، مَوْلَى أُمِّ صَبِيَّةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۲۳۱)حَدَّثَنَا يُونُسُ، وَابْنُ أَبِي عَقِيلٍ، قَالَا: أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ.

(۲۳۲)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ.

(۲۳۳)حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

(۲۳۴)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح؛

(۲۳۵)وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۲۳۶)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: ثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ، مِثْلَهُ.

فَثَبَتَ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِذَلِكَ وَأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ عَلَيْهِمْ

وَفِي ارْتِفَاعِ ذَلِكَ عَنْهُمْ، وَهُوَ الْمَجْعُولُ بَدَلًا مِنَ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ، دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ وَلَا أُمِرُوا بِهِ وَأَنَّ الْمَأْمُورَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَهُمْ وَأَنَّ حُكْمَهُ كَانَ فِي ذَلِكَ غَيْرَ حُكْمِهِمْ. فَهَذَا وَجْهُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ. وَقَدْ ثَبَتَ بِذَلِكَ ارْتِفَاعُ وُجُوبِ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس حدیث میں تو ہر نماز کے لئے مسواک کو واجب کیا گیا ہے ، پھر تم اس کو واجب کیوں نہیں کہتے؟ اور جب تم نے اس حدیث کے ایک حصے پر عمل کیا تب کل حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

تو جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ سواک لکل صلاۃ کا حکم نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہو آپ کی امت کے لئے نہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپؐ اور آپؐ کی امت اس حکم میں برابر ہوں، اور بغیر دلیل کے اس کی حقیقت تک رسائی نہیں ہوسکتی، لہذا ہم نے غور کیا کہ کیا ہمیں اس سلسلہ میں کوئی ایسی دلیل ملتی ہے جو ان (دونوں شقوں) میں سے کسی ایک کی طرف ہماری رہنمائی کرے؟ تو ہم سے علی بن معبد نے (بسند متصل) بیان کیا کہ:

حدیث (۲۲۶): حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت کے اوپر دشوار نہ سمجھتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

تو آپؐ کے اس ارشاد "لولا أن أشق الخ" سے ثابت ہوگیا کہ آپؐ نے صحابہ کو اس (سواک عند کل صلاۃ) کا حکم نہیں دیا، اور یہ کہ یہ ان پر واجب نہیں ہے، اور اس حکم سے صحابہ کو مستثنی کرنے میں درانحالیکہ اس حکم کو وضو لکل صلاۃ کا بدل بنایا گیا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ وضو لکل صلاۃ ان پر واجب نہیں تھا اور ان کو اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا، اور یہ کہ اس حکم کے مامور بہ نبیؐ ہیں نا کہ صحابہ کرام، اور یہ کہ اس مسئلہ میں نبیؐ کا حکم صحابہ کے حکم کے علاوہ تھا۔ تو یہ اس باب کی توجیہ ہے روایتوں کے معانی کی تطبیق کے طریقے سے، اور اس سے وضو لکل صلاۃ کا واجب نہ ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ ایک اشکال اور اس کا جواب ذکر کر رہے ہیں، اشکال یہ ہے کہ حدیث کے دو جزء ہیں: (۱) وضو لکل صلاۃ کا منسوخ ہونا۔ (۲) سواک لکل صلاۃ کا واجب ہونا، تو آپ حضرات نے پہلے جزء پر تو عمل کر لیا کہ وضو لکل صلاۃ کو منسوخ قرار دیدیا اور دوسرے جزء کو ترک کر دیا، حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ آپ سواک لکل صلاۃ کو واجب قرار دیتے تا کہ حدیث کے دونوں اجزاء پر عمل ہو جاتا۔

اس کا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ کی روایت میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ سواک کا حکم صرف آپؐ کے ساتھ خاص ہو، اور دوسرا یہ کہ سواک کا حکم آپؐ اور امت دونوں کے لئے ہو، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے کس احتمال کو احادیث کی روشنی میں صحیح قرار دیا جائے؟ تو امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہم نے غور کیا تو ہمیں ایسی روایت مل گئی جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ سواک لکل صلاۃ کا حکم آپؐ کے ساتھ خاص تھا امت کے لئے نہیں تھا، چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا، اس روایت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سواک لکل صلاۃ کا حکم امت کے لئے نہیں ہے اور عبداللہ بن حنظلہؓ کی روایت میں جو سواک کا حکم ہے وہ آپؐ کے ساتھ مخصوص تھا۔ اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ نے پانچ صحابہ سے دس سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

فثبت بقوله الخ: مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سواک لکل صلاۃ کا حکم امت کے لئے نہیں تھا، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ وضو لکل صلاۃ کا حکم بھی امت کے لئے نہیں تھا، کیونکہ سواک کا حکم وضو کے بدل کے طور پر دیا گیا تھا اور یہ بات ثابت ہو چکی کہ سواک لکل صلاۃ کا حکم آپؐ کے ساتھ خاص تھا لہذا وضو لکل صلاۃ کا حکم بھی آپؐ ہی کے لئے ہوگا۔

وَأَمَّا وَجْهُ ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ;فَإِنَّا رَأَيْنَا الْوُضُوءَ طَهَارَةً مِنْ حَدَثٍ ,فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي الطَّهَارَاتِ مِنَ الْأَحْدَاثِ كَيْفَ حُكْمُهَا؟ وَمَا الَّذِي يُنْقِضُهَا؟ فَوَجَدْنَا الطَّهَارَاتِ الَّتِي تُوجِبُهَا الْأَحْدَاثُ عَلَى ضَرْبَيْنِ .فَمِنْهَا الْغُسْلُ ,وَمِنْهَا الْوُضُوءُ ,فَكَانَ مَنْ جَامَعَ أَوْ أَجْنَبَ ,وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ ,وَكَانَ مَنْ بَالَ أَوْ تَغَوَّطَ ,وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ .فَكَانَ الْغُسْلُ

الْوَاجِبُ بِمَا ذَكَرْنَا لَا يُنْقِضُهُ مُرُورُ الْأَوْقَاتِ وَلَا يُنْقِضُهُ إِلَّا الْأَحْدَاثُ. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ حُكْمَ الطَّهَارَةِ مِنَ الْجِمَاعِ وَالِاحْتِلَامِ كَمَا ذَكَرْنَا، كَانَ فِي النَّظَرِ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ حُكْمُ الطَّهَارَاتِ مِنْ سَائِرِ الْأَحْدَاثِ كَذَلِكَ وَأَنَّهُ لَا يَنْقُضُ ذَلِكَ مُرُورُ وَقْتٍ كَمَا لَا يَنْقُضُ الْغُسْلَ مُرُورُ وَقْتٍ.

ترجمہ: اور رہی اس باب کی توجیہ نظر کے طریق سے تو ہم نے دیکھا کہ وضو حدث سے طہارت کا ایک ذریعہ ہے، تو ہم نے ارادہ کیا کہ احداث سے طہارت کے دوسرے ذرائع میں غور کریں کہ ان کا کیا حکم ہے؟ اور کیا چیز ان کو توڑ دیتی ہے؟ تو ہم نے پایا کہ وہ طہارات جو حدث کی وجہ سے واجب ہو جاتی ہیں دو قسم کی ہیں: ان میں سے ایک غسل ہے اور ایک وضو ہے، تو جو شخص جماع کرے یا جنبی ہو جائے اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے اور جو پیشاب یا پاخانہ کرے اس پر وضو واجب ہو جاتا ہے، تو غسل جو ہماری بیان کردہ چیزوں (جنابت یا احتلام وغیرہ) سے واجب ہوتا ہے وہ مرور اوقات سے نہیں ٹوٹتا، اور صرف احداث ہی اس کے لئے ناقض ہوتے ہیں، تو جب ثابت ہو گیا کہ جماع اور احتلام سے طہارت کا حکم وہ ہے جو ہم نے (ابھی) بیان کیا، تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام احداث سے طہارت کا یہی حکم ہو اور مرور وقت ان کے لئے ناقض نہ ہو، جیسے غسل کے لئے مرور وقت ناقض نہیں ہوتا۔

وضاحت: نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ طہارت دو قسم کی ہے: طہارت صغریٰ یعنی وضو اور طہارت کبریٰ یعنی غسل، تو ہم نے غور کیا کہ طہارت کبریٰ کا حکم بالاتفاق یہ ہے کہ وہ مرور وقت سے نہیں ٹوٹتی جب تک کہ کوئی حدث اکبر مثلاً احتلام یا جماع وغیرہ پیش نہ آ جائے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ طہارت صغریٰ بھی مرور وقت سے نہیں ٹوٹے گی جب تک کہ کوئی حدث مثلاً بول و براز یا خروج ریح وغیرہ پیش نہ آ جائے، لہذا ثابت ہو گیا کہ باوضو شخص پر ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا واجب نہیں ہے۔

وَحُجَّةٌ أُخْرَى أَنَّا رَأَيْنَاهُمْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْمُسَافِرَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ. وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الْحَاضِرِ فَوَجَدْنَا الْأَحْدَاثَ

مِنَ الْجِمَاعِ وَالِاحْتِلَامِ وَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُلُّ مَا إِذَا كَانَ مِنَ الْحَاضِرِ كَانَ حَدَثًا يُوجِبُ بِهِ عَلَيْهِ طَهَارَةً ,فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ مِنَ الْمُسَافِرِ ,كَانَ كَذَلِكَ أَيْضًا وَوَجَبَ عَلَيْهِ مِنَ الطَّهَارَةِ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ لَوْ كَانَ حَاضِرًا .وَرَأَيْنَا طَهَارَةً أُخْرَى يُنْقِضُهَا خُرُوجُ وَقْتٍ وَهِيَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ ;فَكَانَ الْحَاضِرُ وَالْمُسَافِرُ فِي ذَلِكَ سَوَاءً ;يَنْقُضُ طَهَارَتَهُمَا خُرُوجُ وَقْتٍ مَا ;وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ الْوَقْتُ فِي نَفْسِهِ مُخْتَلِفًا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ .فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ مَا ذَكَرْنَا كَذَلِكَ ;وَإِنَّمَا يَنْقُضُ طَهَارَةُ الْحَاضِرِ مِنْ ذَلِكَ يَنْقُضُ طَهَارَةَ الْمُسَافِرِ,وَكَانَ خُرُوجُ الْوَقْتِ عَنِ الْمُسَافِرِ لَا يَنْقُضُ طَهَارَتَهُ ,كَانَ خُرُوجُهُ عَنِ الْمُقِيمِ أَيْضًا كَذَلِكَ ,قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا بَيَّنَّا مِنْ ذَلِكَ .وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ,وَأَبِي يُوسُفَ,وَمُحَمَّدٍ ,رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم نے دیکھا اس بات پر سب لوگوں کا اتفاق ہے کہ مسافر تمام نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھے گا جب تک اس کو حدث لاحق نہ ہو، اور اختلاف صرف مقیم کے بارے میں ہے، اور ہم نے پایا کہ احداث جماع، احتلام، بول و براز وغیرہ ہیں، اور ان میں سے ہر ایک جب مقیم کو لاحق ہو تو یہ ایسا حدث ہوتا ہے جو اس پر طہارت کو واجب کر دیتا ہے، اور جب مسافر کو لاحق ہو تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اس پر وہی طہارت واجب ہوتی ہے جو مقیم ہونے کی صورت میں واجب ہوتی۔ اور ہم نے ایک دوسری طہارت کو دیکھا جو خروج وقت سے ٹوٹ جاتی ہے، اور وہ مسح علی الخفین ہے، تو مقیم اور مسافر اس میں برابر ہیں خروج وقت سے ان دونوں کی طہارت ٹوٹ جاتی ہے اگرچہ فی نفسہ وقت مقیم اور مسافر کے حق میں الگ الگ ہے، تو جب ثابت ہو گیا کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اسی طرح ہے، اور مذکورہ احداث میں سے جو مقیم کی طہارت کو توڑ دیتا ہے وہ مسافر کی طہارت کو بھی توڑ دیتا ہے، اور مسافر کے حق میں خروج وقت اس کی طہارت کو ختم نہیں کرتا، تو مقیم کے حق میں بھی خروج وقت ایسا ہی ہوگا ان باتوں پر قیاس کرتے ہوئے جو ہم نے بیان کیں۔ اور یہ امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: یہ امام طحاویؒ نے دوسری نظر پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ مسافر ایک وضو سے جتنی چاہے نمازیں پڑھ سکتا ہے جب تک کہ حدث پیش نہ آئے، لیکن مقیم کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا مقیم پر ہر نماز کے لئے وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ تو ہم نے دیکھا کہ نواقض طہارت کا حکم مسافر اور مقیم دونوں کے حق میں یکساں ہے یعنی جن احداث کی بناء پر مقیم کے اوپر طہارت لازم ہوتی ہے انہیں احداث کی بناء پر مسافر کے اوپر بھی طہارت واجب ہوتی ہے جیسے جماع، احتلام، بول و براز وغیرہ، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ ازالہ طہارت اور حصول طہارت میں مقیم اور مسافر کا حکم یکساں ہے، تو جب خروج وقت سے مسافر کی طہارت نہیں ٹوٹتی ہے تو مقیم کی طہارت بھی نہیں ٹوٹے گی، اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مسح علی الخفین کے مسئلے میں مقیم اور مسافر دونوں کا حکم یکساں ہے کہ دونوں کی طہارت خروج وقت سے ٹوٹ جاتی ہے، ہاں البتہ اتنا فرق ہے کہ مسافر کے لئے مسح علی الخفین کی مدت کچھ لمبی ہوتی ہے اور مقیم کے حق میں مختصر، لیکن خروج وقت کی وجہ سے طہارت کا ختم ہو جانا مقیم اور مسافر دونوں کے حق میں برابر ہے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح مسح علی الخفین میں مقیم اور مسافر کا حکم یکساں ہے اسی طرح مسئلہ مذکورہ میں بھی مقیم اور مسافر کا حکم یکساں ہونا چاہئے، یعنی جس طرح مسافر کا وضو مرور وقت سے نہیں ٹوٹتا اسی طرح مقیم کا وضو بھی نہیں ٹوٹنا چاہئے۔

وَقَدْ قَالَ :بِذَلِكَ جَمَاعَةٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۲۳۷)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ قَالَ :ثنا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ ،عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ :أَنَّ أَصْحَابَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ تَوَضَّئُوا وَصَلُّوا الظُّهْرَ .فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامُوا لِيَتَوَضَّئُوا فَقَالَ لَهُمْ :مَا لَكُمْ؟ أَحْدَثْتُمْ؟ فَقَالُوا :لَا ,فَقَالَ :الْوُضُوءُ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ ,لَيُوشِكُ أَنْ يَقْتُلَ الرَّجُلُ أَبَاهُ ,وَأَخَاهُ ,وَعَمَّهُ ,وَابْنَ عَمِّهِ ,وَهُوَ يَتَوَضَّأُ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ.

(۲۳۸)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، قَالَ :سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ :كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحْدِثْ.

(۲۳۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَسْعُودُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ سَعْدًا كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ.

(۲٤۰) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ عِكْرِمَةَ، وَزَادَ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَيَتْلُو (إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ).

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَلَيْسَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ، عِنْدَنَا، دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَوْلُهُ ذَلِكَ عَلَى الْقِيَامِ وَهُمْ مُحْدِثُونَ. أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ حُكْمَ الْمُسَافِرِ هُوَ هَذَا؟ وَأَنَّ الْوُضُوءَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ حَتَّى يُحْدِثَ. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ هَذَا حُكْمُ الْمُسَافِرِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَقَدْ خُوطِبَ بِهَا كَمَا خُوطِبَ الْحَاضِرُ، ثَبَتَ أَنَّ حُكْمَ الْحَاضِرِ فِيهَا كَذَلِكَ أَيْضًا. وَقَدْ قَالَ: ابْنُ الْفَغْوَاءِ: إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحْدَثُوا لَمْ يَتَكَلَّمُوا حَتَّى يَتَوَضَّئُوا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ) فَأَخْبَرَ أَنَّ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الْقِيَامُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدَ حَدَثٍ.

(۲٤۱) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، مَرَّةً أُخْرَى قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ، وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ عَلِيٍّ، بِذَلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ عِكْرِمَةَ.

(۲٤۲) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ شُرَيْحًا كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

(۲٤۳) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا. وَاللهُ أَعْلَمُ

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک جماعت نے بھی یہی کہا ہے۔

حدیث (۲۳۷): حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے شاگردوں نے وضو کر کے ظہر کی نماز پڑھی، پھر جب عصر کا وقت ہوا تو دوبارہ وضو کرنے کے لئے اٹھے، تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان سے کہا: کیا ہوا؟ کیا تم لوگوں کو حدث لاحق ہو گیا؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ نہیں، تو انہوں نے فرمایا: بغیر حدث کے وضو؟ قریب ہے کہ آدمی اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنے چچا اور اپنے چچازاد بھائی کو قتل کرے گا درانحالیکہ وہ بغیر حدث کے وضو کرتا ہوگا۔

حدیث (۲۳۸): عمرو بن عامرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ کو فرماتے ہوئے سنا: ہم تمام نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک کہ ہم محدث نہ ہو جاتے۔

حدیث (۲۳۹): حضرت عکرمہؒ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تمام نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک کہ ان کو حدث لاحق نہ ہو جاتا۔

حدیث (۲۴۰): حضرت علی بن ابی طالبؓ ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تھے: اذا قمتم الی الصلاۃ الخ۔

قال أبو جعفر: اور اس آیت میں ہمارے نزدیک ہر نماز کے لئے وضو واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان حالت حدث میں (نماز کے لئے) کھڑے ہونے سے متعلق ہو، کیا تم کو معلوم نہیں کہ اس بات پر لوگوں کا اتفاق ہے کہ مسافر کے لئے یہی حکم ہے اور جب تک حدث پیش نہ آئے اس پر وضو واجب نہیں ہے، تو جب ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں مسافر کا یہ حکم ہے حالانکہ وہ بھی اس آیت کا مخاطب ہے جیسا کہ مقیم اس کا مخاطب ہے، تو ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں مقیم کا بھی یہی حکم ہے۔

اور ابن الفغواءؒ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام جب محدث ہو جاتے تھے تو آپس میں گفتگو نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وضو کر لیتے، تو یہ آیت نازل ہوئی ''اذا قمتم الی الصلاۃ الخ''۔

تو ابن الفغواء نے خبر دی کہ (آیت میں) حدث کے بعد نماز کے لئے کھڑا ہونا مراد ہے۔

حدیث (۲۴۲): محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ امام شریحؒ تمام نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے۔

حدیث (۲۴۳): حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ وہ اس میں (ایک وضو سے متعدد نمازیں اداء کرنے میں) کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق ثانی کی طرف سے پانچویں دلیل میں آثار صحابہ ذکر کئے ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دنیائے فانی سے رحلت فرمانے کے بعد صحابہ کرام کا عمل اور فتویٰ اس بات پر رہا،

کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے، ان میں سب سے پہلے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا اثر نقل کیا ہے، جس میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ہر نماز کے لئے وضوء کرنے والوں پر انتہائی سخت نکیر فرمائی ہے ، یہاں تک کہ انہوں نے بغیر حدث کے وضوء کرنے کو باپ اور بھائی وغیرہ کے قتل کے مانند قرار دیا ہے، اس کے بعد امام طحاویؒ نے حضرت انسؓ اور حضرت سعدؓ کے آثار ذکر کئے ہیں جن میں صحابہ کا عمل ایک وضوء سے متعدد نمازیں اداء کرنے کا مذکور ہے، یہ سب روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ ہر نماز کے لئے نیا وضوء کرنا ضروری نہیں ہے۔

وكان علي بن أبي طالب الخ: یہاں سے امام طحاویؒ ایک اعتراض کا جواب ذکر کر رہے ہیں، اعتراض یہ ہے کہ آیت کریمہ "یاأیها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلاة الخ" وضو لکل صلاۃ کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے اور اس کی تائید حضرت علیؓ کے عمل سے ہوتی ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے تھے اور یہ آیت تلاوت فرماتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ آیت وضو لکل صلاۃ پر دلالت کرتی ہے۔

قال أبو جعفر: سے امام طحاویؒ جواب دے رہے ہیں کہ یہ آیت عام ہے، مقیم اور مسافر دونوں کو شامل ہے، اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسافر پر ہر نماز کے لئے وضو ضروری نہیں ہے جب تک کہ کوئی حدث لاحق نہ ہو، تو جب آپ مسافر کو اس آیت کا مخاطب بنائیں گے تو فاغسلوا سے پہلے وأنتم محدثون محذوف ماننا پڑے گا، لہذا ہم کہتے ہیں کہ جب اس آیت کا مخاطب مقیم کو قرار دیں گے تو اس وقت بھی وأنتم محدثون مقدر مانیں گے۔

وقد قال ابن الفغواء الخ: سے امام طحاویؒ نے مذکورہ اعتراض کا دوسرا جواب دیا ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام حالت حدث میں بات چیت نہیں کرتے تھے جب تک کہ وضو نہ کر لیتے، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وضو صرف نماز کے لئے ہے، لہذا اس آیت کا تعلق وضو لکل صلاۃ کے مسئلے سے نہیں ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَخْرُجُ مِنْ ذَكَرِهِ الْمَذْيُ كَيْفَ يَفْعَلُ

اس باب کے تحت تین مسئلے ذکر کئے جاتے ہیں: (۱) مذی پاک ہے یا ناپاک؟۔ اس سلسلہ میں تمام امت کا اتفاق ہے کہ مذی ناپاک ہے البتہ فرقہ امامیہ اس کو پاک کہتا ہے۔

(۲) اگر مذی ناپاک ہے تو اس کے لئے آلۂ تطہیر کیا ہے؟۔ اس سلسلہ میں تین مذہب ہیں، امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ صرف نضح یعنی چھینٹے مارنے سے طہارت حاصل ہو جائے گی، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ فرماتے ہیں کہ پانی سے دھونا ضروری ہے چھینٹے مارنے اور ڈھیلے کے استعمال سے طہارت حاصل نہیں ہوگی۔ حضرات احنافؒ کے نزدیک پیشاب کی طرح ڈھیلے اور پانی دونوں سے طہارت حاصل ہو جائے گی، البتہ صرف چھینٹے مارنا کافی نہیں ہوگا۔

(۳) خروج مذی کی وجہ سے صرف موضع نجاست کا دھونا ضروری ہے یا مذاکیر یعنی ذکر و خصیتین کا دھونا بھی ضروری ہے؟ امام طحاویؒ نے باب میں اسی مسئلہ سے بحث کی ہے۔ اس سلسلہ میں تین مذہب ہیں: (۱) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ پورے ذکر کا دھونا ضروری ہے۔ (۲) امام اوزاعیؒ، بعض حنابلہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک ذکر اور خصیتین دونوں کا دھونا واجب ہے، یہی حضرات 'فذهب قوم الى أن غسل المذاكير الخ' کے مصداق اور فریق اول ہیں۔ (۳) احناف اور شافعیہ کے نزدیک صرف موضع نجاست کا دھونا واجب ہے۔ یہی حضرات 'وخالفهم فی ذلك آخرون' کے مصداق اور فریق ثانی ہیں۔

(۲۴۴) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ عَمَّارًا أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ قَالَ: يَغْسِلُ مَذَاكِيرَهُ وَيَتَوَضَّأُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ غَسْلَ الْمَذَاكِيرِ وَاجِبٌ عَلَى الرَّجُلِ إِذَا أَمْذَى وَإِذَا بَالَ. وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذَا الْأَثَرِ.

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو حکم

دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے مذی کے متعلق دریافت کریں، تو آپ ؐ نے فرمایا: ایسا شخص اپنے مذاکیر کو دھوئے اور وضو کرے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: تو ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ آدمی کو جب مذی آئے اور جب وہ پیشاب کرے تو اس پر مذاکیر کا دھونا واجب ہے، اور انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: فریق اول (مالکیہ اور حنابلہ) کی دلیل میں امام طحاویؒ نے حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت کو پیش کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو حکم دیا کہ آپ ؐ سے مذی کی تطہیر کا طریقہ پوچھیں تو آپ ؐ نے مذاکیر کو دھونے اور وضو کرنے کا حکم دیا، اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ خروج مذی کی وجہ سے ذکر اور خصیتین کو دھونا واجب ہے، اس لئے کہ مذاکیر جمع ہے اور جمع کا اطلاق کم سے کم تین پر ہوتا ہے، لہذا مذاکیر سے ذکر اور خصیتین دونوں مراد ہوں گے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا :لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِيجَابِ غَسْلِ الْمَذَاكِيرِ ,وَلَكِنَّهُ لِيَتَقَلَّصَ الْمَذْيُ فَلَا يَخْرُجُ .قَالُوا: وَمِنْ ذَلِكَ مَا أُمِرَ بِهِ الْمُسْلِمُونَ فِي الْهَدْيِ إِذَا كَانَ لَهُ لَبَنٌ أَنْ يُنْضَحَ ضَرْعُهُ بِالْمَاءِ ,لِيَتَقَلَّصَ ذَلِكَ فِيهِ ,فَلَا يَخْرُجُ.

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مذاکیر کے دھونے کے واجب ہونے کو بتانے کے لئے نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا تاکہ مذی کا نکلنا بند ہو جائے، ان لوگوں نے کہا: اور اسی قبیل سے یہ مسئلہ ہے کہ ہدی کے جانور کے جب دودھ اتر آئے تو مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان کے تھنوں پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں تاکہ دودھ کا اترنا بند ہو جائے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کی دلیل کا جواب دے رہے ہیں کہ نبی ؐ نے مذاکیر کو دھونے کا حکم بطور تطہیر کے نہیں دیا تھا بلکہ اس لئے دیا تھا کہ پانی کی ٹھنڈک سے عضو کا انتشار ختم ہو جائے اور مذی کا نکلنا بند ہو جائے، جیسا کہ ہدی کے جانور کے بارے میں ہے کہ اگر اس کے تھن میں دودھ اتر آئے تو اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑکنے کا حکم ہے تاکہ دودھ کا اترنا بند ہو جائے۔

وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ مُتَوَاتِرَةً بِمَا يَدُلُّ عَلَى مَا قَالُوا فَمِنْ ذَلِكَ

(٢٤٥) مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَا: ثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، قَالَ: ثنا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: فِيهِ الْوُضُوءُ.

(٢٤٦) حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُنْذِرٍ أَبِي يَعْلَى الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ أَجِدُ مَذْيًا، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، وَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ لِأَنَّ ابْنَتَهُ عِنْدِي، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: إِنَّ كُلَّ فَحْلٍ يُمْذِي، فَإِذَا كَانَ الْمَنِيُّ فَفِيهِ الْغُسْلُ، وَإِذَا كَانَ الْمَذْيُ فَفِيهِ الْوُضُوءُ.

(٢٤٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكَانَتْ عِنْدِي بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْهُ.

(٢٤٨) حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَ: فِيهِ الْوُضُوءُ، وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ.

(٢٤٩) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِءِ بْنِ هَانِءٍ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ إِذَا أَمْذَيْتُ اغْتَسَلْتُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :فِيهِ الْوُضُوءُ .

(٢٥٠)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ:ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ:أنا إِسْرَائِيلُ، ح.

(٢٥١)وَحَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ:ثنا أَسَدٌ، قَالَ :ثنا إِسْرَائِيلُ، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٢٥٢)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ :ثنا زَائِدَةُ، قَالَ :ثنا الرُّكَيْنُ بْنُ الرَّبِيعِ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ ,فَتَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ,وَإِذَا رَأَيْتَ الْمَنِيَّ فَاغْتَسِلْ .

(٢٥٣)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ :ثنا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ,عَنْ عَطَاءٍ ,عَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ :سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ ,لِأَنَّ ابْنَتَهُ كَانَتْ تَحْتِي ,فَأَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ :يَكْفِي مِنْهُ الْوُضُوءُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :أَفَلَا تَرَى أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا ذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَوْجَبَهُ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ ,ذَكَرَ وُضُوءَ الصَّلَاةِ. فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ مَا كَانَ سِوَى وُضُوءِ الصَّلَاةِ مِمَّا أَمَرَ بِهِ ,فَإِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ لِغَيْرِ الْمَعْنَى الَّذِي وَجَبَ لَهُ وُضُوءُ الصَّلَاةِ.

ترجمہ: اور کثرت کے ساتھ ایسی روایات آئی ہیں جو ان کی (فریق ثانی کی) بات پر دلالت کرتی ہیں۔

حدیث (۲۴۵): حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایسا شخص تھا جس کو بہت زیادہ مذی آتی تھی تو میں نے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرنے کا حکم دیا، تو آپؐ نے فرمایا: اس میں وضو ہے۔

حدیث (۲۴۶): منذر بن ابی یعلی ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حنفیہؒ سے سنا وہ اپنے والد

(حضرت علیؓ) کی حدیث بیان کر رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا: مجھ کو مذی آیا کرتی تھی تو میں نے مقداد بن اسودؓ کو حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کریں، اور خود مجھے پوچھنے میں شرم آئی اس لئے کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں، چنانچہ انہوں نے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: ہر مرد کو مذی آتی ہے، تو جب منی آئے تو اس میں غسل ہے اور جب مذی آئے تو اس میں وضو ہے۔

حدیث (۲۴۷): حضرت علیؓ فرماتے ہیں: میں ایسا شخص تھا جس کو بہت زیادہ مذی آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں، تو میں نے رسول اللہؐ کے پاس ایک شخص کو بھیجا، تو آپؐ نے فرمایا: وضو کرو اور مذی کو دھودو۔

حدیث (۲۴۸): حضرت علیؓ فرماتے ہیں: نبیؐ سے مذی کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس میں وضو ہے اور منی میں غسل ہے۔

حدیث (۲۴۹): حضرت علیؓ فرماتے ہیں: میں ایسا شخص تھا جس کو بہت زیادہ مذی آتی تھی، تو جب بھی مجھے مذی آتی میں غسل کیا کرتا تھا، پھر میں نے نبیؐ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا: اس میں وضو ہے۔

حدیث (۲۵۲): حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی تو میں نے نبیؐ سے دریافت کیا، تو آپؐ نے فرمایا: جب تم مذی دیکھو تو وضو کرو اور اپنے ذکر کو دھولو اور جب منی دیکھو تو غسل کرو۔

حدیث (۲۵۳): حضرت عائش بن انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی تو میں نے نبی ﷺ سے پوچھنا چاہا لیکن مجھے پوچھنے میں شرم آئی اس لئے کہ آپؐ کی صاحبزادی میری زوجیت میں تھیں، چنانچہ میں نے حضرت عمارؓ کو حکم دیا اور انہوں نے آپؐ سے دریافت کیا، تو آپؐ نے فرمایا: مذی نکلنے کی وجہ سے وضو کر لینا کافی ہے۔

قال أبو جعفر: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت علیؓ نے جب نبیؐ کے حوالے سے اس چیز کو ذکر کیا جو آپؐ نے ان پر خروج مذی کی وجہ سے واجب کی تھی تو وضوءِ صلاۃ کا ذکر کیا، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وضوءِ صلاۃ کے علاوہ جس چیز کا ان کو حکم دیا گیا تھا وہ اس علت کے علاوہ کی وجہ سے ہے، جس کی وجہ سے وضوءِ صلاۃ واجب ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثانی (احناف اور شوافع) کی طرف سے دلائل پیش کر رہے ہیں، پہلی دلیل حضرت علیؓ کی روایت ہے جس کو آٹھ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس میں آپؐ نے خروج مذی کی صورت میں صرف وضو کرنے کا حکم دیا ہے، تو معلوم ہوا کہ خروج مذی کی وجہ سے صرف وضو ہی

واجب ہوگا، اور رہا مخرج کا دھونا تو وہ نجاست لگنے کی وجہ سے ہے خروج مذی کی وجہ سے نہیں ہے، اور ظاہری بات ہے کہ نجاست لگنے کی وجہ سے صرف موضع نجاست کا دھونا کافی ہوگا اس کے علاوہ کسی دوسرے حصے کا دھونا واجب نہیں ہوگا۔ اور رہی حضرت رافع بن خدیج ؓ کی روایت جس میں مذاکیر کو بھی دھونے کا حکم ہے تو اس کی توجیہ ہم پہلے کر چکے ہیں کہ وہ حکم وجوب کے طور پر نہیں ہے بلکہ علاج کے طور پر ہے تاکہ عضو کا انتشار ختم ہو جائے اور مذی کا اترنا بند ہو جائے۔

وَقَدْ رَوَى سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ دَلَّ عَلَى هَذَا أَيْضًا.

(٢٥٤) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَا: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ: سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَ: فِيهِ الْوُضُوءُ.

فَأَخْبَرَ أَنَّ مَا يَجِبُ فِيهِ، هُوَ الْوُضُوءُ، وَذَلِكَ يَنْفِي أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ مَعَ الْوُضُوءِ غَيْرُهُ.

ترجمہ: اور حضرت سہل بن حنیف ؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات نقل کی ہے جو اسی پر دلالت کرتی ہے

حدیث (۲۵۴): حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے متعلق دریافت کیا تو آپ ؐ نے فرمایا: اس میں وضو واجب ہوتا ہے۔

تو نبی ﷺ نے خبر دی کہ جو چیز خروجِ مذی کی وجہ سے واجب ہوتی ہے وہ وضو ہے، اور یہ اس بات کی نفی کرتی ہے کہ آدمی پر وضو کے ساتھ کوئی دوسری چیز واجب ہو۔

وضاحت: حضرت سہل بن حنیف ؓ کی مذکورہ روایت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خروج مذی کی وجہ سے صرف وضو واجب ہوگا کوئی دوسری چیز واجب نہیں ہوگی۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَا يُوَافِقُ مَا قَالَ: أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى ، فَذَكَرَ

(۲۵۵) مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ قَالَ: أنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أنا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ: أَنَّ سَلْمَانَ بْنَ رَبِيعَةَ الْبَاهِلِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ ، فَكَانَ يَأْتِيهَا فَيُلَاعِبُهَا فَيُمْذِي . فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَاغْسِلْ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ ، وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ .

قِيلَ لَهُ: يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ وَجْهُ ذَلِكَ أَيْضًا مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ وَجْهَ حَدِيثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سے ایسی بات مروی ہے جو فریق اول کے قول کے موافق ہے، پھر وہ یہ روایت بیان کرے:

حدیث (۲۵۵): ابو عثمان نہدیؒ سے روایت ہے کہ سلیمان بن ربیعہ باہلیؒ نے بنو عقیل کی ایک عورت سے شادی کی، وہ اس کے پاس آتے اور ملاعبت کرتے جس سے ان کو مذی خارج ہوتی، انہوں نے اس کے بارے میں حضرت عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب تم پانی (مذی) دیکھو تو اپنی شرمگاہ اور خصیتین کو دھولیا کرو اور نماز والا وضو کرلیا کرو۔

تو جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ یہاں بھی یہ احتمال ہے کہ اس حکم کی وجہ بھی وہی ہو جس پر ہم نے رافع بن خدیجؓ کی حدیث کو محمول کیا ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے بھی وضو کے ساتھ غسل مذاکیر کا حکم دیا ہے، لہذا اس سے بھی غسل مذاکیر کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

قیل لہ: فرماتے ہیں کہ اس کا جواب بھی وہی ہے جو حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت کے ذیل میں گزر چکا یعنی یہ حکم بطور علاج کے تھا بطور وجوب کے نہیں تھا۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِمَّنْ بَعْدَهُ ,مَا يُوَافِقُ ذَلِكَ

(٢٥٦)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ:ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، ح

(٢٥٧)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا هِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :هُوَ الْمَنِيُّ وَالْمَذْيُ وَالْوَدْيُ فَأَمَّا الْمَذْيُ وَالْوَدْيُ فَإِنَّهُ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ,وَأَمَّا الْمَنِيُّ ,فَفِيهِ الْغُسْلُ.

(٢٥٨)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ :قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي أَرْكَبُ الدَّابَّةَ فَأُمْذِي.فَقَالَ :اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ .

أَفَلَا تَرَى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ ذَكَرَ مَا يَجِبُ فِي الْمَذْيِ ذَكَرَ الْوُضُوءَ خَاصَّةً وَحِينَ أَمَرَ أَبَا جَمْرَةَ أَمَرَهُ مَعَ الْوُضُوءِ بِغَسْلِ الذَّكَرِ.

(٢٥٩)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا وَهْبٌ، قَالَ :ثنا الرَّبِيعُ بْنُ صُبَيْحٍ، عَنِ الْحَسَنِ :فِي الْمَذْيِ وَالْوَدْيِ ,قَالَ :يَغْسِلُ فَرْجَهُ ,وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(٢٦٠)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ:ثنا أَبُو عَامِرٍ قَالَ :ثنا سُفْيَانُ ,عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ :إِذَا أَمْذَى الرَّجُلُ ,غَسَلَ الْحَشَفَةَ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَهَذَا وَجْهُ هَذَا الْبَابِ ,مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ , فَقَدْ ثَبَتَ بِهِ مَا وَصَفْنَا.

ترجمہ: اور نبیؐ کے بعد کی ایک جماعت سے بھی ایسے آثار مروی ہیں جو اس کے موافق ہیں

حدیث(٢٥٧): حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: وہ (ذکر سے خارج ہونے والی چیزیں) تین ہیں:

منی، مذی اور وَدی، مذی اور وَدی کی وجہ سے اپنے ذکر کو دھوئے گا اور وضو کرے گا، اور رہی منی تو اس میں غسل ہے۔

حدیث (۲۵۸): ابو جمرہؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا: میں سواری پر سوار ہوتا ہوں تو میری مذی خارج ہو جاتی ہے، تو ابن عباسؓ نے فرمایا: اپنے ذکر کو دھولیا کرو اور نماز والا وضو کرلیا کرو۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ابن عباسؓ نے جب وہ حکم بیان کیا جو مذی کی صورت میں واجب ہوتا ہے تو صرف وضو کا ذکر کیا، اور جب ابو جمرہؒ کو حکم دیا تو وضو کے ساتھ ذکر کے دھونے کا بھی حکم دیا۔

حدیث (۲۵۹): حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ مذی اور ودی کے سلسلے میں انہوں نے فرمایا: اپنی شرمگاہ کو دھولے اور نماز والا وضو کرلے۔

حدیث (۲۶۰): سعید بن جبیر نے فرمایا: جب آدمی کو مذی آئے تو اس کو چاہئے کہ حشفہ کو دھولے اور نماز والا وضو کرلے۔

قال أبو جعفر: تو یہ اس باب کی توجیہ ہے روایتوں کے معانی کی تطبیق کے طریقے سے، اور اس سے ہمارا مدعیٰ ثابت ہو گیا۔

وضاحت: دوسری دلیل میں امام طحاویؒ نے صحابہ و تابعین کے فتاویٰ ذکر کئے ہیں کہ ان حضرات کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ خروج مذی کی صورت میں صرف موضع نجاست کو دھویا جائے گا، اس کے علاوہ پورے مذاکیر کو نہیں دھویا جائے گا۔

وَأَمَّا وَجْهُ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا خُرُوجَ الْمَذْيِ حَدَثًا، فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي خُرُوجِ الْأَحْدَاثِ، مَا الَّذِي يَجِبُ بِهِ؟ فَكَانَ خُرُوجُ الْغَائِطِ، يَجِبُ بِهِ غَسْلُ مَا أَصَابَ الْبَدَنَ مِنْهُ، وَلَا يَجِبُ غَسْلُ مَا سِوَى ذٰلِكَ إِلَّا التَّطَهُّرَ لِلصَّلَاةِ. وَكَذٰلِكَ خُرُوجُ الدَّمِ مِنْ أَيِّ مَوْضِعٍ مَا خَرَجَ، فِي قَوْلِ مَنْ جَعَلَ ذٰلِكَ حَدَثًا. فَالنَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ، خُرُوجُ الْمَذْيِ الَّذِي هُوَ حَدَثٌ، لَا يَجِبُ فِيهِ غُسْلٌ، غَيْرَ الْمَوْضِعِ الَّذِي أَصَابَهُ مِنَ الْبَدَنِ غَيْرَ التَّطَهُّرِ لِلصَّلَاةِ، فَثَبَتَ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ. وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور رہی اس باب کی توجیہ نظر کے طریقے سے تو ہم نے دیکھا کہ خروج مذی ایک حدث ہے، تو ہم نے ارادہ کیا کہ خروج احداث کے مسئلے میں غور کریں کہ ان کی وجہ سے کیا چیز واجب ہوتی ہے؟ تو (ہم نے پایا) کہ پاخانہ کے خروج کی وجہ سے بدن کے صرف اس حصہ کا دھونا واجب ہے جس پر پاخانہ لگا ہو، اس کے علاوہ کا دھونا واجب نہیں ہے سوائے نماز کے لئے وضو کرنے کے، اور اسی طرح خون کا نکلنا خواہ کسی بھی جگہ سے نکلے، ان لوگوں کے قول کے مطابق جو اس کو حدث قرار دیتے ہیں، تو ان پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مذی جو کہ حدث ہے اس کے خروج کا بھی یہی حکم ہو کہ اس میں بدن کے اس حصہ کے علاوہ کا دھونا واجب نہ ہو جس پر وہ مذی لگی ہے سوائے نماز کے لئے وضو کرنے کے (وہ تو بہر حال واجب ہوگا)۔ لہذا یہ حکم ہماری بیان کردہ عقلی دلیل سے بھی ثابت ہوگیا، اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: تیسری دلیل: امام طحاویؒ عقلی دلیل پیش کررہے ہیں کہ مذی ایک نجاست ہے، اور ہم نے دوسری نجاستوں جیسے پاخانہ اور خون وغیرہ کے بارے میں غور کیا، ان کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ ان کے خروج کی صورت میں صرف موضع نجاست کو دھویا جائے گا اور وضو کیا جائے گا، اور موضع نجاست کے علاوہ کسی دوسرے حصے کا دھونا واجب نہیں ہوگا، اور مذی بھی چونکہ ایک نجاست ہے لہذا اس کا حکم بھی دیگر نجاستوں کی طرح ہوگا کہ صرف موضع نجاست کو دھونا واجب ہوگا مذاکیر کا دھونا واجب نہیں ہوگا۔

نوٹ: "فی قول من جعل ذلک حدثا" سے احناف وحنابلہ مراد ہیں، اس لئے کہ شوافع و مالکیہ کے نزدیک خون اگر سبیلین کے علاوہ سے نکلے تو ناقض وضو نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆

بَابُ حُكْمِ الْمَنِیِّ هَلْ هُوَ طَاهِرٌ أَمْ نَجِسٌ

منی پاک ہے یا ناپاک؟ اس سلسلے میں دو مذہب ہیں:

(۱) امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ منی پاک ہے اور ناک کی رینٹ کے حکم میں ہے، "فذهب قوم" کے مصداق اور فریق اول یہی حضرات ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ منی ناپاک ہے، البتہ طریقۂ تطہیر میں ان کے درمیان اختلاف ہے، احناف کہتے ہیں کہ اگر منی خشک ہے تو کھرچ دینا کافی ہے دھونا ضروری نہیں اور اگر تر ہے تو دھونا ضروری ہے، جبکہ مالکیہ کہتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں دھونا ضروری ہے۔ "وخالفهم فی ذلك آخرون" کے مصداق اور فریق ثانی یہی حضرات ہیں۔

(۲٦١) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ،فَاحْتَلَمَ ،فَرَأَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ ،وَهُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ ,أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ ,فَأَخْبَرَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أَفْرُكَهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٢٦٢) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ شُعْبَةُ: أنا عَنِ الْحَكَمِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٢٦٣) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نَحْوَهُ.

(٢٦٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(٢٦٥) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عَلِيٌّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ زَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٢٦٦) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: أنا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,مِثْلَهُ.

(٢٦٧) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(٢٦٨) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ

قَالَ:لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أَحُتَّهُ مِنَ الثَّوْبِ فَإِذَا جِئْتُ دَلَّكْتُهُ.

(۲۶۹)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ:ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ أَسْمَاءَ، قَالَ: ثنا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ:ثنا وَاصِلُ الْأَحْدَبُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ:لَقَدْ رَأَتْنِي عَائِشَةُ ,وَأَنَا أَغْسِلُ، جَنَابَةً مِنْ ثَوْبِي فَقَالَتْ:لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّهُ لَيُصِيبُ ثَوْبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَزِيدُ عَلَى أَنْ يَفْعَلَ بِهِ هَكَذَا تَعْنِي يَفْرُكُهُ.

(۲۷۰)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ:ثنا دُحَيْمٌ، قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ :ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْمَنِيَّ.

(۲۷۱)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِمِثْلِهِ.

(۲۷۲)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي السَّرِيِّ، قَالَ :ثنا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ:ثنا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ مِرْطِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مُرُوطُنَا يَوْمَئِذٍ الصُّوفَ.

(۲۷۳)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ، قَالَ:ثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,إِذَا كَانَ يَابِسًا ,وَأَغْسِلُهُ أَوْ أَمْسَحُهُ ,إِذَا كَانَ رَطْبًا. شَكَّ الْحُمَيْدِيُّ.

(۲۷۴)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ :ثنا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ بُرْدٍ، أَخِي يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَفَّانَةَ النَّخَعِيِّ، عَنْ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّحَاوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: فَذَهَبَ ذَاهِبُونَ إِلَى أَنَّ الْمَنِيَّ طَاهِرٌ، وَأَنَّهُ لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ وَإِنْ وَقَعَ فِيهِ، وَأَنَّ حُكْمَهُ فِي ذَلِكَ حُكْمُ النُّخَامَةِ، وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: حدیث (۲۶۱): ہمام بن حارثؒ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے یہاں مہمان ہوئے اور ان کو احتلام ہوگیا، تو حضرت عائشہؓ کی ایک باندی نے ان کو دیکھا اس حال میں کہ وہ اپنے کپڑے سے جنابت کا اثر (منی) دھور ہے تھے، (یا راوی نے یہ کہا کہ) اپنے کپڑے دھور ہے تھے، اور باندی نے اس کی اطلاع حضرت عائشہؓ کو دیدی، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ میں اس سے زیادہ نہیں کرتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی۔

حدیث (۲۶۸): حضرت عائشہؓ سے اسی (اوپر والی روایت) کے مثل مروی ہے، الّا یہ کہ راوی نے حضرت عائشہؓ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: مجھے یاد ہے کہ میں اس سے زیادہ نہیں کرتی تھی کہ کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی، پھر جب سوکھ جاتی تو اس کو رگڑ دیتی تھی۔

حدیث (۲۶۹): اسود بن یزیدؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہؓ نے دیکھا جبکہ میں اپنے کپڑے سے جنابت کو دھور ہا تھا، تو انہوں نے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے کو منی لگ جاتی تھی تو ہم زیادہ سے زیادہ اس کو ایسے کھرچ دیا کرتے تھے۔

حدیث (۲۷۰): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی۔

حدیث (۲۷۲): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی چادر سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی اور ان دنوں ہماری چادریں اون کی ہوتی تھیں۔

حدیث (۲۷۳): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی جب وہ خشک ہوتی، اور اس کو دھو دیتی یا (فرمایا کہ) پونچھ دیتی تھی جب وہ تر ہوتی۔ حمیدی کو شک ہوگیا۔

قال أبو جعفر: کچھ جانے والے اس طرف گئے ہیں کہ منی پاک ہے اور وہ پانی کو ناپاک نہیں

کرتی اگر چہ وہ اس میں گر جائے، اور منی کا حکم وہی ہے جو ناک کی رینٹ کا ہے، اور انہوں نے ان مذکورہ آثار سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: فریق اول (امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ) کی دلیل میں امام طحاویؒ نے حضرت عائشہؓ کی روایت چودہ سندوں کے ساتھ پیش کی ہے جس میں حضرت عائشہؓ اپنا عمل بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ کر صاف کر دیا کرتی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ منی پاک ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ منی کے کھرچنے کے بعد بھی کچھ نہ کچھ حصہ کپڑے میں باقی رہے گا، تو اگر منی ناپاک ہوتی تو حضرت عائشہؓ صرف کھرچنے پر اکتفاء نہ کرتیں بلکہ اچھی طرح دھوتیں، لہذا کہنا پڑے گا کہ منی پاک ہے ناپاک نہیں ہے، اور رہا آپ کا کھرچنا تو وہ نظافت کی بناء پر تھا منی کے ناپاک ہونے کی بناء پر نہیں تھا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَٰلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا:بَلْ هُوَ نَجِسٌ ,وَقَالُوا:لَا حُجَّةَ لَكُمْ فِي هَذِهِ الْآثَارِ ,لِأَنَّهَا إِنَّمَا جَاءَتْ فِي ذِكْرِ ثِيَابٍ يَنَامُ فِيهَا وَلَمْ تَأْتِ فِي ثِيَابٍ يُصَلَّى فِيهَا وَقَدْ رَأَيْنَا الثِّيَابَ النَّجِسَةَ بِالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالدَّمِ لَا بَأْسَ بِالنَّوْمِ فِيهَا وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهَا ,فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمَنِيُّ كَذَلِكَ .وَإِنَّمَا يَكُونُ هَذَا الْحَدِيثُ حُجَّةً عَلَيْنَا لَوْ كُنَّا نَقُولُ:لَا يَصْلُحُ النَّوْمُ فِي الثَّوْبِ النَّجِسِ فَإِذَا كُنَّا نُبِيحُ ذَلِكَ وَنُوَافِقُ مَا رَوَيْتُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ ,وَنَقُولُ مِنْ بَعْدُ ,لَا تَصْلُحُ الصَّلَاةُ فِي ذَلِكَ ,فَلَمْ نُخَالِفْ شَيْئًا مِمَّا رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا: (منی پاک نہیں) بلکہ وہ نجس ہے، اور کہا کہ ان روایات میں تمہارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ یہ آثار ان کپڑوں کے بارے میں ہیں جن میں آپ سویا کرتے تھے، نا کہ ان کپڑوں کے بارے میں جن میں آپ نماز پڑھتے تھے، اور ہم نے ان کپڑوں کو دیکھا جو پیشاب، پاخانہ اور خون کی وجہ سے ناپاک ہوں کہ ان میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ان میں نماز جائز نہیں ہے، تو ممکن ہے کہ منی بھی اسی طرح ہو، اور یہ حدیث ہمارے خلاف دلیل اس صورت میں ہوتی جب ہم یہ کہتے کہ ناپاک کپڑے میں سونا جائز نہیں ہے، تو جب ہم اس کو

(ناپاک کپڑے میں سونے کو) جائز قرار دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں تم نے نبی کی جو روایت بیان کی ہے ہم اس کی موافقت کرتے ہیں، اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اس کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے تو (اس کہنے کی وجہ سے) ہم اس سلسلہ میں نبیؐ سے روایت کردہ کسی حدیث کی مخالفت کے مرتکب نہیں ہوئے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کی طرف سے پیش کردہ حدیث عائشہؓ کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ کپڑے دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جن کو پہن کر نماز پڑھی جاتی ہے اور دوسرے وہ جن کو پہن کر آرام کیا جاتا ہے، اور آپ نے جو روایات پیش کی ہیں وہ ثیاب نوم سے متعلق ہیں ثیاب صلاۃ سے متعلق نہیں ہیں، اور اگر ثیاب نوم میں کوئی نجاست مثلاً پاخانہ، پیشاب، خون وغیرہ لگ جائے تو اس کپڑے میں سونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لہذا یہ روایات ہمارے خلاف حجت نہیں بن سکتیں، یہ روایات ہمارے خلاف تو اس وقت ہوتیں اگر ہم ناپاک کپڑے میں سونے کو ناجائز قرار دیتے، لہذا جب ہم ناپاک کپڑے میں سونے کو مباح قرار دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں تمہاری ذکر کردہ روایات کی موافقت کرتے ہیں، اور اسی کے ساتھ ناپاک کپڑے میں نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں تو اس سے نبی کی حدیث کی مخالفت کہاں لازم آتی ہے، بلکہ ثیاب صلاۃ کے حق میں تمہارا مذکورہ احادیث شریفہ کو پیش کرنا ہی مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ احادیث تو ثیاب نوم سے متعلق ہیں۔

وَقَدْ جَاءَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِيمَا كَانَتْ تَفْعَلُ بِثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ إِذَا أَصَابَهُ الْمَنِيُّ.

(۲۷۵) مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ لَفِي ثَوْبِهِ.

(۲۷٦) حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَمْرٍو، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

(۲۷۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا عَمْرٌو، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَهٰكَذَا كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَفْعَلُ بِثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ ،تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْهُ وَتَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِهِ الَّذِي كَانَ لَا يُصَلِّي فِيهِ .

توجمه: اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اس بارے میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ان کپڑوں کے ساتھ جن میں رسول اللہ نماز اداء فرماتے تھے کیا کرتی تھیں جب ان کو منی لگ جاتی تھی؟

حدیث(۲۷۵): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی دھو دیا کرتی تھی، پھر آپ نماز کے لئے اس حال میں باہر تشریف لے جاتے کہ آپ کے کپڑوں پر پانی کا دھبہ ہوتا تھا۔

امام طحاوی فرماتے ہیں: تو حضرت عائشہؓ نبیؐ کے ان کپڑوں کے ساتھ جن میں آپ نماز اداء فرماتے تھے یہ کیا کرتی تھیں کہ ان سے منی کو دھو دیتی تھیں، اور جن کپڑوں میں آپ نماز اداء نہیں فرماتے تھے ان سے منی کو کھرچ دیتی تھیں۔

وضاحت: یہ امام طحاویؒ نے فریق ثانی (امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ) کی طرف سے پہلی دلیل پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپؐ کے کپڑوں سے منی کو دھو دیا کرتی تھی اور آپ انہیں گیلے کپڑوں میں نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اس روایت سے معلوم ہوا کہ منی ناپاک ہے اسی لئے حضرت عائشہؓ اس کی وجہ سے کپڑے کو دھویا کرتی تھیں۔

قال أبو جعفر: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں ثیاب صلاۃ سے منی کو دھونے کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی فرک منی والی روایت غیر ثیاب صلاۃ سے متعلق ہے، لہذا اس توجیہ سے دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جائے گی۔

وَقَدْ وَافَقَ ذٰلِكَ ،مَا رُوِيَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ.

(۲۷۸) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ

حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُضَاجِعُكِ فِيهِ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ إِذَا لَمْ يُصِبْهُ أَذًى.

(۲۷۹)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، وَابْنُ لَهِيعَةَ ,وَاللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

ترجمہ: اور اسی کے موافق حضرت ام حبیبہؓ سے بھی مروی ہے۔

حدیث (۲۷۸): حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بہن ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے دریافت کیا: کیا نبیؐ ان کپڑوں میں نماز اداء فرماتے تھے جن میں آپ کے ساتھ سوتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں، اگر کپڑے پر نجاست نہ لگی ہوتی۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق ثانی کی طرف سے دوسری دلیل **پیش کی ہے** کہ حضرت ام حبیبہؓ نے منی کو اذیٰ سے تعبیر کیا ہے اور اذیٰ کے معنی نجاست کے ہیں جیسا کہ **قرآن کریم** سے **بھی** ثابت ہے، ارشاد باری ہے: يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى، الآیۃ۔ لہذا اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ منی ناپاک ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَيْضًا ,مَا يُوَافِقُ ذَلِكَ.

(۲۸۰)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ :ثنا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِ نِسَائِهِ.

(۲۸۱)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ :ثنا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَشْعَثَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فِي لُحُفِنَا .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يَنَامُ فِيهِ إِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنَ الْجَنَابَةِ

وَثَبَتَ أَنَّ مَا ذَكَرَهُ الْأَسْوَدُ وَهَمَّامٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،إِنَّمَا هُوَ فِي ثَوْبِ النَّوْمِ ،لَا فِي ثَوْبِ الصَّلَاةِ .

ترجمہ: اور حضرت عائشہؓ سے بھی اس کے موافق مروی ہے۔

حدیث (۲۸۰): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے بستروں میں نماز اداء نہیں فرماتے تھے۔

قال أبو جعفر: یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سونے کے کپڑوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے جب ان کو منی کا کوئی حصہ لگ جاتا تھا، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اسودؒ اور ہمامؒ نے حضرت عائشہؓ کے واسطے سے نبیؐ کی جو حدیث بیان کی وہ سونے کے کپڑوں کے سلسلے میں ہے نا کہ نماز کے کپڑوں کے سلسلے میں۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق ثانی کی طرف سے تیسری دلیل پیش کی ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں کے بستر میں نماز نہیں پڑھتے تھے، اس روایت سے بھی منی کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ عام طور پر بستر پر منی لگ جاتی ہے اسی لئے آپؐ بستر میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی فرک منی والی روایت ثیاب نوم سے متعلق ہے ثیاب صلاۃ سے نہیں۔

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِأَهْلِ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ عَلَى أَهْلِ الْقَوْلِ الثَّانِي فِي ذَلِكَ.

(۲۸۲) مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ :أنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِأَصَابِعِي ،ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ وَلَا يَغْسِلُهُ.

(۲۸۳) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ :أنا شَرِيكٌ، عَنْ

مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

(۲۸۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَا: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ.

(۲۸۵) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

(۲۸۶) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: ثنا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ: ثنا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

قَالُوا: فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ أَنَّهَا كَانَتْ تَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ الصَّلَاةِ، كَمَا تَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ النَّوْمِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَلَيْسَ فِي هَذَا عِنْدَنَا دَلِيلٌ عَلَى طَهَارَتِهِ، فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَانَتْ تَفْعَلُ بِهِ هَذَا، فَيَطْهُرُ بِذَلِكَ الثَّوْبُ وَالْمَنِيُّ فِي نَفْسِهِ نَجِسٌ كَمَا قَدْ رُوِيَ فِيمَا أَصَابَ النَّعْلَ مِنَ الْأَذَى.

(۲۸۷) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمُ الْأَذَى بِخُفِّهِ أَوْ بِنَعْلِهِ، فَطَهُورُهُمَا التُّرَابُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَكَانَ ذَلِكَ التُّرَابُ يُجْزِءُ مِنْ غَسْلِهِمَا، وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى طَهَارَةِ الْأَذَى فِي نَفْسِهِ. فَكَذَلِكَ مَا رَوَيْنَا فِي الْمَنِيِّ، يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَانَ حُكْمُهُ عِنْدَهُمَا كَذَلِكَ يَطْهُرُ الثَّوْبُ بِإِزَالَتِهِمْ إِيَّاهُ عَنْهُ بِالْفَرْكِ وَهُوَ فِي نَفْسِهِ نَجِسٌ، كَمَا كَانَ الْأَذَى يَطْهُرُ النَّعْلُ بِإِزَالَتِهِمْ إِيَّاهُ عَنْهَا، وَهُوَ فِي نَفْسِهِ نَجِسٌ.

ترجمہ: اور پہلے قول والوں کے لئے اس سلسلے میں دوسرے قول والوں کے خلاف دلیل یہ روایت ہے۔

حدیث (۲۸۲): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے خشک منی کو انگلی سے کھرچ دیتی تھی، پھر آپ بغیر دھوئے انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

قالوا الخ: قول اول والوں نے کہا کہ ان آثار میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نماز کے کپڑوں سے بھی منی کو کھرچا کرتی تھیں جیسا کہ سونے کے کپڑوں سے کھرچ دیتی تھیں۔

قال أبو جعفر: اس روایت میں ہمارے نزدیک منی کی طہارت پر کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ ایسا کرتی ہوں اور ان کے اس عمل سے کپڑا پاک ہو جاتا ہو، حالانکہ منی فی نفسہ ناپاک ہو، جیسا کہ جوتے کے بارے میں جب اس پر نجاست لگ جائے یہ روایت ہے۔

حدیث (۲۸۷): حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نجاست کو اپنے موزے یا جوتے سے روند دے تو ان کو پاک کرنے کا ذریعہ مٹی ہے۔

قال أبو جعفر: امام طحاویؒ فرماتے ہیں تو یہ مٹی ان کو دھونے کی جانب سے کافی ہو جائے گی اور اس میں نجاست کے فی نفسہ پاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، تو اسی طرح منی کے سلسلے میں جو روایت ہم نے بیان کی وہ اس بات کا احتمال رکھتی ہے کہ منی کا حکم بھی ان کے نزدیک ایسا ہی ہو کہ کپڑے سے منی کو کھرچ کر صاف کردینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہو، حالانکہ منی فی نفسہ ناپاک ہو، جیسا کہ جوتے سے گندگی کو صاف کردینے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے، حالانکہ گندگی فی نفسہ نجس ہوتی ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کی طرف سے ایک اشکال پیش کر رہے ہیں، یہ حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ کہنا کہ حضرت عائشہؓ صرف ثیابِ نوم سے منی کو کھرچتی تھیں اور ثیابِ صلاۃ سے دھویا کرتی تھیں ہم کو یہ بات تسلیم نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت عائشہؓ کے متعدد شاگرد مثلاً علقمہ، اسود بن یزید، ہمام بن حارث، مجاہد اور قاسم بن محمد یہ سب حضرات حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے نماز کے کپڑوں سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھیں اور دھویا نہیں کرتی تھیں، ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ جس طرح ثیابِ نوم سے منی کو کھرچا کرتی تھیں اسی طرح ثیابِ صلاۃ سے بھی کھرچ دیا کرتی تھیں، لہذا یہ بات اپنی جگہ پر قائم ہے کہ منی پاک ہے۔

قال أبو جعفر: سے امام طحاوی جواب دے رہے ہیں کہ منی سے کپڑے کو پاک کرنے کے دو

طریقے ہیں: (۱) دھونے کے ذریعہ (۲) کھرچنے کے ذریعہ، جیسے مثال کے طور پر جوتے پر اگر نجاست لگ جائے تو جوتا زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہو جاتا ہے، تو اسی طرح کپڑے سے منی کو رگڑ کر زائل کرنے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے، لہذا آپ کی پیش کردہ روایات میں حضرت عائشہؓ کا خشک منی کو صرف رگڑ کر زائل کر دینا اور اس کو پانی سے نہ دھونا منی کے پاک ہونے کی دلیل نہیں ہے، بلکہ منی کو رگڑ کر زائل کر دینا یہ بھی کپڑے کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اور رہی منی تو وہ فی نفسہ نجس ہی ہے جس طرح پاخانہ فی نفسہ نجس ہے اور جوتے پر لگ جانے کی صورت میں رگڑ دینے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ تر منی کو دھونا ضروری ہے اور خشک منی کو دھونا ضروری نہیں بلکہ کھرچ دینا بھی کافی ہے۔

فَالَّذِي وَقَفْنَا عَلَيْهِ مِنْ هَذِهِ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ فِي الْمَنِيِّ، هُوَ أَنَّ الثَّوْبَ يَطْهُرُ مِمَّا أَصَابَهُ مِنْ ذَلِكَ بِالْفَرْكِ إِذَا كَانَ يَابِسًا وَيُجْزِءُ ذَلِكَ مِنَ الْغُسْلِ وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ هَذَا، دَلِيلٌ عَلَى حُكْمِهِ هُوَ فِي نَفْسِهِ، أَطَاهِرٌ هُوَ أَمْ نَجِسٌ؟ فَذَهَبَ ذَاهِبٌ إِلَى أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ كَانَ، عِنْدَهَا، نَجِسًا، وَذَكَرَ فِي ذَلِكَ.

(۲۸۸) مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ فِي الْمَنِيِّ إِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ: إِذَا رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ وَإِنْ لَمْ تَرَهُ فَانْضَحْهُ.

(۲۸۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

(۲۹۰) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّتِي، تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَهُ.

(۲۹۱) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

قَالَ: فَهٰذَا ,قَدْ دَلَّ عَلٰى نَجَاسَتِهٖ عِنْدَهَا .قِيلَ: لَهٗ مَا فِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلٰى مَا ذَكَرْتَ ,لِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ حُكْمُهٗ عِنْدَهَا ,حُكْمُ سَائِرِ النَّجَاسَاتِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالدَّمِ ,لَاَمَرَتْ بِغَسْلِ الثَّوْبِ كُلِّهٖ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مَوْضِعَهٗ مِنْهُ. أَلَا تَرَى أَنَّ ثَوْبًا لَوْ أَصَابَهٗ بَوْلٌ فَخَفِيَ مَكَانُهٗ أَنَّهٗ لَا يُطَهِّرُهُ النَّضْحُ وَأَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ غَسْلِهٖ كُلِّهٖ ,حَتّٰى يَعْلَمَ طُهُورَهٗ مِنَ النَّجَاسَةِ .فَلَمَّا كَانَ حُكْمُ الْمَنِيِّ، عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، إِذَا كَانَ مَوْضِعُهٗ مِنَ الثَّوْبِ ,غَيْرَ مَعْلُومٍ، النَّضْحُ ,ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ حُكْمَهٗ ,كَانَ عِنْدَهَا ,بِخِلَافِ سَائِرِ النَّجَاسَاتِ.

ترجمہ: تو جو بات ہم کو منی کے سلسلے میں مروی ان آثار سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ کپڑا اس پر لگی ہوئی منی کو کھرچ دینے سے پاک ہو جاتا ہے جبکہ منی خشک ہو، اور یہ کھرچنا دھونے کی جانب سے کافی ہو جاتا ہے، اوران آثار میں سے کسی میں بھی فی نفسہ منی کے حکم کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ آیا وہ پاک ہے یا ناپاک۔

تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے ایسی بات مروی ہے کہ جو ان کے نزدیک منی کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے، اور اس سلسلہ میں انہوں نے یہ روایت ذکر کی ہے۔

حدیث (۲۸۸): حضرت عائشہؓ نے منی کے سلسلہ میں جبکہ وہ کپڑے پر لگ جائے فرمایا: اگر تم منی دیکھو تو اس کو دھو ڈالو اور اگر نہ دیکھو تو اس پر پانی چھڑک دو۔

ان لوگوں نے کہا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ منی حضرت عائشہؓ کے نزدیک ناپاک ہے۔

قیل لہ الخ: ان سے کہا جائے گا کہ اس روایت میں آپ کی اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ اگر منی کا حکم ان کے نزدیک تمام نجاستوں جیسے پیشاب، پاخانہ، خون وغیرہ کے مانند ہوتا تو منی لگنے کا مقام معلوم نہ ہونے کی صورت میں وہ پورے کپڑے کو دھونے کا حکم دیتیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کپڑے پر پیشاب لگ جائے اور اس کا مقام معلوم نہ ہو تو محض پانی چھڑک دینے سے کپڑا پاک نہیں ہوتا بلکہ پورے کپڑے کو دھونا ضروری ہوتا ہے تاکہ اس کے نجاست سے پاک ہونے کا یقین ہو جائے، تو جب منی کا حکم حضرت عائشہؓ کے نزدیک کپڑے پر اس کے لگنے کی جگہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں نضح ہے تو اس سے

ثابت ہوا کہ منی کا حکم ان کے نزدیک بقیہ نجاستوں کے حکم کے علاوہ ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ماقبل میں جتنی بھی روایتیں آئی ہیں وہ سب اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ کپڑے پر منی لگ جائے تو اگر وہ خشک ہے تو فرک کافی ہے، اور اگر تر ہے تو غسل ضروری ہے، لیکن منی فی نفسہ پاک ہے یا ناپاک؟ یہ بات ان روایات سے ثابت نہیں ہوتی۔

فذهب ذاهب الخ: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے منی کی نجاست کو ثابت کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اگر منی کپڑے پر لگ جائے اور نظر آئے تو اس کو دھوڈالو اور اگر نظر نہ آئے تو اس پر پانی کے چھینٹے ماردو۔ وہ حضرات کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک منی بھی دیگر نجاستوں کی طرح ناپاک ہے اسی لئے انہوں نے نظر آنے کی صورت میں غسل کا اور نظر نہ آنے کی صورت میں نضح کا حکم دیا، اگر منی ناپاک نہ ہوتی تو حضرت عائشہؓ نضح اور غسل کا حکم نہ دیتیں۔

قيل له الخ: سے امام طحاویؒ ان حضرات کے اس استدلال کو رد کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ کا اس حدیث سے منی کی نجاست کو ثابت کرنا درست نہیں، اس لئے کہ اگر حضرت عائشہؓ کے نزدیک منی کا حکم دیگر نجاستوں جیسے پیشاب، پاخانہ، خون وغیرہ کی طرح ہوتا خواہ منی نظر آئے یا نہ آئے تو آپ ہر صورت میں کپڑے کو دھونے کا حکم دیتیں، کیونکہ تمام نجاستوں کا حکم یہی ہے کہ اگر وہ کپڑے پر لگ جائیں خواہ نظر آئیں یا نہ آئیں بہر صورت ان کو دھویا جائے گا، حالانکہ حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ اگر منی لگنے کی جگہ معلوم نہ ہو تو نضح کافی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ منی کا حکم ان کے نزدیک دیگر نجاستوں کے حکم سے مختلف ہے، لہذا آپ کا اس سے منی کی نجاست کو ثابت کرنا درست نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں جتنی بھی روایات مروی ہیں صراحتاً کسی سے بھی منی کی طہارت یا نجاست کا حکم ثابت نہیں ہوتا، لہذا قیاس کی طرف رجوع کیا جائے گا جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَرُوِيَ عَنْهُمْ فِي ذَلِكَ.

(۲۹۲) مَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: ثنا سَعِيدٌ قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا حُصَيْنٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ: كَانَ يَفْرُكُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِهِ

فَهٰذَا يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ، عِنْدَهُ، طَاهِرٌ .وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ كَمَا يُفْعَلُ بِالرَّوْثِ الْمَحْكُوكِ مِنَ النَّعْلِ لَا لِأَنَّهُ، عِنْدَهُ، طَاهِرٌ.

(۲۹۳)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رَكْبٍ ,فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ ,وَأَنَّ عُمَرَ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ ,قَرِيبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ فَاحْتَلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُصْبِحَ ,فَلَمْ يَجِدْ مَاءً فِي الرَّكْبِ ,فَرَكِبَ حَتَّى جَاءَ الْمَاءَ ,فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَأَى مِنَ الاحْتِلَامِ ,حَتَّى أَسْفَرَ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو:أَصْبَحْتُ ,وَمَعَنَا ثِيَابٌ ,فَدَعْ ثَوْبَكَ ,فَقَالَ:عُمَرُ :بَلْ أَغْسِلُ مَا رَأَيْتُ وَأَنْضَحُ مَا لَمْ أَرَهُ.

(۲۹٤)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ، أَنَّهُ قَالَ :خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى الْجُرْفِ فَنَظَرَ ,فَإِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ:وَاللهِ مَا أَرَانِي إِلَّا قَدِ احْتَلَمْتُ ,وَمَا شَعَرْتُ ,وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ ,فَاغْتَسَلَ ,وَغَسَلَ مَا رَأَى فِي ثَوْبِهِ وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرَهُ .

فَأَمَّا مَا رَوَى يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُمَرَ ,فَهُوَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عُمَرَ فَعَلَ مَا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ ,لِضِيقِ وَقْتِ الصَّلَاةِ وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ ,فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى مُتَابَعَتِهِمْ إِيَّاهُ عَلَى مَا رَأَى مِنْ ذٰلِكَ.وَأَمَّا قَوْلُهُ وَأَنْضَحُ مَا لَمْ أَرَهُ بِالْمَاءِ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِهِ وَأَنْضَحُ مَا لَمْ أَرَ مِمَّا أَتَوَهَّمُ أَنَّهُ أَصَابَهُ ,وَلَا أَتَيَقَّنُ ذٰلِكَ حَتَّى يَقْطَعَ ذٰلِكَ عَنْهُ الشَّكَّ فِيمَا يُسْتَأْنَفُ وَيَقُولُ:هٰذَا الْبَلَلُ مِنَ الْمَاءِ.

(۲۹۵) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ إِنْ رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ، وَإِلَّا فَاغْسِلِ الثَّوْبَ كُلَّهُ فَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ يَرَاهُ نَجِسًا.

(۲۹۶) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: امْسَحُوا بِإِذْخِرٍ فَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ يَرَاهُ طَاهِرًا.

(۲۹۷) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَحْوَهُ.

(۲۹۸) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَنِيِّ، يُصِيبُ الثَّوْبَ قَالَ: انْضَحْهُ بِالْمَاءِ.

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِالنَّضْحِ الْغَسْلَ، لِأَنَّ النَّضْحَ قَدْ يُسَمّٰى غَسْلًا، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ مَدِينَةً يَنْضَحُ الْبَحْرُ بِجَانِبِهَا يَعْنِي يَضْرِبُ الْبَحْرُ بِجَانِبِهَا. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ، أَرَادَ غَيْرَ ذٰلِكَ.

(۲۹۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ وَأَنَا عِنْدَهُ، عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ أَهْلَهُ، قَالَ: صَلِّ فِيهِ، إِلَّا أَنْ تَرَى فِيهِ شَيْئًا فَتَغْسِلَهُ وَلَا تَنْضَحْهُ، فَإِنَّ النَّضْحَ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا شَرًّا.

(۳۰۰) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا ابوالْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا السَّرِيُّ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ رَشِيدٍ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ قَطِيفَةٍ، أَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ لَا يَدْرِي أَيْنَ مَوْضِعُهَا، قَالَ: اغْسِلْهَا.

ترجمہ: اور نبی ﷺ کے صحابہ نے بھی اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے، چنانچہ ان سے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل روایات مروی ہیں۔

حدیث (۲۹۲): حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتے تھے۔

تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت سعدؓ ایسا اس وجہ سے کرتے ہوں کہ منی ان کے نزدیک پاک تھی، اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وہ ایسا اس طرح کرتے ہوں جس طرح جوتے پر لگے ہوئے گوبر کے ساتھ کیا جاتا ہے، نا کہ اس وجہ سے کہ منی ان کے نزدیک پاک تھی۔

حدیث (۲۹۳): یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ عمرہ کا سفر کیا ایسے قافلے میں شامل ہو کر جس میں حضرت عمرو بن عاصؓ بھی تھے، حضرت عمرؓ نے راستے میں کسی جگہ پانی کے چشمے کے قریب پڑاؤ ڈال دیا، اور صبح کے قریب حضرت عمرؓ کو احتلام ہو گیا، ان کو قافلے میں پانی نہ ملا تو وہ سوار ہو کر پانی کے پاس آئے اور احتلام کے جو اثرات نظر آرہے تھے ان دھونے لگے یہاں تک کہ روشنی پھیل گئی، تو حضرت عمروؓ نے ان سے کہا: آپ نے صبح کر دی حالانکہ ہمارے پاس دوسرے کپڑے موجود ہیں تو آپ اپنا کپڑا چھوڑ دیجئے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: نہیں، بلکہ جو منی مجھ کو نظر آرہی ہے اس کو میں دھوؤں گا اور جو نظر نہیں آرہی ہے اس پر پانی چھڑکوں گا۔

حدیث (۲۹۴): حضرت زبید بن الصلت سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ مقام جرف کی طرف سفر کیا، حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ان کو احتلام ہو گیا اور انہوں نے غسل نہیں کیا، تو انہوں نے فرمایا: بخدا میں دیکھتا ہوں کہ مجھ کو احتلام ہو گیا اور مجھ کو احساس بھی نہیں ہوا اور میں نے نماز پڑھ لی حالانکہ میں نے غسل نہیں کیا، پھر انہوں نے غسل کیا اور جو منی کپڑے میں دیکھی اس کو دھو ڈالا اور جو دکھائی نہیں دی اس پر پانی چھڑک دیا۔

تو حضرت عمرؓ سے یحییٰ بن عبدالرحمٰن نے جو روایت نقل کی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے نماز کے وقت کے تنگ ہونے کے باوجود وہ کام کیا جو ان کے لئے ضروری تھا، اور ان کے اس فعل پر ان کے ساتھ موجود صحابہ میں سے کسی نے بھی نکیر نہیں کی، تو یہ دلالت کرتا ہے تمام صحابہ کے حضرت عمرؓ کی رائے کی موافقت کرنے پر، اور رہا حضرت عمرؓ کا قول: وأنضح ما لم أره، تو اس میں احتمال ہے کہ ان کی مراد اس سے یہ ہو کہ میں اس حصے پر پانی چھڑکوں گا جس پر میں منی نہیں دیکھتا ہوں، لیکن مجھے اس بات کا

وہم ہے کہ منی اس کو لگ گئی ہو، اور مجھے اس کا یقین نہیں ہے، تا کہ یہ چھڑکنا بعد میں کیئے جانے والے اعمال سے شک کو دور کر دے اور دل کہے کہ یہ تری پانی کی وجہ سے ہے۔

حدیث (۲۹۵): حضرت ابو ہریرہؓ نے منی کے سلسلے میں جو کپڑے کو لگ جائے فرمایا: اگر تم منی دیکھو تو اس کو دھو دو، ورنہ پورے کپڑے کو دھولو۔

تو اس روایت نے اس بات پر دلالت کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ منی کو ناپاک سمجھتے تھے۔

حدیث (۲۹۶): حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: منی کو اذخر (نامی گھاس) کے ذریعے پونچھ دو۔

تو یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ابن عباسؓ منی کو پاک سمجھتے تھے۔

حدیث (۲۹۸): جبلہ بن سحیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے منی کے بارے میں سوال کیا جب وہ کپڑے پر لگ جائے، تو انہوں نے فرمایا: اس پر پانی چھڑک دو۔

تو ممکن ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے نضح سے غسل مراد لیا ہو اس لئے کہ کبھی کبھی غسل کو نضح کہہ دیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: میں ایک ایسا شہر جانتا ہوں کہ جس کے کنارے پر دریا موجیں مارتا ہے (یہاں آپؐ نے نضح کو ضرب کے معنی میں لیا)، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس کے علاوہ کچھ اور مراد لیا ہو۔

حدیث (۲۹۹): عبدالملک بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہؓ سے دریافت کیا گیا جب کہ میں ان کے پاس موجود تھا اس شخص کے بارے میں جو بیوی سے مجامعت کے کپڑوں میں نماز پڑھ لیتا ہو، تو انہوں نے فرمایا: ان کپڑوں میں نماز پڑھ لو مگر یہ کہ تم ان میں کچھ (منی کا اثر) دیکھو تو اس کو دھولو اور پانی مت چھڑکنا اس لئے کہ پانی چھڑکنا اس کی نجاست میں اضافہ ہی کرے گا۔

حدیث (۳۰۰): عبدالکریم بن رشیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ سے ایسے کپڑے کے متعلق دریافت کیا گیا جس پر جنابت لگ جائے اور اس کی جگہ معلوم نہ ہو، تو انہوں نے فرمایا: اس کپڑے کو دھو دو۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ منی کی نجاست اور طہارت کے سلسلے میں صحابہ کے درمیان بھی اختلاف رہا ہے، چنانچہ امام طحاوی نے سات صحابہ کے فتاویٰ اور عمل کو ذکر کیا ہے، جن میں سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے عمل اور حضرت ابن عمرؓ کے فتوے میں منی کی طہارت و نجاست دونوں احتمال موجود ہیں، اور حضرت ابن عباسؓ کے فتوے سے منی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے، ان کے علاوہ بقیہ چار صحابہ حضرت عمرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابر بن سمرہؓ اور حضرت انسؓ کے فتوے اور عمل سے منی کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہے۔

لہذا جب احادیث اور آثار صحابہ سب میں اختلاف موجود ہے تو اب ہم قیاس کی طرف رجوع کریں گے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَلَمَّا اخْتُلِفَ فِيهِ هَذَا الِاخْتِلَافَ ,وَلَمْ يَكُنْ فِيمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَلِيلٌ عَلَى حُكْمِهِ كَيْفَ هُوَ؟ اعْتَبَرْنَا ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,فَوَجَدْنَا خُرُوجَ الْمَنِيِّ حَدَثًا أَغْلَظَ الْأَحْدَاثِ ,لِأَنَّهُ يُوجِبُ أَكْبَرَ الطَّهَارَاتِ .فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي الْأَشْيَاءِ الَّتِي خُرُوجُهَا حَدَثٌ كَيْفَ حُكْمُهَا فِي نَفْسِهَا؟ فَرَأَيْنَا الْغَائِطَ وَالْبَوْلَ ,خُرُوجُهُمَا حَدَثٌ ,وَهُمَا نَجِسَانِ فِي أَنْفُسِهِمَا .وَكَذَلِكَ دَمُ الْحَيْضِ وَالِاسْتِحَاضَةِ ,هُمَا حَدَثٌ ,وَهُمَا نَجِسَانِ فِي أَنْفُسِهِمَا ,وَدَمُ الْعُرُوقِ كَذَلِكَ فِي النَّظَرِ .فَلَمَّا ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ كُلَّ مَا كَانَ خُرُوجُهُ حَدَثًا ,فَهُوَ نَجِسٌ فِي نَفْسِهِ ,وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ خُرُوجَ الْمَنِيِّ حَدَثٌ ,ثَبَتَ أَيْضًا أَنَّهُ فِي نَفْسِهِ نَجِسٌ .فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ فِيهِ ,غَيْرَ أَنَّا اتَّبَعْنَا فِي إِبَاحَةِ حَكِّهِ, إِذَا كَانَ يَابِسًا, مَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدٍ ,رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: جب اس مسئلے میں اتنا اختلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ سے جو روایات نقل کی گئیں ان میں منی کے حکم پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس کا حکم کیا ہے؟ تو ہم نے اس مسئلہ کو نظر کے طریقے سے جانچا، تو ہم نے پایا کہ خروج منی اغلظ الاحداث ہے اس لئے کہ وہ اکبر الطہارات کو واجب کرتا ہے، تو ہم نے ارادہ کیا کہ ان اشیاء میں غور کریں جن کا خروج حدث ہے کہ فی نفسہ ان کا حکم کیا ہے؟ تو ہم نے دیکھا کہ پیشاب اور پاخانے کا خروج حدث ہے اور یہ دونوں فی نفسہ ناپاک ہیں، اور اسی طرح دم حیض اور استحاضہ دونوں حدث ہیں اور فی نفسہ ناپاک ہیں، اور دم عروق بھی قیاس کے اعتبار سے ایسا ہی ہے، تو جب مذکورہ تفصیل سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہر وہ چیز جس کا خروج حدث ہے وہ فی نفسہ ناپاک ہے اور یہ بات پہلے ثابت ہوچکی ہے کہ خروج منی حدث ہے تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ منی فی نفسہ ناپاک ہے، تو قیاس کا تقاضا اس میں یہی ہے مگر ہم نے منی کے خشک ہونے کی صورت میں اس کے کھرچنے کو جائز قرار دینے میں ان روایات کی اتباع کی جو رسول اللہ ﷺ سے

اس سلسلہ میں مروی ہیں، اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نظر پیش کر رہے ہیں کہ یہ بات مسلم ہے کہ منی حدث اکبر ہے اس لئے کہ اس کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے، اب ہم ان تمام چیزوں پر نظر ڈالتے ہیں جو شریعت کی نظر میں حدث ہیں مثلاً پیشاب، پاخانہ، حیض، استحاضہ اور دم عروق وغیرہ کہ ان تمام کا خروج بھی حدث ہے اور یہ تمام اشیاء فی نفسہ بھی نجس ہیں، لہذا قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ منی جو بالاتفاق حدث ہے وہ بھی فی نفسہ نجس ہو، البتہ چونکہ نبیؐ سے متعدد روایات میں منی کے محض کھرچنے پر اکتفاء کرنا بھی ثابت ہے اس لئے ہم منی کے خشک ہونے کی صورت میں صرف اس کے کھرچ دینے کو جائز قرار دیتے ہیں اور اس کو بھی منی کی نجاست کو دور کرنے کا ایک طریقہ سمجھتے ہیں۔

☆☆☆

بَابُ الَّذِی یُجَامِعُ وَلَا یُنْزِلُ

اس باب کے تحت یہ مسئلہ ہے کہ اکسال یعنی بیوی سے جماع کرنے کی صورت میں آلہ تناسل میں سستی پیدا ہو جائے اور انزال نہ ہو، تو کیا ایسی صورت میں غسل واجب ہوگا یا نہیں۔

امام طحاویؒ نے اس سلسلہ میں دو مذہب ذکر کئے ہیں۔

(۱) داود ظاہری، امام اعمش، عطاء ابن رباح اور ہشام بن عروہ وغیرہ کے نزدیک اکسال کی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔ مذہب قوم کے مصداق اور فریق اول یہی حضرات ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین کی رائے یہ ہے کہ اکسال کی صورت میں اگر چہ انزال نہ ہوا ہو غسل واجب ہو جائے گا۔ یہی لوگ وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق وفریق ثانی ہیں۔

(۳۰۱) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: ثنا أَبِي قَالَ: ثنا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ

عَفَّانَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ فَلَا يُنْزِلُ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا الطُّهُورُ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ، وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقَالُوا ذٰلِكَ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ، فَقَالَ ذٰلِكَ.

(٣٠٢) حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا، وَلَا سُؤَالَ عُرْوَةَ أَبَا أَيُّوبَ.

(٣٠٣) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عُثْمَانَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ، ثُمَّ يُكْسِلُ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ. فَأَتَيْتُ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقَالَا مِثْلَ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٣٠٤) حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح.

(٣٠٥) وَحَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ فِي الْإِكْسَالِ إِلَّا الطُّهُورُ.

(٣٠٦) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا نُعَيْمٌ، قَالَ: أنا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ فَيُكْسِلُ قَالَ: يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(۳۰۷)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ:ثنا سُفْيَانُ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ :قُلْتُ لِإِخْوَانِي مِنَ الْأَنْصَارِ :أَنْزِلُوا الْأَمْرَ كَمَا تَقُولُونَ .الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ,أَرَأَيْتُمْ إِنِ اغْتَسِلُ؟ فَقَالُوا :لَا وَاللهِ ,حَتَّى لَا يَكُونَ فِي نَفْسِكَ حَرَجٌ مِمَّا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ .

(۳۰۸)حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ :ثنا وَهْبٌ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَكْوَانَ ابن صَالِحٍ ,عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ,فَدَعَاهُ ,فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً ,قَالَ:لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ قَالَ :نَعَمْ .قَالَ: فَإِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ أَيْ فُقِدَ مَاؤُكَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ.

(۳۰۹)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا عَمِّي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ:أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ.

(۳۱۰)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُعَادٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۳۱۱)حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ:ثنا الْعَلَاءُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَبْطَأَ ,فَقَالَ:مَا حَبَسَكَ؟ قَالَ :كُنْتُ أَصَبْتُ مِنْ أَهْلِي ,فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُكَ ,اغْتَسَلْتُ ,وَلَمْ أُحْدِثْ شَيْئًا .فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ,وَالْغُسْلُ عَلَى مَنْ أَنْزَلَ .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ مَنْ وَطِئَ فِي الْفَرْجِ ,فَلَمْ يُنْزِلْ ,فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ ,وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: حدیث (۳۰۱): زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے دریافت کیا اس آدمی کے بارے میں جو جماع کرے اور اس کو انزال نہ ہو، تو انہوں نے فرمایا: اس پر صرف وضو واجب ہے، پھر فرمایا کہ میں نے یہ بات نبیؐ سے سنی ہے۔ اور (زید بن خالد) کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالبؓ، زبیر بن عوامؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ اور ابی بن کعبؓ سے پوچھا تو ان حضرات نے بھی یہی فرمایا۔ اور زید بن خالد کہتے ہیں کہ مجھ کو ابو سلمہ نے عروہ کے حوالے سے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا۔

حدیث (۳۰۳): زید بن خالد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور اکسال ہو جائے، تو انہوں نے فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ پھر میں زبیر بن عوامؓ اور ابی بن کعبؓ کے پاس آیا تو انہوں نے نبیؐ کے حوالے سے اسی کے مثل فرمایا۔

حدیث (۳۰۵): حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکسال کی صورت میں صرف وضو ہے۔

حدیث (۳۰۶): ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جو جماع کرے اور اکسال ہو جائے، آپؐ نے فرمایا: جو منی اس کو لگی ہو اس کو دھو لے اور نماز والا وضو کرلے۔

حدیث (۳۰۷): حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے انصاری بھائیوں سے کہا: تم اپنی بات پر قائم رہو جیسا کہ تم کہتے ہو کہ غسل صرف انزال کی صورت میں واجب ہے، لیکن تمہاری کیا رائے ہے اگر میں (اس کے باوجود) غسل کرلوں، تو انہوں نے فرمایا: نہیں، بخدا جب تک تمہارے دل میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کی جانب سے کوئی تنگی نہ ہو۔

حدیث (۳۰۸): حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کے (مکان کے) قریب سے گزرے تو آپؐ نے ان کو بلوایا، وہ اس حال میں باہر آئے کہ ان کے سر سے پانی

ٹپک رہا تھا، تو آپؐ نے فرمایا: شاید ہم نے تم کو بلانے میں جلدی کردی، انہوں نے کہا: جی ہاں، تو آپؐ نے فرمایا: جب تم کو جلدی بلالیا گیا یا جب تم کو اکسال ہوگیا تو تم پر صرف وضو واجب ہوا۔

حدیث (۳۰۹): حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی (کا استعمال یعنی غسل) پانی (منی) کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

حدیث (۳۱۱): حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کو بلوایا تو انہوں نے آنے میں دیر کردی، آپؐ نے پوچھا: تمہیں کس چیز نے روک دیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کیا: میں اپنی بیوی کے ساتھ مشغول تھا جب آپ کا قاصد آیا تو میں نے غسل کیا حالانکہ مجھے کوئی چیز پیش نہیں آئی تھی، تو آپؐ نے فرمایا: پانی پانی کی وجہ سے ہے اور غسل اس شخص پر ہے جس کو انزال ہوجائے۔

قال أبو جعفر: تو کچھ لوگ اس بات کی طرف گئے کہ جس شخص نے وطی فی الفرج کی اور انزال نہیں ہوا تو اس پر غسل واجب نہیں ہے، اور انہوں نے ان مذکورہ احادیث سے استدلال کیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کے مذہب کی دلیل میں دو قسم کی روایات لائے ہیں:

(۱) وہ احادیث جن کے اندر "الرجل یجامع فلا ینزل لیس علیه الا الطهور" یا "الرجل یجامع اهله ثم یکسل لیس علیه غسل" کے الفاظ یا اسی طرح کے الفاظ آئے ہیں، اس مضمون کی روایات امام طحاویؒ نے چھ سندوں کے ساتھ ذکر کی ہیں۔

(۲) وہ احادیث جن کے اندر "الماء من الماء" کے الفاظ آئے ہیں، اس روایت کو امام طحاویؒ چار سندوں کے ساتھ لائے ہیں۔ ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اکسال کی صورت میں یا محض التقاء ختانین سے غسل واجب نہیں ہوگا بلکہ غسل واجب ہونے کے لئے انزال ضروری ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ، فَقَالُوا: عَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِمَا

(۳۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَا: ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ فَلَا يُنْزِلُ. فَقَالَتْ: فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاغْتَسَلْنَا مِنْهُ جَمِيعًا.

(۳۱۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَحْرِ بْنِ مَطَرٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح

(۳۱۴)وَحَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ اغْتَسَلَ.

(۳۱۵)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ أَيُوجِبُ الْغُسْلَ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَنَا آتِيكُمْ بِعِلْمِ ذَلِكَ، فَنَهَضَ، وَتَبِعْتُهُ، حَتَّى أَتَى عَائِشَةَ، فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ، وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَكَ، فَقَالَتْ: سَلْ فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ. قَالَ: إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ أَيَجِبُ الْغُسْلُ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ، اغْتَسَلَ.

(۳۱۶)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۳۱۷)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيُّ، وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ كُلْثُومٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يَكْسَلُ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ غُسْلٍ؟ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا جَالِسَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ، ثُمَّ نَغْتَسِلُ.

قَالُوا: فَهَذِهِ الْآثَارُ تُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ إِذَا جَامَعَ، وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ.

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ اس پر غسل واجب ہوگا اگرچہ انزال نہ ہوا ہو، اور اس سلسلہ میں ان روایات سے استدلال کیا۔

حدیث (۳۱۲): حضرت عائشہؓ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو جماع کرے اور اس کو انزال نہ ہو، تو انہوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ایسا کرتے تھے تو ہم دونوں غسل کرتے تھے۔

حدیث (۳۱۴): حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ التقاء ختانین کی صورت میں غسل کرتے تھے۔

حدیث (۳۱۵): سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسولؐ نے آپس میں تذکرہ کیا کہ جب التقاء ختانین ہو جائے تو کیا غسل واجب ہو جائے گا؟ تو حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا: میں تمہارے پاس اس کا علم لے کر آتا ہوں، چنانچہ وہ اٹھے اور میں ان کے پیچھے ہو لیا، یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے، حضرت ابو موسیٰؓ نے عرض کیا: اے ام المومنین! میں آپ سے ایک چیز کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں اور مجھے آپ سے پوچھنے میں شرم محسوس ہو رہی ہے، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: پوچھو، اس لئے کہ میں تمہاری ماں ہوں، تو ابو موسیٰؓ نے عرض کیا: کہ جب التقاء ختانین ہو جائے تو کیا غسل واجب ہو جاتا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ التقاء ختانین کی صورت میں غسل کیا کرتے تھے۔

حدیث (۳۱۷): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور اکسال ہو جائے کہ کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟ جبکہ حضرت عائشہ بھی وہاں تشریف فرما تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یہ ایسا کرتے ہیں، پھر ہم غسل کرتے ہیں۔

تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ آثار رسول اللہ ﷺ کے متعلق اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ جب آپؐ ہمبستری کرتے تو غسل کیا کرتے تھے اگرچہ انزال نہ ہوا ہو۔

وضاحت: فریق ثانی نے حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایات سے استدلال کیا ہے، ان سب میں نبیؐ کا عمل مذکور ہے کہ آپؐ جماع بدون انزال کی صورت میں غسل کیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ اکسال کی صورت میں بھی غسل کیا جائے گا۔

فَقِيلَ لَهُمْ: هٰذِهِ الْآثَارُ إِنَّمَا تُخْبِرُ عَنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَفْعَلَ مَا لَيْسَ عَلَيْهِ، وَالْآثَارُ الْأُوَلُ تُخْبِرُ عَمَّا يَجِبُ

وَمَا لَا يَجِبُ ,فَهِيَ أَوْلَى .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الثَّانِيَةِ ,عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى ,أَنَّ الْآثَارَ الَّتِي رَوَيْنَاهَا فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ مِنْ هٰذَا الْبَابِ ,عَلَى ضَرْبَيْنِ .فَضَرْبٌ مِنْهُمَا :الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ لَا غَيْرُ ,وَضَرْبٌ مِنْهُمَا :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا غُسْلَ عَلَى مَنْ أَكْسَلَ حَتَّى يُنْزِلَ .فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ فِيهِ ذِكْرُ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ ,أَنَّ مُرَادَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ ,قَدْ كَانَ غَيْرَ مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى.

(۳۱۸)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ :ثنا شَرِيكٌ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَوْلُهُ:الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الِاحْتِلَامِ ,إِذَا رَأَى أَنَّهُ يُجَامِعُ ثُمَّ لَمْ يُنْزِلْ، فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ .

فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ أَخْبَرَ أَنَّ وَجْهَهُ ,غَيْرُ الْوَجْهِ الَّذِي حَمَلَهُ عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى ,فَضَادَّ قَوْلُهُ قَوْلَهُمْ .وَأَمَّا مَا رُوِيَ فِيمَا بَيَّنَ فِيهِ الْأَمْرَ ,وَأَخْبَرَ فِيهِ بِالْقِصَّةِ أَنَّهُ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ ,حَتَّى يَكُونَ الْمَاءُ ,فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ.

(۳۱۹)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ:ثنا وَهْبٌ، قَالَ:ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ,ثُمَّ اجْتَهَدَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

(۳۲۰)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ :ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ:ثنا هَمَّامٌ، وَأَبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۳۲۱)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ :ثنا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,مِثْلَهُ.

(۳۲۲) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ أَلْزَقَ الْخِتَانَ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

(۳۲۳) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا عَمِّي، قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

ترجمہ: تو ان لوگوں سے کہا گیا کہ یہ آثار تو فقط رسول اللہ ﷺ کے فعل کی خبر دیتے ہیں، اور آپ سے ایسے افعال کا صادر ہونا ممکن ہے جو آپ پر واجب نہ ہوں، اور پہلے آثار اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ کیا چیز واجب ہے اور کیا واجب نہیں ہے؟ لہذا پہلے آثار ہی راجح ہوں گے۔

تو دوسرے قول والوں کے لئے پہلے قول والوں کے خلاف دلیل یہ ہوگی کہ جن آثار کو ہم نے اس باب کی فصل اول میں ذکر کیا ہے وہ دو قسم کے ہیں: ان میں سے ایک قسم میں تو صرف ''الماء من الماء'' والی روایات ہیں، اور دوسری قسم میں وہ روایات ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا غسل علی من أکسل حتی ینزل''۔ بہر حال وہ روایات جن میں الماء من الماء کا ذکر ہے تو حضرت ابن عباسؓ سے ان کے متعلق مروی ہے کہ اس قول سے رسول اللہ ﷺ کی مراد اس معنی کے علاوہ ہے جس پر پہلے قول والوں نے محمول کیا ہے۔

حدیث (۳۱۸): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ کا قول ''الماء من الماء'' احتلام کے بارے میں ہے، جب کوئی شخص (خواب میں) خود کو جماع کرتے ہوئے دیکھے پھر اس کو انزال نہ ہو تو اس پر غسل نہیں ہے۔

تو یہ ابن عباسؓ یہ بتا رہے ہیں کہ الماء من الماء کے معنی اس معنی کے علاوہ ہیں جس پر پہلے قول والوں نے محمول کیا ہے، تو ابن عباسؓ کا قول ان کے قول کے خلاف ہو گیا۔ اور رہیں وہ روایات کہ جن میں

حکم بیان کیا گیا ہے اور ایک واقعے کی خبر دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ آدمی پر غسل نہیں ہے جب تک اس کو انزال نہ ہو جائے، تو نبی ﷺ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

حدیث (۳۱۹): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد عورت کے چاروں گوشوں کے درمیان بیٹھے اور کوشش کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حدیث (۳۲۲): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد عورت کے چاروں گوشوں کے درمیان بیٹھے اور شرمگاہ کو شرمگاہ سے ملائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حدیث (۳۲۳): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شرمگاہ شرمگاہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ ایک اعتراض ذکر کر رہے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ آپ نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان میں آپ کا فعل مذکور ہے، اور آپؐ کے فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ فعل میں احتمالات ہوتے ہیں کہ آپ کا فعل حصول فضیلت کے لئے ہے یا وجوب کے لئے، لہذا ان روایات سے وجوب کو ثابت کرنا درست نہیں ہے، اور وہ روایات جو شروع باب میں ذکر کی گئی ہیں چونکہ ان میں اس بات کی صراحت ہے کہ اکسال کی صورت میں وضو واجب ہے غسل واجب نہیں اس لئے وہ روایات عمل کے اعتبار سے راجح ہوں گی۔

فکان من الحجۃ الخ: سے امام طحاویؒ اعتراض کا جواب دے رہے ہیں کہ شروع باب میں فریق اول کی جانب سے جو روایات پیش کی گئیں وہ دو قسم کی ہیں: (۱) وہ روایات جن میں ''الماء من الماء'' کے الفاظ آئے ہیں۔ (۲) وہ روایات جن میں ''لا غسل علی من أکسل حتی ینزل'' یا اسی طرح کا مضمون آیا ہے۔ دونوں قسم کی روایات کا امام طحاویؒ نے الگ الگ جواب دیا ہے۔

پہلی قسم کی روایات کا جواب یہ دیا ہے کہ ان کے متعلق حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ الماء من الماء احتلام کے سلسلے میں ہے، یعنی نبیؐ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر خواب میں خود کو جماع کرتے ہوئے دیکھا مگر انزال نہیں ہوا تو غسل واجب نہیں ہوگا، پس ابن عباسؓ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ الماء من الماء سے وہ معنی مراد نہیں ہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں، لہذا آپ کا اس کو استدلال میں پیش کرنا درست نہیں۔

اور رہیں دوسری قسم کی روایات جن میں اکسال کی صورت میں عدم وجوب غسل کا حکم دیا گیا ہے تو ان

کے بارے میں امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایات (حدیث ۳۱۹ تا ۳۲۳) جن میں محض التقاء ختانین کی صورت میں غسل کو واجب کیا گیا ہے ان کے معارض ہیں، تو جب روایات میں تعارض ہو گیا تو آپ کا ان روایات سے استدلال کرنا درست نہیں رہا۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذِهِ الْآثَارُ تُضَادُّ الْآثَارَ الْأُوَلَ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى النَّاسِخِ مِنْ ذٰلِكَ مَا هُوَ؟ فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَإِذَا

(۳۲٤) عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا الْحِمَّانِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، فَلَمَّا أَحْكَمَ اللهُ الْأَمْرَ، نَهَى عَنْهُ.

(۳۲٥) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثنا عَمِّي، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي بَعْضُ، مَنْ أَرْضَى، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ، وَأَمَرَ بِالْغُسْلِ.

(۳۲٦) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا أُبَيٌّ، يُخْبِرُ أَنَّ هٰذَا، هُوَ النَّاسِخُ لِقَوْلِهِ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِ مَا يَدُلُّ عَلَى هٰذَا أَيْضًا.

(۳۲۷) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ: أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ أَهْلَهُ، ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ، فَقَالَ زَيْدٌ: يَغْتَسِلُ

فَقُلْتُ لَهُ :إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ ,كَانَ لَا يَرَى فِيهِ الْغُسْلَ .فَقَالَ زَيْدٌ :أَنَّ أُبَيًّا قَدْ نَزَعَ عَنْ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ.

(٣٢٨)حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ:أَنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ,فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ:فَهَذَا أُبَيٌّ قَدْ قَالَ : هَذَا ,وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذَلِكَ ,فَلَا يَجُوزُ هَذَا عِنْدَنَا إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ نَسْخُ ذَلِكَ عِنْدَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمه: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ آثار پہلے آثار کے خلاف ہیں اور ان میں سے کسی میں بھی ناسخ پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ ان میں سے ناسخ کون ہے، تو ہم نے اس سلسلہ میں غور کیا (تو ہم کو یہ روایات مل گئیں)۔

حدیث (۳۲۴): حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ''الماء من الماء'' والا حکم شروع اسلام میں تھا، پھر جب اللہ نے معاملہ (اسلام کو) مستحکم کردیا تو اس سے روک دیا۔

حدیث (۳۲۵): حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ ابی بن کعبؓ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ''الماء من الماء'' کو ابتداء اسلام میں رخصت قرار دیا تھا، پھر بعد میں اس سے منع فرمادیا اور غسل کا حکم دیدیا۔

قال أبو جعفر: تو یہ ابی بن کعبؓ ہیں یہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ یہ روایت آپؐ کے قول الماء من الماء کے لئے ناسخ ہے، اور اس کے بعد بھی حضرت ابیؓ سے ایسی بات نقل کی گئی ہے جو اسی پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث (۳۲۷): محمود بن لبید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جو اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے پھر اکسال ہوجائے اور انزال نہ ہو، تو حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا: وہ غسل کرے، تو میں نے عرض کیا کہ ابی بن کعبؓ تو اس صورت میں غسل کو واجب نہیں سمجھتے تھے، تو انہوں نے فرمایا: ابی بن کعبؓ نے وفات سے پہلے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا تھا۔

قال أبو جعفر: تو یہ ابی بن کعبؓ ہیں جنہوں نے یہ بات کہی، حالانکہ انہوں نے نبیؐ سے اس کے

خلاف روایت کیا ہے (حدیث ۳۰۱ تا ۳۰۶) لہذا یہ جائز نہیں ہوسکتا الا یہ کہ ان کے نزدیک اس حکم کا رسول اللہ ﷺ سے منسوخ ہونا ثابت ہو جائے۔

وضاحت: ماقبل کی تفصیل سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اس مسئلہ میں روایات متعارض ہیں اور ان میں کوئی ایسی دلیل بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے ایک قسم کی روایات کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ کہا جاسکے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیگر روایات میں نسخ کی دلیل تلاش کی تو ہمیں عدم وجوب غسل والی روایات کے منسوخ ہونے پر پانچ دلیلیں مل گئیں۔

پہلی دلیل: حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ''الماء من الماء'' کا حکم ابتداء اسلام میں تھا بعد میں چل کر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ تین سندوں کے ساتھ لائے ہیں۔

قال أبو جعفر: سے امام طحاویؒ فرما رہے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ کی مذکورہ روایت الماء من الماء والی روایات کے لئے ناسخ ہے، اور آپ کی پیش کردہ دوسری قسم کی روایات جن میں کہا گیا ہے کہ جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا یہ بھی حضرت زید بن ثابتؓ کی روایت (۳۲۷) کی وجہ سے منسوخ ہیں، اس لئے کہ حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ اکسال سے غسل واجب ہو جاتا ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے وفات سے پہلے اپنے قول عدم وجوب غسل سے رجوع کر لیا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ صحابی اپنی بیان کردہ روایت سے اس وقت تک رجوع نہیں کر سکتے جب تک کہ ان کے پاس کوئی دلیل نسخ موجود نہ ہو، لہذا ثابت ہوا کہ حضرت ابی بن کعبؓ کی عدم وجوب غسل والی روایات (۳۰۱ تا ۳۰۶) جو شروع باب میں گزریں وہ منسوخ ہو چکی ہیں۔

(۳۲۹) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. فَهَذَا عُثْمَانُ أَيْضًا يَقُولُ هَذَا، وَقَدْ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهُ، فَلَا يَجُوزُ هَذَا إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ النَّسْخُ عِنْدَهُ.

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ، عثمان بن عفانؓ، اور ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتے تھے: جب شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔

تو یہ حضرت عثمانؓ بھی اسی بات کو کہہ رہے ہیں حالانکہ انہوں نے نبیؐ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے، تو یہ جائز نہیں ہوگا مگر جب کہ ان کے نزدیک اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو جائے۔

وضاحت: نسخ کی دوسری دلیل: یہ ہے کہ ماقبل میں حضرت عثمان غنیؓ سے عدم وجوب غسل سے متعلق متعدد روایات (۳۰۱ تا ۳۰۳) گزری ہیں حالانکہ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ محض التقاء ختانین سے غسل واجب ہو جاتا ہے، تو ان کا یہ فتویٰ اس بات کی دلیل ہے کہ عدم وجوب غسل والی روایات منسوخ ہو چکی ہیں، اور یہی فتویٰ حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کا بھی ہے، لہذا ماننا پڑے گا کہ شروع باب کی روایات منسوخ ہو چکی ہیں۔

(۳۳۰) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ الصَّائِغُ، قَالَ: ثنا حَبِيبُ بْنُ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ. فَقَالَ: إِذَا غَابَتِ الْمُدَوَّرَةُ.

وَقَدْ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ فِي هَذَا الْبَابِ، مَا يُخَالِفُ ذَلِكَ، فَهَذَا أَيْضًا دَلِيلٌ عَلَى نَسْخِ ذَلِكَ.

ترجمہ: حبیب بن شہاب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا کہ کون سی چیز غسل کو واجب کرتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب حشفہ چھپ جائے۔

انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف روایت نقل کی ہے جس کو ہم اس باب میں ذکر کر چکے ہیں، تو یہ بھی اس کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے۔

وضاحت: نسخ کی تیسری دلیل: ماقبل میں عدم وجوب غسل کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی گئی ہے، یہاں حضرت ابو ہریرہؓ کا فتویٰ ذکر کیا جو ان کی اُس روایت کے خلاف ہے، ان کا فتویٰ یہ ہے کہ محض غیبوبت حشفہ کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے، تو ان کا فتویٰ ان کی روایت کے خلاف ہوا اور

راوی کا اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دینا نسخ کی دلیل ہوتا ہے۔

(۳۳۱) حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو ,عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ ,عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ :كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُفْتُونَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا جَامَعَ الْمَرْأَةَ وَلَمْ يُنْزِلْ ,فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ ,وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ ,لَا يُتَابِعُونَهُمْ عَلَى ذَلِكَ .

فَهَذَا يَدُلُّ عَلَى نَسْخِ ذَلِكَ أَيْضًا ,لِأَنَّ عُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ هُمَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ ,وَقَدْ سَمِعَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,مَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُمَا فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ ثُمَّ قَدْ قَالَا بِخِلَافِ ذَلِكَ ,فَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ مِنْهُمَا إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ النَّسْخُ عِنْدَهُمَا .

ترجمہ: سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے کچھ لوگ فتویٰ دیتے تھے کہ جب مرد اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہے، اور مہاجرین اس مسئلہ میں ان کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

تو یہ بھی دلالت کرتا ہے اس کے منسوخ ہونے پر، اس لئے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں مہاجرین میں سے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ بات سنی ہے جس کو ہم نے ان دونوں سے شروع باب میں نقل کیا، پھر دونوں نے اس کے خلاف بات کہی، تو ان دونوں کا یہ عمل درست نہیں ہوگا مگر اسی وقت جبکہ یہ حکم ان دونوں کے نزدیک منسوخ ہو چکا ہو۔

وضاحت: نسخ کی چوتھی دلیل: حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ انصاری صحابہ یہ فتویٰ دیتے تھے کہ وطی بدون انزال کی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا، جبکہ مہاجرین ان کے برخلاف وجوب غسل کا فتویٰ دیتے تھے اور حضرت عثمانؓ اور زبیرؓ بھی مہاجرین میں سے ہیں لہذا ان کا فتویٰ بھی وجوب غسل پر ثابت ہوا، حالانکہ ان دونوں حضرات سے ماقبل میں عدم وجوب غسل کے بارے میں روایات نقل کی گئیں، تو ان حضرات کا اپنی روایات کے خلاف فتویٰ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔

ثُمَّ قَدْ كَشَفَ ذَلِكَ ,عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ ,فَلَمْ يُثْبِتْ

ذَلِكَ عِنْدَهُ ,فَحَمَلَ النَّاسَ عَلَى غَيْرِهِ وَأَمَرَهُمْ بِالْغُسْلِ ,وَلَمْ يَعْتَرِضْ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ أَحَدٌ ,وَسَلَّمُوا ذَلِكَ لَهُ ,فَذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى رُجُوعِهِمْ أَيْضًا إِلَى قَوْلِهِ.

(۳۳۲)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِءُ، قَالَ :ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ رِفَاعَةَ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: كُنَّا فِي مَجْلِسٍ فِيهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَتَذَاكَرْنَا الْغُسْلَ مِنَ الْإِنْزَالِ .فَقَالَ زَيْدٌ :مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُنْزِلْ إِلَّا أَنْ يَغْسِلَ فَرْجَهُ ,وَيَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ .فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَجْلِسِ ,فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ .فَقَالَ عُمَرُ لِلرَّجُلِ :اذْهَبْ أَنْتَ بِنَفْسِكَ فَائْتِنِي بِهِ حَتَّى يَكُونَ أَنْتَ الشَّاهِدَ عَلَيْهِ .فَذَهَبَ فَجَاءَ بِهِ ,وَعِنْدَ عُمَرَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ,وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ :أَنْتَ عَدُوُّ نَفْسِكَ ,تُفْتِي النَّاسَ بِهَذَا؟ فَقَالَ زَيْدٌ :أَمَ وَاللهِ مَا ابْتَدَعْتُهُ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ أَعْمَامِي رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَمِنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ .فَقَالَ عُمَرُ لِمَنْ عِنْدَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا تَقُولُونَ؟ فَاخْتَلَفُوا عَلَيْهِ .فَقَالَ عُمَرُ :يَا عِبَادَ اللهِ ,فَمَنْ أَسْأَلُ بَعْدَكُمْ وَأَنْتُمْ أَهْلُ بَدْرٍ الْأَخْيَارُ؟ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ :فَأَرْسِلْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ ,ظَهَرَتْ عَلَيْهِ .فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ :لَا عِلْمَ لِي بِذَلِكَ ,ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ :إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ ,فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ .فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَ ذَلِكَ :لَا أَعْلَمُ أَحَدًا فَعَلَهُ ,ثُمَّ لَمْ يَغْتَسِلْ إِلَّا جَعَلْتُهُ نَكَالًا.

(۳۳۳) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، ح

(۳۳۴) وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يُفْتِي النَّاسَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ بِرَأْيِهِ. فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَعْجِلْ عَلَيَّ بِهِ، فَجَاءَ زَيْدٌ. فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَدْ بَلَغَنِي مِنْ أَمْرِكَ أَنْ تُفْتِيَ النَّاسَ بِالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ بِرَأْيِكَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ: أَمَ وَاللهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَا أَفْتَيْتُ بِرَأْيِي، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ مِنْ أَعْمَامِي شَيْئًا فَقُلْتُ بِهِ. فَقَالَ: أَيُّ أَعْمَامِكَ؟ فَقَالَ: مِنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَرِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ عُمَرُ فَقَالَ: مَا يَقُولُ هَذَا الْفَتَى؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّا كُنَّا لَنَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا نَغْتَسِلُ. قَالَ: أَفَسَأَلْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ: لَا. قَالَ: عَلَيَّ بِالنَّاسِ، فَاتَّفَقَ النَّاسُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَكُونُ إِلَّا مِنَ الْمَاءِ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَلِيٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فَقَالَا: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا أَجِدُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِهَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ أَزْوَاجِهِ. فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: لَا عِلْمَ لِي. فَأَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَتَحَطَّمَ عُمَرُ، وَقَالَ: لَئِنْ أُخْبِرْتُ بِأَحَدٍ يَفْعَلُهُ ثُمَّ لَا يَغْتَسِلُ لَأَنْهَكْتُهُ عُقُوبَةً۔

(۳۳۵)حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ :حَدَّثَنِي مَعْمَرُ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، قَالَ :تَذَاكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ .فَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ :إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :قَدِ اخْتَلَفْتُمْ عَلَيَّ وَأَنْتُمْ أَهْلُ بَدْرٍ الْأَخْيَارُ ,فَكَيْفَ بِالنَّاسِ بَعْدَكُمْ؟ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ,إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَعْلَمَ ذَلِكَ ,فَأَرْسِلْ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُنَّ عَنْ ذَلِكَ .فَأَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ :إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ .فَقَالَ :عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَ ذَلِكَ :لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَقُولُ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا جَعَلْتُهُ نَكَالًا .

فَهَذَا عُمَرُ ,قَدْ حَمَلَ النَّاسَ عَلَى هَذَا ,بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ مُنْكِرٌ. وَقَوْلُ رِفَاعَةَ فِي حَدِيثِ ابْنِ إِسْحَاقَ فَقَالَ النَّاسُ :الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عُمَرُ لَمْ يَقْبَلْ ذَلِكَ ,لِأَنَّهُ قَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى مَا حَمَلُوهُ عَلَيْهِ مِنْ ذَلِكَ .وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا لَمْ يُثْبِتُوا لَهُ ذَلِكَ تَرَكَ قَوْلَهُمْ ,فَصَارَ إِلَى مَا رَآهُ هُوَ وَسَائِرُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ: پھراسی بات کوحضرت عمر بن خطابؓ نے مہاجرین اورانصار صحابہ کی موجودگی میں کھولاتو ان کے سامنے یہ بات ثابت نہ ہوسکی، توانہوں نے لوگوں کواس کے خلاف پرآمادہ کیااوران کوغسل کاحکم دیا، اوراس بات میں کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا اورسب نے ان کی اس بات کوتسلیم کرلیا، تو یہ ان تمام حضرات کے حضرت عمرؓ کے قول کی طرف رجوع کرنے پردلیل ہے۔

حدیث(۳۳۲): عبید بن رافع انصاریؒ فرماتے ہیں کہ ہم ایسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جس میں

زید بن ثابت موجود تھے، تو ہم نے انزال کی وجہ سے غسل کے مسئلے کو چھیڑا، تو حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا: تم میں سے کسی پر جبکہ وہ جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کچھ واجب نہیں ہے سوائے اس کے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کرلے، اہل مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ان کو اس بات کی خبر دی، تو حضرت عمرؓ نے اس شخص کو حکم دیا کہ تم خود زید بن ثابتؓ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس لاؤ تا کہ تم ہی ان پر گواہ رہو، چنانچہ وہ شخص گیا اور حضرت زید بن ثابتؓ کو لیکر آیا درانحالیکہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں کچھ صحابہ موجود تھے جن میں حضرت علی بن ابی طالبؓ اور معاذ بن جبلؓ بھی تھے، حضرت عمرؓ نے زید بن ثابتؓ سے کہا: کیا تم اپنے نفس کے دشمن ہو، کہ لوگوں کو ایسی بات کا فتویٰ دے رہے ہو؟ تو حضرت زیدؓ نے فرمایا: بخدا میں نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں گڑھی بلکہ میں نے اس کو اپنے چچاؤں رفاعہ بن رافعؓ اور ابوایوب انصاریؓ سے سنا ہے، حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ موجود صحابہ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے بھی اس میں اختلاف کیا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! میں تمہارے بعد کن لوگوں سے دریافت کروں گا حالانکہ تم اہل بدر ہو، لوگوں میں سب سے بہتر ہو، اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ کسی کو ازواج مطہرات کے پاس بھیجو اس لئے کہ اگر ان کے پاس اس مسئلہ سے متعلق کوئی حدیث ہوگی تو آپ اس پر مطلع ہو جائیں گے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس قاصد بھیج کر ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے، پھر حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا: جب شرمگاہ شرمگاہ سے متجاوز ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، تو اس وقت حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے کسی کے متعلق یہ اطلاع نہ ملے کہ اس نے ایسا کیا پھر غسل نہیں کیا، ورنہ میں اس کو سزا دوں گا۔

حدیث (۳۳۴): حضرت رفاعہ بن رافعؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ زید بن ثابت لوگوں کو غسل جنابت کے سلسلے میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ان کو جلدی میرے پاس لاؤ، چنانچہ حضرت زیدؓ آئے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے تمہاری یہ بات پہنچی ہے کہ مسجد نبوی میں تم لوگوں کو غسل جنابت کے سلسلے میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہو، تو حضرت زیدؓ نے فرمایا: خدا کی قسم اے امیر المومنین! میں نے اپنی رائے سے فتویٰ نہیں دیا بلکہ میں نے اپنے چچاؤں سے کچھ سنا تھا تو میں نے بھی وہی بات کہہ دی، تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: تمہارے کون سے چچا؟ انہوں نے بتایا: ابی بن کعبؓ، ابوایوب انصاریؓ اور رفاعہ بن رافعؓ، (حضرت رفاعہؓ فرماتے ہیں:) تو حضرت عمرؓ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ لڑکا کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت رافعؓ کہتے ہیں کہ میں

نے عرض کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کرتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے، تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا تھا؟ تو میں نے عرض کیا: نہیں، حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ سب لوگوں کو بلاؤ، تو سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ غسل صرف انزال سے واجب ہوتا ہے سوائے حضرت علیؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کے، ان دونوں حضرات نے کہا کہ جب شرمگاہ شرمگاہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے کہا: امیر المؤمنین! میں نہیں سمجھتا کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کو ازواج مطہرات سے زیادہ کوئی جاننے والا ہوگا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس قاصد بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے، پھر حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا: جب شرمگاہ شرمگاہ سے متجاوز ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، اب حضرت عمرؓ غصے میں آ گئے اور فرمایا: اگر مجھے کسی کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ ایسا کرتا ہے پھر غسل نہیں کرتا تو میں اس کو سخت سزا دوں گا۔

حدیث (۳۳۵): عبید اللہ بن عدی بن الخیار فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے حضرت عمرؓ کی مجلس میں غسل جنابت کا تذکرہ کیا، تو ان میں سے بعض نے کہا کہ جب شرمگاہ شرمگاہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، اور بعض نے کہا کہ غسل انزال سے واجب ہوتا ہے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم میرے سامنے اختلاف کر رہے ہو حالانکہ تم اہل بدر ہو، لوگوں میں سب سے بہتر ہو، اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا: امیر المؤمنین! اگر آپ یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ازواج مطہرات کے پاس کسی کو بھیجئے اور ان سے اس کے بارے میں معلوم کیجئے، چنانچہ حضرت عائشہؓ کے پاس قاصد کو بھیجا تو انہوں نے فرمایا: جب شرمگاہ شرمگاہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہ سنوں کہ غسل انزال سے واجب ہوتا ہے ورنہ میں اس کو سزا دوں گا۔

تو یہ حضرت عمرؓ ہیں انہوں نے لوگوں کو صحابہؓ کی موجودگی میں اس پر آمادہ کیا اور کسی نکیر کرنے والے نے ان پر نکیر نہیں کی۔

اور ابن اسحٰق کی روایت میں حضرت رفاعہؓ کا قول "فقال الناس الماء من الماء" اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کی اس بات کو اس وجہ سے قبول نہ کیا ہو کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اسی معنی پر ہو جس معنی پر لوگوں نے اس کو محمول کیا ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ایسا ہو جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا، تو جب وہ لوگ حضرت عمرؓ کے سامنے اپنی بات کو ثابت نہ کر سکے تو حضرت عمرؓ نے ان کے قول کو ترک

کردیا اور اس طرف گئے جوان کی اور تمام صحابہؓ کی رائے بنی۔

وضاحت: نسخ کی پانچویں دلیل اجماع صحابہ ہے، حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں یہ مسئلہ پیش آیا اور تحقیق کے بعد عدم وجوب غسل کا قول ثابت نہ ہوسکا تو حضرت عمرؓ نے تمام صحابہ کی موجودگی میں لوگوں کو وجوب غسل کا پابند کیا اور کسی صحابی نے ان پر نکیر نہیں کی، لہذا ثابت ہوا کہ صحابہ کا اجماع عدم وجوب غسل والی روایت کے منسوخ ہونے پر ہو چکا ہے، اس واقعہ کو امام طحاویؒ نے چار سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

وقول رفاعة الخ: سے امام طحاویؒ فرمارہے ہیں کہ دوسری سند جو محمد بن اسحٰق کے طریق سے ہے اس میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے معلوم کرنے پر حضرت علیؓ اور معاذؓ کے علاوہ سب لوگوں نے "الماء لا یکون الا من الماء" کے مطابق رائے دی لیکن حضرت عمرؓ نے ان کے اس قول کو قبول نہیں کیا، اس لئے کہ یہ قول ظاہری معنی کا بھی احتمال رکھتا ہے جس پر عدم وجوب کے قائلین نے محمول کیا ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ روایت احتلام کے سلسلے میں ہو جیسا کہ ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے، پس جب یہ حضرات روایت کے ظاہری معنی کو ثابت نہ کر سکے تو حضرت عمرؓ نے الماء من الماء والی روایت چھوڑ کر اس روایت کو اختیار کیا جس کو حضرت عمرؓ اور تمام صحابہ کرام معتبر سمجھتے تھے (یعنی وجوب غسل والی روایت)۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ آخَرِينَ مِنْهُمْ مَا يُوَافِقُ ذَلِكَ أَيْضًا:

(۳۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ أَنَّ مَا أَوْجَبَ عَلَيْهِ الْحَدَّ مِنَ الْجَلْدِ وَالرَّجْمِ، أَوْجَبَ الْغُسْلَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

(۳۳۷) حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، فِي الرَّجُلِ يُجَامِعُ فَلَا يُنْزِلُ قَالَ: إِذَا بَلَغْتَ ذَلِكَ اغْتَسَلْتَ.

(۳۳۸) حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، مِثْلَهُ.

(۳۳۹)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :إِذَا خَلَفَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ ,فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

(۳٤۰)حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ :ثنا ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ :كَانَ أَبِي يَبْعَثُنِي إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,قَبْلَ أَنْ أَحْتَلِمَ ,فَلَمَّا احْتَلَمْتُ جِئْتُ فَنَادَيْتُ ,فَقُلْتُ :مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ؟ فَقَالَتْ :إِذَا الْتَقَتِ الْمَوَاسِي.

(۳٤۱)حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ :أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ :سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ . فَقَالَتْ :إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

(۳٤۲)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

(۳٤۳)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ :ثنا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ :إِذَا خَلَفَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

(۳٤٤)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَقَدْ ثَبَتَ بِهَذِهِ الْآثَارِ الَّتِي رَوَيْنَاهَا ,صِحَّةُ قَوْلِ مَنْ ذَهَبَ إِلَى وُجُوبِ الْغُسْلِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ .فَهَذَا وَجْهُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ.

ترجمہ: اور دوسرے صحابہ سے بھی اسی کے موافق روایت کیا گیا ہے:

حدیث (۳۳۶): حضرت ابوجعفر محمد بن علیؒ فرماتے ہیں کہ مہاجرین یعنی حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور

علیؓ کا اس بات پر اتفاق تھا کہ جو چیز آدمی پر حد یعنی کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کو واجب کرتی ہے وہی غسل کو بھی واجب کرتی ہے۔

حدیث (۳۳۷): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس شخص کے بارے میں جو جماع کرے اور انزال نہ ہو، فرمایا: جب تم اس حد تک پہنچ جاؤ تو غسل واجب ہو جائے گا۔

حدیث (۳۳۹): حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: جب شرمگاہ شرمگاہ کے پیچھے ہو جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔

حدیث (۳۴۰): عبدالرحمن بن اسودؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھ کو بلوغت سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا کرتے تھے، پھر جب میں بالغ ہو گیا تو میں نے آکر آواز دی اور پوچھا کہ کون سی چیز غسل کو واجب کرتی ہے، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: جب شرمگاہیں آپس میں مل جائیں۔

حدیث (۳۴۳): حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: جب شرمگاہ شرمگاہ کے پیچھے ہو جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔

قال ابو جعفر: تو ان آثار سے جن کو ہم نے بیان کیا ثابت ہو گیا ان لوگوں کے قول کا صحیح ہونا جو التقاء ختانین کی وجہ سے وجوب غسل کی طرف گئے ہیں، اور یہ اس مسئلہ کی دلیل ہے آثار کے طریق سے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق ثانی کی طرف سے دوسری دلیل پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہؒ بیان کرتے ہیں کہ تمام مہاجرین اور خلفاء اربعہ کا اس بات پر اتفاق تھا کہ جس جماع کی وجہ سے حد یا رجم واجب ہوتے ہیں اس جماع کی وجہ سے غسل بھی واجب ہو جاتا ہے، اور محض التقاء ختانین یعنی غیبوبت حشفہ سے حد اور رجم واجب ہو جاتے ہیں اگرچہ انزال نہ ہو، لہذا محض غیبوبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔ اس کے بعد امام طحاوی نے اس دلیل کی تائید میں چار صحابہ کے فتاویٰ آٹھ سندوں کے ساتھ پیش کئے ہیں۔

وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَاهُمْ لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ الْجِمَاعَ فِي الْفَرْجِ الَّذِي لَا إِنْزَالَ مَعَهُ حَدَثٌ. فَقَالَ قَوْمٌ: هُوَ أَغْلَظُ الْأَحْدَاثِ، فَأَوْجَبُوا فِيهِ أَغْلَظَ الطَّهَارَاتِ، وَهُوَ الْغُسْلُ. وَقَالَ قَوْمٌ: هُوَ كَأَخَفِّ الْأَحْدَاثِ، فَأَوْجَبُوا فِيهِ أَخَفَّ الطَّهَارَاتِ، وَهُوَ الْوُضُوءُ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ إِلَى الْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ هَلْ

هُوَ أَغْلَظُ الْأَشْيَاءِ؟ فَنُوجِبُ فِيهِ أَغْلَظَ مَا يَجِبُ فِي ذَلِكَ فَوَجَدْنَا أَشْيَاءَ يُوجِبُهَا الْجِمَاعُ ،وَهُوَ فَسَادُ الصِّيَامِ وَالْحَجِّ ،فَكَانَ ذَلِكَ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِنْزَالٌ ،وَيُوجِبُ ذَلِكَ فِي الْحَجِّ ،الدَّمَ ،وَقَضَاءَ الْحَجِّ ،وَيُوجِبُ فِي الصِّيَامِ ،الْقَضَاءَ وَالْكَفَّارَةَ ،فِي قَوْلِ مَنْ يُوجِبُهَا. وَلَوْ كَانَ جَامَعَ فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ ،وَجَبَ عَلَيْهِ فِي الْحَجِّ دَمٌ فَقَطْ ،وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِي الصِّيَامِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُنْزِلَ ،وَكُلُّ ذَلِكَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ فِي حَجِّهِ وَصِيَامِهِ ،وَكَانَ مَنْ زَنَى بِامْرَأَةٍ حُدَّ ،وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ وَلَوْ فَعَلَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ شُبْهَةٍ ،فَسَقَطَ بِهَا الْحَدُّ عَنْهُ ،وَجَبَ عَلَيْهِ الْمَهْرُ .وَكَانَ لَوْ جَامَعَهَا فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ ،لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ حَدٌّ وَلَا مَهْرٌ ،وَلَكِنَّهُ يُعَزَّرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ هُنَاكَ شُبْهَةٌ. وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا تَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ فَجَامَعَهَا جِمَاعًا لَا خَلْوَةَ مَعَهُ فِي الْفَرْجِ ثُمَّ طَلَّقَهَا ،كَانَ عَلَيْهِ الْمَهْرُ أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ ،وَوَجَبَتْ عَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَأَحَلَّهَا ذَلِكَ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ. وَلَوْ جَامَعَهَا فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ لَمْ يَجِبْ فِي ذَلِكَ عَلَيْهِ شَيْءٌ ،وَكَانَ عَلَيْهِ فِي الطَّلَاقِ نِصْفُ الْمَهْرِ ،إِنْ كَانَ سَمَّى لَهَا مَهْرًا ،أَوِ الْمُتْعَةُ إِذَا لَمْ يَكُنْ سَمَّى لَهَا مَهْرًا. فَكَانَ يَجِبُ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي وَصَفْنَا ،الَّتِي لَا إِنْزَالَ مَعَهَا أَغْلَظُ مَا يَجِبُ فِي الْجِمَاعِ الَّذِي مَعَهُ الْإِنْزَالُ ،مِنَ الْحُدُودِ وَالْمُهُورِ ،وَغَيْرِ ذَلِكَ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ ،أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ ،هُوَ فِي حُكْمِ الْأَحْدَاثِ ،أَغْلَظُ الْأَحْدَاثِ ،وَيَجِبُ فِيهِ أَغْلَظُ مَا يَجِبُ فِي الْأَحْدَاثِ ،وَهُوَ الْغُسْلُ.

ترجمہ: اور رہی اس باب کی دلیل نظر کے طریق سے تو ہم نے دیکھا کہ لوگوں کا اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ جماع فی الفرج جس کے ساتھ انزال نہ ہو حدث ہے، تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اغلظ الاحداث ہے لہذا انہوں نے اس میں اکبر الطہارات یعنی غسل کو واجب قرار دیا، اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ اخف الاحداث کے مانند ہے لہذا انہوں نے اس میں اخف الطہارات یعنی وضو کو واجب کردیا، تو ہم نے

ارادہ کیا کہ ہم التقاء ختانین میں غور کریں کہ کیا وہ اغلظ الاشیاء ہے؟ تو ہم اس میں وہ اکبر الطہارات واجب کریں جو اغلظ الاحداث میں واجب ہوتی ہے، تو ہم نے کچھ ایسی چیزیں دیکھیں جن کو جماع واجب کرتا ہے اور وہ روزے اور حج کا فاسد ہونا ہے، اور یہ محض التقاء ختانین سے ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ انزال نہ ہو، اور یہ حج میں واجب کرتا ہے دم اور قضاء کو اور روزے میں واجب کرتا ہے قضاء اور کفارے کو ان لوگوں کے قول میں جو کفارے کو واجب کرتے ہیں، اور اگر جماع کیا مادون الفرج میں تو اس پر حج میں صرف دم واجب ہوگا، اور اس پر روزے میں کوئی چیز واجب نہیں ہوگی مگر یہ کہ انزال ہو جائے، اور یہ تمام چیزیں اس پر حرام ہیں حج اور روزے دونوں میں، اور جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا اس پر حد لگائی جائے گی اگرچہ انزال نہ ہو، اور اگر وطی بالشبہ کی تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی اور مہر واجب ہو جائے گا، اور اگر عورت کے ساتھ مادون الفرج میں جماع کیا تو اس پر اس صورت میں نہ حد واجب ہوگی اور نہ مہر البتہ اس پر تعزیر کی جائے گی اگر کوئی شبہ نہ ہو۔ اور جب آدمی نے کسی عورت کے ساتھ شادی کی اور اس کے ساتھ جماع فی الفرج کیا، اس طور پر کہ خلوت نہیں تھی، پھر اس کو طلاق دیدی تو اس پر مہر واجب ہوگا خواہ انزال ہو یا نہ ہو، اور عورت پر عدت بھی واجب ہوگی اور یہ اس کو پہلے شوہر کے لئے حلال کر دے گا، اور اگر جماع مادون الفرج کیا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی، البتہ طلاق کی صورت میں اس پر نصف مہر واجب ہوگا اگر پہلے سے مہر متعین کر دیا ہے، اور اگر مہر متعین نہ کیا ہو تو متعہ واجب ہوگا۔

تو ان مذکورہ مثالوں میں بغیر انزال کے وہ اغلظ چیزیں واجب ہو رہی ہیں جو جماع مع الانزال کی صورت میں واجب ہوتی ہیں یعنی حد اور مہر وغیرہ، تو ان پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ التقاء ختانین اسی طرح اغلظ الاحداث کے حکم میں ہو اور اس میں وہی اغلظ شئی واجب ہو جو اغلظ الاحداث میں واجب ہوتی ہے، اور وہ غسل ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ دلیل عقلی پیش کر رہے ہیں، دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جماع بدون انزال سب کے نزدیک حدث ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ حدث اکبر ہے یا حدث اصغر، تو بعض لوگ اس کو حدث اکبر قرار دے کر طہارت اکبر یعنی غسل واجب کرتے ہیں، اور بعض لوگ حدث اصغر قرار دے کر طہارت اصغر یعنی وضو واجب کرتے ہیں، اب ہم نے اس سلسلہ میں غور کیا کہ جماع بدون انزال حدث اکبر ہے یا نہیں، تو ہم نے دیکھا کہ جماع بدون انزال جماع مع الانزال کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، مثلاً حج کے اندر بیوی کے ساتھ ملاعبت کرنے سے انزال ہو گیا تو اس میں صرف جنایت واجب ہوگی اور اگر التقاء

ختانین ہو جائے خواہ اس کے بعد انزال نہ ہو تو حج فاسد ہو جائے گا اور دم بھی واجب ہوگا، اسی طرح روزے کے مسئلے میں ہے کہ اگر ملاعبت یعنی بوس و کنار وغیرہ سے انزال ہو گیا تو صرف روزہ ٹوٹے گا کفارہ واجب نہیں ہوگا، لیکن اگر التقاء ختانین ہو جائے تو قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

اسی طرح کسی اجنبیہ کے ساتھ اگر جماع بدون انزال کیا تو حد واجب ہو جائے گی، لیکن اگر مادون الفرج میں جماع کیا اور انزال ہو گیا تو حد واجب نہیں ہوگی البتہ تعزیر کی جائے گی، اور اگر کسی اجنبیہ کے ساتھ وطی بالشبہ بغیر الانزال کی تو اس پر حد تو واجب نہیں ہوگی مگر مہر واجب ہو جائے گا، اور اگر مادون الفرج میں جماع کیا اور انزال ہو گیا تو مہر واجب نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر عورت سے نکاح کے بعد بغیر خلوت کے جماع فی الفرج کر لیا پھر اس کو طلاق دیدی تو اس پر طلاق کے تمام احکام جاری ہوں گے خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، مثلاً پورا مہر واجب ہو جائے گا، عورت پر عدت واجب ہوگی اور یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، لیکن اگر جماع مادون الفرج کیا اور انزال بھی ہو گیا پھر اس کو طلاق دی تو نصف مہر واجب ہوگا، اگر مہر متعین ہو چکا ہو، ورنہ صرف متعہ واجب ہوگا۔ ان سب مثالوں سے واضح ہو گیا کہ التقاء ختانین کا حکم جماع مع الانزال کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جماع مع الانزال کی صورت میں غسل واجب ہوتا ہے، لہذا التقاء ختانین کی صورت میں، جو جماع مع الانزال سے زیادہ قوی ہے، بدرجۂ اولیٰ غسل واجب ہو جائے گا۔

وَحُجَّةٌ أُخْرَى فِي ذَلِكَ ,أَنَّا رَأَيْنَا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ الَّتِي وَجَبَتْ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ ,فَإِذَا كَانَ بَعْدَهَا الْإِنْزَالُ لَمْ يَجِبْ بِالْإِنْزَالِ حُكْمٌ ثَانٍ ,وَإِنَّمَا الْحُكْمُ لِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ أَلَا تَرَى أَنَّ رَجُلًا لَوْ جَامَعَ امْرَأَةً جِمَاعَ زِنَاءٍ ,فَالْتَقَى خِتَانَاهُمَا ,وَجَبَ الْحَدُّ عَلَيْهِمَا بِذَلِكَ ,وَلَوْ أَقَامَ عَلَيْهَا حَتَّى أَنْزَلَ لَمْ يَجِبْ بِذَلِكَ عَلَيْهِ عُقُوبَةٌ ,غَيْرُ الْحَدِّ الَّذِي وَجَبَ عَلَيْهِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ ,وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ الْجِمَاعُ عَلَى وَجْهِ شُبْهَةٍ فَوَجَبَ عَلَيْهِ الْمَهْرُ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ ,ثُمَّ أَقَامَ عَلَيْهَا حَتَّى أَنْزَلَ ,لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ الْإِنْزَالِ شَيْءٌ بَعْدَمَا وَجَبَ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ وَكَانَ مَا يُحْكَمُ بِهِ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ عَلَى مَنْ جَامَعَ فَأَنْزَلَ

هُوَ مَا يُحْكَمُ بِهِ عَلَيْهِ إِذَا جَامَعَ وَلَمْ يُنْزِلْ ، وَكَانَ الْحُكْمُ فِي ذَلِكَ هُوَ لِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ لَا لِلْإِنْزَالِ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَهُ . فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ ، أَنْ يَكُونَ الْغُسْلُ الَّذِي يَجِبُ عَلَى مَنْ جَامَعَ وَأَنْزَلَ ، هُوَ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ لَا بِالْإِنْزَالِ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَهُ . فَثَبَتَ بِذَلِكَ قَوْلُ الَّذِينَ قَالُوا: إِنَّ الْجِمَاعَ يُوجِبُ الْغُسْلَ كَانَ مَعَهُ إِنْزَالٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ ، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَبِي يُوسُفَ ، وَمُحَمَّدٍ ، وَعَامَّةِ الْعُلَمَاءِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اوراس سلسلہ میں دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم نے ان اشیاء کو دیکھا جو التقاء ختانین سے واجب ہو جاتی ہیں، پھر اگر ان کے بعد انزال ہو تو انزال سے کوئی دوسرا حکم ثابت نہیں ہوتا، بلکہ حکم صرف التقاء ختانین سے ثابت ہوتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور ان کی شرمگاہیں آپس میں مل جائیں تو اس کی وجہ سے ان دونوں پر حد واجب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ اس پر پڑا رہے یہاں تک کہ انزال ہو جائے تو اس انزال کی وجہ سے اس پر اس حد کے علاوہ کوئی اور سزا واجب نہیں ہوگی جو التقاء ختانین سے واجب ہوئی ہے، اور اگر یہ جماع شبہ کے طور پر ہو تو مرد پر التقاء ختانین سے مہر واجب ہو جائے گا پھر اگر وہ اس پر پڑا رہے یہاں تک کہ انزال ہو جائے تو اس پر اس انزال کی وجہ سے کوئی چیز واجب نہیں ہوگی اس مہر کے علاوہ جو التقاء ختانین سے واجب ہوا ہے، اور ان چیزوں میں جو حکم اس شخص پر لگایا گیا ہے جس نے جماع کیا اور انزال ہو گیا وہی حکم اس شخص پر بھی ہوگا جس نے جماع کیا اور انزال نہیں ہوا، اور ان چیزوں میں حکم التقاء ختانین کی وجہ سے ہوگا اس انزال کی وجہ سے نہیں ہوگا جو اس کے بعد ہوتا ہے، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ غسل، جو اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس نے جماع کیا اور انزال ہو گیا، وہ بھی التقاء ختانین کی وجہ سے ہو نہ کہ اس انزال کی وجہ سے جو اس کے بعد ہوتا ہے، تو اس سے ثابت ہو گیا ان لوگوں کا قول جو کہتے ہیں کہ جماع غسل کو واجب کرتا ہے اس کے ساتھ انزال ہو یا نہ ہو، اور یہی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور تمام علماء کا قول ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ دوسری دلیل عقلی پیش کر رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر پوری شریعت کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ التقاء ختانین پر جو حکم لگتا ہے وہی حکم انزال تک

باقی رہتا ہے، انزال کی وجہ سے کوئی دوسرا حکم نہیں لگتا مثلاً اگر کسی نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو محض التقاء ختانین کی وجہ سے دونوں پر حد واجب ہو جائے گی، پھر اس کے بعد انزال ہو تو اس انزال کی وجہ سے اس حد کے علاوہ کوئی دوسری سزا واجب نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ وطی بالشبہ کی گئی تو مرد پر محض التقاء ختانین سے مہر واجب ہو جائے گا، پھر اس کے بعد انزال ہو تو اس انزال کی وجہ سے کوئی دوسری چیز واجب نہیں ہوگی۔ ان دونوں مثالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حکم ثابت کرنے میں صرف التقاء ختانین کا دخل ہے، انزال کا کوئی دخل نہیں ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ جس شخص نے جماع کیا اور انزال ہو گیا تو غسل کا وجوب التقاء ختانین سے ہوگا نہ کہ انزال سے، لہذا ثابت ہوا کہ موجب غسل التقاء ختانین ہے خواہ اس کے ساتھ انزال ہو یا نہ ہو۔

وَحُجَّةٌ أُخرَىٰ فِي ذَٰلِكَ

(٣٤٥) أَنَّ فَهْدًا حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ جَابِرٍ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَقَالَ: إِنَّ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ يُفْتِينَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُنْزِلْ، فَإِنَّ عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلَ، وَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ لَيْسَ كَمَا أَفْتَيْنَ، إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَفِي هَٰذَا الْأَثَرِ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ، إِنَّمَا هُوَ فِي الرِّجَالِ الْمُجَامِعِينَ، لَا فِي النِّسَاءِ الْمُجَامِعَاتِ، وَأَنَّ الْمُخَالَطَةَ تُوجِبُ عَلَى النِّسَاءِ الْغُسْلَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهَا إِنْزَالٌ. وَقَدْ رَأَيْنَا الْإِنْزَالَ يَسْتَوِي فِيهِ حُكْمُ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ، فِي وُجُوبِ الْغُسْلِ عَلَيْهِمْ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَٰلِكَ أَنْ يَكُونَ حُكْمُ الْمُخَالَطَةِ الَّتِي لَا إِنْزَالَ مَعَهَا، يَسْتَوِي فِيهَا حُكْمُ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فِي وُجُوبِ الْغُسْلِ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ: اور اس سلسلہ میں ایک اور دلیل یہ (مندرجہ ذیل روایت) ہے:

حدیث (۳۴۵): ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ

فرمار ہے تھے کہ: انصار کی عورتیں یہ فتویٰ دیتی ہیں کہ مرد جب جماع کرے اور انزال نہ ہو تو عورت پر غسل واجب ہوگا اور مرد پر غسل نہیں ہوگا، حالانکہ مسئلہ ایسا نہیں ہے جیسا وہ فتویٰ دیتی ہیں، (بلکہ اس طرح ہے کہ) جب شرم گاہ شرم گاہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

قال أبو جعفر: تو اس اثر میں یہ ہے کہ انصار یہ سمجھتے تھے کہ "الماء من الماء" کا حکم جماع کرنے والے مردوں کے حق میں ہے، جماع کرنے والی عورتوں کے حق میں نہیں ہے، اور ہم بستر ہونا عورتوں پر غسل کو واجب کر دیتا ہے اگر چہ اس کے ساتھ انزال نہ ہو، حالانکہ ہم نے دیکھا کہ انزال کی صورت میں وجوب غسل میں مرد اور عورت دونوں کا حکم یکساں ہے، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی مجامعت جس کے ساتھ انزال نہ ہو اس میں بھی مرد اور عورت دونوں کا حکم ان پر غسل واجب ہونے کے حق میں یکساں ہو۔

وضاحت: امام طحاویؒ تیسری دلیل عقلی پیش کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ انصار کی عورتیں جو یہ فتویٰ دیتی ہیں کہ جماع بدون انزال کی صورت میں عورت پر غسل واجب ہے مرد پر نہیں، ان کا یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ التقاء ختانین سے مطلقاً مرد عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس اثر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انصار کی عورتیں الماء من الماء والی روایت کے حکم کو صرف مردوں کے ساتھ خاص سمجھتی تھیں اور عورتوں کو اس سے مستثنیٰ خیال کرتی تھیں، حالانکہ ہم نے دیکھا کہ جماع مع الانزال کی صورت میں مرد و عورت کا حکم یکساں ہے یعنی دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے، پس قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جماع بدون انزال کی صورت میں بھی مرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہو، یعنی دونوں پر غسل واجب ہو اور یہی ہمارا مذہب ہے۔

بَابُ أَكْلِ مَا غَيَّرَتِ النَّارُ ,هَلْ يُوجِبُ الْوُضُوءَ أَمْ لَا

اس باب کے تحت امام طحاویؒ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ جو چیز آگ پر پکائی گئی ہو کیا اس کا کھانا ناقض وضوء ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ صحابہ کے دور میں بھی مختلف فیہ رہا ہے اور بعد میں بھی۔ یہاں امام طحاویؒ نے اس سلسلے میں دو مذہب ذکر کئے ہیں۔

(۱) امام احمد ابن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور حسن بصریؒ وغیرہ حضرات کہتے ہیں کہ ما مست النار (آگ پر پکی ہوئی چیز) کا کھانا ناقض وضوء ہے۔ فذہب قوم کی مصداق یہی لوگ ہیں اور انہیں کو امام طحاویؒ نے فریق اول قرار دیا ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے نزدیک ما مست النار کا کھانا ناقض وضوء نہیں ہے۔ وخالفهم في ذلك آخرون سے مراد یہی حضرات ہیں۔ اور انہیں کو امام طحاویؒ نے فریق ثانی قرار دیا ہے۔

(٣٤٦) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَأَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَا :ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، قَالَ :قُلْتُ :عَمَّنْ أَخَذَ الْحَسَنُ الْوُضُوءَ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ؟ قَالَ :أَخَذَهُ الْحَسَنُ عَنْ أَنَسٍ ,وَأَخَذَهُ أَنَسٌ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ ,وَأَخَذَهُ أَبُو طَلْحَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٣٤٧) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْقَارِيُّ ,عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَكَلَ ثَوْرَ أَقِطٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ قَالَ عَمْرٌو :وَالثَّوْرُ الْقِطْعَةُ.

(٣٤٨) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :تَوَضَّئُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ.

(۳۴۹) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَفَهْدٌ قَالَا :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۳۵۰) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ :حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۳۵۱) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، وَابْنَ ابِي دَاوُدَ قَالَا :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ، قَالَ :حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ عُرْوَةُ :سَمِعْتُ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۳۵۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنِ سعيدِ بن الْمُغِيرَةِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ لَهُ بِسَوِيقٍ ,فَشَرِبَ ,ثُمَّ قَالَتْ: يَا ابْنَ أَخِي تَوَضَّأْ ,فَقَالَ :إِنِّي لَمْ أُحْدِثْ شَيْئًا فَقَالَتْ :إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

(۳۵۳) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، قَالَ :ثنا أَبِي، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :يَا ابْنَ أُخْتِي.

(۳۵۴) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَفَهْدٌ، قَالَا :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ :حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٣٥٥) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ.

(٣٥٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئُوا مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ.

(٣٥٧) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَإِنَّا نَدَّهِنُ بِالدُّهْنِ وَقَدْ سُخِّنَ بِالنَّارِ، وَنَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ وَقَدْ سُخِّنَ بِالنَّارِ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، إِذَا سَمِعْتَ الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْأَمْثَالَ.

(٣٥٨) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، قَالَ: ثنا الْحَارِثُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

(٣٥٩) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَارِظٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَكَلْتُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ، فَتَوَضَّأْتُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

(٣٦٠) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَا: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۳٦۱) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ :ثنا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۳٦۲) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ يَحْيَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۳٦۳) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي الرَّبِيعِ، عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ :أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْخٍ يُحَدِّثُهُمْ ,قُلْتُ :مَنْ هَذَا؟ قَالُوا :سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ ,فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ أَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ.

(۳٦٤) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ قَالَ :ثنا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ,عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ,عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :كُنَّا نَتَوَضَّأُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ,وَنُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ ,وَلَا نُمَضْمِضُ مِنَ التَّمْرِ.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ,وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: حدیث (۳۴٦): ہمام بن یحییٰ نے مطر وراقؒ سے روایت کیا، وہ (ہمام) فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: حضرت حسن بصریؒ نے وضو مما غیرت النار کا حکم کس سے لیا ہے؟ تو مطر وراقؒ نے فرمایا: حضرت حسن نے حضرت انسؓ سے اور حضرت انسؓ نے حضرت ابوطلحہؓ سے اور حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے لیا ہے۔

حدیث (۳۴۷): صحابی رسولؐ حضرت ابوطلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپؐ نے پنیر کا ٹکڑا تناول فرمایا پھر اس کی وجہ سے وضو فرمایا، عمرو بن خالدؒ فرماتے ہیں کہ ثور کے معنی ٹکڑے کے ہیں۔

حدیث (۳۴۸): حضرت زید بن ثابتؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جس چیز میں آگ نے تغیر پیدا کر دیا ہو اس کی وجہ سے وضو کرو۔

حدیث (۳۵۲): ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوفؒ سے روایت ہے کہ ان کو ابو سفیان بن سعید بن مغیرہؒ نے خبر دی کہ وہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کے پاس آئے تو حضرت ام حبیبہؓ نے ان کے لئے ستو منگوایا، چنانچہ انہوں نے پیا، پھر حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا: بھتیجے وضو کرو، ابو سفیان نے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی حدث پیش نہیں آیا ہے، تو حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کی وجہ سے وضو کرو۔

حدیث (۳۵۵): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس چیز نے آگ میں تغیر پیدا کر دیا ہو اس کی وجہ سے وضو کرو اگر چہ وہ پنیر کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

حدیث (۳۵۶): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پنیر کے ٹکڑے کی وجہ سے وضو کرو۔

حدیث (۳۵۷): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما مست النار سے وضو کرو اگر چہ پنیر کا ایک ٹکڑا ہی ہو، ابن عباسؓ نے عرض کیا: اے ابو ہریرہ! ہم تیل لگاتے ہیں حالانکہ اس کو آگ پر گرم کیا جاتا ہے، اور ہم پانی سے وضو کرتے ہیں حالانکہ اس کو آگ پر گرم کیا جاتا ہے، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: بھتیجے! جب تم رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنو تو اس کے مقابلے میں مثالیں مت پیش کیا کرو۔

حدیث (۳۵۹): ابراہیم بن عبد اللہ بن قارظؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے فرمایا: میں نے پنیر کے کچھ ٹکڑے کھائے ہیں اس لئے میں وضو کر رہا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ما مست النار سے وضو کرو۔

حدیث (۳۶۳): قاسم بن عبد الرحمٰنؒ مولیٰ معاویہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں آیا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک بوڑھے آدمی کے پاس جمع ہیں جو ان سے حدیث بیان کر رہا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ سہیل بن حنظلہؓ ہیں، میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے گوشت کھایا اس کو چاہئے کہ وضو کرے۔

حدیث (۳۶۴): ابو قلابہؒ کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم ما غیرت النار کی

وجہ سے وضوکرتے تھے اور دودھ کی وجہ سے کلی کرتے تھے، اور کھجور کی وجہ سے کلی بھی نہیں کرتے تھے۔

کچھ لوگ ما غیرت النار سے وضو کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے اس سلسلہ میں ان آثار سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول (امام احمد ابن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہؒ وغیرہ) کی دلیل میں وہ روایات پیش کی ہیں جن میں آگ پر پکی ہوئی چیزوں کو کھانے کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے سات صحابہ سے انیس سندوں کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا :لَا وُضُوءَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ. وَذَهَبُوا فِي ذَلِكَ إِلَى مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ.

(٣٦٥)حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ ح

(٣٦٦)وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ :ثنا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ :ثنا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(٣٦٧)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ :ثنا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٣٦٨)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ :أنا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(٣٦٩)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّورِيُّ، قَالَ :ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، قَالَ :ثنا ابْنُ ثَوْبَانَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(٣٧٠)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ:ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ:ثنا هَمَّامٌ،

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۳۷۱)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ هُوَ وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ:أَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۳۷۲)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا أَبُو الْأَسْوَدِ، قَالَ :ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ ,فَضَرَبَ عَلَى يَدِي وَقَالَ :عَجِبْتُ مِنْ نَاسٍ يَتَوَضَّئُونَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ,وَاللهِ لَقَدْ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا ثِيَابَهُ , ثُمَّ أُتِيَ بِثَرِيدٍ ,فَأَكَلَ مِنْهَا ,ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ ,وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۷۳)حَدَّثَنَا يُونُسُ، وَالرَّبِيعُ الْمُؤَذِّنُ ,قَالَا :ثنا أَسَدٌ، ح

(۳۷۴)وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ :ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، ح

(۳۷۵)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالُوا :ثنا شُعْبَةُ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَوْنٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيَّ يَقُولُ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ ,فَنَشَلَتْ لَهُ كَتِفًا ,فَأَكَلَ مِنْهَا ,ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى ,وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۷۶)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادٍ، يَقُولُ :سَأَلَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ الْوُضُوءِ، مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ,فَأَمَرَهُ بِهِ ثُمَّ قَالَ :كَيْفَ نَسْأَلُ أَحَدًا

،وَفِينَا أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهَا ،ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ شُعْبَةَ.

(۳۷۷)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ :أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَرَّبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنْبًا مَشْوِيًّا ،فَأَكَلَ مِنْهُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۷۸)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ :ثنا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ :أُتِينَا وَمَعَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،بِطَعَامٍ ،فَأَكَلْنَا ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ أَحَدٌ مِنَّا ،ثُمَّ تَعَشَّيْنَا بِبَقِيَّةِ الشَّاةِ ،ثُمَّ قُمْنَا إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ ،وَلَمْ يَمَسَّ أَحَدٌ مِنَّا مَاءً.

(۳۷۹)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۳۸۰)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ :ثنا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَتْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَنَا شَاةً ،وَرَشَّتْ لَنَا صَوْرًا فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّهُورِ ،فَأَكَلْنَا ثُمَّ صَلَّى ،وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۸۱)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا أَسَدٌ، قَالَ :ثنا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقُلْتُ :حَدِّثِينِي فِي شَيْءٍ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ،فَقَالَتْ :قَلَّ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينَا إِلَّا قَلَيْنَا لَهُ جُنَّةً تَكُونُ بِالْمَدِينَةِ ،فَيَأْكُلُ مِنْهَا وَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

(۳۸۲)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ:دَخَلْتُ عَلَى فُلَانَةَ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمَّاهَا وَنَسِيتُ قَالَتْ :دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَعِنْدِي بَطْنٌ مُعَلَّقٌ فَقَالَ :لَوْ طَبَخْتِ لَنَا مِنْ هَذَا الْبَطْنِ كَذَا وَكَذَا .قَالَتْ :فَصَنَعْنَاهُ فَأَكَلَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۸۳)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أُمِّ حَكِيمٍ، قَالَتْ :دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ كَتِفًا فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالْأَذَانِ ,فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۸٤)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، وَرَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالُوا :ثنا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ :ثنا فَائِدٌ، مَوْلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ ,عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ :طَبَخْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَ شَاةٍ , فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ ,وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۸۵)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ ,وَلَمْ يَذْكُرِ الْعِشَاءَ.

(۳۸٦)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، قَالَ :ثنا أَسَدٌ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، قَالَ :حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ عَمَّتِهَا قَالَتْ :زَارَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَكَلَ عِنْدَنَا كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۸۷)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، قَالَ :ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ :أَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فِي الْمَسْجِدِ قَدْ شُوِيَ ,ثُمَّ

أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَمَسَحْنَا أَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ ،ثُمَّ قُمْنَا نُصَلِّي وَلَمْ نَتَوَضَّأْ.

(۳۸۸)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ ذِرَاعًا ،يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ ، فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّينَ ،فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۸۹)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ حَدَّثَهُ :أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ ،حَتَّى إِذَا كَانَ بِالصَّهْبَاءِ ،وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ نَزَلَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ،ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ ،فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ ،فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ،ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

(۳۹۰)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ يَحْيَى، فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِإِسْنَادِهِ ،غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ.

(۳۹۱)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ :ثنا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدِ اللهِ، حَدَّثَهُ قَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۳۹۲)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍو ،قَالَ :حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ،عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتٍ وَغَيْرِهِ مِنْ مَشْيَخَةِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ،عَنْ أُمِّ عَامِرٍ بِنْتِ يَزِيدَ ،امْرَأَةٍ مِمَّنْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرْقٍ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ،فَعَرَّقَهُ :ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ ,مَا يَنْفِي أَنْ يَكُونَ أُكُلُ مَا مَسَّتِ النَّارُ حَدَثًا ,لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ.

ترجمه: اوراس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ ان میں سے کسی چیز سے بھی وضوواجب نہیں ہوتا، اوراس سلسلہ میں ان روایات کی طرف گئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں مروی ہیں۔

حدیث (۳۶۶): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۷۴): محمد بن عمرو بن عطاءؒ سے روایت ہے کہ میں ایک دن ابن عباسؓ کے پاس حضرت میمونہؓ کے گھر میں گیا، ابن عباسؓ نے میرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو ماست النار کی وجہ سے وضو کرتے ہیں، بخدا رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے کپڑوں کو جمع کیا پھر ثرید لایا گیا تو آپؐ نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہیں فرمایا۔

حدیث (۳۷۵): حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپؐ کے لئے ہانڈی سے شانہ نکالا، آپؐ نے اس سے تناول فرمایا پھر تشریف لے گئے اور آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۷۶): عبداللہ بن شدادؒ فرماتے ہیں کہ مروان بن حکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے وضو مما غیرت النار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے وضو کا حکم دیا، پھر فرمایا کہ ہم کسی سے کیسے سوال کر سکتے ہیں جبکہ ہمارے درمیان ازواج مطہرات موجود ہیں، چنانچہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس قاصد بھیج کر دریافت کیا، پھر آگے انہوں نے امام شعبہؒ کی روایت (حدیث ۳۷۵) کے مثل بیان کیا۔

حدیث (۳۷۷): حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے بھنا ہوا بازو رسول اللہ ﷺ کے قریب کیا تو آپؐ نے اس میں سے تناول فرمایا اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۷۸): حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کھانا لایا گیا جبکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ موجود تھے، چنانچہ ہم نے کھایا پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور ہم میں سے کسی نے

بھی وضو نہیں کیا، پھر ہم نے بکری کا بچا ہوا گوشت کھایا پھر ہم عصر کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور ہم میں سے کسی نے پانی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

حدیث (۳۸۰): حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے ہماری دعوت کی، اس نے ہمارے لئے بکری ذبح کی اور ہمارے سامنے کھجوریں ڈال دیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور ہم نے کھایا، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۸۱): محمد بن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ مجھ سے ماغیرت النار کے بارے میں کوئی حدیث بیان کیجئے، تو انہوں نے فرمایا: بہت کم ایسا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہم آپؐ کے لئے ایک دانہ جو مدینہ میں ہوتا تھا نہ بھونتے، پھر آپؐ اس کو کھا کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

حدیث (۳۸۲): محمد بن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ میں نبی کی فلاں زوجہ مطہرہ کے پاس گیا، (راوی کہتے ہیں کہ) محمد بن منکدرؒ نے ان کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا، تو ان زوجہ مطہرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس پیٹ کا گوشت لٹکا ہوا تھا، تو آپؐ نے فرمایا: کاش کہ تم ہمارے لئے اس گوشت سے فلاں فلاں چیزیں بناتیں، وہ زوجہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کو پکایا پھر آپؐ نے اس کو تناول فرمایا اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۸۳): حضرت ام حکیمؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ایک شانہ تناول فرمایا، اتنے میں حضرت بلالؓ نے اذان دیدی تو آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۸۴): عبید اللہ بن ابی رافعؓ نے اپنے دادا سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بکری کے پیٹ کا گوشت پکایا تو آپؐ نے اس سے تناول فرمایا، پھر عشاء کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۸۶): ہند بنت سعیدؓ بن ابو سعید خدریؓ اپنی پھوپھی ام عبد الرحمٰنؓ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور آپؐ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا، پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۸۷): عبد اللہ بن حارث زبیدیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا کھانا کھایا، پھر نماز کھڑی ہوگئی تو ہم نے ہاتھ چٹائی سے پونچھ لئے، پھر ہم کھڑے ہو کر نماز

پڑھنے لگے اور ہم نے وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۸۸): جعفر بن عمرو بن امیہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ ایک بازو کاٹ کاٹ کر تناول فرمارہے تھے، اتنے میں آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ کھڑے ہوگئے اور چھری ڈال دی، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۸۹): سوید بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ وہ خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب مقام صہباء میں پہنچے، اور وہ خیبر کے قریب ایک جگہ ہے، تو آپؐ سواری سے اتر گئے اور آپؐ نے عصر کی نماز اداء کی، پھر آپؐ نے توشہ منگوایا تو صرف ستولایا گیا، تو آپؐ نے اس میں گھی ملانے کا حکم دیا، پھر آپؐ نے اس میں سے تناول فرمایا اور ہم نے بھی کھایا، پھر آپؐ مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپؐ نے کلی کی اور ہم نے بھی کی، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۹۱): عمرو بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے ایک شانہ تناول فرمایا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۳۹۲): ام عامر بنت یزیدؓ سے روایت ہے، یہ ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد بنی عبد الاشہل میں گوشت لگی ہوئی ہڈی لے کر آئیں تو آپؐ نے اس میں سے گوشت کھالیا، پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

تو ان آثار میں وہ بات ہے جو اس کی نفی کرتی ہے کہ ما مست النار کا کھانا حدث ہو، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وجہ سے وضو نہیں کیا۔

وضاحت: فریق ثانی (ائمہ ثلاثہ) کی طرف سے امام طحاویؒ دلیل میں وہ مرفوع روایات لائے ہیں جن میں آپ کا آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھا کر وضو نہ کرنا مذکور ہے، اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے بارہ صحابہ سے پچیس سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَا أَمَرَ بِهِ مِنَ الْوُضُوءِ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ ,هُوَ وُضُوءُ الصَّلَاةِ ,وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هُوَ غَسْلُ الْيَدِ ,لَا وُضُوءُ الصَّلَاةِ ,إِلَّا أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ بِمَا رَوَيْنَا أَنَّهُ تَوَضَّأَ ,وَأَنَّهُ لَمْ يَتَوَضَّأْ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْلَمَ مَا الْآخِرُ مِنْ ذَلِكَ

(۳۹۳)فَإِذَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ،وَأَبُو أُمَيَّةَ ،وَأَبُو زُرْعَةَ الدِّمَشْقِيُّ ،قَدْ حَدَّثُونَا ،قَالُوا:حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ ،قَالَ :ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ ،عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ،عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ :كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

(۳۹٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ ،قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ ،قَالَ :ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ ،عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ ،عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ ثَوْرَ أَقِطٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَكَلَ بَعْدَهُ كَتِفًا فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ . فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،هُوَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ،وَأَنَّ مَا خَالَفَ ذَلِكَ فَقَدْ نُسِخَ بِالْفِعْلِ الثَّانِي.

هٰذَا إِنْ كَانَ مَا أَمَرَ بِهِ مِنَ الْوُضُوءِ ،يُرِيدُ بِهِ وُضُوءَ الصَّلَاةِ .وَإِنْ كَانَ لَا يُرِيدُ بِهِ وُضُوءَ الصَّلَاةِ ،فَلَمْ يَثْبُتْ بِالْحَدِيثِ الْأَوَّلِ أَنَّ أَكْلَ مَا غَيَّرَتِ النَّارُ حَدَثٌ .فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا بِتَصْحِيحِ هٰذِهِ الْآثَارِ ،أَنَّ أَكْلَ مَا مَسَّتِ النَّارُ ،لَيْسَ بِحَدَثٍ.

ترجمہ: اور ممکن ہے کہ وہ وضو جس کا پہلے آثار میں حکم دیا گیا ہے وہ نماز والا وضو ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد صرف ہاتھ کا دھونا ہو، نا کہ نماز والا وضو کرنا، الا یہ کہ ان روایات سے جو ہم نے بیان کیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے وضو کیا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے وضو نہیں کیا، تو ہم نے ارادہ کیا کہ ہم جانیں کہ ان میں سے آخری عمل کون سا ہے۔

حدیث (۳۹۳): حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو حکموں میں سے آخری حکم مامست النار سے وضو کو ترک کرنے کا ہے۔

حدیث (۳۹۴): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پنیر کا ایک ٹکڑا تناول فرمایا پھر وضو کیا، پھر اس کے بعد شانہ تناول فرمایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

تو اس سے ثابت ہو گیا جو ہم نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا دو حکموں میں سے آخری حکم ماست النار سے وضو کو ترک کرنے کا ہے، اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس کا مخالف حکم دوسرے عمل کی وجہ سے منسوخ ہو گیا۔

یہ بحث اس صورت میں ہے جبکہ وہ وضو جس کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد وضوء شرعی ہو، اور اگر اس سے مراد وضوء شرعی نہ ہو تو پہلی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوگی کہ ماست النار کا کھانا حدث ہے، لہٰذا ہماری بیان کردہ توجیہ سے ان آثار میں تطبیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ماست النار کا کھانا حدث نہیں ہے۔

وضاحت: ماقبل میں دو طرح کی روایات آئی ہیں: (۱) وہ روایات جن میں ماست النار سے وضو کا ذکر ہے۔ (۲) وہ روایات جن میں ماست النار سے وضو نہ کرنے کا ذکر ہے، تو روایات میں تعارض ہو گیا، اس تعارض کو ختم کرنے کے لئے امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ شروع میں جو روایات آئی ہیں ان میں دو احتمال ہیں، پہلا احتمال یہ ہے کہ وہاں وضوء سے وضوء شرعی (وضو صلاۃ) مراد ہو، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ وضو سے وضوء لغوی یعنی ہاتھ منہ دھونا مراد ہو۔

اگر پہلا احتمال مراد ہو تو اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ کون سی روایات مقدم ہیں اور کون سی مؤخر، جو مقدم ہوں گی وہ منسوخ ہوں گی اور جو مؤخر ہوں گی وہ ناسخ اور معمول بہا ہوں گی، اس سلسلے میں امام طحاویؒ حضرت جابرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات لائے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا بعد کا عمل ترک وضو کا تھا، لہٰذا معلوم ہوا کہ ترک وضو والی روایات ناسخ اور وجوب وضو والی روایات منسوخ ہیں۔

اور اگر دوسرا احتمال ہو یعنی وضوء لغوی مراد ہو تو امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں تعارض ہی باقی نہیں رہتا، لہٰذا ماقبل والی روایات کو منسوخ قرار دینے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ ان روایات میں وضو سے وضوء شرعی مراد نہیں ہے بلکہ وضوء لغوی یعنی ہاتھ منہ دھونا مراد ہے، اور ترک وضو والی روایات میں وضوء شرعی کا ترک مراد ہے، اور اس توجیہ کی صورت میں روایات کے درمیان کوئی تعارض باقی نہیں رہے گا۔

وَقَدْ رَوَى ذَلِكَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا.

(۳۹۵) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح.

(۳۹۶)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا هِشَامٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح.

(۳۹۷)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح.

(۳۹۸)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح.

(۳۹۹)وَحَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح.

(۴۰۰)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا زَائِدَةُ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :أَكَلْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خُبْزًا وَلَحْمًا ,ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً وَأَكَلْنَا مَعَ عُمَرَ خُبْزًا وَلَحْمًا ,ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً.

(۴۰۱)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ :ثنا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

(۴۰۲)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ:أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ :رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(۴۰۳)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ:ثنا هَمَّامٌ، قَالَ :ثنا قَتَادَةُ، قَالَ :قَالَ لِي سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ :إِنَّ هَذَا لَا يَدَعُنَا -يَعْنِي الزُّهْرِيَّ -أَنْ نَأْكُلَ شَيْئًا إِلَّا أَمَرَنَا أَنْ نَتَوَضَّأَ مِنْهُ .فَقُلْتُ :سَأَلْتُ عَنْهُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ :إِذَا أَكَلْتَهُ فَهُوَ طَيِّبٌ ,لَيْسَ عَلَيْكَ فِيهِ وُضُوءٌ

فَإِذَا خَرَجَ فَهُوَ خَبِيثٌ عَلَيْكَ فِيهِ الْوُضُوءُ. فَقَالَ :مَا أَرَاكُمَا إِلَّا قَدِ اخْتَلَفْتُمَا ,فَهَلْ بِالْبَلَدِ مِنْ أَحَدٍ؟ فَقُلْتُ :نَعَمْ ,أَقْدَمُ رَجُلٍ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ .قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قُلْتُ :عَطَاءٌ فَأَرْسَلَ ,فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ :إِنَّ هَذَيْنِ قَدِ اخْتَلَفَا عَلَيَّ فَمَا تَقُولُ؟ فَقَالَ :حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ,ثُمَّ ذَكَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

(٤٠٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي جَابِرٌ، أَنَّهُ رَأَى أَبَا بَكْرٍ فَعَلَ ذَلِكَ.

(٤٠٥)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حَمَّادٍ، وَمَنْصُورٍ، وَسُلَيْمَانَ، وَمُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ :أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَعَلْقَمَةَ، خَرَجَا مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُرِيدَانِ الصَّلَاةَ فَجِيءَ بِقَصْعَةٍ مِنْ بَيْتِ عَلْقَمَةَ ,فِيهَا ثَرِيدٌ وَلَحْمٌ فَأَكَلَا فَمَضْمَضَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَغَسَلَ أَصَابِعَهُ ,ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ.

(٤٠٦)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ :لَأَنْ أَتَوَضَّأَ مِنَ الْكَلِمَةِ الْمُنْتِنَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَوَضَّأَ مِنَ اللُّقْمَةِ الطَّيِّبَةِ.

(٤٠٧)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَصَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهُدَيْرِ أَنَّهُ تَعَشَّى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ,ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(٤٠٨)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عُثْمَانَ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا ,وَغَسَلَ يَدَيْهِ ,ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(٤٠٩)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، قَالَ :

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، قَالَ :رَأَيْتُ عُثْمَانَ أُتِيَ بِثَرِيدٍ فَأَكَلَ ,ثُمَّ تَمَضْمَضَ ,ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ ,ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(٤١٠)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ الْكِنَانِيِّ، قَالَ :رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَلَ خُبْزًا رَقِيقًا وَلَحْمًا ,حَتَّى سَالَ الْوَدَكُ عَلَى أَصَابِعِهِ ,فَغَسَلَ يَدَهُ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ.

(٤١١)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ :ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أُتِيَ بِجَفْنَةٍ مِنْ ثَرِيدٍ وَلَحْمٍ عِنْدَ الْعَصْرِ ,فَأَكَلَ مِنْهَا ,فَأُتِيَ بِمَاءٍ ,فَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ ,ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(٤١٢)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ :أنا زَائِدَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ :دَخَلَ قَوْمٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَطْعَمَهُمْ طَعَامًا ,ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ عَلَى طِنْفَسَةٍ فَوَضَعُوا عَلَيْهَا وُجُوهَهُمْ وَجِبَاهَهُمْ ,وَمَا تَوَضَّئُوا.

(٤١٣)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا الْمَسْعُودِيُّ ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ,عَنْ أَبِيهِ قَالَ :قَالَ ابْنُ عُمَرَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَقُولُ فِي الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ؟ .قَالَ :تَوَضَّأْ مِنْهُ ,قَالَ :فَمَا تَقُولُ فِي الدُّهْنِ وَالْمَاءِ الْمُسَخَّنِ ,يُتَوَضَّأُ مِنْهُ؟ فَقَالَ :أَنْتَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ ,وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ دَوْسٍ .قَالَ :يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ,لَعَلَّكَ تَلْتَجِئُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ (بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ).

(٤١٤)حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ :ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ :قَالَ ابْنُ عُمَرَ :لَا تَتَوَضَّأْ مِنْ شَيْءٍ تَأْكُلُهُ.

(۴۱۵) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّهُ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَقَالَ: الْوُضُوءُ مِمَّا يَخْرُجُ، وَلَيْسَ مِمَّا يَدْخُلُ.
قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهَؤُلَاءِ الْأَجِلَّةُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يَرَوْنَ فِي أَكْلِ مَا غَيَّرَتِ النَّارُ وُضُوءًا.

ترجمہ: اور اسی بات کو صحابہ کی ایک جماعت نے بھی نقل کیا ہے۔
حدیث (۴۰۰): حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا، پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، اور عبداللہ بن محمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ہم نے حضرت عمرؓ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے پانی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔
حدیث (۴۰۲): حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھا کہ آپ نے گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔
حدیث (۴۰۳): حضرت قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سلیمان بن ہشام نے کہا کہ یہ شخص یعنی امام زہریؒ ہمارے کھانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے کہ جس کی وجہ سے ہم کو وضو کا حکم نہ دیتے ہوں، تو میں نے کہا: میں نے یہ مسئلہ حضرت سعید بن مسیبؒ سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ جب تم اس کو کھاؤ تو وہ پاک ہے اس کی وجہ سے تم پر وضو نہیں، اور جب وہ (بدن سے) نکلے تو وہ ناپاک ہے اس کی وجہ سے تم پر وضو ہے، تو سلیمان نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم دونوں اختلاف کر رہے ہو، تو کیا اس شہر میں کوئی اور شخص ہے (جس کی طرف رجوع کیا جائے) تو میں نے کہا: ہاں! جزیرۂ عرب کے سب سے پرانے آدمی ہیں، اس نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ میں نے کہا: وہ حضرت عطاءؒ ہیں، تو اس نے قاصد کو بھیجا اور حضرت عطاءؒ کو لایا گیا، سلیمان نے ان سے کہا: یہ دونوں میرے سامنے اختلاف کر رہے ہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت عطاءؒ نے فرمایا: ہم سے جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا، پھر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی گزشتہ حدیث کے مثل روایت بیان کی۔
حدیث (۴۰۵): حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور علقمہؒ عبداللہ بن مسعودؓ

کے گھر سے نماز کے ارادے سے نکلے، اتنے میں علقمہؒ کے گھر سے ایک پیالہ لایا گیا جس میں ثرید اور گوشت تھا، تو ان دونوں حضرات نے تناول فرمایا، پھر حضرت ابن مسعودؓ نے کلی کی اور اپنی انگلیوں کو دھویا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔

حدیث (۴۰۶): حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: میں خراب بات کی وجہ سے وضو کروں یہ مجھ کو زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ پاکیزہ لقمہ کی وجہ سے وضو کروں۔

حدیث (۴۰۷): ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیرؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ رات کا کھانا کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۴۰۸): حضرت ابان بن عثمانؒ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے روٹی اور گوشت کھایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دھو کر اپنے چہرے پر پھیرا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۴۰۹): عبید بن حنینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ ان کے پاس ثرید لایا گیا تو انہوں نے تناول فرمایا، پھر کلی کی اور اپنے ہاتھ کو دھویا، پھر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۴۱۰): ابو نوفل بن ابی عقرب الکنانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ انہوں نے چپاتی اور گوشت کھایا یہاں تک کہ چکنائی ان کی انگلیوں پر بہنے لگی، پھر انہوں نے اپنا ہاتھ دھویا اور مغرب کی نماز پڑھی۔

حدیث (۴۱۱): سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس عصر کی نماز کے وقت ثرید اور گوشت کا ایک پیالہ لایا گیا، انہوں نے اس سے کھایا، پھر پانی لایا گیا اور انہوں نے اپنی انگلیوں کے پوروں کو دھویا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۴۱۲): سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ابن عباسؓ کے پاس آئے تو ابن عباسؓ نے ان کو کھانا کھلایا، پھر ان کو بوریہ پر نماز پڑھائی اور انہوں نے اپنے چہروں اور پیشانیوں کو اس پر رکھا (سجدہ کیا) اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۴۱۳): سعید بن ابی بردہؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ابن عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ آپ وضوء مما غیرت النار کے متعلق کیا کہتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: مما غیرت النار کی وجہ سے وضو کرو، ابن عمرؓ نے کہا: تو پھر آپ گرم تیل اور گرم پانی کے بارے میں

کیا کہتے ہیں؟ کیا ان کی وجہ سے بھی وضو کیا جائے گا؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: تم قبیلہ قریش کے آدمی ہو اور میں قبیلہ دوس کا، تو ابن عمرؓ نے کہا: اے ابو ہریرہ! شاید آپ کا اشارہ اس آیت کی جانب ہے ''بل هم قوم خصمون''۔

حدیث (۴۱۴): مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: تم ایسی چیز کی وجہ سے وضو نہ کرو جس کو تم کھاتے ہو۔

حدیث (۴۱۵): ابو غالبؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو امامہؓ نے روٹی اور گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، اور فرمایا کہ وضو ان چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے جو (بدن سے) خارج ہوتی ہیں ان چیزوں کی وجہ سے نہیں ہوتا جو (بدن میں) داخل ہوتی ہیں۔

قال أبو جعفر: تو یہ تمام اکابر صحابہ کرامؓ ما غیرت النار کے کھانے کی وجہ سے وضو کو واجب نہیں سمجھتے ہیں۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے صحابہ کے عمل اور فتاویٰ ذکر کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ما مست النار ناقض وضو نہیں ہے، ان آثار کو امام طحاویؒ نے آٹھ صحابہ سے سولہ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ آخَرِينَ مِنْهُمْ مِثْلُ ذَلِكَ ,مِمَّنْ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ فَمِنْ ذَلِكَ

(٤١٦) مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ ,قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ :ثنا الْأَوْزَاعِيُّ ,قَالَ :حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ قَالَ :حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ ,قَالَ :حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :بَيْنَا أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أُتِينَا بِطَعَامٍ سُخْنٍ ,فَأَكَلْنَا ,ثُمَّ قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَالَ :أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ :أَعِرَاقِيَّةٌ؟ ثُمَّ انْتَهَرَانِي فَعَلِمْتُ أَنَّهُمَا أَفْقَهُ مِنِّي.

(٤١٧) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ مُوسَى

بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ ,ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ :فَقَامَ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيٌّ فَصَلَّيَا وَلَمْ يَتَوَضَّآ.

(٤١٨)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ :حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ النِّيلِ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَكَلْتُ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ ,وَأَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ ,فَقُمْتُ لِأَنْ أَتَوَضَّأَ ,فَقَالَا لِي :أَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟ لَقَدْ جِئْتَ بِهَا عِرَاقِيَّةً.

فَهَذَا أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو أَيُّوبَ ,قَدْ صَلَّيَا بَعْدَ أَكْلِهِمَا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ,وَلَمْ يَتَوَضَّآ، وَقَدْ رَوَيَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ مِنْ ذَلِكَ فِيمَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْهُمَا فِي هَذَا الْبَابِ .فَهَذَا لَا يَكُونُ، عِنْدَنَا، إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ نَسْخُ مَا قَدْ رَوَيَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَهُمَا .فَهَذَا وَجْهُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ.

ترجمہ: اور اسی کے مثل روایت کیا گیا ہے دوسرے ان صحابہ سے جن سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ روایت کیا گیا تھا کہ آپ نے ما غیرت النار سے وضو کا حکم دیا ہے۔

حدیث (۴۱۶): حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں ابوطلحہؓ اور ابی بن کعبؓ کے ساتھ تھا تو ہمارے پاس آگ پر پکا ہوا کھانا لایا گیا، چنانچہ ہم نے کھایا، پھر میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے وضو کیا، تو ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ عراقی ہے؟ پھر ان دونوں نے مجھ کو ڈانٹا تو میں نے جان لیا کہ وہ دونوں مجھ سے زیادہ دین کی فہم رکھنے والے ہیں۔

حدیث (۴۱۷): عبدالرحمٰن بن زید انصاریؒ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ عراق سے تشریف لائے، پھر عبدالرحمٰن نے گزشتہ روایت کے مثل بیان کیا، لیکن یہ اضافہ کیا: تو ابوطلحہؓ اور ابی بن کعبؓ کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث (۴۱۸): حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے، ابوطلحہؓ نے اور ابوایوب انصاریؓ نے ایسا کھانا کھایا جس کو آگ نے چھوا تھا، پھر میں وضو کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو ان دونوں نے مجھ سے کہا: کیا تم پاک چیزوں کی وجہ سے وضو کرتے ہو؟ تم اس (عمل) کو عراق سے لائے ہو۔

تو یہ حضرت ابوطلحہؓ اور ابوایوب انصاریؓ ہیں جنہوں نے ما غیرت النار کو کھانے کے بعد نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، حالانکہ ان دونوں حضرات نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے اس کی وجہ سے وضو کا حکم دیا تھا، ان روایات میں جن کو ہم نے ان دونوں حضرات سے اس باب میں روایت کیا ہے، پس یہ ہمارے نزدیک نہیں ہوگا مگر اسی وقت جبکہ ثابت ہو جائے ان کے نزدیک ان روایات کا منسوخ ہونا جو ان حضرات نے رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ سے متعلق نقل کی ہیں۔ پس یہ اس باب کی توجیہ ہے آثار کے طریق سے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جن صحابہ سے وجوب وضو والی روایات مروی ہیں ان میں سے بھی بعض کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ کی روایت شروع باب میں گزر چکی ہے جو وجوب وضو پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طرح کی روایت حضرت ابوایوب انصاریؓ کی بھی ہے (جو کتاب میں مذکور نہیں ہے) حالانکہ ان حضرات کا عمل حضرت انس بن مالکؓ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان حضرات کے سامنے کھانا کھانے کے بعد وضو کرنے لگا تو ان دونوں نے مجھ کو طعنہ مارا کہ دیکھو یہ عراق سے ایک نیا حکم لے کر آیا ہے، اور فرمایا کہ تم پاک چیزوں کی وجہ سے وضو کرتے ہو، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کا فتویٰ اور عمل اپنی روایت کے خلاف ہے، اور راوی کا فتویٰ جب اپنی روایت کے خلاف ہو تو یہ نسخ کی دلیل ہوتا ہے، لہذا آپ کو ماننا پڑے گا کہ ثبوت وضو والی روایات منسوخ ہیں۔

وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ الَّتِي قَدِ اخْتُلِفَ فِي أَكْلِهَا أَنَّهُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ أَمْ لَا إِذَا مَسَّتْهَا النَّارُ؟ وَأُجْمِعَ أَنَّ أَكْلَهَا قَبْلَ مُمَاسَّةِ النَّارِ إِيَّاهَا لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ ,هَلْ لِلنَّارِ حُكْمٌ يَجِبُ فِي الْأَشْيَاءِ إِذَا مَاسَّتْهَا فَيَنْتَقِلُ بِهِ حُكْمُهَا إِلَيْهَا فَرَأَيْنَا الْمَاءَ الْقَرَاحَ طَاهِرًا تُؤَدّٰى بِهِ الْفُرُوضُ .ثُمَّ رَأَيْنَاهُ إِذَا سُخِّنَ فَصَارَ بِمَا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ أَنَّ حُكْمَهُ

فِی طَهَارَتِهِ عَلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ قَبْلَ مُمَاسَّتِهِ النَّارَ إِيَّاهُ ,وَأَنَّ النَّارَ لَمْ تُحْدِثْ فِيهِ حُكْمًا يَنْتَقِلُ بِهِ حُكْمُهُ إِلَى غَيْرِ مَا كَانَ عَلَيْهِ فِي الْبَدْءِ .فَلَمَّا كَانَ مَا وَصَفْنَا كَذَلِكَ ,كَانَ فِي النَّظَرِ أَنَّ الطَّعَامَ الطَّاهِرَ الَّذِي لَا يَكُونُ أَكْلُهُ قَبْلَ أَنْ تَمَسَّهُ النَّارُ ,حَدَثًا إِذَا مَسَّتْهُ النَّارُ لَا تَنْقُلُهُ عَنْ حَالِهِ ,وَلَا تُغَيِّرُ حُكْمَهُ ,وَيَكُونُ حُكْمُهُ بَعْدَ مَسِيسِ النَّارِ إِيَّاهُ ,كَحُكْمِهِ قَبْلَ ذَلِكَ قِيَاسًا وَنَظَرًا ,عَلَى مَا بَيَّنَّا .وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ,رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور رہی اس کی دلیل نظر کے طریق سے، تو ہم نے دیکھا کہ یہ اشیاء جن کے کھانے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا یہ وضو کو توڑ دیتی ہیں یا نہیں جبکہ ان کو آگ نے چھوا ہو؟ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ ان اشیاء کا کھانا ان کو آگ چھونے سے پہلے وضو کو نہیں توڑتا ہے، تو ہم نے ارادہ کیا کہ غور کریں کہ کیا آگ کی وجہ سے اشیاء میں کوئی حکم واجب ہوتا ہے کہ جب آگ ان کو چھوئے تو آگ کا حکم ان اشیاء کی طرف چھونے کی وجہ سے منتقل ہو جائے؟ تو ہم نے دیکھا کہ خالص پانی پاک ہے اس کے ذریعہ فرائض اداء کئے جاتے ہیں، پھر ہم نے دیکھا کہ جب اس کو گرم کر دیا گیا اور وہ ماست النار میں سے ہو گیا تو اس کے بعد بھی اس کا حکم طہارت میں اسی حالت پر ہے جس پر اس کے آگ کو چھونے سے پہلے تھا اور یہ کہ آگ نے اس میں کوئی نیا حکم پیدا نہیں کیا جس کی وجہ سے اس کا حکم پہلے حکم کے علاوہ کی طرف منتقل ہو جائے۔

اور جب معاملہ ایسا ہی ہے جیسا ہم نے بیان کیا، تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ پاک کھانا جس کا کھانا آگ کے چھونے سے پہلے حدث نہیں تھا تو جب اس کو آگ نے چھو لیا تو آگ اس کو اس کی حالت سے منتقل نہیں کرے گی اور اس کے حکم کو نہیں بدلے گی، اور اس کا حکم آگ کے چھونے کے بعد بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ آگ کو چھونے سے پہلے تھا، نظر و قیاس کے اعتبار سے، اس تفصیل کے مطابق جو ہم نے بیان کی، اور یہی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے دلیل عقلی یہ پیش کی ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے سلسلے میں علماء نے اختلاف کیا ہے مگر اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہی چیز اگر آگ پر پکنے سے پہلے کھائی

جائے تو وہ ناقض وضو نہیں ہے، اب ہم نے غور کیا کہ کیا آگ کے اندر کوئی ایسا اثر ہوتا ہے جو اشیاء کے حکم میں تبدیلی کردے؟ تو ہم نے دیکھا کہ خالص پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے، پھر ہم نے دیکھا کہ اگر اس پانی کو گرم کردیا جائے تو وہ اپنی اسی حالت پر باقی رہتا ہے، آگ کے چھونے کی وجہ سے اس کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ وہ بدستور طاہر رہتا ہے، لہذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح کھانا آگ پر پکنے سے پہلے ناقض وضو نہیں ہے اسی طرح آگ پر پکنے کے بعد بھی ناقض وضو نہیں ہونا چاہئے۔

وَقَدْ فَرَّقَ قَوْمٌ بَيْنَ لُحُومِ الْغَنَمِ وَلُحُومِ الْإِبِلِ. فَأَوْجَبُوا فِي أَكْلِ لُحُومِ الْإِبِلِ الْوُضُوءَ، وَلَمْ يُوجِبُوا ذَلِكَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْغَنَمِ.

ترجمہ: اور کچھ لوگوں نے بکریوں اور اونٹوں کے گوشت کے درمیان فرق کیا ہے، چنانچہ انہوں نے اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کو واجب کیا ہے اور بکری کا گوشت کھانے کی وجہ سے وضو کو واجب نہیں کیا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ ایک دوسرا مسئلہ بیان کررہے ہیں، اب تک جو بحث گزری وہ مطلق آگ پر پکے ہوئے کھانے کے بارے میں تھی، اب یہاں یہ مسئلہ بیان کررہے ہیں کہ اونٹ کا گوشت ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دو مذہب ہیں: (۱) امام احمدؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ کے نزدیک اونٹ کا گوشت، خواہ پکا ہوا ہو یا کچا ہو، ناقض وضو ہے، اور بکری کے گوشت میں یہ تفصیل ہے کہ کچا ہونے کی صورت میں ناقض وضو نہیں ہے اور پکا ہوا ہونے کی صورت میں دو قول ہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے نزدیک دیگر جانوروں کی طرح اونٹ کے گوشت کا کھانا بھی ناقض وضو نہیں ہے۔

وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

(۴۱۹) بِمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا سِمَاكٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ قِيلَ أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: لَا.

(٤٢٠) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ :ثنا زَائِدَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(٤٢١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، ثنا الْحَجَّاجُ، ثنا حَمَّادٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ جَدِّهِ، جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ,أَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ :إِنْ شِئْتَ فَعَلْتَ ,وَإِنْ شِئْتَ لَمْ تَفْعَلْ قَالَ : قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ :أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ :نَعَمْ.

(٤٢٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: اور انہوں نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے۔

حدیث (۴۱۹): حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم اونٹ کے گوشت کی وجہ سے وضو کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، عرض کیا گیا کہ کیا بکری کے گوشت کی وجہ سے بھی وضو کریں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔

حدیث (۴۲۱): حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں بکری کے گوشت کی وجہ سے وضو کروں؟ تو آپؐ نے فرمایا: اگر چاہو تو کرلو اور اگر چاہو تو نہ کرو، راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں اونٹ کے گوشت کی وجہ سے وضو کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

وضاحت: فریق اول کی دلیل میں امام طحاویؒ نے حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت چار سندوں کے ساتھ پیش فرمائی ہے جس میں مذکور ہے کہ آپؐ نے اونٹ کے گوشت کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم فرمایا، اور بکری کے گوشت کی وجہ سے وضو کا حکم نہیں دیا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا :لَا يَجِبُ الْوُضُوءُ لِلصَّلَاةِ بِأَكْلِ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ .وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْوُضُوءُ الَّذِي أَرَادَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,هُوَ غَسْلُ الْيَدِ . وَفَرَّقَ قَوْمٌ بَيْنَ لُحُومِ الْإِبِلِ ,وَلُحُومِ الْغَنَمِ فِي ذَلِكَ ,لِمَا فِي لُحُومِ الْإِبِلِ مِنَ الْغِلَظِ ,وَمِنْ غَلَبَةِ وَدَكِهَا عَلَى يَدِ آكِلِهَا فَلَمْ يُرَخِّصْ فِي تَرْكِهِ عَلَى الْيَدِ وَأَبَاحَ أَنْ لَا يَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ لِعَدَمِ ذَلِكَ مِنْهَا.

ترجمہ: اوراس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ ان میں سے کسی بھی چیز کے کھانے کی وجہ سے وضوء شرعی (نماز والا وضو) واجب نہیں ہوتا، اوراس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ نبی ﷺ نے جس وضو کو مراد لیا ہو وہ ہاتھوں کا دھونا ہو، اوراس سلسلہ میں اونٹ اور بکری کے گوشت کے درمیان فرق اس وجہ سے کیا کہ اونٹ کے گوشت میں دسومت ہوتی ہے اور کھانے والے کے ہاتھ پر چربی غالب آجاتی ہے، لہذا آپؐ نے چربی کو ہاتھ پر چھوڑنے کی اجازت نہیں دی، اور بکری کے گوشت میں آپؐ نے وضو نہ کرنے کی اجازت دی اس لئے کہ اس کے گوشت میں یہ بات نہیں ہوتی ہے۔

وضاحت: فریق ثانی کی طرف سے امام طحاویؒ نے تین دلیلیں پیش کی ہیں، پہلی دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا جو حکم فرمایا اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ وضو سے آپ کی مراد وضوء شرعی نہ ہو بلکہ وضوء لغوی یعنی غسل ید مراد ہو، اور اونٹ اور بکری کے درمیان فرق اس وجہ سے کیا ہو کہ اونٹ کے گوشت کے اندر چکنائی زیادہ ہوتی ہے، نیز اس میں ایک خاص قسم کی بو ہوتی ہے اس لئے آپؐ نے اس کے ازالے کے لئے ہاتھ منہ دھونے کا حکم فرمایا ہو، اور بکری کے گوشت میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوتی اس لئے وہاں یہ حکم نہ دیا ہو۔

وَقَدْ رَوَيْنَا فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ فِي حَدِيثِ جَابِرٍ أَنَّ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ,فَإِذَا كَانَ مَا تَقَدَّمَ مِنْهُ هُوَ الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ,وَفِي ذَلِكَ لُحُومُ الْإِبِلِ وَغَيْرُهَا

كَانَ فِي تَرْكِهِ ذَلِكَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ .فَهَذَا حُكْمُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ.

ترجمہ: اور پہلے مسئلے کے تحت حضرت جابرؓ کی حدیث کے ذیل میں ہم نے یہ بیان کردیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دوامروں میں سے آخری امر ماغیرت النار سے وضوکوترک کرنے کا تھا، تو جب آپ کا پہلاعمل ماست النار سے وضو کرنے کا تھا، اور ماست النار میں اونٹ وغیرہ کا گوشت بھی ہے، تو آپ کے ما مست النار سے وضوکوترک کرنے میں اونٹ کے گوشت سے وضوکوترک کرنا بھی ہے؛ تو یہ اس باب کا حکم ہے آثار کے طریق سے۔

وضاحت: دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث بھی حضرت جابرؓ کی اس حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ آپ کا آخری عمل ترك الوضوء مما مست النار تھا، اور چونکہ اونٹ کا گوشت بھی ماست النار میں داخل ہے، لہذا یہ روایات بھی منسوخ ہیں۔

وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ ,سَوَاءً فِي حِلِّ بَيْعِهِمَا وَشُرْبِ لَبَنِهِمَا ,وَطَهَارَةِ لُحُومِهِمَا ,وَأَنَّهُ لَا تَفْتَرِقُ أَحْكَامُهُمَا فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ .فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ ,أَنَّهُمَا فِي أَكْلِ لُحُومِهِمَا سَوَاءٌ .فَكَمَا كَانَ لَا وُضُوءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْغَنَمِ ,فَكَذَلِكَ لَا وُضُوءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْإِبِلِ ,وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور بہرحال نظر کے طریق سے تو ہم نے دیکھا کہ اونٹ اور بکری برابر ہیں ان دونوں کی بیع کے جائز ہونے، ان کے دودھ کے پینے، اور ان کے گوشت کے پاک ہونے میں، اور یہ کہ ان میں سے کسی میں بھی ان دونوں کے احکام مختلف نہیں ہیں، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے گوشت کے کھانے میں بھی ان دونوں کا حکم یکساں ہو، لہذا جس طرح بکری کا گوشت کھانے سے وضو واجب نہیں ہوتا اسی طرح

اونٹ کا گوشت کھانے سے بھی وضو واجب نہیں ہوگا، اور یہ امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: دلیل عقلی کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام مسائل میں اونٹ اور بکری کا حکم یکساں ہے، مثلاً دونوں کی بیع جائز ہے، اسی طرح دونوں کا دودھ پینا اور گوشت کھانا بھی جائز ہے، لہٰذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وضو کے سلسلے میں بھی دونوں کا حکم یکساں ہو، تو جس طرح بکری کا گوشت ناقض وضو نہیں ہے اسی طرح اونٹ کا گوشت بھی ناقض وضو نہیں ہونا چاہئے۔

☆☆☆

بَابُ مَسِّ الْفَرْجِ هَلْ يَجِبُ فِيهِ الْوُضُوءُ أَمْ لَا؟

اس باب میں زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ مس ذکر ناقض وضوء ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تین مذاہب ہیں۔(۱) امام شافعیؒ، احمد بن حنبل اسحق بن راہویہ، امام اوزاعی وغیرہؒ کے نزدیک مس ذکر کی وجہ سے وضوء واجب ہوجاتا ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک تین شرطوں کے ساتھ مس ذکر ناقض وضوء ہے۔

(۱) باطن کف سے ہو (۲) بغیر حائل کے ہو (۳) لذت کے ساتھ ہو۔ ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو مس ذکر ناقض وضوء نہیں ہوگا۔ ان دونوں مذاہب کو امام طحاویؒ نے فریق اول قرار دیا ہے اور یہی حضرات فذہب قوم کے مصداق ہیں۔

(۳) امام ابوحنیفہؒ، سفیان ثوری، حسن بصری اور امام نخعی وغیرہؒ کے نزدیک مس ذکر ناقض وضوء نہیں ہے یہی حضرات وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی ہیں۔

(٤٢٣) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّهُ تَذَاكَرَ هُوَ وَمَرْوَانُ، الْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: حَدَّثَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ

فَكَانَ عُرْوَةَ لَمْ يَرْفَعْ بِحَدِيثِهَا رَأْسًا .فَأَرْسَلَ مَرْوَانُ إِلَيْهَا شُرْطِيًّا ,فَرَجَعَ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا الْأَثَرِ ,وَأَوْجَبُوا الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ.

ترجمہ: حدیث (۴۲۳): حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اور مروان نے مس فرج کی وجہ سے وضو کا تذکرہ کیا، تو مروان نے کہا کہ مجھ سے بسرہ بنت صفوانؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مس فرج کی وجہ سے وضو کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے، تو حضرت عروہؓ نے ان کی یہ حدیث سن کر سر نہیں اٹھایا (توجہ نہیں کی) تو مروان نے حضرت بسرہؓ کے پاس ایک سپاہی کو بھیجا اور اس نے آکر خبر دی کہ حضرت بسرہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مس فرج کی وجہ سے وضو کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔

تو کچھ لوگ اس اثر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے مس فرج کی وجہ سے وضو کو واجب قرار دیا۔

وضاحت: فریق اول کی دلیل میں امام طحاویؒ نے حضرت بسرہؓ کی روایت پیش کی ہے جس میں آپؐ نے مس ذکر کی وجہ سے وضو کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا :لَا وُضُوءَ فِيهِ ,وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى ,فَقَالُوا :فِي حَدِيثِكُمْ هَذَا أَنَّ عُرْوَةَ لَمْ يَرْفَعْ بِحَدِيثِ بُسْرَةَ رَأْسًا .فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لِأَنَّهَا عِنْدَهُ فِي حَالِ مَنْ لَا يُؤْخَذُ ذَلِكَ عَنْهَا ,فَفِي تَضْعِيفِ مَنْ هُوَ أَقَلُّ مِنْ عُرْوَةَ لِبُسْرَةَ ,مَا يَسْقُطُ بِهِ حَدِيثُهَا.

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ مس فرج میں وضو نہیں ہے، اور ان لوگوں نے اس مسئلہ میں پہلے قول والوں کے خلاف یہ دلیل پیش کی اور کہا کہ تمہاری بیان کردہ اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت عروہؓ نے حضرت بسرہؓ کی حدیث کی طرف توجہ نہیں کی، تو اگر یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت بسرہؓ عروہؓ کے نزدیک ان عورتوں کے حال میں تھیں جن سے اس قسم کی احادیث نہیں لی جاتیں،

تو عروہ سے کم درجہ کے آدمی کے حضرت بسرہؓ کو ضعیف قرار دینے میں بھی وہ بات ہے کہ جس کی وجہ سے حضرت بسرہؓ کی حدیث ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول کی دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ مذکورہ روایت میں صراحت ہے کہ حضرت عروہؒ نے حضرت بسرہؓ کی حدیث کی طرف کوئی توجہ نہیں کی بلکہ خاموش رہے، تو حضرت عروہ کا اس طرح سر کو جھکا لینا اور خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتبار نہیں، اور قابل اعتبار نہ ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت بسرہؓ ان کے نزدیک ایسی مضبوط راویہ نہ ہوں کہ اس طرح کے مسئلہ میں ان کی بیان کردہ روایت سے استدلال کیا جائے، اس لئے کہ یہ مسئلہ وضو سے متعلق ہے جس کی ہر مسلمان کو ضرورت پڑتی ہے، تو اگر آپ ایسا کوئی حکم دیتے تو یہ بات صحابہ کے درمیان مشہور ہوتی اور صحابہ کی ایک بڑی تعداد اس کو روایت کرتی، حالانکہ صورتحال یہ ہے کہ حضرت بسرہؓ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی سے اس طرح کی کوئی بات منقول نہیں ہے، اور رہا یہ سوال کہ اگر یہ بات غلط ہے تو حضرت بسرہؓ اس کو کیوں بیان کر رہی ہیں؟ تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ صحابیات اگر چہ جھوٹ نہیں بولتیں لیکن ان سے بھول تو ہو سکتی ہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ بات ان کے ذہن سے نکل گئی ہو، کیونکہ ان کی صحبت بھی آپؐ کے ساتھ کم ہی رہی ہے۔

حاصل یہ کہ حضرت عروہؒ کا روایت کی طرف توجہ نہ کرنا ان کے نزدیک روایت کے نا قابل اعتبار ہونے کی دلیل ہے، اور حضرت عروہؒ ائمۃ المسلمین اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں، اگر ان سے کم درجہ کا کوئی امام الحدیث بھی اس جیسی روایت کو نا قابل اعتبار قرار دیدے تو وہ حدیث ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے، تو حضرت عروہؒ کے اس روایت کا اعتبار نہ کرنے کی وجہ سے تو بدرجۂ اولیٰ یہ روایت ساقط الاعتبار ہو جائے گی۔

وَقَدْ تَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ غَيْرُهُ.

(٤٢٤) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ، عَنْ رَبِيعَةَ، أَنَّهُ قَالَ: لَوْ وَضَعْتُ يَدِي فِي دَمٍ أَوْ حَيْضَةٍ مَا نَقِضَ وُضُوئِي، فَمَسُّ الذَّكَرِ أَيْسَرُ أَمِ الدَّمُ أَمِ الْحَيْضَةُ؟ قَالَ: وَكَانَ رَبِيعَةُ يَقُولُ لَهُمْ: وَيْحَكُمْ، مِثْلُ هَذَا يَأْخُذُ بِهِ أَحَدٌ، وَيَعْمَلُ بِحَدِيثِ بُسْرَةَ؟ وَاللهِ لَوْ أَنَّ بُسْرَةَ شَهِدَتْ عَلَى هَذِهِ النَّعْلِ، لَمَا أَجَزْتُ شَهَادَتَهَا، إِنَّمَا قِوَامُ الدِّينِ الصَّلَاةُ، وَإِنَّمَا قِوَامُ

الصَّلَاةِ ,الطَّهُورُ ,فَلَمْ يَكُنْ فِي صَحَابَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقِيمُ هَذَا الدِّينَ إِلَّا بُسْرَةُ؟

ترجمہ: اور حضرت عروہؒ کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اس بات میں ان کی موافقت کی ہے۔

حدیث (۴۲۴): حضرت ربیعہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر میں اپنا ہاتھ خون یا دم حیض میں ڈالوں تو میرا وضو نہیں ٹوٹتا، تو مس ذکر اخف ہے یا خون یا دم حیض؟ نیز راوی کہتے ہیں کہ حضرت ربیعہؒ لوگوں سے کہتے تھے: تمہارا ناس ہو، کیا اس جیسی روایت کو بھی کوئی لے گا اور بسرہ کی حدیث پر عمل کرے گا؟ خدا کی قسم! اگر بسرہؓ اس چپل پر گواہی دیں تو میں ان کی گواہی کو نافذ نہیں کروں گا، بلاشبہ دین کی بنیاد نماز ہے اور نماز کی بنیاد طہارت ہے، تو کیا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اس دین کو قائم کرتا سوائے بسرہؓ کے؟

وضاحت: امام طحاویؒ حضرت بسرہؓ کی حدیث کا دوسرا جواب دے رہے ہیں کہ حضرت عروہؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی حضرت بسرہؓ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، مثلاً حضرت ربیعۃ الرائےؒ فرماتے ہیں کہ حدیث بسرہؓ جیسی حدیث سے تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے کیونکہ اگر خون اور حیض میں ہاتھ ڈالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو ایک پاک عضو کو پکڑنے سے وضو کیسے ٹوٹ جائے گا؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ ذکر پکڑنے کی وجہ سے اگر مذی خارج ہو جائے تو وضو واجب ہوگا ورنہ نہیں، تو ہو سکتا ہے کہ حضرت بسرہؓ سے قول رسول ﷺ کے سمجھنے میں چوک ہو گئی ہو۔

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ :عَلَى هَذَا أَدْرَكْنَا مَشْيَخَتَنَا ,مَا مِنْهُمْ وَاحِدٌ يَرَى فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوءًا.

ترجمہ: ابن زید کہتے ہیں کہ اسی پر ہم نے اپنے مشائخ کو پایا ہے، ان میں سے کوئی ایک بھی مس ذکر میں وضو کو واجب نہیں سمجھتا تھا۔

وضاحت: تیسرا جواب یہ ہے کہ اسامہ ابن زیدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ کا اس بات پر

اتفاق تھا کہ مس ذکر کی وجہ سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرات تابعین بھی مس ذکر کی وجہ سے وضوء کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔

وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا تَرَكَ أَنْ يَرْفَعَ بِذَلِكَ رَأْسًا لِأَنَّ مَرْوَانَ، عِنْدَهُ، لَيْسَ فِي حَالِ مَنْ يَجِبُ الْقَبُولُ عَنْ مِثْلِهِ فَإِنَّ خَبَرَ شَرْطِيِّ مَرْوَانَ عَنْ بُسْرَةَ دُونَ خَبَرِهِ هُوَ عَنْهَا . فَإِنْ كَانَ مَرْوَانُ خَبَرُهُ فِي نَفْسِهِ، عِنْدَ عُرْوَةَ، غَيْرُ مَقْبُولٍ ,فَخَبَرُ شُرْطِيِّهِ إِيَّاهُ عَنْهَا بِذَلِكَ أَحْرَى أَنْ لَا يَكُونَ مَقْبُولًا.

ترجمہ: اور اگر عروہؒ نے حدیث بسرہؓ کی طرف اس وجہ سے توجہ نہیں کی کہ مروان ان کے نزدیک ان لوگوں کے درجہ میں نہیں ہے کہ جن کے مثل سے (روایت کو) قبول کرنا واجب ہوتا ہے، تو مروان کے سپاہی کی خبر حضرت بسرہؓ کے حوالے سے خود مروان کی خبر سے کم درجہ کی ہے، تو جب خود مروان کی خبر عروہؒ کے نزدیک مقبول نہیں ہے تو مروان کے سپاہی کی خبر حضرت بسرہؓ کے حوالے سے عدم قبولیت کے زیادہ لائق ہے۔

وضاحت: چوتھا جواب یہ ہے کہ عروہ کا حضرت بسرہؓ کی حدیث کی طرف توجہ نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ عروہ نے یہ روایت مروان کے واسطے سے سنی، اور مروان ان کے نزدیک مضبوط راوی نہیں تھا، اور مروان نے جس پولیس والے کو بسرہؓ کے پاس بھیجا وہ تو عروہ کے نزدیک مروان سے بھی زیادہ کمزور تھا، تو جب عروہؒ نے مروان کی بات کو قبول نہیں کیا تو پولیس والے کی بات ان کے نزدیک بدرجۂ اولیٰ قابل قبول نہیں ہوگی۔

وَهَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا لَمْ يَسْمَعْهُ الزُّهْرِيُّ مِنْ عُرْوَةَ ,إِنَّمَا دَلَّسَ بِهِ.

(٤٢٥) وَذَلِكَ أَنَّ يُونُسَ حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ,عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ ,قَالَ :الْوُضُوءُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ قَالَ مَرْوَانُ :أَخْبَرَتْنِيهِ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ ,فَأَرْسَلَ إِلَى بُسْرَةَ فَقَالَتْ :ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ فَذَكَرَ مَسَّ الذَّكَرِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَصَارَ هَذَا الْأَثَرُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُرْوَةَ .فَقَدْ حَطَّ بِذَلِكَ دَرَجَةً لِأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ لَيْسَ حَدِيثُهُ عَنْ عُرْوَةَ , كَحَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ ,وَلَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ, عِنْدَهُمْ، فِي حَدِيثِهِ بِالْمُتْقِنِ.

(٤٢٦)لَقَدْ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ :ثنا ابْنُ وَزِيرٍ قَالَ:سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ :سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: كُنَّا إِذَا رَأَيْنَا الرَّجُلَ يَكْتُبُ الْحَدِيثَ عِنْدَ وَاحِدٍ مِنْ نَفَرٍ سَمَّاهُمْ ,مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ, سَخِرْنَا مِنْهُ ,لِأَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْرِفُونَ الْحَدِيثَ .

وَأَنْتُمْ فَقَدْ تُضَعِّفُونَ مَا هُوَ مِثْلُ هَذَا بِأَقَلَّ مِنْ كَلَامِ مِثْلِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

وَقَالَ آخَرُونَ :إِنَّ الَّذِي بَيْنَ الزُّهْرِيِّ وَبَيْنَ عُرْوَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ.

(٤٢٧)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ :أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي عُرْوَةُ، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :يَتَوَضَّأُ الرَّجُلُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ.

ترجمہ: نیز اس حدیث کو امام زہریؒ نے حضرت عروہؒ سے نہیں سنا، بلکہ امام زہریؒ نے اس میں تدلیس کی ہے، اور اس کی دلیل یہ روایت ہے:

حدیث (۴۲۵): ابن شہاب زہریؒ نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمدؒ سے، انہوں نے عروہ بن زبیرؒ سے اور انہوں نے مروان بن حکم سے روایت کیا کہ مروان نے کہا: مس ذکر سے وضو واجب ہو جاتا ہے، نیز کہا: مجھ کو اس کی خبر حضرت بسرہ بنت صفوانؓ نے دی ہے، پھر انہوں نے حضرت بسرہؓ کے پاس قاصد بھیجا، تو انہو ں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن کی وجہ سے وضو کیا جاتا ہے، تو آپؐ نے مس ذکر کا بھی ذکر کیا۔

قال أبو جعفر: تو یہ اثر عن الزهری عن عبدالله بن ابی بکر عن عروه کی سند سے ہے، جس کی وجہ سے اس کا درجہ کم ہوگیا ہے، اس لئے کہ عبداللہ بن ابی بکر کی حدیث حضرت عروہؓ سے ایسی نہیں ہے جیسی زہری کی حدیث عروہؓ سے ہے، اور عبداللہ بن ابی بکر محدثین کے نزدیک حدیث میں مضبوط نہیں ہیں۔

حدیث (۴۲۶): ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت ایسی تھی، جن میں سے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر کا بھی نام لیا، کہ جب ہم کسی شخص کو ان میں سے کسی کے پاس حدیث لکھتا ہوا دیکھتے تو ہم اس کا مذاق اڑاتے تھے، اس لئے کہ وہ لوگ حدیث نہیں جانتے تھے۔

اور آپ لوگ اس جیسے راوی کو ابن عیینہ جیسے کے کلام سے کم تر کلام کی وجہ سے بھی ضعیف قرار دیدیتے ہو (تو عبداللہ بن ابی بکر بھی آپ کے نزدیک ضعیف راوی ہونے چاہئیں)۔

اور دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں زہری اور عروہ کے درمیان جو راوی ہیں وہ ابوبکر بن محمد ہیں۔

حدیث (۴۲۷): ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عروہ نے بسرہ بنت صفوانؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ بسرہؓ نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آدمی کو مس ذکر کی وجہ سے وضو کرنا چاہئے۔

وضاحت: پانچواں جواب یہ ہے کہ امام زہریؒ نے یہ حدیث براہ راست حضرت عروہؓ سے نہیں سنی، بلکہ درمیان میں عبداللہ بن ابی بکر بن محمد کا واسطہ ہے جو ایک کمزور راوی ہیں، تو امام زہریؒ نے درمیان کے واسطے کو چھوڑ کر تدلیس کی ہے، اور حدیث مدلّس آپ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔

قال أبو جعفر الخ: سے امام طحاوی یہ فرما رہے ہیں کہ امام زہریؒ کا تدلیس کرنا دو طریقے سے ہے:
(۱) امام زہریؒ کے استاد عبداللہ بن ابی بکر ہیں جو محدثین کے نزدیک معتبر راوی نہیں ہیں، جیسا کہ ان کے بارے میں امام شافعیؒ نے سفیان بن عیینہؒ سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ محدثین کے نزدیک ایسے نا قابل اعتبار ہیں کہ جب ہم کسی کو ان لوگوں سے حدیث نقل کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو ہم اس کا مذاق اڑاتے تھے، اور انہیں لوگوں میں سے عبداللہ بن ابی بکر بھی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن ابی بکر انتہائی کمزور راوی ہیں۔ (۲) اور بعض لوگ زہریؒ کا استاد عبداللہ بن ابی بکر کی جگہ ان کے والد ابوبکر بن محمد کو قرار دیتے ہیں، تو اس حدیث کی سند میں تدلیس کے ساتھ ساتھ اضطراب بھی ہوگیا، لہذا یہ حدیث قابل اعتبار نہیں رہی۔

فَإِنْ قَالُوا :فَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ وَهِشَامٌ ,فَلَيْسَ بِمَنْ يُتَكَلَّمُ فِي رِوَايَتِهِ بِشَيْءٍ .ثُمَّ ذَكَرُوا فِي ذَلِكَ.

(٤٢٨)مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ :أنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ,عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ,عَنْ أَبِيهِ قَالَ :سَأَلَنِي مَرْوَانُ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ ,فَقُلْتُ :لَا وُضُوءَ فِيهِ .فَقَالَ مَرْوَانُ :فِيهِ الْوُضُوءُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي بَكْرَةَ الَّذِي فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

(٤٢٩)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عُرْوَةُ.

(٤٣٠)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٤٣١)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَحِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ ,فَلَا يُصَلِّيَنَّ حَتَّى يَتَوَضَّأَ.

(٤٣٢)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَرْوَانَ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

قِيلَ لَهُ :إِنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ أَيْضًا لَمْ يَسْمَعْ هَذَا مِنْ أَبِيهِ ,وَإِنَّمَا أَخَذَهُ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ ,فَدَلَّسَ بِهِ عَنْ أَبِيهِ.

(٤٣٣)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ مَرْوَانَ ,ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ عَلَى مَا ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ ,وَابْنُ خُزَيْمَةَ ,فَرَجَعَ الْحَدِيثُ إِلَى أَبِي بَكْرَةَ أَيْضًا.

ترجمہ: پھر اگر لوگ کہیں کہ اس حدیث کو ہشام بن عروہ نے بھی اپنے والد سے نقل کیا ہے، اور ہشام ان راویوں میں سے نہیں ہیں جن کی روایت کے متعلق کچھ بھی کلام کیا جائے، پھر وہ لوگ اس سلسلہ میں یہ احادیث بیان کریں:

حدیث (۴۲۸): ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مروان نے مس ذکر کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ اس میں وضو نہیں ہے، تو مروان نے کہا کہ اس میں وضو ہے، پھر اس نے ابو بکرہ کی اس حدیث (نمبر ۴۲۳) کے مثل بیان کیا جو شروع باب میں حسین بن مہدی کے واسطے سے ذکر کی گئی ہے۔

حدیث (۴۳۱): ہشام بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت بسرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو وہ ہرگز نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ وضو کر لے۔

قیل لہ: تو جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ ہشام بن عروہ نے بھی اس حدیث کو اپنے والد سے نہیں سنا، بلکہ انہوں نے بھی اس کو ابو بکر سے لیا ہے، اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ان کا نام چھپا لیا ہے۔

حدیث (۴۳۳): ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے عروہ کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ مروان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پھر انہوں نے اسی طرح کی حدیث بیان کی جیسی ابن ابی عمران اور ابن خزیمہ نے بیان کی تھی (حدیث نمبر ۴۲۸، ۴۲۹)، تو یہ حدیث ابو بکر کی طرف ہی لوٹ گئی۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق اول کی جانب سے اعتراضات نقل کر رہے ہیں، پہلا اعتراض یہ ہے کہ آپ نے حدیث بسرہؓ کو اس وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس میں امام زہریؒ نے تدلیس کی ہے، حالانکہ اس حدیث کو امام زہریؒ کے علاوہ ہشام بن عروہؒ نے بھی نقل کیا ہے اور وہ مضبوط راوی ہیں، لہٰذا یہ حدیث قابل اعتبار ہوگی۔

جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ہشام نے اپنے والد عروہ سے نہیں سنی بلکہ ابو بکر سے ہی سنی ہے، لہٰذا یہ سند بھی مدلس ہونے کی بناء پر قابل اعتبار نہیں ہے۔

فَإِنْ قَالُوا :فَقَدْ رَوَاهُ عَنْ عُرْوَةَ أَيْضًا غَيْرُ الزُّهْرِيِّ وَغَيْرُ هِشَامٍ ،فَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ

(٤٣٤)مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَرَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ ،قَالَا :ثنا أَسَدٌ ،قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ ،قَالَ :ثنا أَبُو الْأَسْوَدِ ،أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَذْكُرُ عَنْ بُسْرَةَ ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

قِيلَ لَهُمْ :كَيْفَ تَحْتَجُّونَ فِي هَذَا بِابْنِ لَهِيعَةَ ،وَأَنْتُمْ لَا تَجْعَلُونَهُ حُجَّةً لِخَصْمِكُمْ ،فِيمَا يَحْتَجُّ بِهِ عَلَيْكُمْ؟ وَلَمْ أُرِدْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ الطَّعْنَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ،وَلَا عَلَى ابْنِ لَهِيعَةَ ،وَلَا عَلَى غَيْرِهِمَا وَلَكِنِّي أَرَدْتُ بَيَانَ ظُلْمِ الْخَصْمِ .فَثَبَتَ وَهَاءُ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ ،بِالَّذِي دَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عُرْوَةَ ،وَوَهَاءُ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ أَيْضًا ،وَهِشَامٍ بِالَّذِي بَيْنَ عُرْوَةَ وَبُسْرَةَ ،لِأَنَّ عُرْوَةَ لَمْ يَقْبَلْ ذَلِكَ ،وَلَمْ يَرْفَعْ بِهِ رَأْسًا ،وَقَدْ سَقَطَ الْحَدِيثُ بِأَقَلَّ مِنْ هَذَا.

ترجمہ: پھر اگر اعتراض کریں کہ اس حدیث کو عروہ سے زہری اور ہشام کے علاوہ نے بھی روایت کیا ہے، اور وہ لوگ یہ حدیث ذکر کریں:

حدیث (۴۳۴): ابن لہیعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوالاسود نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عروہؓ کو حضرت بسرہؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث کے مثل روایت کرتے ہوئے سنا۔

تو جواب میں ان سے کہا جائے گا کہ تم اس مسئلہ میں ابن لہیعہ (کی روایت) سے کیسے استدلال کر سکتے ہو حالانکہ تم ان کو اپنے مقابل کے لئے حجت نہیں مانتے ان روایات میں کہ جن میں وہ تمہارے خلاف ان کی روایات کے ذریعہ استدلال کرتے ہیں؟

اور میرا ارادہ مذکورہ باتوں میں سے کسی سے بھی عبداللہ بن ابی بکر یا ابن لہیعہ یا ان کے علاوہ پر طعن کا نہیں ہے، بلکہ میرا مقصد فریق مخالف کی ناانصافی کو بیان کرنا ہے، لہذا زہریؒ کی حدیث کا کمزور ہونا ثابت ہو گیا اس راوی کی وجہ سے جو ان کے اور عروہ کے درمیان ہے، نیز زہریؒ اور ہشامؒ کی حدیث کا کمزور ہونا ثابت ہو گیا اس راوی کی وجہ سے جو عروہؓ اور بسرہؓ کے درمیان ہے، اسی وجہ سے عروہ نے اس روایت کو قبول

نہیں کیا اور اس کی طرف توجہ نہیں کی، اور حدیث اس سے کم کلام کی وجہ سے بھی ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے۔

وضاحت: فریق اول کی جانب سے دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ روایت زہری اور ہشام کے علاوہ ابن لہیعہ کے طریق سے بھی مروی ہے، تو اس کے بارے میں کیا کہو گے؟

جواب یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک ابن لہیعہ متروک راوی ہیں اور ان جیسے راوی کی روایت سے استدلال کرنے کو تم خود صحیح نہیں سمجھتے ہو، تو تم اپنے فریق مخالف کے خلاف استدلال میں ان کی روایت کو کیسے پیش کر سکتے ہو؟ نیز زہری اور ہشام کی سند سے اس حدیث کا نا قابل اعتبار ہونا ثابت ہو چکا ہے، اور حضرت عروہ نے بھی اس حدیث کی طرف توجہ نہیں کی، اور ابوالاسود کی سند میں ابن لہیعہ متروک راوی ہیں، تو ان تمام وجوہات کے ہوتے ہوئے تم اس حدیث سے کیسے استدلال کر سکتے ہو؟

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

(٤٣٥) بِمَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يُحَدِّثُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.

قِيلَ لَهُمْ: كَفَى بِكُمْ ظُلْمًا أَنْ تَحْتَجُّوا بِمِثْلِ هَذَا.

ترجمہ: اور اگر وہ لوگ اس مسئلہ میں اس روایت سے استدلال کریں:

حدیث (۴۳۵): یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو مسجد نبوی میں عن عروۃ عن عائشۃ عن النبی ﷺ کی سند سے یہی مذکورہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔

تو ان سے کہا جائے گا کہ تمہارا یہ ظلم کافی ہے کہ تم اس جیسی روایت سے استدلال کر رہے ہو۔

وضاحت: تیسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت عروہؓ نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کی ہے، لہذا یہ حدیث قابل اعتبار ہو گی۔

جواب یہ ہے کہ اس روایت کو یحیٰ بن کثیر نے ایک مجہول شخص سے روایت کیا ہے، اور مجہول راوی کی روایت خود آپ کے یہاں قابل قبول نہیں ہے، تو ہمارے خلاف مجہول راوی کی روایت سے استدلال کرنا کتنا بڑا ظلم ہو گا۔

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

(٤٣٦) بِمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ثنا أَبِيٌّ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.

(٤٣٧) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

قِيلَ لَهُ أَنْتَ لَا تَجْعَلُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ حُجَّةً فِي شَيْءٍ، إِذَا خَالَفَهُ فِيهِ مِثْلُ مَنْ خَالَفَهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، وَلَا إِذَا انْفَرَدَ. وَنَفْسُ هَذَا الْحَدِيثِ مُنْكَرٌ وَأَخْلَقُ بِهِ أَنْ يَكُونَ غَلَطًا، لِأَنَّ عُرْوَةَ حِينَ سَأَلَهُ مَرْوَانُ، عَنْ مَسِّ الْفَرْجِ، فَأَجَابَهُ مِنْ رَأْيِهِ أَنْ لَا وُضُوءَ فِيهِ.. فَلَمَّا قَالَ لَهُ مَرْوَانُ، عَنْ بُسْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ، قَالَ لَهُ عُرْوَةُ: مَا سَمِعْتُ بِهِ وَهَذَا بَعْدَ مَوْتِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ بِكَمْ مَا شَاءَ اللهُ فَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يُنْكِرَ عُرْوَةُ عَلَى بُسْرَةَ مَا قَدْ حَدَّثَهُ إِيَّاهُ، زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمه: اور اگر وہ اس سلسلہ میں اس حدیث سے استدلال کریں:

حدیث (۴۳۶): ابن اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہابؒ نے عروہ بن زبیرؒ سے اور انہوں نے حضرت زید بن خالدؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے اس کو چاہئے کہ وضو کرے۔

تو جواب میں ان سے کہا جائے گا کہ تم محمد بن اسحٰق کو ایسی روایت میں حجت قرار نہیں دیتے ہو جس میں ان کی مخالفت کوئی ایسا شخص کرے جو اس روایت میں ان کی مخالفت کرنے والے کے مانند ہو، اور نہ اس وقت (حجت قرار دیتے ہو) جب وہ روایت بیان کرنے میں تنہا ہوں، اور یہ حدیث بذات خود منکر ہے اور اس بات کے لائق ہے کہ اس کو غلط قرار دیا جائے، اس لئے کہ حضرت عروہؓ سے جب مروان نے مس فرج

کے متعلق دریافت کیا تو عروہ نے اپنی رائے سے جواب دیا کہ اس میں وضو نہیں ہے، پھر جب مروان نے حضرت بسرہؓ کے حوالے سے نبی ﷺ کی مذکورہ حدیث ان سے بیان کی تو عروہؒ نے اس سے کہا کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی، اور یہ واقعہ زید بن خالدؓ کی وفات کے اتنی مدت بعد کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ عروہ حضرت بسرہؓ کی اس روایت کا انکار کریں جو ان سے زید بن خالدؓ نبی ﷺ کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔

وضاحت: چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اسی روایت کو محمد بن اسحٰق نے بھی اپنی سند سے بیان کیا ہے جس میں حضرت عروہؒ نے حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس راویت کی سند میں محمد بن اسحٰق آئے ہیں جو محدثین کے یہاں مجروح راوی ہیں، چنانچہ امام مالکؒ نے ان کو دجال من دجاجلۃ فرمایا ہے اور دیگر محدثین نے بھی ان پر جرح کی ہے، نیز ابن اسحٰق کی یہ روایت دوسرے ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے لہذا یہ ساقط الاعتبار ہوگی، نیز محمد بن اسحٰق جب کسی روایت کو تنہا بیان کریں تو محدثین اس روایت کو قابل قبول نہیں سمجھتے، اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث منکر بھی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس کو غلط قرار دیا جائے، اسلئے کہ جب مروان نے عروہ سے مس ذکر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "لا وضوء فیہ"، پھر مروان نے ان سے حضرت بسرہؓ کی حدیث بیان کی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا حالانکہ یہ واقعہ حضرت زید بن خالدؓ کی وفات کے ایک طویل عرصہ بعد کا ہے، تو اگر عروہ نے یہ حدیث حضرت زید بن خالدؓ سے سنی ہوتی تو وہ اس کا انکار کیسے کرتے؟ لہذا کہنا پڑے گا کہ یہ حدیث منکر ہی نہیں بلکہ غلط ہے۔

فَإِنِ احْتَجَّ فِي ذَلِكَ

(٤٣٨) بِمَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ الْأَشْهَلِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَيْحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.

(٤٣٩) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْفَرْوِيُّ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

قِيلَ لَهُمْ :أَنْتُمْ لَا تُسَوِّغُونَ خَصْمَكُمْ أَنْ يَحْتَجَّ عَلَيْكُمْ بِمِثْلِ عُمَرَ بْنِ شُرَيْحٍ ,فَكَيْفَ تَحْتَجُّونَ بِهِ أَنْتُمْ عَلَيْهِ؟ ثُمَّ ذَلِكَ أَيْضًا، فِي نَفْسِهِ، مُنْكَرٌ لِأَنَّ عُرْوَةَ ,لَمَّا أَخْبَرَهُ مَرْوَانُ عَنْ بُسْرَةَ بِمَا أَخْبَرَهُ بِهِ مِنْ ذَلِكَ ,لَمْ يَكُنْ عَرَفَهُ قَبْلَ ذَلِكَ ,لَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,وَلَا عَنْ غَيْرِهَا.

ترجمہ: پھر اگر فریق مخالف اس سلسلہ میں اس حدیث سے استدلال کرے:

حدیث (۴۳۸): عمر بن شریح نے عن ابن شھاب عن عروۃ عن عائشۃؓ کی سند سے نبی ﷺ کی یہی (گزشتہ) روایت بیان کی۔

تو ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنے مخالف کے لئے اس بات کی گنجائش نہیں سمجھتے کہ وہ تمہارے خلاف عمر بن شریح جیسوں کی روایت سے استدلال کریں، تو تم ان کی روایت کے ذریعہ کیسے اپنے مخالف کے خلاف دلیل پیش کرتے ہو؟ پھر یہ روایت بھی فی نفسہٖ منکر ہے، اس لئے کہ عروہ کو جب مروان نے حضرت بسرہؓ کے حوالے سے مذکورہ روایت کی خبر دی تو عروہ اس حدیث سے پہلے سے واقف نہیں تھے، نہ حضرت عائشہؓ کے واسطے سے اور نہ ان کے علاوہ سے۔

وضاحت: پانچواں اعتراض یہ ہے کہ عمر بن شریح نے عن ابن شھاب عن عروۃ کے طریق سے حضرت عائشہؓ سے یہی حدیث روایت کی ہے، لہذا اب کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جواب یہ ہے کہ عمر بن شریح تمہارے نزدیک ضعیف راوی ہیں جن کی روایت تمہارے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتی، تو ان کی روایت کو اپنے مخالف کے خلاف پیش کرنا کیسے صحیح ہوگا؟ نیز یہ روایت بذات خود منکر بھی ہے، اس لئے کہ جب مروان نے حضرت عروہؓ کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث انہوں نے کسی سے نہیں سنی نہ حضرت عائشہؓ سے اور نہ ان کے علاوہ سے۔

فَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

(٤٤٠) بِمَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ :ثنا دُحَيْمُ بْنُ الْيَتِيمِ ,قَالَ :ثنا

عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ,عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ هَاشِمِ بْنِ زَيْدٍ ,عَنْ نَافِعٍ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.
قِيلَ لَهُمْ :صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ هَذَا، عِنْدَكُمْ ضَعِيفٌ ,فَكَيْفَ تَحْتَجُّونَ بِهِ؟ وَهَاشِمُ بْنُ زَيْدٍ ,فَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِينَ يَثْبُتُ بِرِوَايَتِهِمْ مِثْلُ هَذَا.

ترجمه: پھر اگر وہ اس حدیث سے استدلال کریں:

حدیث (۴۴۰): صدقہ بن عبداللہ نے عن ھاشم بن زید عن نافع عن ابن عمرؓ کی سند سے رسول اللہ ﷺ سے یہی روایت نقل کی۔

تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ صدقہ بن عبداللہ تمہارے نزدیک ضعیف ہیں، تو تم ان کی روایت سے کیسے استدلال کر رہے ہو؟ اور ہاشم بن زید ان اہل علم میں سے نہیں ہیں کہ جن کی روایت سے اس جیسا حکم ثابت ہو جائے۔

وضاحت: چھٹا اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث صدقہ بن عبداللہ نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے، تو اس کے بارے میں کیا کہو گے؟

جواب یہ ہے کہ صدقہ بن عبداللہ خود تمہارے نزدیک ضعیف راوی ہیں، نیز ہاشم بن زید بھی اس درجہ کے راوی نہیں ہیں کہ ان کی روایت سے استدلال کیا جائے۔

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَلِكَ
(٤٤١) بِمَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ,قَالَ :ثنا الْعَلَاءُ بْنُ سُلَيْمَانَ ,عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ ,عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.
قِيلَ لَهُمْ :كَيْفَ تَحْتَجُّونَ بِالْعَلَاءِ هَذَا ,وَهُوَ عِنْدَكُمْ ضَعِيفٌ؟

ترجمه: اور اگر وہ اس حدیث سے استدلال کریں:

حدیث (۴۴۱): علاء بن سلیمان نے عن الزہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو اس کو وضو کر لینا چاہئے۔

تو ان سے کہا جائے گا کہ تم اس علاء کی حدیث سے کیسے استدلال کر سکتے ہو حالانکہ وہ تمہارے نزدیک ضعیف ہیں۔

وضاحت: ساتواں اعتراض یہ ہے کہ علاء بن سلیمان نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی حدیث روایت کی ہے، تو اگر تم صدقہ بن عبداللہ کی روایت کو نہیں مانتے تو کم از کم علاء بن سلیمان کی روایت کو تو مان لو۔

جواب یہ ہے کہ علاء بن سلیمان بھی تمہارے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت بھی قابل استدلال نہیں ہوگی۔

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَلِكَ أَيْضًا بِمَا

(٤٤٢) حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ: مَنْ أَفْضَى بِيَدِهِ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سِتْرٌ وَلَا حِجَابٌ، فَلْيَتَوَضَّأْ.

قِيلَ لَهُمْ: يَزِيدُ هَذَا عِنْدَكُمْ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، لَا يَسْتَوِي حَدِيثُهُ شَيْئًا فَكَيْفَ تَحْتَجُّونَ بِهِ؟

ترجمہ: اور اگر وہ استدلال میں یہ حدیث بھی پیش کریں:

حدیث (۴۴۲): یزید بن عبدالملک نے مقبری سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ تک لے گیا اس حال میں ان دونوں کے درمیان کوئی ستر اور حائل نہ ہو، تو اس کو وضو کر لینا چاہئے۔

تو جواب میں ان سے کہا جائے گا کہ یہ یزید تمہارے نزدیک منکر الحدیث ہیں، ان کی حدیث کسی بھی درجہ کی نہیں ہے، تو تم اس سے کیسے استدلال کر رہے ہو؟

وضاحت: آٹھواں اعتراض یہ ہے کہ یزید بن عبدالملک نے اسی طرح کی روایت حضرت

ابو ہریرہؓ سے بھی نقل کی ہے۔

جواب یہ ہے کہ یزید بن عبدالملک بھی تمہارے نزدیک منکر الحدیث ہیں۔ لہذا آپ ان کی بیان کردہ روایت سے بھی استدلال نہیں کر سکتے۔

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

(٤٤٣) بِمَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: ثنا دُحَيْمٌ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ عَنْ مَعْنٍ.

قِيلَ لَهُمْ: هَذَا الْحَدِيثُ كُلُّ مَنْ رَوَاهُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ مِنَ الْحُفَّاظِ، يَقْطَعُهُ وَيُوقِفُهُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. فَمِنْ ذَلِكَ

(٤٤٤) مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ عُقْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ.

فَهَؤُلَاءِ الْحُفَّاظُ، يُوقِفُونَ هَذَا الْحَدِيثَ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَيُخَالِفُونَ فِيهِ ابْنَ نَافِعٍ، وَهُوَ عِنْدَكُمْ حُجَّةٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ بِحُجَّةٍ عَلَيْهِمْ. فَكَيْفَ تَحْتَجُّونَ بِحَدِيثٍ مُنْقَطِعٍ فِي هَذَا، وَأَنْتُمْ لَا تُثْبِتُونَ الْمُنْقَطِعَ؟

ترجمه: اور اگر وہ لوگ اس حدیث سے استدلال کریں:

حدیث (۴۴۳): ابن ابی ذئب نے عن عقبة بن عبدالرحمن عن محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان عن جابر بن عبداللہؓ کی سند سے نبی ﷺ سے یونس عن معن کی حدیث (۴۴۲) کے مثل نقل کیا۔

تو ان سے کہا جائے گا کہ اس حدیث کو حفاظ حدیث میں سے جس نے بھی ابن ابی ذئب سے روایت کیا ہے وہ اس کو محمد بن عبدالرحمن پر موقوف اور منقطع کر دیتے ہیں، جیسے یہ روایت ہے:

حدیث (۴۴۴): ابو عامر نے عن ابن ابی ذئب عن عقبة عن محمد بن

عبدالرحمن کی سند سے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

تو یہ حفاظ حدیث اس حدیث کو محمد بن عبدالرحمٰن پر موقوف کر دیتے ہیں، اور اس سلسلہ میں ابن نافع کی مخالفت کرتے ہیں، حالانکہ وہ حفاظ تمہارے نزدیک ابن نافع کے مقابلے میں حجت ہیں اور ابن نافع ان کے مقابلے میں حجت نہیں ہیں، تو تم اس مسئلے میں منقطع حدیث سے کیسے استدلال کرتے ہو؟ جبکہ تم منقطع حدیث کو ثابت نہیں مانتے ہو۔

وضاحت: نواں اعتراض یہ ہے کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے اپنے طریق سے یہی روایت حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کی، اس کو تو تسلیم کر لیجئے۔

جواب یہ ہے کہ ابن ابی ذئب سے جتنے بھی حفاظ حدیث اس روایت کو نقل کرتے ہیں وہ سب اس کو محمد بن عبدالرحمٰن پر موقوف کرتے ہیں، اور عبداللہ بن نافع جو اس روایت کے راوی ہیں وہ اس کو مرفوعا نقل کر رہے ہیں، تو ان حفاظ حدیث کے مقابلے میں عبداللہ بن نافع کی روایت کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ یہ حفاظ حدیث خود تمہارے نزدیک ابن رافع کے مقابلے میں حجت ہیں اور ابن رافع کی روایت کا ان کے مقابلے میں اعتبار نہیں ہوگا لہذا یہ روایت منقطع قرار پائے گی، اور منقطع روایت تمہارے نزدیک حجت نہیں ہوتی۔

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَلِكَ

(٤٤٥) بِمَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,وَيُونُسُ وَرَبِيعٌ الْجِيزِيُّ ,قَالُوا :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ ,عَنْ مَكْحُولٍ ,عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ,عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.

(٤٤٦) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو مُسْهِرٍ عَنِ الْهَيْثَمِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

قِيلَ لَهُمْ :هَذَا حَدِيثٌ مُنْقَطِعٌ أَيْضًا ,لِأَنَّ مَكْحُولًا ,لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ شَيْئًا .حَدَّثَنَا بِذَلِكَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا مُسْهِرٍ، يَقُولُ ذَلِكَ. وَأَنْتُمْ تَحْتَجُّونَ فِي هَذَا بِقَوْلِ أَبِي مُسْهِرٍ.

ترجمہ: اور اگر وہ لوگ دلیل میں یہ حدیث پیش کریں:

حدیث(۴۴۵): مکحولؒ نے عنبسہ بن ابی سفیانؓ سے اور انہوں نے حضرت ام حبیبہؓ سے روایت کیا، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنی شرمگاہ کو چھولیا تو اس کو چاہئے کہ وضو کرے۔

ان سے کہا جائے گا کہ یہ حدیث بھی منقطع ہے، اس لئے کہ مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے کوئی حدیث نہیں سنی، ہم سے ابن ابی داوُدؒ نے بیان کیا کہ میں نے ابومسہرؒ کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے۔ (امام طحاویؒ فرماتے ہیں) اور تم اس جیسے مسئلہ میں ابومسہرؒ کے قول سے استدلال کرتے ہو۔

وضاحت: دسواں اعتراض یہ ہے کہ مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان کے حوالے سے حضرت ام حبیبہؓ سے یہی روایت نقل کی ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے اس لئے کہ مکحول کا عنبسہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ لہذا یہ روایت بھی قابل حجت نہیں ہے۔

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذَٰلِكَ

(٤٤٧) بِمَا حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ بُسْرَةَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: الْمَرْأَةُ تَضْرِبُ بِيَدِهَا فَتُصِيبُ فَرْجَهَا؟ قَالَ: تَتَوَضَّأُ، يَا بُسْرَةُ.

(٤٤٨) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا الْخَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ الْفَوْزِيُّ، قَالَ: ثنا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ.

قِيلَ لَهُمْ: أَنْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ، لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا، وَإِنَّمَا حَدِيثُهُ عَنْهُ، عَنْ صَحِيفَةٍ، فَهَذَا، عَلَى قَوْلِكُمْ، مُنْقَطِعٌ، وَالْمُنْقَطِعُ فَلَا يَجِبُ بِهِ عِنْدَكُمْ حُجَّةٌ. فَقَدْ ثَبَتَ فَسَادُ هَذِهِ الْآثَارِ كُلِّهَا، الَّتِي يَحْتَجُّ بِهَا مَنْ يَذْهَبُ إِلَى إِيجَابِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ.

ترجمہ: اور اگر وہ اس حدیث سے دلیل پکڑیں:

حدیث(۴۴۷): عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده کی سند سے روایت ہے کہ حضرت بسرہؓ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا اور کہا کہ عورت اپنا ہاتھ چلائے اور اس کا ہاتھ شرمگاہ کو لگ جائے (تو کیا حکم ہوگا؟) آپؐ نے فرمایا: وہ وضو کرے گی۔

حدیث(۴۴۸): عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده کی سند سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے، اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے اس کو بھی چاہئے کہ وضو کر لے۔

تو ان سے کہا جائے گا کہ تم تو یہ کہتے ہو کہ عمرو بن شعیبؒ نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی، اور ان کی اپنے والد سے جو روایات ہوتی ہیں وہ ان کے صحیفے سے ہوتی ہیں، تو یہ حدیث تمہارے قول کے مطابق منقطع ہے اور منقطع سے تمہارے نزدیک حجت ثابت نہیں ہوتی۔ لہذا ان تمام آثار کا نا قابل استدلال ہونا ثابت ہو گیا جن کے ذریعہ ان لوگوں نے استدلال کیا تھا جو مس فرج سے وضو کے واجب ہونے کی طرف گئے ہیں۔

وضاحت: گیارہواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت بسرہؓ سے یہ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے بھی ثابت ہے۔

جواب یہ ہے کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ عمرو بن شعیبؒ کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں بلکہ جو کچھ بھی وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد کی کاپی سے لے کر بیان کرتے ہیں، لہذا یہ حدیث بھی تمہارے قول کے مطابق منقطع ہوئی، اور منقطع روایت تمہارے نزدیک حجت نہیں ہے۔

ان تمام اعتراضات و جوابات کے ذیل میں ان تمام روایات کا نا قابل استدلال ہونا ثابت ہو گیا جن کے ذریعہ آپ نے مس ذکر سے وضو کو واجب کیا ہے۔ لہذا آپ کا مس فرج کی وجہ سے وجوب وضو کا قائل ہونا صحیح نہیں ہے۔

وَقَدْ رُوِيَتْ آثَارٌ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِفُ ذٰلِكَ فَمِنْهَا:

(۴۴۹) مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ قَيْسٍ

بْنِ طَلْقٍ ,عَنْ أَبِيهِ :أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوءٌ؟ قَالَ :لَا.

(٤٥٠)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

(٤٥١)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ اللُّؤْلُؤِيُّ ,قَالَ :ثنا أَسَدٌ قَالَ :ثنا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ ح.

(٤٥٢)وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ قَالَ :ثنا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ ,عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ ,عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(٤٥٣)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ :ثنا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ السُّحَيْمِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٤٥٤)حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ :ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، وَخَلَفُ بْنُ الْوَلِيدِ ، وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ,وَسَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ,عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَيْسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(٤٥٥)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا مُلَازِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ :عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا نَبِيَّ اللهِ ,مَا تَرَى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ ,بَعْدَمَا تَوَضَّأَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :هَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ مِنْكَ؟ أَوْ مُضْغَةٌ مِنْكَ.

فَهَذَا حَدِيثُ مُلَازِمٍ ,صَحِيحٌ مُسْتَقِيمُ الْإِسْنَادِ ,غَيْرُ مُضْطَرِبٍ فِي إِسْنَادِهِ ,وَلَا فِي مَتْنِهِ ,فَهُوَ أَوْلَى عِنْدَنَا مِمَّا رَوَيْنَاهُ ,أَوَّلًا مِنَ الْآثَارِ الْمُضْطَرِبَةِ فِي أَسَانِيدِهَا.وَلَقَدْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ ,قَالَ :سَمِعْتُ عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ

الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيَّ يَقُولُ :سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ :حَدِيثُ مُلَازِمٍ هَذَا ,أَحْسَنُ مِنْ حَدِيثِ بُسْرَةَ.

فَإِنْ كَانَ هَذَا الْبَابُ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيقِ الْإِسْنَادِ وَاسْتِقَامَتِهِ ,فَحَدِيثُ مُلَازِمٍ هَذَا ,أَحْسَنُ إِسْنَادًا.

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ سے ایسے آثار بھی مروی ہیں جو مذکورہ آثار کے خلاف ہیں۔

حدیث (۴۴۹): حضرت قیس بن طلقؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا مس ذکر میں وضو ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: نہیں۔

حدیث (۴۵۵): قیس بن طلقؓ نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے آپؐ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کی کیا رائے ہے اس شخص کے بارے میں جو وضو کرنے کے بعد اپنے ذکر کو چھولے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا وہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا نہیں ہے؟

تو یہ ملازم بن عمرو کی حدیث صحیح ہے، مضبوط سند والی ہے، اس کی سند اور متن میں اضطراب نہیں ہے، لہذا یہ روایت ہمارے نزدیک ان روایات کے مقابلے میں راجح ہوگی جن کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور جن کی سندوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ اور مجھ سے ابن ابی عمران نے بیان کیا، فرمایا کہ میں نے عباس بن عبدالعظیم عنبری کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علی بن مدینی کو فرماتے ہوئے سنا: ملازم کی یہ حدیث بسرہؓ کی حدیث سے زیادہ اچھی ہے۔

تو اگر اس باب میں سند اور اس کی مضبوطی کا لحاظ کیا جائے تو ملازم کی یہ حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ اچھی ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق ثانی کی طرف سے دلیل میں حضرت طلق بن علیؓ کی روایت لائے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ مس ذکر سے وضو واجب نہیں ہوتا، اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ چھ سندوں کے ساتھ لائے ہیں، ان میں آخری روایت جو ملازم بن عمرو سے عبداللہ بن بدر کے طریق سے روایت کی ہے اس کے متعلق امام طحاویؒ فرما رہے ہیں کہ یہ روایت صحیح، مستقیم الاسناد ہے اور اس میں سنداً و متناً کسی اعتبار سے اضطراب نہیں ہے، اور حضرت بسرہؓ کی روایت کی سند میں اضطراب ہے، لہذا حضرت

بسرۃؓ کی روایت کے مقابلے میں طلق بن علی کی روایت جو ملازم بن عمرو کے طریق سے مروی ہے اولیٰ اور اصح ہوگی، جیسا کہ علی بن مدینیؒ نے فرمایا ہے، اور یہی روایت معمول بہا ہوگی۔

وَإِنْ كَانَ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,فَإِنَّا رَأَيْنَاهُمْ لَا يَخْتَلِفُونَ ,أَنَّ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ بِظَهْرِ كَفِّهِ ,أَوْ بِذِرَاعَيْهِ ,لَمْ يَجِبْ فِي ذَلِكَ وُضُوءٌ. فَالنَّظَرُ أَنْ يَكُونَ مَسُّهُ إِيَّاهُ بِبَطْنِ كَفِّهِ كَذَلِكَ .وَقَدْ رَأَيْنَاهُ لَوْ مَسَّهُ بِفَخِذِهِ ,لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ بِذَلِكَ وُضُوءٌ ,وَالْفَخِذُ عَوْرَةٌ. فَإِذَا كَانَتْ مُمَاسَّتُهُ إِيَّاهُ بِالْعَوْرَةِ ,لَا تُوجِبُ عَلَيْهِ وُضُوءًا فَمُمَاسَّتُهُ إِيَّاهُ بِغَيْرِ الْعَوْرَةِ أَحْرَى أَنْ لَا تُوجِبَ عَلَيْهِ وُضُوءًا.

ترجمہ: اور اگر اس باب کو نظر کے طریق سے لیا جائے تو ہم نے دیکھا کہ لوگوں کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر اپنے ذکر کو ہتھیلی کے پچھلے حصے سے، یا کلائیوں سے چھوئے تو ایسی صورت میں وضو واجب نہیں ہوتا، تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ذکر کو ہتھیلی کے اندرونی حصے سے چھونا بھی ایسا ہی ہو۔ اور ہم نے دیکھا کہ اگر ذکر ران سے لگ جائے تو اس کی وجہ سے آدمی پر وضو واجب نہیں ہوتا حالانکہ ران ستر ہے، تو جب ذکر کا ستر سے مس کرنا آدمی پر وضو کو واجب نہیں کرتا تو ذکر کا غیر ستر سے مس کرنا بدرجۂ اولیٰ اس پر وضو کو واجب نہیں کرے گا۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے دو نظر پیش کی ہیں، پہلی نظر یہ ہے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مس ذکر اگر ظاہر کف یا ذراع سے ہو تو ناقض وضو نہیں ہوتا، تو عقل وفہم کا تقاضا یہ ہے کہ باطن کف سے چھونے سے بھی وضو نہ ٹوٹے۔

اور دوسری نظر یہ ہے کہ رانیں ستر میں داخل ہیں، اور ران سے ذکر کے چھو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، تو کفین جو ستر نہیں ہیں ان کے چھونے سے بدرجۂ اولیٰ وضو نہیں ٹوٹنا چاہئے۔

فَقَالَ الَّذِينَ ذَهَبُوا إِلَى إِيجَابِ الْوُضُوءِ مِنْهُ :فَقَدْ أَوْجَبَ الْوُضُوءَ فِي مُمَاسَّتِهِ بِالْكَفِّ ,أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ

(٤٥٦) مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ ,قَالَ: ثنا شُعْبَةُ قَالَ: أَنْبَأَنِي الْحَكَمُ ,قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: كُنْتُ أُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلَى أَبِي فَمَسِسْتُ فَرْجِي ,فَأَمَرَنِي أَنْ أَتَوَضَّأَ.

(٤٥٧) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ ,وَابْنُ عَبَّاسٍ ,يَقُولَانِ فِي الرَّجُلِ يَمَسُّ ذَكَرَهُ ,قَالَا: يَتَوَضَّأُ .قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: عَمَّنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ.

(٤٥٨) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَآهُ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيهَا .قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: إِنِّي مَسِسْتُ فَرْجِي ,فَنَسِيتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ.

(٤٥٩) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مِثْلَهُ.

(٤٦٠) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ ,أَوْ صَلَّى بِنَا ابْنُ عُمَرَ ,ثُمَّ سَارَ ,ثُمَّ أَنَاخَ جَمَلَهُ .فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,إِنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فَقَالَ: إِنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَدْ عَرَفَ ذَلِكَ ,وَلَكِنِّي مَسِسْتُ ذَكَرِي قَالَ: فَتَوَضَّأَ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ.

ترجمہ: پھر جو لوگ مس ذکر سے وضو واجب کرنے کی طرف گئے ہیں انہوں نے کہا کہ ہتھیلی سے ذکر کو چھونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے بھی وضو کو واجب کیا ہے، اور وہ لوگ اس سلسلہ میں یہ روایات پیش کرتے ہیں:

حدیث (۴۵۶): مصعب بن سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے سامنے قرآن کریم کو پکڑے ہوئے تھا، اتنے میں میں نے اپنی شرمگاہ کو چھولیا، تو میرے والد نے مجھے وضو کرنے کا حکم دیا۔

حدیث (۴۵۷): شعبہؒ نے قتادہؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباس ؓ اس شخص کے متعلق جو اپنے ذکر کو چھولے، فرمایا کرتے تھے کہ وہ وضو کرے گا، شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہؒ سے پوچھا کہ یہ بات آپ نے کس سے سنی؟ تو قتادہؒ نے فرمایا: عطاء بن ابی رباحؒ سے۔

حدیث (۴۵۸): حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو ایک ایسی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو وہ (اس سے پہلے) نہیں پڑھا کرتے تھے، سالم کہتے ہیں: تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی نماز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی شرمگاہ کو چھولیا تھا، پھر میں وضو کرنا بھول گیا۔

حدیث (۴۶۰): حضرت مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی، یا (فرمایا کہ) ابن عمرؓ نے ہم کو نماز پڑھائی، پھر وہ چلے، پھر اپنے لونٹ کو بٹھایا، تو میں نے عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! ہم نماز تو پڑھ چکے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: ابوعبدالرحمٰن کو یہ بات معلوم ہے، لیکن میں نے اپنی شرمگاہ کو چھولیا تھا، مجاہد کہتے ہیں: پھر ابن عمرؓ نے وضو کیا اور نماز کا اعادہ کیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرمار ہے ہیں کہ فریق اول اپنے مذہب کی تائید میں صحابہ کرام کے فتاویٰ بھی ذکر کرتے ہیں، انہیں فتاویٰ کو امام طحاویؒ نے مذکورہ عبارت میں پانچ سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

قِيلَ لَهُمْ :أَمَّا مَا رَوَيْتُمُوهُ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ,فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ ,خِلَافُ مَا رَوَاهُ عَنْهُ الْحَكَمُ.

(٤٦١)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ :كُنْتُ آخُذُ عَلَى أَبِي الْمُصْحَفَ ,فَاحْتَكَكْتُ فَأَصَبْتُ فَرْجِي فَقَالَ :أَصَبْتَ فَرْجَكَ؟ قُلْتُ :نَعَمِ احْتَكَكْتُ فَقَالَ :اغْمِسْ يَدَكَ فِي التُّرَابِ ,وَلَمْ يَأْمُرْنِي أَنْ أَتَوَضَّأَ.

وَرُوِيَ عَنْ مُصْعَبٍ أَيْضًا أَنَّ أَبَاهُ أَمَرَهُ بِغَسْلِ يَدِهِ.

(٤٦٢)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ :وَحَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ

مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، بِمِثْلِهِ ،غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ:قُمْ فَاغْسِلْ يَدَكَ .

وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْوُضُوءُ الَّذِي رَوَاهُ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِهِ ،عَنْ مُصْعَبٍ ،هُوَ غَسْلُ الْيَدِ ،عَلَى مَا بَيَّنَهُ عَنْهُ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ ،حَتَّى لَا يَتَضَادَّ الرِّوَايَتَانِ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ سَعْدِ بْنِ قَوْلِهِ إِنَّهُ لَا وُضُوءَ فِي ذَلِكَ.

(٤٦٣)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ :أنا زَائِدَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ :سُئِلَ سَعْدٌ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ :إِنْ كَانَ نَجِسًا فَاقْطَعْهُ ،لَا بَأْسَ بِهِ.

(٤٦٤)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ:ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ :أنا هُشَيْمٌ ،قَالَ :ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ،عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ :قَالَ رَجُلٌ لِسَعْدٍ :إِنَّهُ مَسَّ ذَكَرَهُ ،وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ ,فَقَالَ:اقْطَعْهُ إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ. فَهَذَا سَعْدٌ ,لَمَّا كُشِفَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْهُ ,ثَبَتَ عَنْهُ أَنَّهُ لَا وُضُوءَ فِي مَسِّ الذَّكَرِ.

وَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي إِيجَابِ الْوُضُوءِ فِيهِ ,فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ ذَلِكَ.

(٤٦٥)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ :ثنا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ :ثنا عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :مَا أُبَالِي إِيَّاهُ مَسَسْتُ أَوْ أَنْفِي.

(٤٦٦)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ شُعْبَةَ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

(٤٦٧)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ:أنا الْأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوءًا.

فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ ,قَدْ رُوِيَ عَنْهُ غَيْرُ مَا رَوَاهُ قَتَادَةُ ,عَنْ عَطَاءٍ عَنْهُ .فَلَمْ نَعْلَمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَى بِالْوُضُوءِ مِنْهُ ,غَيْرَ ابْنِ عُمَرَ .وَقَدْ خَالَفَهُ فِي ذٰلِكَ أَكْثَرُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: تو جواب میں ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو روایت حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کی ہے، مصعب بن سعدؓ سے ان کے والد کے حوالے سے اس روایت کے خلاف منقول ہے جو ان سے حکم بن عتیبہ نے نقل کی ہے (حدیث ۴۵۶)۔

حدیث (۴۶۱) :مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے سامنے قرآن کریم پکڑے ہوئے تھا، مجھے کھجلی آگئی اور میرا ہاتھ میری شرمگاہ تک پہنچ گیا تو والد صاحب نے پوچھا: کیا تم نے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، میں نے کھجلایا ہے تو انہوں نے کہا: اپنا ہاتھ مٹی میں رگڑ دو، اور مجھ کو وضو کا حکم نہیں دیا۔

اور حضرت مصعبؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ ان کے والد نے ان کو ہاتھ دھونے کا حکم دیا تھا۔

حدیث (۴۶۲): زبیر بن عدیؒ نے مصعب بن سعدؓ سے مذکورہ روایت کے مثل نقل کیا، سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ کہا: کھڑے ہو اور اپنا ہاتھ دھولو۔

تو ممکن ہے کہ وہ وضو جس کا ذکر حکم بن عتیبہ نے اپنی روایت میں مصعب کے حوالے سے کیا اس سے مراد غسل ید ہی ہو، جیسا کہ زبیر بن عدی نے مصعب کے حوالے سے بیان کیا، تا کہ دونوں روایتوں میں تعارض نہ ہو۔

نیز خود حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے بھی ان کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ مس ذکر میں وضو نہیں ہے۔

حدیث (۴۶۳): قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ سے مس ذکر کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: اگر وہ ناپاک ہے تو اس کو کاٹ دو، مس ذکر میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث (۴۶۴): قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سعدؓ سے عرض کیا کہ اس نے نماز کی حالت میں اپنے ذکر کو چھولیا ہے، تو انہوں نے فرمایا: اسے کاٹ دو، وہ تمہارے جسم کا ایک حصہ ہی تو ہے تو یہ حضرت سعد ہیں، جب ان کی روایات واضح ہو گئیں تو ان سے ثابت ہوا کہ مس ذکر میں وضو نہیں ہے۔

اور رہیں وہ روایات جو ابن عباسؓ سے مس ذکر سے وضو واجب ہونے کے سلسلے میں مروی ہیں، تو ابن عباسؓ سے ان روایات کے خلاف بھی مروی ہے۔

حدیث (۴۶۵): حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میں پرواہ نہیں کرتا اس بات کی کہ میں نے اپنا ذکر چھوا ہے یا اپنی ناک۔

حدیث (۴۶۷): سعید بن جبیرؒ حضرت ابن عباسؓ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ مس ذکر میں وضو کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔

تو یہ ابن عباسؓ ہیں، ان سے اس راویت کے خلاف نقل کیا گیا ہے جو قتادہ نے عطاء بن ابی رباح کے واسطے سے ان سے نقل کی تھی (حدیث ۴۵۷)۔ تو ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کے متعلق نہیں جانتے کہ انہوں نے مس ذکر سے وضو کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا ہو سوائے حضرت ابن عمرؓ کے، اور اس مسئلہ میں اکثر صحابہ کرامؓ نے ابن عمرؓ کی مخالفت کی ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرما رہے ہیں کہ جن صحابہ کے فتاویٰ کو تم نے ذکر کیا ہے انہیں صحابہ سے اس کے خلاف بھی منقول ہے، چنانچہ حضرت مصعب بن سعدؒ کے ایک شاگرد حکم نے جو روایت نقل کی ہے (حدیث ۴۵۶) اس کے خلاف مصعب بن سعد کے دوسرے شاگرد اسماعیل بن محمد نے یہ روایت کی ہے جس میں ان کے والد نے ان کو مس ذکر کی بناء پر ہاتھ کو مٹی سے رگڑنے اور دھونے کا حکم دیا، تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ نے وضوء لغوی کا حکم فرمایا تھا نا کہ وضوء شرعی کا، تو ہوسکتا ہے کہ حکم والی روایت جس میں وضو کا تذکرہ ہے وہاں بھی وضوء لغوی یعنی غسل ید مراد ہو۔

نیز حضرت سعدؓ سے بھی صراحتاً یہ منقول ہے کہ ایک صاحب نے ان سے سوال کیا کہ کیا مس ذکر کی وجہ سے وضو کرنا چاہئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ذکر ناپاک ہے تو اس کو کاٹ کر پھینک دو، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ کے نزدیک بھی مس ذکر سے وضو واجب نہیں ہوتا، اور جہاں انہوں نے وضو کا حکم دیا وہاں لامحالہ وضوء لغوی مراد ہوگا وضوء شرعی نہیں۔

وأما ما روی عن ابن عباس الخ: اسی طرح ابن عباسؓ کا جو مذہب امام قتادہؒ کے طریق سے ناقض وضو ہونے کا نقل کیا گیا ہے اس کے خلاف حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ اور عمل سعید بن جبیرؒ نے نقل کیا ہے، لہذا ان کے مذہب اور فتوے میں تعارض ہوگیا اس لئے اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ فریق اول نے تین صحابہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے فتاویٰ

مس ذکر کے ناقض وضو ہونے کے سلسلے میں پیش کئے تھے، ان میں سے ابن عباسؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ سے اس کے خلاف بھی منقول ہونے کی وجہ سے استدلال کرنا درست نہیں رہا، لہٰذا اب صرف ابن عمرؓ رہ گئے جن کا فتویٰ صرف نقض وضو کا ہے، لیکن اکثر صحابہ کا فتویٰ اور عمل ان کے خلاف ہے، چنانچہ امام طحاویؒ اس سلسلے میں گیارہ سندوں کے ساتھ چھ صحابہ کے آثار لائے ہیں۔

(٤٦٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: أنا مِسْعَرٌ، عَنْ قَابُوسٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَا أُبَالِي أَنْفِي مَسَسْتُ أَوْ أُذُنِي أَوْ ذَكَرِي.

(٤٦٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: مَا أُبَالِي ذَكَرِي مَسَسْتُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ أُذُنِي أَوْ أَنْفِي.

(٤٧٠) حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: ثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: ثنا أَبُو قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ هُزَيْلًا، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ، نَحْوَهُ.

(٤٧١) حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، قَالَ: أنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، مِثْلَهُ.

(٤٧٢) حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٤٧٣) أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، ح.

(٤٧٤) وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا مِسْعَرٌ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَذُكِرَ مَسُّ الذَّكَرِ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ، مِثْلُ أَنْفِي أَوْ أَنْفِكَ. وَإِنَّ لِكَفِّكَ مَوْضِعًا غَيْرَهُ.

(٤٧٥) أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ ح.

(٤٧٦)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا شُعْبَةُ ,عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ :سَمِعْتُ سَدُوساً يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ ح.

(٤٧٧)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ :سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ :مَا أُبَالِي إِيَّاهُ مَسَسْتُ أَوْ أَنْفِي.

(٤٧٨)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، ح.

(٤٧٩)وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْمُخَارِقِ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَحْوَهُ.

(٤٨٠)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ أَبِي رَزِينٍ، قَالَ :ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ خَمْسَةٍ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ,وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ ,وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ ,وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ ,وَرَجُلٌ آخَرُ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرَوْنَ فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوءًا.

(٤٨١)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، ح.

(٤٨٢)وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، نَحْوَهُ.

(٤٨٣)حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ :ثنا سَعِيدٌ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ :أنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، مِثْلَهُ.

فَإِنْ كَانَ يَجِبُ فِي مِثْلِ هَذَا تَقْلِيدُ ابْنِ عُمَرَ ,فَتَقْلِيدُ مَنْ ذَكَرْنَا ,أَوْلَى مِنْ تَقْلِيدِ ابْنِ عُمَرَ.

ترجمہ: حدیث (۴۶۸): حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے پرواہ نہیں کہ میں اپنی ناک کو چھوؤں یا کان کو یا ذکر کو۔

حدیث(۴۶۹): حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: میں پرواہ نہیں کرتا کہ میں نماز میں اپنے ذکر کو چھوؤں یا کان کو یا ناک کو۔

حدیث(۴۷۴): عمیر بن سعید فرماتے ہیں کہ میں ایک مجلس میں تھا جہاں حضرت عمار بن یاسرؓ بھی موجود تھے کہ مس ذکر کا تذکرہ آ گیا، تو حضرت عمارؓ نے فرمایا: وہ تمہارے جسم کا ایک حصہ ہی تو ہے جیسے میری یا تمہاری ناک، اور تمہارے ہاتھ کے لئے اس کے علاوہ اور بھی جگہیں ہیں۔

حدیث(۴۸۰): حسن بصریؒ نے پانچ صحابہ سے، جن میں علی بن ابی طالبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ، عمران بن حصینؓ اور مزید ایک شخص ہیں (حضرت ابو ہریرہؓ)، روایت کیا کہ یہ تمام حضرات مس ذکر میں وضو کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔

تو اگر اس مسئلہ میں ابن عمرؓ کی تقلید واجب ہے تو ان حضرات کی تقلید جن کا ہم نے ذکر کیا ابن عمرؓ کی تقلید کے مقابلے میں اولیٰ ہوگی۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس مسئلہ میں ابن عمرؓ کی تقلید کرنا واجب ہے تو مذکورہ صحابہ کرام جن کے عمل اور فتاویٰ اوپر ذکر کئے گئے ہیں ان کی تقلید کرنا زیادہ اولیٰ ہوگا، لہذا ابن عمرؓ کی روایت کو چھوڑ کر مذکورہ صحابہ کی روایت پر عمل کیا جائے گا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مس ذکر میں وضو واجب نہیں ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ ،عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَالْحَسَنِ

(٤٨٤)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ، قَالَ :ثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ :ثنا هِشَامٌ، قَالَ :ثنا قَتَادَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوءًا

(٤٨٥)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، مِثْلَهُ

(٤٨٦)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ :ثنا أَشْعَثُ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ مَسَّ الْفَرْجِ ،فَإِنْ فَعَلَهُ ،لَمْ يَرَ عَلَيْهِ وُضُوءًا

(٤٨٧)حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ :ثنا سَعِيدٌ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ :أنا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى فِي مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوءًا

فَبِهٰذَا نَأْخُذُ ,وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ , رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى

ترجمہ: اور یہی بات سعید بن مسیبؒ اور حسن بصریؒ سے بھی مروی ہے۔

حدیث (۴۸۴): قتادہؒ نے سعید بن مسیبؒ سے روایت کیا کہ وہ مس ذکر میں وضو کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔

حدیث (۴۸۶): حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ وہ مس فرج کو ناپسند کرتے تھے، لیکن اگر کر لیا تو ایسے شخص پر وضو کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔

تو ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: فریق ثانی کے مذہب کی تائید میں امام طحاویؒ نے سعید بن مسیب اور حسن بصریؒ کا فتویٰ نقل کیا ہے۔

☆☆☆

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَمْ وَقْتُهُ لِلْمُقِيمِ وَالْمُسَافِرِ

اس باب کے تحت امام طحاویؒ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ مسح علی الخفین کی کوئی مدت متعین ہے یا نہیں، تو اس سلسلے میں امام طحاویؒ نے یہاں پر دو مذہب بیان کئے ہیں۔

(۱) حضرت امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، لیث بن سعدؒ اور امام شافعیؒ کے ایک قول کے مطابق مسح علی الخفین کی کوئی مدت متعین نہیں ہے۔ ایک مرتبہ خفین پہننے کے بعد جب تک چاہے مسح کر سکتا ہے۔ فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول یہی حضرات ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ وغیرہ کے نزدیک مسح علی الخفین کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات ہے۔ وخالفھم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی لوگ ہیں۔

(۴۸۸)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ:أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ:حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ عُمارةَ ،وَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَارَةُ الْقِبْلَتَيْنِ، أَنَّهُ قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ أَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ:نَعَمْ . قَالَ :يَوْمًا يَا رَسُولَ اللهِ ,قَالَ :نَعَمْ وَيَوْمَيْنِ.قَالَ :وَيَوْمَيْنِ يَا رَسُولَ اللهِ ,قَالَ :نَعَمْ ,وَثَلاثًا .قَالَ :وَثَلاثًا يَا رَسُولَ اللهِ ,قَالَ :نَعَمْ ,حَتَّى بَلَغَ سَبْعًا ثُمَّ قَالَ :امْسَحْ مَا بَدَا لَكَ.

(۴۸۹)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ:ثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ:أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ قَطَنٍ، عَنْ عُبَادَةَ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ، قَالَ :وَكَانَ مِمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَتَيْنِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

(۴۹۰)حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا ابْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ:ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ قَطَنٍ، عَنْ عُبَادَةَ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا فَقَالُوا :لَا تَوقِيتَ لِلْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ,فِي السَّفَرِ وَلَا فِي الْحَضَرِ.

ترجمه: حدیث (۴۸۸): حضرت ابی بن عمارہؓ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے (قدیم صحابی ہیں) اُن سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں خفین پر مسح کرسکتا ہوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں، انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ! ایک دن؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، انہوں نے پوچھا: دو دن؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں بلکہ تین دن بھی، انہوں نے پھر پوچھا: یارسول اللہ! تین

دن؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، (وہ اسی طرح سوال کرتے رہے اور آپؐ اثبات میں جواب دیتے رہے) یہاں تک کہ سات مرتبہ تک پہنچ گئے، پھر آپؐ نے فرمایا: جتنے دن چاہو مسح کر سکتے ہو۔

تو کچھ لوگ اسی طرف گئے اور انہوں نے کہا کہ مسح علی الخفین کے لئے کوئی مدت متعین نہیں ہے نہ سفر میں اور نہ حضر میں۔

وضاحت: فریق اول (امام مالکؒ اور ان کے ہمنوا حضرات) کی دلیل میں امام طحاویؒ حضرت ابی بن عمارہؓ کی روایت لائے ہیں جس میں وہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے مسح علی الخفین کے سلسلے میں ارشاد فرمایا تھا: ''امسح ما بدا لك'' کہ تم جب تک چاہو مسح کرتے رہو، اس سے معلوم ہوا کہ مسح کی کوئی مدت متعین نہیں ہے۔

قَالُوا :وَقَدْ شَدَّ ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيْضًا. فَذَكَرُوا مَا

(٤٩١)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ :ثنا مُوسَى بْنُ عُلَيِّ ,عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ :أبردتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَخَرَجْتُ مِنَ الشَّامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ,وَدَخَلْتُ الْمَدِينَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .فَدَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ ,وَعَلَيَّ خُفَّانِ جُر مُقا سِيَّان ,فَقَالَ لِي :مَتَى عَهْدُكَ يَا عُقْبَةُ بِخَلْعِ خُفَّيْكَ؟ فَقُلْتُ :لَبِسْتُهُمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهَذَا الْجُمُعَةَ فَقَالَ لِي :أَصَبْتَ السُّنَّةَ.

(٤٩٢)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْوَزِيرِ، قَالَ :ثنا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، قَاضِي أَهْلِ مِصْرَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَلَوِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، بِمِثْلِهِ.

(٤٩٣)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، وَابْنُ لَهِيعَةَ ,وَاللَّيْثُ ,عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَلَوِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ، يُخْبِرُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :فَقَالَ :أَصَبْتَ وَلَمْ يَقُلِ السُّنَّةَ.

قَالُوا :فَفِي قَوْلِ عُمَرَ هٰذَا لِعُقْبَةَ : أَصَبْتَ السُّنَّةَ يَدُلُّ أَنَّ ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،لِأَنَّ السُّنَّةَ لَا تَكُونُ إِلَّا عَنْهُ.

ترجمہ: اور کہا کہ اس قول کو حضرت عمر بن خطابؓ کی روایت سے بھی تقویت ملتی ہے چنانچہ انہوں نے یہ روایت بیان کی:

حدیث (۴۹۱): حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا: مجھے شام سے قاصد بنا کر حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں بھیجا گیا، میں شام سے جمعہ کے دن نکلا اور (اگلے) جمعہ کے دن مدینے میں داخل ہوا، پھر میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میرے پیروں میں دو جرمقانی موزے تھے، حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا: اے عقبہ! تمہیں اپنے موزے اتارے ہوئے کتنا زمانہ ہو گیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا: میں نے جمعہ کے دن ان کو پہنا تھا اور یہ آج دوسرا جمعہ ہے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم نے سنت پر عمل کیا۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا عقبہ سے یہ فرمانا کہ تم نے سنت پر عمل کیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کے نزدیک نبی علیہ السلام کی سنت ہے، اس لئے کہ سنت کا اطلاق آپؐ ہی کی سنت پر ہوتا ہے۔

وضاحت: یہ امام طحاویؒ نے فریق اول کی طرف سے دوسری دلیل پیش کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں حضرت عمرؓ نے تین دن سے زیادہ مدت تک مسح کرنے کو سنت کہا ہے اور ظاہر ہے کہ سنت سے مراد سنت نبوی ہی ہوگی، کیونکہ سنت کا اطلاق حقیقتاً آپ علیہ السلام کی سنت پر ہی ہوتا ہے لہذا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسح علی الخفین کے لئے کوئی مدت متعین کرنا درست نہیں ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا :بَلْ يَمْسَحُ الْمُقِيمُ عَلَى خُفَّيْهِ ،يَوْمًا وَلَيْلَةً ،وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ .وَقَالُوا :أَمَّا مَا رَوَيْتُمُوهُ عَنْ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهِ :أَصَبْتَ السُّنَّةَ فَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ عِنْدَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ السُّنَّةَ قَدْ تَكُونُ مِنْهُ وَقَدْ تَكُونُ مِنْ خُلَفَائِهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي ،وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ.

(٤٩٤) حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو أُمَيَّةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ عمرو السُّلمي، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَقَدْ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ لِرَبِيعَةَ فِي أُرُوشِ أَصَابِعِ الْمَرْأَةِ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّهَا السُّنَّةُ، يُرِيدُ قَوْلَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ عُمَرُ رَأَى مَا قَالَ لِعُقْبَةَ، وَهُوَ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، فَسَمَّى رَأْيَهُ ذَلِكَ سُنَّةً.

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس سلسلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ (ایسا نہیں ہے) بلکہ مقیم اپنے موزوں پر ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن تین رات تک مسح کرے گا، اور کہا کہ تم نے جو حضرت عمرؓ سے ان کا قول "أصبت السنة" روایت کیا ہے اس میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ ان کی نزدیک نبی ﷺ کی سنت ہے، اس لئے کہ سنت آپ ﷺ کی بھی ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے خلفاء کی بھی، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: تم میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

نیز حضرت سعید بن المسیبؒ نے عورتوں کی انگلیوں کی دیت کے مسئلے میں حضرت ربیعۃ الرائےؒ سے فرمایا تھا: بھتیجے! یہ سنت سے ثابت ہے، حالانکہ وہ (سنت سے) حضرت زید بن ثابتؓ کا قول مراد لے رہے تھے۔ تو ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے وہی ہو جو انہوں نے عقبہ بن عامرؓ سے فرمایا، اور حضرت عمرؓ خلفاء راشدین مہدیین میں سے ہیں لہذا انہوں نے اپنی رائے کو سنت سے تعبیر کر دیا۔

وضاحت: فریق ثانی (امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ) نے فریق اول کی طرف سے پیش کردہ دوسری دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ سنت جس طرح نبی ﷺ کی ہوتی ہے اسی طرح خلفاء راشدین کی بھی ہوتی ہے، اور دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین، تو ہوسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مذکورہ حدیث میں اپنی رائے کو سنت سے تعبیر کیا ہو، نیز قول صحابی کا سنت ہونا حضرت سعید بن مسیبؒ کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب ربیعۃ الرائےؒ نے ان سے عورتوں کی انگلیوں کی دیت کے بارے میں سوال کیا تو سعید بن مسیبؒ نے فرمایا تھا کہ مرد کی انگلی کی طرح عورت کی انگلی کی دیت بھی دس اونٹ ہے اور فرمایا کہ یہ سنت سے ثابت ہے اور سنت سے ان

کی مراد حضرت زید بن ثابتؓ کا قول تھا، تو اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی اپنی رائے کو سنت سے تعبیر فرمایا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ یہ حضرت عمرؓ کی ذاتی رائے ہے کوئی مرفوع روایت نہیں ہے، نیز حضرت عمرؓ کا یہ قول دیگر متواتر مرفوع روایات کے خلاف ہے لہذا یہ قابل استدلال نہیں ہوگا۔

مَعَ أَنَّهُ قَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ ,بِتَوْقِيتِ الْمَسْحِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ ,بِخِلَافِ مَا جَاءَ بِهِ حَدِيثُ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ ,فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ فِي ذَلِكَ

(٤٩٥) مَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ ,قَالَ:ثنا سُفْيَانُ ,عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ ,عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ ,عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ ,عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ ,عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ لِلْمُسَافِرِ ,وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ يَعْنِي الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

(٤٩٦) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ :ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ، قَالَ :رَأَيْتُ عَلِيًّا فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ، عَلَى الْخُفَّيْنِ وَقَالَ :كُنَّا نُؤْمَرُ ,إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ نَمْسَحَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ ,وَإِذَا كُنَّا مُقِيمِينَ فَيَوْمًا وَلَيْلَةً.

(٤٩٧) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا أَسَدٌ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ، قَالَ :أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ :يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا تَرَيْنَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ فَقَالَتْ : إِيتِ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَهُوَ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي ,كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ :كُنَّا إِذَا كُنَّا سَفْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ,وَثَلَاثَ لَيَالٍ.

(٤٩٨) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ

التَّيْمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ :جَعَلَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ ,وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَالَ : وَلَوْ أَطْنَبَ لَهُ السَّائِلُ فِي مَسْأَلَتِهِ لَزَادَهُ.

(٤٩٩)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، وَجَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ :وَلَوِ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا.

(٥٠٠)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَعَلَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةً وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً ,قَالَ :وَلَوْ أَطْنَبَ لَهُ السَّائِلُ فِي مَسْأَلَتِهِ لَزَادَهُ.

(٥٠١)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا يَحْيَى، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٥٠٢)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، وَحَمَّادٍ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٥٠٣)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، وَأَبُو عَامِرٍ ,قَالَا :ثنا هِشَامٌ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٥٠٤)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ ثنا هَمَّامٌ، ح.

(٥٠٥)وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا هُدْبَةُ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ، أَنَّهُ شَهِدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :ذَلِكَ.

(٥٠٦)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا مُسْلِمٌ، قَالَ :ثنا هِشَامٌ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۵۰۷)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، قَالَ :أنا الْحَكَمُ، وَحَمَّادٌ ،عَنْ إِبْرَاهِيمَ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۵۰۸)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ :ثنا الصَّعْقُ بْنُ حَزْنٍ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ الْأَسَدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ :كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ مُرَادٍ ,يُقَالُ لَهُ صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ ,إِنِّي أُسَافِرُ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ,فَأَفْتِنِي عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ لِلْمُسَافِرِ ,وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ.

(۵۰۹)حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ:ثنا سُفْيَانُ ,عَنْ عَاصِمٍ ,عَنْ زِرٍّ قَالَ :أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ فَقُلْتُ :حَكَّ فِي نَفْسِي أَوْ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ ,فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ:نَعَمْ كُنَّا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَوْ مُسَافِرِينَ ,أُمِرْنَا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ ,وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ.

(۵۱۰)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ:ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۵۱۱)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۵۱۲)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَفَّانُ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ:ثنا أَبُو رَوْقٍ عَطِيَّةُ بْنُ الْحَارِثِ ,قَالَ:ثنا أَبُو الْغَرِيفِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ "صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، قَالَ :بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ, فَقَالَ:لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثٌ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ مَسْحًا عَلَى الْخُفَّيْنِ.

(۵۱۳)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ، قَالَ:ثنا عَبْدُ

الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ مُهَاجِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ إِذَا لَبِسْتَهُمَا عَلَى طَهَارَةٍ.

(٥١٤) حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: ثنا عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ فِي التَّوْقِيتِ خَاصَّةً وَزَادَ أَنَّهُ جَعَلَ ذَلِكَ فِي غَزْوَةِ تَبُوك.

(٥١٥) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ ,قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ ,فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٥١٦) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ يَزِيدَ ,عَنْ عَامِرٍ ,عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ,فَأَتَيْتُهُ بِمَاءٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ,فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ,فَكَانَتْ سُنَّةً لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ ,وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.

(٥١٧) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا ابو شِهَابٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي: الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ ,وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ،

فَهَذِهِ الْآثَارُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ .فَلَيْسَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ مِثْلَ هَذِهِ الْآثَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ إِلَى مِثْلِ حَدِيثِ أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ.

ترجمہ: نیز رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں تواتر کے ساتھ روایات آئی ہیں جن میں مسافر اور مقیم کے لئے مسح کی مدت کی تعیین ہے، برخلاف اس حکم کے جو ابی بن عمارہؓ کی حدیث میں ہے۔ چنانچہ مسح کی توقیت میں نبی ﷺ سے مروی احادیث میں سے چند یہ ہیں:

حدیث (۴۹۵): حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن اور تین رات مسافر کے لئے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کیلئے مدت مقرر کی یعنی مسح علی الخفین کی۔

حدیث (۴۹۶): شریح بن ہانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو ان سے مسح علی الخفین کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: جب ہم سفر کی حالت میں ہوتے تھے تو ہم کو حکم دیا جاتا تھا کہ تین دن تین رات تک مسح کریں، اور جب مقیم ہوتے تو ایک دن ایک رات تک۔

حدیث (۴۹۷): شریح بن ہانیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! مسح علی الخفین کے مسئلے میں آپ کی کیا رائے ہے، تو انہوں نے فرمایا: علی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اس لئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، چنانچہ میں نے حضرت علی سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو آپؐ ہم کو یہ حکم دیتے تھے کہ ہم اپنے موزوں کو تین دن تین رات تک نہ اتاریں۔

حدیث (۴۹۸): حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے مسح علی الخفین کی مدت مسافر کے لئے تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات متعین کی، حضرت خزیمہؓ فرماتے ہیں: اگر وہ سائل آپؐ سے مزید سوال کرتا تو آپؐ (مسح کی مدت میں) اور اضافہ فرما دیتے۔

حدیث (۴۹۹): منصور نے بھی اپنی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا، مگر انہوں نے (ولو أطنب عنه السائل الخ کی جگہ) ولو استزدناه لزادنا کہا کہ اگر ہم آپؐ سے مزید اضافہ چاہتے تو آپؐ اضافہ فرما دیتے۔

حدیث (۵۰۸): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں قبیلہ مراد کا ایک شخص آ گیا جن کو صفوان بن عسالؓ کہا جاتا تھا، اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتا ہوں تو مجھ کو مسح علی الخفین کا مسئلہ بتلائیے، تو آپؐ نے فرمایا: تین دن مسافر کے لئے ہیں اور ایک دن ایک رات مقیم کے لئے۔

حدیث (۵۰۹): زر بن حبیشؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسالؓ کے پاس آیا اور میں نے

کہا: میرے دل میں پیشاب پاخانے کے بعد خفین پر مسح کرنے کی بات کھٹکتی ہے، تو کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی بات سنی ہے؟ حضرت صفوانؓ نے فرمایا: ہاں جب ہم سفر کی حالت میں ہوتے تو ہم کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ ہم تین دن تین رات تک خفین نہ اتاریں مگر جنابت کی وجہ سے (اس کی وجہ سے اتار دیں) لیکن پیشاب پاخانے کی وجہ سے (نہ اتاریں)۔

حدیث (۵۱۲): حضرت صفوان بن عسالؓ فرماتے ہیں: مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ میں بھیجا اور فرمایا: مسافر کے لئے تین دن اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے خفین پر مسح کے لئے۔

حدیث (۵۱۳): عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا، اور انہوں نے اذا لبستھما علی طھارۃ کا اضافہ کیا (جب کہ تم نے خفین کو طہارت کی حالت میں پہنا ہو)۔

حدیث (۵۱۴): حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل نقل کیا صرف توقیت کے مسئلے میں (انہوں نے لبس علی طھارۃ کی قید کا ذکر نہیں کیا) اور یہ بھی اضافہ کیا کہ آپؐ نے یہ توقیت غزوۂ تبوک کے موقع پر کی تھی۔

حدیث (۵۱۶): عروہ بن مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپؐ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، میں آپؐ کے پاس پانی لے کر آیا درانحالیکہ آپ کے جسم پر ایک شامی جبہ تھا، آپؐ نے وضو کیا اور خفین پر مسح کیا، تو سنت مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں تھی اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات۔

تو یہ آثار رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں مسح علی الخفین کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے، تو کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ ان جیسی متواتر روایات کو ترک کر کے حدیث ابی بن عمارہ جیسی حدیث کی طرف رجوع کرے۔

وضاحت: حضرت ابی بن عمارہؓ کی روایت کے خلاف اجلّہ صحابہ سے متواتر سندوں سے مرفوع روایات منقول ہیں جن کے اندر مدت مسح مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات بیان کی گئی ہے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے، لہذا ابی بن عمارہؓ کی روایت ان متواتر روایات کے مقابلے میں قابل استدلال نہیں ہوگی۔

وَأَمَّا مَا احْتَجُّوا بِهِ بِمَّا رَوَاهُ عُقْبَةُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,فَإِنَّهُ قَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ أَيْضًا عَنْ عُمَرَ بِخِلَافِ ذَلِكَ

(۵۱۸)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ :ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ :قُلْنَا لِنُبَاتَةَ الْجُعْفِيِّ وَكَانَ أَجْرَأَنَا عَلَى عُمَرَ :سَلْهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ : لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.

(۵۱۹)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، قَالَ :ثنا عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، أَنَّ نُبَاتَةَ ، سَأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ:امْسَحْ عَلَيْهِمَا يَوْمًا وَلَيْلَةً.

(۵۲۰)حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ :ثنا سَعِيدٌ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ :أنا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ :أَتَيْنَا عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُ نُبَاتَةُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ ,وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.

(۵۲۱)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ نُبَاتَةَ ، عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ۔

(۵۲۲)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :ثنا هِشَامٌ، عَنْ حَمَّادٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۵۲۳)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا مُسْلِمٌ، قَالَ :ثنا هِشَامٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

(۵۲۴)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، قَالَ :أنا حَفْصٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، أَنَّ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :مَنْ أَدْخَلَ قَدَمَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ فَلْيَمْسَحْ عَلَيْهِمَا إِلَى مِثْلِ سَاعَتِهِ مِنْ يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ.

(۵۲۵) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ :كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ :لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.

فَهَذَا عُمَرُ قَدْ جَاءَ عَنْهُ فِي هَذَا ,مَا يُوَافِقُ مَا رَوَيْنَا ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْقِيتِ لِلْمُسَافِرِ وَلِلْمُقِيمِ.

ترجمہ: اور رہی عقبہ کی حضرت عمرؓ سے نقل کردہ وہ روایت جس سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے تو حضرت عمرؓ سے تواتر کے ساتھ اس کے خلاف بھی روایتیں آئی ہیں:

حدیث (۵۱۸): حضرت سوید بن غفلہؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے نباتہ جعفیؒ سے کہا جو ہم میں حضرت عمرؓ کے سامنے سب سے زیادہ جری تھے: کہ حضرت عمرؓ سے مسح علی الخفین کے متعلق پوچھیں، چنانچہ انہوں نے پوچھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: مسافر کے لئے تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے۔

حدیث (۵۱۹): سوید بن غفلہؒ سے راویت ہے کہ نباتہ نے حضرت عمرؓ سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھا تو حضرت عمر نے فرمایا: خفین پر ایک دن اور ایک رات مسح کرو۔

حدیث (۵۲۴): ابو عثمانؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: جس نے اپنے پیروں کو (خفین میں) اس حال میں داخل کیا کہ وہ طاہر تھے تو اس کو چاہئے کہ ان پر (اگلے دن کے اسی وقت تک) مسح کرتا رہے۔

حدیث (۵۲۵): زید بن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ہمیں مسح علی الخفین کے بارے میں لکھا کہ وہ مسافر کے لئے تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے۔

تو یہ حضرت عمرؓ ہیں ان سے اس مسئلہ میں ان احادیث کے موافق مروی ہے جن کو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا مسافر اور مقیم کے لئے مسح کی مدت کی تعیین کے سلسلے میں۔

وضاحت: فریق اول نے دوسری دلیل میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کے طریق سے حضرت عمرؓ کی روایت ذکر کی تھی جس میں ان حضرات نے حضرت عمرؓ کے قول أصبت السنة سے استدلال کیا تھا، اس کا دوسرا جواب امام طحاویؒ یہ دے رہے ہیں کہ خود حضرت عمرؓ سے اس کے خلاف فتاویٰ منقول ہیں جن میں انہوں نے مسح کی مدت متعین فرمائی ہے، اور حضرت عمرؓ کے یہ فتاوی بالکل واضح ہیں لہذا ان کے مقابلے

میں عقبہ بن عامرؓ والی روایت سے استدلال درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب راوی اپنی ہی ذکر کردہ روایت کے خلاف فتویٰ دے تو وہ روایت قابل استدلال نہیں سمجھی جاتی۔

وَقَدْ يَحْتَمِلُ حَدِيثُ عُقْبَةَ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ الْكَلَامُ كَانَ مِنْ عُمَرَ، لِأَنَّهُ عَلِمَ أَنَّ طَرِيقَ عُقْبَةَ، الَّذِي جَاءَ مِنْهُ طَرِيقٌ لَا مَاءَ فِيهِ. فَكَانَ حُكْمُهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ فَسَأَلَهُ: مَتَى عَهْدُكَ بِخَلْعِ خُفَّيْكَ، إِذَا كَانَ حُكْمُكَ هُوَ التَّيَمُّمُ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا أَخْبَرَهُ. فَهَذَا الْوَجْهُ أَوْلَى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ هَذَا الْحَدِيثُ لِيُوَافِقَ مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِوَاهُ وَلَا يُضَادُّهُ.

ترجمہ: اور حدیث عقبہ اس بات کا بھی احتمال رکھتی ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ کلام اس وجہ سے ہو کہ وہ جانتے ہوں کہ حضرت عقبہ کا وہ راستہ جس سے وہ آئے ہیں ایک ایسا راستہ ہے جس میں پانی نہیں ہے، تو ان کے لئے حکم تیمم کرنا ہو، تو حضرت عمرؓ نے پوچھا ہو کہ تم کو اپنے خفین اتارے ہوئے کتنا زمانہ ہو گیا جبکہ تمہارے لئے حکم تیمم کا ہے، پس حضرت عقبہؓ نے وہ بات بتلائی ہو جو کہ انہوں نے بتلائی، اور یہ توجیہ زیادہ بہتر ہے ان توجیہات کے مقابلے میں جن کے مطابق اس حدیث کو محمول کیا گیا ہے، تا کہ حضرت عمرؓ کی روایت اور دوسری روایات میں تطبیق ہو جائے اور یہ روایت دیگر روایات کے ساتھ متعارض نہ ہو۔

وضاحت: یہاں سے فریق اول کی دوسری دلیل کا تیسرا جواب دے رہے ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ مقیم ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن تین رات موزوں پر مسح کرے گا، لیکن مسافر کے لئے تین دن اور تین رات کی قید اس وقت ہے جب کہ اس کے لئے پانی موجود ہو، اور اگر پانی موجود نہ ہو تو وہ تیمم کرے گا اور اس وقت موزہ اتارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی، تو ممکن ہے کہ حضرت عقبہ شام سے مدینہ جس راستے سے آئے ہوں اس راستے میں پانی نہ ہو اور انہوں نے پانی نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا ہو تو اس صورت میں حضرت عقبہ کو موزہ نکالنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی، اور حضرت عمرؓ نے اسی صورت کے بارے میں أصبت السنة فرمایا ہو، پس اس صورت میں یہ واقعہ تیمم کے بارے میں ہوگا نہ کہ مسح علی الخفین کے بارے میں لہذا اس روایت سے اس وقت تک استدلال نہیں کیا جاسکتا جب تک یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ اس راستے میں پانی موجود تھا اور یہ واقعہ مسح علی الخفین کے بارے میں ہی ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوَافِقُ مَا رَوَيْنَا فِي التَّوْقِيتِ:

(۵۲۶) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ: ايتِ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ أَعْلَمُهُمْ بِوُضُوءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَافِرُ مَعَهُ فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ، وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ لِلْمُسَافِرِ.

(۵۲۷) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: جَعَلَ عَبْدُ اللهِ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلْمُسَافِرِ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا.

(۵۲۸) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ، فَكَانَ لَا يَنْزِعُ خُفَّيْهِ ثَلَاثًا.

(۵۲۹) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، قَالَ: لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.

(۵۳۰) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۵۳۱) حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ: ثنا سَعِيدٌ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي غَيْلَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ ذَلِكَ.

(۵۳۲)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا هُدبَةُ، قَالَ :ثنا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

(۵۳۳)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَطَنٍ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ.

(۵۳۴)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ يُونُسَ، وَقَتَادَةَ ،عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

فَهَذِهِ أَقْوَالُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,قَدِ اتَّفَقَتْ عَلَى مَا ذَكَرْنَا مِنَ التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ .فَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُخَالِفَ ذَلِكَ. وَهَذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ أَيْضًا ,قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ,رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور حضرت عمرؓ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے دیگر اصحاب سے بھی ایسے آثار مروی ہیں جو توقیت کے سلسلے میں ہماری روایت کردہ احادیث کے موافق ہیں:

حدیث (۵۲۶): شریح بن ہانیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے مسح علی الخفین کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: علی کے پاس جاؤ اس لئے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ آنحضور ﷺ کے وضو سے واقف ہیں وہ آپؐ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، چنانچہ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات۔

حدیث (۵۲۷): حارث بن سوید فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مسح علی الخفین (کی مدت) مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات قرار دی۔

حدیث (۵۲۸): عمرو بن الحارثؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ کے ساتھ سفر کیا، تو فرماتے ہیں کہ وہ اپنے خفین کو تین دن تک نہیں اتارتے تھے۔

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اقوال ہیں جو ہماری بیان کردہ بات یعنی مسح علی الخفین میں مسافر اور مقیم کے لئے مدت کی تعیین پر متفق ہیں، لہذا کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ ان روایات کی مخالفت کرے، اور یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ بھی امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: فریق ثانی کی دوسری دلیل پیش کر رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے بھی مدت مسح کی تعیین پر فتویٰ دیا ہے جو فریق ثانی کے مذہب کے مطابق ہے کہ مسح علی الخفین کی مدت مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے، چنانچہ صاحب کتاب نو سندوں کے ساتھ چھ صحابہ کے فتاویٰ لائے ہیں۔

☆☆☆

بَابُ ذِكْرِ الْجُنُبِ الْحَائِضِ وَالَّذِي لَيْسَ عَلَى وُضُوءٍ وَقِرَاءَتِهِمُ الْقُرْآنَ

اس باب کے تحت مسئلہ یہ ہے کہ حالت جنابت میں تلاوت کلام اللہ اور دیگر اذکار مثلا سلام وغیرہ جائز ہیں یا نہیں۔ امام طحاویؒ نے اس سلسلہ میں تین مذاہب ذکر کیے ہیں۔

(۱) حضرت حسن بصریؒ، مجاہد عطاء اور عکرمہ وغیرہ کے نزدیک بحالت حدث چاہے حدث اصغر ہو یا حدث اکبر نہ تلاوت کلام اللہ جائز ہے اور نہ دیگر اذکار۔ فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول یہی حضرات ہیں۔

(۲) امام حمید اور اہل حدیث وغیرہ کے نزدیک حالت جنابت میں تلاوت کلام اللہ اور دیگر اذکار جائز نہیں ہیں البتہ سلام کا جواب دینے کے لئے پانی موجود ہونے کی صورت میں اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔ کتاب میں پہلے والے وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی حضرات ہیں۔

(۳) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک حالت جنابت میں تلاوت کلام اللہ کے علاوہ تمام اذکار جائز ہیں اور حدث اصغر کی حالت میں تلاوت کلام اللہ بھی جائز ہے۔ کتاب میں دوسرے والے وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثالث یہی لوگ ہیں۔

(٥٣٥) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ ,عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ ,عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُضَيْنٍ أَبِي سَاسَانَ ,عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ ,أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ,فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ قَالَ :إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ.

(٥٣٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، قَالَ :أنا حُمَيْدَةُ، وَغَيْرُهُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبُولُ ,أَوْ قَالَ :مَرَرْتُ بِهِ وَقَدْ بَالَ ,فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ ,حَتَّى فَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ ,ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا فَقَالُوا :لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَذْكُرَ اللهَ تَعَالَى بِشَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ عَلَى حَالٍ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهَا.

ترجمہ: حدیث (۵۳۵): حضرت مہاجر بن قنفذؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا جبکہ آپؐ وضو فرما رہے تھے، تو آپؐ نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا، پھر جب آپؐ وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا: مجھے تمہارے سلام کا جواب دینے سے کسی چیز نے نہیں روکا الا یہ کہ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ میں بغیر طہارت کے اللہ عزوجل کا ذکر کروں۔

حدیث (۵۳۶): حضرت مہاجرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام پیشاب فرما رہے تھے، یا فرمایا کہ میں آپؐ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ آپؐ پیشاب کر کے فارغ ہوئے تھے، تو میں نے آپ کو سلام کیا مگر آپؐ نے جواب نہیں دیا یہاںتک کہ وضو سے فارغ ہو گئے پھر میرے سلام کا جواب دیا۔

تو کچھ لوگ اس حدیث کی طرف گئے اور کہا کہ کسی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے مگر جب کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ جس میں اس کے لئے نماز پڑھنا جائز ہو۔

وضاحت: فریق اول (حسن بصریؒ اور ان کے ہمنوا حضرات) کی دلیل میں امام طحاویؒ نے حضرت مہاجر بن قنفذؓ کی روایت دو سندوں کے ساتھ ذکر کی ہے جس میں ہے کہ آپؐ نے بغیر طہارت سلام کا جواب دینے کو ناپسند فرمایا، اور سلام چونکہ ذکر اللہ کی قبیل سے ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ بغیر طہارت کے کسی قسم کا ذکر جائز نہیں۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: مَنْ سُلِّمَ عَلَيْهِ ,وَهُوَ عَلَى حَالِ حَدَثٍ ,تَيَمَّمَ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَإِنْ كَانَ فِي الْمِصْرِ وَقَالُوا فِيمَا سِوَى السَّلَامِ مِثْلَ قَوْلِ أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى وَكَانَ مِمَّا احْتَجُّوا بِهِ فِي ذَلِكَ مَا.

(۵۳۷) حَدَّثَنَا بِهِ رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ ,قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْعَبْدِيُّ ح

(۵۳۸) وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ ,قَالَا: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: ثنا نَافِعٌ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَاجَةٍ لِابْنِ عُمَرَ ,فَقَضَى حَاجَتَهُ ,فَكَانَ مِنْ حَدِيثِهِ يَوْمَئِذٍ أَنَّهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِكَّةٍ مِنَ السِّكَكِ ,وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ ,فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ,فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتَّى كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى فِي السِّكَّةِ ,فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْحَائِطِ ,فَتَيَمَّمَ لِوَجْهِهِ ,ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَتَيَمَّمَ لِذِرَاعَيْهِ ,قَالَ: ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ لَسْتُ بِطَاهِرٍ.

(۵۳۹) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ: رَجُلًا، سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى أَتَى حَائِطًا فَتَيَمَّمَ.

(۵۴۰) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عُمَيْرٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يَسَارٍ، مَوْلَى مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو

الْجَهْمِ :أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ,فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ ,حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بوجْهِه وَبِيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

(٥٤١)حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ ,قَالَ:ثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، قَالَ :ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ :ثنا أَبِيٌّ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُمَيْرٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

قَالُوا فَبِهَذِهِ الْآثَارِ رَخَّصْنَا لِلَّذِي يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَرُدَّ السَّلَامَ ,لِيَكُونَ ذَلِكَ جَوَابًا لِلسَّلَامِ .وَهَذَا كَمَا رَخَّصَ قَوْمٌ فِي التَّيَمُّمِ لِلْجَنَازَةِ وَلِلْعِيدَيْنِ ,إِذَا خِيفَ فَوْتُ ذَلِكَ إِذَا تُشُوغِلَ بِطَلَبِ الْمَاءِ لِوُضُوءِ الصَّلَاةِ وَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ مَا.

(٥٤٢)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ ,قَالَ:ثنا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ ,عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ ,عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :فِي الرَّجُلِ تَفْجَأُهُ الْجِنَازَةُ ,وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ قَالَ :يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي عَلَيْهَا.

(٥٤٣)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ:ثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ:أنا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، وَزَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ، وَيُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، مِثْلَهُ.

(٥٤٤)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، مِثْلَهُ.

(٥٤٥)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ:ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، مِثْلَهُ.

(٥٤٦)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، مِثْلَهُ.

(٥٤٧)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا سَعِيدٌ، قَالَ ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَمُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، نَحْوَهُ.

(٥٤٨)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، وَابْنُ مَرْزُوقٍ ,قَالَ:ثنا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ:سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ ذَلِكَ.

(٥٤٩)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ:أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، مِثْلَهُ ,قَالَ:وَقَالَ لِي اللَّيْثُ مِثْلَهُ.

(٥٥٠)حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ، قَالَ :ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنِ الْحَكَمِ، مِثْلَهُ.

فَلَمَّا كَانَ قَدْ رَخَّصَ فِي التَّيَمُّمِ فِي الْأَمْصَارِ خَوْفَ فَوْتِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ ,وَفِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ لِأَنَّ ذَلِكَ إِذَا فَاتَ لَمْ يُقْضَ .قَالُوا فَكَذَلِكَ رَخَّصْنَا فِي التَّيَمُّمِ فِي الْأَمْصَارِ لِرَدِّ السَّلَامِ ,لِيَكُونَ ذَلِكَ جَوَابًا لِلْمُسْلِمِ ,لِأَنَّ ذَلِكَ إِذَا لَمْ يُفْعَلْ فَلَمْ يَرُدَّ السَّلَامَ حِينَئِذٍ فَاتَ ذَلِكَ ,وَإِنْ رَدَّ بَعْدَ ذَلِكَ ,فَلَيْسَ بِجَوَابٍ لَهُ وَأَمَّا مَا سِوَى ذَلِكَ ,مِمَّا لَا يُخَافُ فَوْتُهُ ,مِنَ الذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ ,فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ أَحَدٌ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ.

ترجمہ: اور اس سلسلے میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جس شخص کو سلام کیا جائے، جبکہ وہ حدث کی حالت میں ہو، تو وہ تیمم کر کے سلام کا جواب دیدے اگرچہ شہر میں ہو، اور ان لوگوں نے سلام کے علاوہ میں وہی بات کہی ہے جو پہلے قول والوں نے کہی ہے، اور اس سلسلے میں جن احادیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

حدیث (۵۳۸): حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ ان کی کسی ضرورت

کی وجہ سے ابن عباسؓ کے یہاں گیا، ابن عمرؓ نے اپنی ضرورت کی تکمیل کی، اور ان کی اس دن بیان کردہ حدیث یہ تھی: کہ ایک شخص کسی گلی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا درانحالیکہ آپؐ پیشاب یا پاخانہ سے فارغ ہو کر نکلے تھے اور اس شخص نے آپ کو سلام کیا، تو آپؐ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا یہانتک کہ وہ شخص گلی میں غائب ہونے کے قریب ہو گیا، تو آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو دیوار پر مارا اور اپنے چہرے پر تیمم کیا پھر آپؐ نے دوسری مرتبہ ہاتھ مارا اور اپنی کلائیوں پر تیمم کیا، ابن عمرؓ فرماتے ہیں: پھر آپؐ نے اس شخص کو سلام کا جواب دیا اور فرمایا: سنو! تمہارے سلام کا جواب دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ میں طہارت کی حالت میں نہیں تھا۔

حدیث (۵۳۹): حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کو سلام کیا درانحالیکہ آپؐ پیشاب فرمارہے تھے، تو آپؐ نے اس کو جواب نہیں دیا یہانتک کہ آپؐ دیوار کے پاس گئے اور تیمم کیا۔

حدیث (۵۴۰): عبدالرحمٰن بن ہرمزؒ حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام عمیرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمیرؒ کو فرماتے ہوئے سنا: میں اور عبداللہ بن یسارؒ جو ام المومنین حضرت میمونہؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں ہم دونوں ابوالجہم بن حارثؓ کے پاس گئے، تو حضرت ابوالجہمؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیر جمل کی جانب سے تشریف لائے تو آپ کو ایک شخص ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہیں دیا یہانتک کہ آپؐ ایک دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا، پھر اس کو سلام کا جواب دیا۔

تو ان آثار کی وجہ سے ہم نے اس شخص کو جس کو غیر طاہر ہونے کی حالت میں سلام کیا جائے اس بات کی رخصت دی کہ وہ تیمم کر کے سلام کا جواب دیدے تاکہ وہ اسی سلام کا جواب ہو جائے۔ اور یہ (تیمم کی رخصت دینا) ایسا ہی ہے جیسا کہ کچھ لوگوں نے نماز جنازہ اور عیدین کے لئے تیمم کی رخصت دی ہے جبکہ وضو کے لئے پانی کی تلاش میں مشغول ہونے کی صورت میں نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

حدیث (۵۴۲): حضرت ابن عباسؓ سے اس شخص کے سلسلے میں روایت کیا گیا جس کے سامنے اچانک جنازہ آجائے اور وہ بے وضو ہو، ابن عباسؓ نے فرمایا: وہ تیمم کرلے اور نماز جنازہ پڑھ لے۔

تو جب شہروں میں جنازہ یا عیدین کی نماز کے فوت ہونے کے اندیشہ کی وجہ سے تیمم کی رخصت دی گئی ہے اس وجہ سے کہ یہ نمازیں اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضاء نہیں ہوتی، تو ان لوگوں نے کہا کہ اسی طرح ہم نے سلام کا جواب دینے کے لئے شہروں میں تیمم کی رخصت دی ہے تاکہ وہ سلام کرنے والے کے سلام کا

جواب ہو جائے، اس لئے کہ اگر وہ (جس کو سلام کیا گیا) ایسا نہ کرے اور اس وقت سلام کا جواب نہ دے تو جواب اس سے فوت ہو جائے گا، اور اگر اس کے بعد جواب دے گا تو وہ اس سلام کا جواب نہیں ہوگا، اور رہیں سلام کے علاوہ دوسری چیزیں جن کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا جیسے ذکر اور تلاوت قرآن، تو مناسب نہیں کہ ان کو کوئی شخص بغیر طہارت کے کرے۔

وضاحت: فریق ثانی (امام حمید اور اہل حدیث وغیرہ) کی دلیل میں امام طحاویؒ حضرت ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور ابوالجہم بن حارثؓ کی روایات لائے ہیں جن میں ہے کہ آپ ﷺ نے تیمم کر کے سلام کا جواب دیا، ان احادیث کی بناء پر یہ حضرات کہتے ہیں کہ ہم نے خاص طور پر سلام کے اندر تیمم کی رخصت دی ہے تا کہ سلام کا جواب فوت نہ ہو جائے، اس کے علاوہ دیگر اذکار میں یہ بات نہیں ہے اس لئے ہم نے وہاں پر رخصت نہیں دی۔

وهذا كما رخص الخ: فریق ثانی اپنے مذہب کی تائید میں یہ نظیر پیش کرتے ہیں کہ جس طرح نماز جنازہ اور نماز عیدین کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں تیمم کی اجازت دی جاتی ہے، اسی طرح سلام کے جواب کے لئے بھی تیمم کی اجازت دی جائے گی، کیونکہ جس طرح نماز جنازہ اور عیدین کی قضاء نہیں ہے اسی طرح سلام کے جواب کی بھی قضاء نہیں ہے، اور جوابِ سلام کے علاوہ دیگر اذکار میں تیمم کی اجازت اس لئے نہیں دی جاتی کہ ان میں فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: لَا بَأْسَ أَنْ يَذْكُرَ اللهَ تَعَالَى فِي الْأَحْوَالِ كُلِّهَا ,مِنَ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا ,وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي ذَلِكَ ,خِلَافُ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ ,فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِصَاحِبِهِمَا أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ. وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِمَا:

(٥٥١) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ ,قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ,عَنْ شُعْبَةَ ,عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَّا ,وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَبَعَثَهُمَا فِي وَجْهٍ ,ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمَا عِلْجَانِ فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ الْمَخْرَجَ ,ثُمَّ خَرَجَ فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَ بِهَا وَجَعَلَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ,فَرَآنَا كَأَنَّا أَنْكَرْنَا عَلَيْهِ ذَلِكَ فَقَالَ: كَانَ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ ,وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ ,وَلَمْ يَكُنْ يَحْجِزُهُ عَنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ ,لَيْسَ الْجَنَابَةُ.

(٥٥٢)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، قَالَ :أنا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَيَقْرَأُ الْقُرْ

(٥٥٣)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَا :ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٥٥٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٥٥٥)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ، قَالَ :ثنا أَبِي، قَالَ :ثنا الْأَعْمَشُ، قَالَ :قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ إِلَّا الْجَنَابَةَ.

(٥٥٦)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ السُّوسِيُّ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ إِلَّا الْجَنَابَةَ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَفِيمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبَاحَةُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ ,وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ كَذٰلِكَ ,وَمَنْعُ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ خَاصَّةً.

ترجمہ: اوراس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تمام احوال یعنی جنابت اور غیر جنابت میں، اور قرآن کی تلاوت بھی کی

جائے گی تمام احوال میں سوائے جنابت اور حیض کی حالت کے، اس لئے کہ ان دونوں حالت والوں کے لے جائز نہیں ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت کریں۔ اور ان لوگوں نے اس مسئلہ میں ان احادیث سے استدلال کیا ہے:

حدیث (۵۵۱): عبداللہ بن سلمہؒ فرماتے ہیں کہ میں، ہمارے قبیلہ کا ایک شخص اور بنو اسد کا ایک آدمی (ہم سب مل کر) حضرت علیؓ کے پاس گئے تو حضرت علیؓ نے ان دونوں کو کسی جانب بھیج دیا پھر فرمایا: تم دونوں طاقتور ہو لہذا تم اپنے دین کے لئے جہاد کرو، عبداللہ بن سلمہؒ کہتے ہیں: پھر حضرت علیؓ بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، پھر باہر آکر ایک چلو پانی لیا اور اس سے مسح کیا (ہاتھ دھویا) اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے، حضرت علیؓ نے ہم کو دیکھا گویا ہم ان کے اس عمل کو ناپسند کر رہے تھے تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے، ہم کو قرآن سکھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے تھے، اور آپ ﷺ کو قرآن کی تلاوت سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی سوائے جنابت کے۔

حدیث (۵۵۲): عمرو بن مرۃؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سلمہؒ کو فرماتے ہوئے سنا، پھر آگے انہوں نے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا مگر انہوں نے یہ کہا کہ: رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت فرماتے پھر قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔

حدیث (۵۵۵): حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔

حدیث (۵۵۶): حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کے علاوہ ہر حال میں ہم کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

قال أبو جعفر: تو جو احادیث ہم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیں ان میں بغیر وضو کے ذکر اللہ اور اسی طرح تلاوت قرآن کی اباحت، اور جنبی کے لئے خاص طور پر تلاوت قرآن کی ممانعت مذکور ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نے فریق ثالث (ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین) کا مذہب اور ان کے دلائل پیش کئے ہیں، پہلی دلیل حضرت علیؓ کی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کے بعد ہم کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور حالت جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن کریم پڑھتے اور پڑھاتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا حالت جنابت اور حالت حیض کے علاوہ بقیہ تمام حالات میں جائز ہے اور جنبی اور حائضہ کے لئے طہارت اکبر سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے البتہ تلاوت کلام اللہ کے علاوہ باقی تمام اذکار ان دونوں کے لئے بھی جائز ہیں۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا فِيمَا يَدُلُّ عَلَى إِبَاحَةِ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ مَا:

(۵۵۷)حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ :ثنا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ :ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ ,عَنِ الْأَعْمَشِ ,عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ ,عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ :ثنا أَبُو ظَبْيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ طَاهِرًا عَلَى ذِكْرِ اللهِ ,فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ ,يَسْأَلُ اللهَ تَعَالَى شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

(۵۵۸)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَفَّانُ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، قَالَ :كُنْتُ أَنَا وَعَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، وَثَابِتٌ ,فَحَدَّثَ عَاصِمٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ عَلَى ذِكْرِ اللهِ ,قَالَ ثَابِتٌ :قَدِمَ عَلَيْنَا فَحَدَّثَنَا هَذَا الْحَدِيثَ ,وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْهُ يَعْنِي أَبَا ظَبْيَةَ قُلْتُ لِحَمَّادٍ ,عَنْ مُعَاذٍ؟ قَالَ:عَنْ مُعَاذٍ.

(۵۵۹)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ ,قَالَ:ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو ,عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ ,عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ ,فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

فَهَذَا أَيْضًا بَعْدَ النَّوْمِ ,فَفِي ذَلِكَ إِبَاحَةُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى بَعْدَ الْحَدَثِ.

ترجمہ: نیز رسول اللہ ﷺ سے ایسی روایات بھی مروی ہیں جو بغیر طہارت کے ذکر اللہ کے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہیں:

حدیث (۵۵۷): حضرت عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان شخص ایسا نہیں ہے جو طہارت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رات گزارے پھر رات کے کسی حصے میں بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے امور میں سے کسی کے متعلق سوال کرے، مگر اللہ اس کو عطاء کر دیتا ہے۔

فهذا أيضا الخ: یہ حکم بھی سونے کے بعد کا ہے تو اس میں حدث کے بعد ذکر اللہ کی اباحت ہے۔

وضاحت: فریق ثالث کے مذہب کی دوسری دلیل یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو بندۂ مومن حالت طہارت میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سوجائے پھر بیدار ہوکر اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطاء کریں گے، اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حالت حدث میں ذکر اللہ جائز ہے کیوں کہ ظاہر ہے کہ سونے کے بعد وضو ختم ہوجاتا ہے پھر بھی آپ نے اللہ سے مانگنے کی اجازت دی ہے، اور اللہ سے مانگنا یہ بھی ذکر ہے لہذا معلوم ہوا کہ بغیر طہارت کے بھی ذکر اللہ جائز ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ.

(٥٦٠) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

ترجمہ: اور حضرت عائشہؓ سے بھی اس سلسلہ میں کچھ مروی ہے:

حدیث (۵۶۰): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

وضاحت: فریق ثالث کی طرف سے تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ آپ طہارت اور عدم طہارت دونوں حالتوں میں ذکر اللہ کیا کرتے تھے۔

فَفِي هٰذَا إِبَاحَةُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَالِ الْجَنَابَةِ, وَلَيْسَ فِيهِ, وَلَا فِي حَدِيثِ أَبِي ظَبْيَةَ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ. وَفِي حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَيَانُ فَرْقِ مَا بَيْنَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ, وَذِكْرِ اللهِ تَعَالَى, فِي حَالِ الْجَنَابَةِ.

ترجمہ: تو اس میں حالت جنابت میں بھی اللہ عزوجل کے ذکر کی اباحت ہے، اور اس حدیث میں اور ابوظبیہ کی حدیث میں تلاوت قرآن سے متعلق کوئی بات نہیں ہے، اور حضرت علیؓ کی روایت کے اندر حالت جنابت میں تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ کے مابین فرق کا بیان ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ ایک سوال مقدر کا جواب دے رہے ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایت اور حضرت ابوظبیہؒ کی روایت (نمبر ۵۵۷) جو ماقبل میں گزری ان دونوں سے ہر حال میں ذکر اللہ کا جواز ثابت ہوتا ہے خواہ حالت جنابت یا حالت حیض میں ہی کیوں نہ ہو، اور ذکر اللہ میں قراءتِ قرآن بھی داخل ہے، لہٰذا جنبی اور حائضہ کے لئے تلاوت قرآن کا جواز بھی ثابت ہو جانا چاہئے۔

امام طحاویؒ نے اس کے دو جواب دیئے ہیں، پہلا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ اور ابوظبیہؒ کی روایات سے ذکر اللہ کا جواز ضرور ثابت ہوتا ہے لیکن تلاوتِ کلام اللہ کا ان روایات میں ذکر نہیں ہے، اور حضرت علیؓ کی روایت (نمبر ۵۵۵) جو ماقبل میں آئی ہے اس میں صراحت ہے کہ تلاوتِ کلام اللہ حالت جنابت اور حالت حیض میں جائز نہیں، تو یہ روایت ناطق ہوئی اور مذکورہ صحابہ کی روایات قرآن کریم کے بارے میں ساکت ہیں، تو ساکت کے مقابلے میں ناطق روایت راجح ہوگی، اسلئے جنبی کے لئے تلاوتِ کلام اللہ جائز نہیں ہوگی۔

وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا النَّهْيُ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي حَالِ الْجَنَابَةِ:

(۵۶۱) مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ الْقُرْآنَ.

(۵۶۲) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، ح،

(۵۶۳) وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَا: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي الْكَنُودِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُبَادَةَ الْغَافِقِيِّ، قَالَ: أَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ، فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَجَرَّنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ هٰذَا أَخْبَرَنِي أَنَّكَ أَكَلْتَ وَأَنْتَ جُنُبٌ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا تَوَضَّأْتُ أَكَلْتُ وَشَرِبْتُ، وَلٰكِنِّي لَا أُصَلِّي، وَلَا أَقْرَأُ حَتّٰى أَغْتَسِلَ.

فَفِي هٰذَيْنِ الْأَثَرَيْنِ مَنْعُ الْجُنُبِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَفِي أَحَدِهِمَا مَنْعُ الْحَائِضِ مِنْ ذٰلِكَ. فَثَبَتَ بِمَا فِي هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ، مَعَ مَا فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذِكْرِ اللهِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي حَالِ الْحَدَثِ غَيْرِ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ. وَأَنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ خَاصَّةً، مَكْرُوهَةٌ فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ.

ترجمہ: اورحالت جنابت میں تلاوت قرآن کی ممانعت بھی روایات میں آئی ہے:

حدیث (۵۶۱): حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنبی اور حائضہ قرآن کی تلاوت نہ کریں۔

حدیث (۵۶۳): مالک بن عبادہ غافقیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنابت کی حالت میں کچھ کھایا تو میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو اس کی خبر دی، تو وہ مجھ کو کھینچتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص نے مجھ کو خبر دی ہے کہ آپؐ نے جنابت کی حالت میں کچھ تناول فرمایا ہے، تو آپؐ نے فرمایا: ہاں جب میں وضو کر لیتا ہوں تو کھا پی لیتا ہو، لیکن میں نماز اور قرآن نہیں پڑھتا جب تک غسل نہ کرلوں۔

تو ان دونوں روایتوں میں جنبی کو تلاوت قرآن سے منع کیا گیا ہے اور ان میں سے ایک میں حائضہ کو بھی اس سے منع کیا گیا ہے، تو ان دونوں روایتوں کے مضمون اور حضرت علیؓ کی روایت کے مضمون سے یہ ثابت ہو گیا کہ حالتِ حدث میں ذکر اللہ اور تلاوتِ قرآن میں کوئی حرج نہیں ہے سوائے جنابت اور حیض کی حالت کے، اور یہ کہ جنابت اور حیض کی حالت میں صرف تلاوت قرآن ممنوع ہے۔

وضاحت: ماقبل کی عبارت میں ایک سوال مقدر کا جواب دیا گیا تھا، یہاں سے اسی سوال کا دوسرا جواب دے رہے ہیں کہ حضرت علیؓ کے علاوہ حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں بھی اس بات کی صراحت موجود ہے کہ جنبی اور حائضہ کے لئے تلاوتِ کلام اللہ جائز نہیں ہے، لہٰذا ان دونوں روایتوں اور

حضرت علیؓ کی روایات کو سامنے رکھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حدث اصغر کی حالت میں بشمول تلاوتِ کلام اللہ تمام اذکار جائز ہیں، اور حدث اکبر کی حالت میں تلاوتِ کلام اللہ کے علاوہ تمام اذکار جائز ہیں۔

فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ أَيُّ هَذِهِ الْآثَارِ تَأَخَّرَ؟ فَنَجْعَلَهُ نَاسِخًا لِمَا تَقَدَّمَ ,فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ.

(٥٦٤) فَإِذَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ :ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ ,عَنْ شَيْبَانَ ,عَنْ جَابِرٍ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ الْفَغْوَاءِ ,عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَهْرَاقَ الْمَاءَ إِنَّمَا نُكَلِّمُهُ فَلَا يُكَلِّمُنَا ,وَنُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَلَا يَرُدُّ عَلَيْنَا ,حَتَّى نَزَلَتْ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ".

فَأَخْبَرَ عَلْقَمَةُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,أَنَّ حُكْمَ الْجُنُبِ كَانَ عِنْدَهُ ,قَبْلَ نُزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ ,أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ وَأَنْ لَا يَرُدَّ السَّلَامَ ,حَتَّى نَسَخَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآيَةِ ,فَأَوْجَبَ بِهَا الطَّهَارَةَ عَلَى مَنْ أَرَادَ الصَّلَاةَ خَاصَّةً. فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي الْجَهْمِ ,وَحَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْمُهَاجِرِ ,مَنْسُوخَةٌ كُلُّهَا ,وَأَنَّ الْحُكْمَ الَّذِي فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُتَأَخِّرٌ عَنِ الْحُكْمِ الَّذِي فِيهَا.

ترجمہ: تو ہم نے ارادہ کیا کہ غور کریں کہ ان روایات میں سے کون سی روایات مؤخر ہیں تا کہ ان کو پہلی روایات کے لئے ناسخ بنائیں، چنانچہ ہم نے اس سلسلہ میں غور کیا تو (ہم کو یہ روایات مل گئیں):

حدیث (۵۶۴): حضرت علقمہ بن الفغواءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پیشاب سے فارغ ہو جاتے تو ہم آپ سے بات کرتے لیکن آپ ہم سے بات نہ کرتے، اور ہم آپ کو سلام کرتے لیکن آپ ہم کو جواب نہ دیتے یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ"۔

اس حدیث میں حضرت علقمہؓ نے نبی ﷺ کے متعلق خبر دی ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے آپ ﷺ کے نزدیک جنابت کا حکم یہ تھا کہ اس حالت میں نہ تو گفتگو کی جائے اور نہ سلام کا جواب دیا جائے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اس آیت کے ذریعہ یہ حکم منسوخ کر دیا، اور اس آیت کے ذریعہ صرف اس شخص پر طہارت کو واجب کیا گیا جو نماز کا ارادہ کرے، تو اس سے ثابت ہو گیا کہ ابوالجہمؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور مہاجر بن قنفذؓ کی روایات منسوخ ہیں، اور وہ حکم جو حضرت علیؓ کی روایت میں ہے اِن روایات کے حکم سے مؤخر ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثالث کی جانب سے فریق اول اور فریق ثانی کے دلائل کے جوابات دے رہے ہیں، پہلا جواب یہ ہے کہ باب کے شروع میں جو روایات آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بدونِ طہارت ذکر اللہ جائز نہیں ہے، اور حضرت عائشہؓ اور علیؓ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بدونِ طہارت ذکر اللہ جائز ہے، تو روایات میں تعارض پیدا ہو گیا، لہذا ہم نے غور کیا تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ باب کے شروع میں جو روایات آئی ہیں وہ منسوخ ہیں، اور نسخ کی دلیل حضرت علقمہ بن الفغواءؓ کی یہ مذکورہ روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پیشاب وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد کسی سے سلام و کلام نہیں فرماتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ" نازل فرمائی تو آپ ﷺ نے اس معمول کو ترک کر دیا۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہؓ نے اس حدیث میں اس بات کی خبر دی ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محدث کا حکم یہ تھا کہ وہ نہ کلام کرے اور نہ سلام کا جواب دے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ اس حکم کو منسوخ فرما دیا، اور حکم یہ دیا کہ طہارت صرف اس شخص پر واجب ہے جو نماز کا ارادہ رکھتا ہو، لہذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوجہمؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، اور مہاجر بن قنفذؓ کی روایات (نمبر ۵۳۵ تا ۵۴۱) جن میں بدونِ طہارت ذکر اللہ کا عدم جواز مذکور ہے منسوخ ہیں، اور حضرت علیؓ کی روایت (نمبر ۵۵۱ تا ۵۵۶، ۵۶۰) جس میں بدونِ طہارت ذکر اللہ کا جواز مذکور ہے ناسخ ہے، لہذا اسی پر عمل واجب ہوگا۔

وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا مَا

(۵۶۵) حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ

عُمَرَ يَقْرَآنِ الْقُرْآنَ ,وَهُمَا عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ.

(٥٦٦)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ:ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

(٥٦٧)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، قَالَ :ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، ح

(٥٦٨)وَحَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

(٥٦٩)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ، قَالَ :ثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ:ثنا هَمَّامٌ، قَالَ:ثنا قَتَادَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ حِزْبَهُ وَهُوَ مُحْدِثٌ.

(٥٧٠)حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ ,قَالَ :ثنا حَمَّادٌ قَالَ:أَخْبَرَنِي الْأَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ ,عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ أَبَانُ ,قَالَ :قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :إِذَا أَهَرَقْتُ الْمَاءَ اذْكُرِ اللهَ؟ قَالَ:أَيُّ شَيْءٍ إِذَا أَهَرَقْتُ الْمَاءَ؟ قَالَ :إِذَا بُلْتُ, قَالَ:نَعَمْ ,اذْكُرِ اللهَ.

فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَدْ رَوَيَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَرُدَّ السَّلَامَ فِي حَالِ الْحَدِيثِ حَتَّى يَتَيَمَّمَ ,وَهُمَا فَقَدْ قَرَآ الْقُرْآنَ فِي حَالِ الْحَدَثِ .فَلا يَجُوزُ ذَلِكَ عِنْدَنَا ,إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ النَّسْخُ أَيْضًا عِنْدَهُمَا.

ترجمہ: اوراس (شروع باب کی احادیث کے منسوخ ہونے) پر یہ احادیث بھی دلالت کرتی ہیں:

حدیث (۵۶۵): سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ بغیر وضو کے قرآن پڑھا کرتے تھے۔

حدیث (۵۶۹): ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ قرآن میں اپنا متعین کردہ حصہ پڑھتے تھے جب کہ وہ محدث ہوتے تھے۔

حدیث (۵۷۰): ازرق بن قیسؒ نے ایک شخص سے روایت کیا جس کو ابان کہا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا: کیا میں پانی بہانے کے بعد اللہ کا ذکر کروں؟ ابن عمرؓ نے پوچھا: پانی بہانے کا کیا مطلب ہے؟ تو ابان نے کہا: جب میں پیشاب سے فارغ ہو جاؤں، تو ابن عمرؓ نے فرمایا: ہاں تم ذکر اللہ کر سکتے ہو۔

تو یہ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ ہیں، ان دونوں نے نبی ﷺ کے متعلق بیان کیا ہے کہ آپؐ حالت حدث میں سلام کا جواب نہیں دیتے تھے جب تک کہ تیمم نہ کر لیتے، اور ان ہی دونوں حضرات نے حالت حدث میں قرآن کی تلاوت کی، تو یہ ہمارے نزدیک ممکن نہیں ہے مگر جب کہ ان کے نزدیک بھی نسخ ثابت ہو چکا ہو۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نسخ کی دوسری دلیل پیش کر رہے ہیں کہ جن صحابہ کی روایات باب کے شروع میں گزری ہیں ان کا عمل اور فتویٰ ان کی روایات کے خلاف ہے، اور ضابطہ یہ ہے کہ جب راوی کا عمل یا فتویٰ اپنی روایت کے خلاف ہو تو اس کی بیان کردہ روایت منسوخ ہوتی ہے، تو معلوم ہوا کہ شروع باب کی روایات منسوخ ہیں۔

وَقَدْ تَابَعَهُمَا عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مِنْ هَذَا قَوْمٌ.

(۵۷۱) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ ,قَالَ:ثنا حَجَّاجٌ ,قَالَ :ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ حَمَّادٍ الْكُوفِيِّ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ :أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُقْرِءُ رَجُلًا ,فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى شَاطِءِ الْفُرَاتِ كَفَّ عَنْهُ الرَّجُلُ . فَقَالَ لَهُ :مَا لَكَ؟ قَالَ :أَحْدَثْتُ ,قَالَ:اقْرَأْ فَجَعَلَ يَقْرَأُ, وَجَعَلَ يَفْتَحُ عَلَيْهِ.

(۵۷۲) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَلْمَانَ أَنَّهُ أَحْدَثَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ .فَقِيلَ لَهُ :أَتَقْرَأُ وَقَدْ أَحْدَثْتَ؟ قَالَ :نَعَمْ ,إِنِّي لَسْتُ بِجُنُبٍ.

(۵۷۳) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، قَالَ :سَأَلْتُ قَتَادَةَ عَنِ الرَّجُلِ، يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ,وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ. فَقَالَ :سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رُبَّمَا قَرَأَ السُّورَةَ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ.

(٥٧٤) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

(٥٧٥) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

فَقَدْ ثَبَتَ بِتَصْحِيحِ مَا رَوَيْنَا .نَسْخُ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَنْ تَابَعَهُ ,وَثُبُوتُ حَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى مَا قَدْ شَدَّهُ مِنْ أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ .فَبِذَلِكَ نَأْخُذُ فَنَكْرَهُ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ قِرَاءَةَ الْآيَةِ تَامَّةً ,وَلَا نَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا لِلَّذِي عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ ,وَلَا نَرَى لَهُمْ جَمِيعًا بَأْسًا بِذِكْرِ اللهِ تَعَالَى.

ترجمہ: اور یہ عمل جو ان دونوں حضرات نے کیا ہے اس پر (صحابہ کی) ایک جماعت نے ان کی متابعت کی ہے۔

حدیث (۵۷۱): ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے، جب وہ فرات کے کنارے پر پہنچے تو وہ شخص تلاوت سے رک گیا، ابن مسعودؓ نے پوچھا: تم کو کیا ہوا؟ تو اس شخص نے کہا: مجھے حدث لاحق ہو گیا، اس پر ابن مسعودؓ نے فرمایا: پڑھتے رہو، چنانچہ وہ شخص پڑھنے لگا اور آپ اس کو لقمہ دیتے رہے۔

حدیث (۵۷۲): عزرہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت سلمان فارسیؓ کے متعلق بیان کیا کہ ان کو حدث لاحق ہو گیا، پھر وہ تلاوت کرنے لگے تو ان سے کہا گیا: کہ آپ تلاوت کر رہے ہیں حالانکہ آپ محدث ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں، میں جنبی تو نہیں ہوا۔

حدیث (۵۷۳): شعبہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے قتادہؒ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بغیر طہارت کے تلاوت قرآن کرے، تو قتادہؒ نے فرمایا کہ میں نے سعید بن المسیبؒ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بسا اوقات عدم طہارت کی حالت میں قرآن کی سورت پڑھتے تھے۔

تو ہماری بیان کردہ روایات کو تطبیق دینے سے ابن عباسؓ اور ان کی متابعت کرنے والوں کی حدیث کا

منسوخ ہونا ثابت ہوگیا، اور ثابت ہوگیا حضرت علیؓ کی حدیث کا صحیح ہونا اس کو تقویت دینے والے صحابہ کے اقوال کے ساتھ، تو ہم اسی کو لیتے ہیں اور جنبی اور حائضہ کے لئے پوری آیت کی تلاوت کو نا جائز سمجھتے ہیں، اور اس شخص کے لئے تلاوت قرآن میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جس کا وضو نہ ہو، اور ہم ان سب (جنبی، حائضہ اور محدث) کے لئے ذکر اللہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فرما رہے ہیں کہ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام مثلاً عبداللہ بن مسعودؓ، سلمان فارسیؓ اور ابو ہریرہؓ کا فتویٰ اور عمل بھی یہی ہے کہ حالت حدث میں تلاوت قرآن جائز ہے۔

فقد ثبت بتصحیح ما روینا الخ: ماقبل میں امام طحاویؒ نے شروع باب کی روایات کے منسوخ ہونے پر دو دلیلیں پیش کی تھیں، ان دلیلوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مہاجر بن قنفذؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ کی روایات جن میں بدون طہارت تلاوت قرآن کا عدم جواز مذکور ہے وہ سب روایات منسوخ ہیں، اور حضرت علیؓ کی روایت اور اس کے موافق دیگر صحابہ کے اقوال جن میں تفصیل کے ساتھ جنبی اور حائضہ کے لئے تلاوتِ قرآن کے عدم جواز اور دیگر اذکار کے جواز کا حکم مذکور ہے وہ سب ثابت اور قابل عمل ہیں۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فِی مَنْعِ الْجُنُبِ أَیْضًا مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ ,مَا یُوَافِقُ مَا قُلْنَا:

(۵۷۶) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّیْرَفِیُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: ثنا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِیقٍ، عَنْ عُبَیْدَةَ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یَكْرَهُ أَنْ یَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَهُوَ جُنُبٌ.

(۵۷۷) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا أَبِیْ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ بِإِسْنَادِهِ.

فَهٰذَا عِنْدَنَا أَوْلَى مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ لِمَا قَدْ وَافَقَهُ مِمَّا قَدْ رَوَیْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ,فِی حَدِیثِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا وَأَبِی مُوسَى ,وَمَالِكِ بْنِ عُبَادَةَ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِی حَنِیفَةَ ,وَأَبِی یُوسُفَ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: نیز حضرت عمر بن خطابؓ سے بھی جنبی کو تلاوت قرآن سے منع کرنے کے سلسلے میں ہمارے قول کے موافق روایات مروی ہیں:

حدیث (۵۷۶): عبیدہ بن عمرو سلمانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حالت جنابت میں تلاوت قرآن کو نا پسند کرتے تھے۔

تو یہ ہمارے نزدیک ابن عباسؓ کے قول کے مقابلے میں راجح ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ روایات اس کے موافق ہیں جن کو ہم بیان کر چکے ہیں علی بن ابی طالبؓ، ابن عمرؓ، ابو موسیٰؓ اور مالک بن عبادہؓ کی روایات کے ذیل میں، اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا فتویٰ اور عمل بھی یہی ہے کہ جنبی کے لئے قرأت قرآن جائز نہیں ہے البتہ محدث کے جائز ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيْضًا ,مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ مَا رَوَاهُ نَافِعٌ عَنْهُ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِيمَا تَقَدَّمَ فِي كِتَابِنَا هَذَا.

(۵۷۸) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ ,فَطَعِمَ ,فَقِيلَ لَهُ :أَلَا تَتَوَضَّأُ فَقَالَ :إِنِّي لَا أُرِيدُ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَتَوَضَّأَ.

(۵۷۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ :ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۵۸۰) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ :ثنا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۵۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، قَالَ :ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرٍو، مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

أَفَلَا تَرَى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قِيلَ لَهُ: أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: لَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَتَوَضَّأَ فَأَخْبَرَ أَنَّ الْوُضُوءَ إِنَّمَا يُرَادُ لِلصَّلَاةِ ,لَا لِلذِّكْرِ. فَهٰذَا مُعَارِضٌ لِمَا رَوَيْنَاهُ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ. وَهٰذَا أَوْلَى لِأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَمِلَ بِهِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فَدَلَّ عَمَلُهُ بِهِ ,عَلَى أَنَّهُ هُوَ النَّاسِخُ.

ترجمہ: اور ابن عباسؓ سے بھی ایسی بات مروی ہے جو اُن کی اُس بات کے خلاف پر دلالت کرتی ہے جو ان سے محمد بن ثابتؒ کی روایت کے اندر نافعؒ نے نقل کی ہے جس کو ہم اس کتاب کے گزشتہ حصے میں ذکر کر چکے ہیں۔

حدیث (۵۷۸): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے اور کچھ تناول فرمایا، تو آپؐ سے عرض کیا گیا: کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا: میرا نماز کا ارادہ نہیں ہے کہ میں وضو کروں۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ وضو نہیں کریں گے؟ تو آپؐ نے جواب دیا کہ میرا نماز کا ارادہ نہیں ہے کہ میں وضو کروں، تو آپؐ نے اس بات کی خبر دی کہ وضو صرف نماز کے لئے کیا جاتا ہے نا کہ ذکر کے لئے، تو یہ ابن عباسؓ کی اس روایت کے معارض ہے جو ہم نے شروع باب میں نقل کی، اور یہ روایت راجح ہے اس لئے کہ ابن عباسؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسی پر عمل کیا، تو ابن عباسؓ کا اس روایت پر عمل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہی روایت ناسخ ہے۔

وضاحت: شروع باب کی ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حالت حدث میں ذکر اللہ جائز نہیں ہے۔ اب یہاں امام طحاویؒ ابن عباسؓ ہی سے ایسی روایت نقل کر رہے ہیں جس سے حالت حدث میں ذکر اللہ کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ابن عباسؓ کی یہ روایت شروع باب والی روایت سے راجح ہے کیونکہ خود ابن عباسؓ کا عمل آپؐ کی وفات کے بعد اسی پر رہا ہے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ کی شروع باب والی روایت منسوخ ہے۔

فَإِنْ عَارَضَ فِي ذَٰلِكَ مُعَارِضٌ

(۵۸۲) بِمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: أنا زُهَيْرٌ، قَالَ: ثنا جَابِرٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَلَاءَ، إِلَّا تَوَضَّأَ حِينَ يَخْرُجُ مِنْهُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

قَالُوا: فَهَٰذَا يَدُلُّ عَلَى فَسَادِ مَا رَوَيْتُمُوهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ. قِيلَ لَهُ: مَا فِي هَٰذَا دَلِيلٌ عَلَى مَا ذَكَرْتَ، لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَانَ يَتَوَضَّأُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ وَلَا يَتَوَضَّأُ إِذَا بَالَ فَيَكُونُ ذَٰلِكَ الْحِينُ، حِينَ حَدَثٍ قَدْ كَانَ يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ. فَيَكُونُ مَعْنَى قَوْلِهَا كَانَ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي كُلِّ أَحْيَانِهِ أَيْ فِي حِينِ طَهَارَتِهِ وَحَدَثِهِ، حَتَّى لَا يَتَضَادَّ الْآثَارُ. مَعَ أَنَّهُ قَدْ خَالَفَ ذَٰلِكَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَالَ: لَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَتَوَضَّأُ، فَدَلَّ ذَٰلِكَ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَتَوَضَّأُ إِلَّا وَهُوَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی اعتراض کرنے والا اس سلسلہ میں اس حدیث کو لے کر اعتراض کرے:

حدیث (۵۸۲): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی بیت الخلاء جاتے تو باہر آ کر نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے۔

تو یہ لوگ کہیں کہ یہ حدیث اس روایت کے فساد پر دلالت کرتی ہے جو تم نے حضرت عائشہؓ ہی سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ اس حدیث میں آپ کی کہی ہوئی بات پر کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ ممکن ہے کہ آپ اس وقت وضو کرتے ہوں جب آپ بیت الخلاء (بڑے استنجے) سے فارغ ہوتے ہوں، اور اس وقت وضو نہ کرتے ہوں جب آپؐ پیشاب سے فارغ ہوتے ہوں، تو یہ وقت (پیشاب سے فراغت کے بعد کا وقت) ہی وہ وقتِ حدث ہے جس میں آپؐ ذکر

اللہ کیا کرتے تھے، تو حضرت عائشہؓ کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ آپؐ تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے یعنی طہارت اور (چھوٹے) حدث کے وقت میں، تا کہ روایات آپس میں متعارض نہ ہوں، نیز یہ حدیث ابن عباسؓ کی اس حدیث کے بھی مخالف ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میرا نماز کا ارادہ نہیں ہے کہ میں وضو کروں، تو اس حدیث نے اس بات پر دلالت کی کہ آپؐ وضو اسی وقت کرتے تھے جب آپ کا نماز کا ارادہ ہوتا تھا۔

وضاحت: امام طحاویؒ ایک اعتراض نقل کر رہے ہیں، اعتراض یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ نبی ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے، اور حضرت عائشہؓ ہی دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ آپؐ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو فوراً وضو کیا کرتے تھے، تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضورؐ ہمیشہ وضو کی حالت میں رہتے تھے اور ذکر اللہ بھی طہارت کی حالت میں کرتے تھے، لہذا ''کل احیان'' والی روایت سے آپ کا استدلال باطل ہو گیا، اس لئے کہ اس روایت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی ﷺ حالت طہارت میں ہی اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

اس اعتراض کا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ نبی ﷺ کا وضو فرمانے کا اہتمام خاص طور پر بڑے استنجاء کے بعد تھا، چھوٹے استنجاء کے بعد آپؐ یہ اہتمام نہیں فرماتے تھے، پس حضرت عائشہؓ کے قول ''کان یذکر الله علی کل أحیانه'' کا مطلب یہ ہوگا کہ آپؐ طہارت کی حالت میں بھی ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور چھوٹے استنجاء کے بعد حالت حدث میں بھی ذکر اللہ کیا کرتے تھے، نیز حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ابن عباسؓ کی اس روایت کے بھی خلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد وضو نہ فرمانے پر بعض صحابہ کو تردد ہوا اور انہوں نے عرض کیا: کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا: أرید الصلاة فأتوضأ؟ کیا میں نماز کا ارادہ کر رہا ہوں کہ وضو کروں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپؐ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد وضو کا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ إِخْبَارًا مِنْهَا عَمَّا كَانَ يَفْعَلُ قَبْلَ نُزُولِ الْآيَةِ، وَمَا فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ إِخْبَارًا مِنْهَا بِمَا كَانَ يَفْعَلُ بَعْدَ نُزُولِ الْآيَةِ، حَتَّى يَتَّفِقَ مَا رُوِيَ عَنْهَا، وَمَا رُوِيَ عَنْ غَيْرِهَا وَلَا يَتَضَادُّ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ.

ترجمہ: اور اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت عائشہؓ کی اس روایت میں آپؐ کے اس فعل کی خبر دی گئی ہو جو آپ آیت "یا ایھا الذین آمنوا الخ " کے نزول سے پہلے کیا کرتے تھے، اور جو بات خالد بن سلمہ کی روایت (نمبر ۵۶۰ میں جو حضرت عائشہؓ سے ہی مروی ہے) میں ہے وہ آپؐ کے اس فعل کی خبر دینے کے لئے ہو جو آپ نزول آیت کے بعد کرتے تھے، تا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی احادیث اور دیگر صحابہ سے مروی احادیث میں تطبیق ہو جائے اور ان میں سے کسی میں بھی تعارض نہ رہے۔

وضاحت: دوسرا جواب یہ ہے کہ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی دوسری حدیث جس میں آپؐ کے بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد وضو فرمانے کا ذکر ہے دراصل اس روایت میں آپ کا آیت کریمہ یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الخ کے نزول سے پہلے کا عمل ذکر کیا گیا ہے، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پہلی حدیث جس میں کان یذکر اللہ علی کل أحیانه کے الفاظ آئے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ کے آیت کریمہ کے نزول کے بعد کے عمل کو بیان کیا گیا ہے، لہذا حضرت عائشہؓ کی دونوں روایتوں میں توفیق و تطبیق ہو جائے گی اور کوئی تعارض باقی نہیں رہے گا۔

☆☆☆

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ الْغُلَامِ وَالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَا الطَّعَامَ

اس باب کے تحت مسئلہ یہ ہے کہ دودھ پیتے بچے اور بچی جنہوں نے ابھی تک کھانا شروع نہ کیا ہوا کے پیشاب کا کیا حکم ہے اس سلسلہ میں تین مذاہب ہیں۔

(۱) امام شافعیؒ کے ایک قول کے مطابق، اور امام احمد ابن حنبلؒ، اسحاق ابن راہویہؒ اور امام زہریؒ کے نزدیک بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹیں مارنے سے طہارت حاصل ہو جائے گی البتہ بچی کے پیشاب پر چھینٹیں مارنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کو پورے اہتمام کے ساتھ دھویا جائے گا۔

(۲) امام مالکؒ، امام شافعیؒ کے غیر مشہور قول کے مطابق اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک بچے اور بچی دونوں کے پیشاب پر چھینٹیں مارنا کافی ہو جائے گا۔ ان دونوں مذاہب کو امام طحاویؒ نے فریق اول قرار دیا ہے اور یہی حضرات فذہب قوم کے مصداق ہیں۔

(۳)امام ابوحنیفہؒ، ابراہیم نخعیؒ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں بچے اور بچی دونوں کے پیشاب سے طہارت حاصل کرنے کے لئے غسل ضروری ہے۔ چھینٹیں مارنا کافی نہیں۔ یہی حضرات وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی ہیں۔

(٥٨٣) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، قَالَ: ثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّضِيعِ: يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ.

(٥٨٤) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَابُوسِ بْنِ الْمُخَارِقِ، عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، بَالَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَعْطِنِي ثَوْبَكَ أَغْسِلْهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنَ الْأُنْثَى، وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ.

(٥٨٥) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٥٨٦) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، وَاللَّيْثُ، وَعَمْرٌو، وَيُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

(٥٨٧) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٥٨٨) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أنا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ وَيَدْعُو لَهُ .فَبَالَ عَلَيْهِ .فَدَعَا بِمَاءٍ .فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ .
قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى التَّفْرِيقِ بَيْنَ حُكْمِ بَوْلِ الْغُلَامِ .وَبَوْلِ الْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَا الطَّعَامَ . فَقَالُوا :بَوْلُ الْغُلَامِ طَاهِرٌ .وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ نَجِسٌ.

ترجمہ: حدیث (۵۸۳): حضرت علیؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے دودھ پیتے بچے کے متعلق فرمایا: لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے۔

حدیث (۵۸۴): حضرت لبابہ بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسین بن علیؓ نے نبی ﷺ کے اوپر پیشاب کردیا، میں نے عرض کیا کہ آپ اپنے کپڑے مجھے دیدیجئے تاکہ میں ان کو دھودوں، تو آپؐ نے فرمایا: صرف لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب سے چھینٹے مارے جاتے ہیں۔

حدیث (۵۸۶): حضرت ام قیس بنت محصنؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بچہ کو لے کر، جس نے ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کو اپنی گود میں بٹھالیا تو اس بچہ نے آپؐ کے کپڑوں پر پیشاب کردیا، آپؐ نے پانی منگوایا اور اس پر چھینٹے ماردیئے، اور اس کو دھویا نہیں۔

حدیث (۵۸۸): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ کو لایا گیا تاکہ آپؐ اس کی تحنیک کردیں (نومولود بچے کے منہ میں کوئی میٹھی چیز چبا کر اوپر کے تالو پر لگادی جاتی ہے تاکہ بچے کے منہ میں پہلے اللہ والے کا جھوٹا پہنچے اس کو تحنیک کہتے ہیں) اور اس کے حق میں دعاء فرمادیں، تو اس بچہ نے آپؐ پر پیشاب کردیا، آپؐ نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا، مگر اس کو دھویا نہیں۔

قال أبو جعفر: تو کچھ لوگ فرق کرنے کی طرف گئے ہیں لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کے درمیان، جب تک وہ کھانا شروع نہ کردیں، چنانچہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ لڑکے کا پیشاب پاک ہے اور لڑکی کا پیشاب ناپاک ہے۔

وضاحت: فریق اول کی دلیل یہ روایات ہیں جن میں آپؐ نے بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کا حکم دیا اور بچی کے پیشاب کو دھونے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ بچی کا پیشاب ناپاک ہے اور بچے کا پاک۔ اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ چھ صحابہ سے چھ سندوں کے ساتھ لائے ہیں۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَٰلِكَ آخَرُونَ ,فَسَوَّوْا بَيْنَ بَوْلَيْهِمَا جَمِيعًا ,وَجَعَلُوهُمَا نَجِسَيْنِ. وَقَالُوا :قَدْ يَحْتَمِلُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ"، إِنَّمَا أَرَادَ بِالنَّضْحِ صَبَّ الْمَاءِ عَلَيْهِ .فَقَدْ تُسَمِّي الْعَرَبُ ذَٰلِكَ نَضْحًا ,وَمِنْهُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ مَدِينَةً يَنْضَحُ الْبَحْرُ بِجَانِبِهَا ,فَلَمْ يَعْنِ بِذَٰلِكَ النَّضْحِ الرَّشَّ.وَلَكِنَّهُ أَرَادَ يَلْزَقُ بِجَانِبِهَا.

ترجمہ: اوراس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی لڑکے اورلڑکی دونوں کے پیشاب کو برابر کہا اور دونوں کو ناپاک قرار دیا، اورکہا کہ نبی ﷺ کا قول "بول الغلام ینضح" اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ آپؐ نے نضح سے مراد اس پر پانی بہانا لیا ہو، اس لئے کہ عرب پانی بہانے کو بھی نضح کہہ دیتے ہیں، اوراسی قبیل سے نبی ﷺ کا یہ قول بھی ہے کہ میں ایک ایسے شہر سے واقف ہوں جس کے کنارے پر دریا بہتا ہے، تو آپؐ نے یہاں نضح سے رَشّ (پانی چھڑکنا) مراد نہیں لیا بلکہ آپؐ کی مراد یہ ہے کہ دریا اس کے کنارے سے مل کر بہتا ہے۔

وضاحت: فریق اول (امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، اسحاق ابن راہویہ) کی دلیل کا امام طحاویؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں نضح کے معنی رَشّ کے نہیں ہیں بلکہ صَبّ یعنی پانی بہانے کے ہیں، اوراس کی دلیل یہ ہے کہ عرب میں نضح بمعنی صَبّ مستعمل ہے اوراس کی شہادت میں آپ کا یہ قول بھی موجود ہے "انی لأعرف مدینة ینضح البحر بجانبها" اس میں آپؐ نے نضح سے مراد صب یعنی پانی بہانا لیا ہے لہذا جب یہاں نضح صب اور غسل کے معنی میں ہے تو آپ حضرات کا اس سے استدلال کرتے ہوئے لڑکے کے پیشاب کو پاک کہنا درست نہیں۔

قَالُوا:وَإِنَّمَا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا لِأَنَّ بَوْلَ الْغُلَامِ يَكُونُ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ ,لِضِيقِ مَخْرَجِهِ ,وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يَتَفَرَّقُ ,لِسَعَةِ مَخْرَجِهِ .فَأَمَرَ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ بِالنَّضْحِ يُرِيدُ صَبَّ الْمَاءِ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ ,وَأَرَادَ بِغَسْلِ بَوْلِ الْجَارِيَةِ أَنْ يُتَتَبَّعَ بِالْمَاءِ لِأَنَّهُ يَقَعُ فِي مَوَاضِعَ مُتَفَرِّقَةٍ ,وَهَٰذَا مُحْتَمَلٌ لِمَا ذَكَرْنَاهُ.

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ نے دونوں کے پیشاب میں فرق اس وجہ سے کیا کہ لڑکے کا پیشاب مخرج تنگ ہونے کی وجہ سے ایک ہی جگہ میں رہتا ہے اور لڑکی کا پیشاب مخرج کے کشادہ ہونے کی وجہ سے پھیل جاتا ہے، اور آپؐ نے لڑکے کے پیشاب میں نضح کا حکم دیا اور مراد یہ تھی کہ ایک جگہ پر پانی ڈال دیا جائے، اور لڑکی کے پیشاب کو دھونے سے مراد یہ تھی کہ پانی کے ذریعہ پیشاب کا تتبع کیا جائے اس وجہ سے کہ لڑکی کا پیشاب مختلف جگہوں پر گرتا ہے، اور یہ تفصیل ان احادیث کی محتمل ہے جن کو ہم نے بیان کیا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نے ایک سوال مقدر کا جواب دیا ہے، سوال یہ ہے کہ جب بولِ غلام اور بولِ جاریہ دونوں ناپاک ہیں اور دونوں کے لئے دھونے کا حکم ہے تو آپؐ نے دونوں کے لئے الگ الگ الفاظ کیوں استعمال فرمائے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ بولِ غلام اور بولِ جاریہ کے درمیان فرق ہے، اور وہ یہ ہے کہ بچے کا پیشاب مخرج کے تنگ ہونے کی بناء پر ایک جگہ پر گرتا ہے پھیلتا نہیں ہے لہذا صرف اس جگہ پر پانی بہا دینا کافی ہوگا، اور بچی کا پیشاب مخرج کے نسبتاً کشادہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ نہیں گرتا بلکہ پھیل جاتا ہے اس لئے ایک جگہ پر پانی بہا دینا کافی نہیں ہوگا بلکہ تتبع اور اہتمام کے ساتھ دھونا ضروری ہوگا، اس لئے آپؐ نے دونوں کے لئے الگ الگ الفاظ استعمال فرمائے۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِینَ ,مَا یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِكَ. فَمِنْ ذٰلِكَ:

(٥٨٩) مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ ,قَالَ:ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ قَتَادَةَ ,عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ ,أَنَّهُ قَالَ:الرَّشُّ بِالرَّشِّ ,وَالصَّبُّ بِالصَّبِّ ,مِنَ الْأَبْوَالِ كُلِّهَا.

(٥٩٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَیْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ قَالَ:بَوْلُ الْجَارِیَةِ یُغْسَلُ غَسْلًا ,وَبَوْلُ الْغُلَامِ یُتَّبَعُ بِالْمَاءِ.

أَفَلَا تَرَی أَنَّ سَعِیدًا قَدْ سَوَّی بَیْنَ حُكْمِ الْأَبْوَالِ كُلِّهَا مِنَ الصِّبْیَانِ وَغَیْرِهِمْ، فَجَعَلَ مَا كَانَ مِنْهُ رَشًّا ,یَطْهُرُ بِالرَّشِّ ,وَمَا كَانَ مِنْهُ صَبًّا یَطْهُرُ بِالصَّبِّ .لَیْسَ أَنَّ بَعْضَهَا عِنْدَهُ طَاهِرٌ ,وَبَعْضَهَا غَیْرُ طَاهِرٍ ,وَلٰكِنَّهَا كُلَّهَا عِنْدَهُ نَجِسَةٌ وَفَرْقٌ بَیْنَ التَّطَهُّرِ مِنْ نَجَاسَتِهَا عِنْدَهُ ,بِضِیقِ مَخْرَجِهَا وَسَعَتِهِ.

ترجمہ: اور بعض متقدمین سے بھی ایسی روایات مروی ہیں جو اسی بات پر دلالت کرتی ہیں:

حدیث (۵۸۹): حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رَشّ رَشّ کی وجہ سے ہوگا اور صَبّ صَبّ کی وجہ سے لڑکا و لڑکی دونوں کے پیشاب میں (یعنی جس کا پیشاب رَشّ کی صورت میں ہوگا اس کے ساتھ رَشّ کیا جائے گا اور جس کا پیشاب صَبّ کی صورت میں ہوگا اس کے ساتھ صَبّ ہی کا معاملہ کیا جائے گا یعنی پانی بہا کر دھویا جائے گا)۔

حدیث (۵۹۰): حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: لڑکی کے پیشاب کو اچھی طرح دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب کا پانی سے تتبع کیا جائے گا (یعنی لگا تار پے در پے پانی ڈالا جائے گا)۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ سعید بن المسیبؒ نے بچوں کے پیشاب کا ایک حکم بیان کیا، چنانچہ ان میں سے جس کا پیشاب رش کی صورت میں ہو اس کو رش کے ذریعہ پاک قرار دیا، اور جس کا صب کی صورت میں ہو اس کو صب کے ذریعہ پاک قرار دیا، ایسا نہیں کہ ان میں سے بعض کا پیشاب پاک ہو اور بعض کا ناپاک بلکہ سب کا پیشاب ان کے نزدیک ناپاک ہے، اور ان کے نزدیک نجاست کی تطہیر کے طریقے میں فرق ہے مخرج میں تنگی اور کشادگی کی بناء پر۔

وضاحت: یہ فریق ثانی (امام ابوحنیفہؒ، ابراہیم نخعیؒ اور سفیان ثوری) کی طرف سے فریق اول کے خلاف دلیل ہے، فرماتے ہیں کہ اجلّہ تابعین میں سے حضرت سعید بن میسبؒ فرماتے ہیں کہ رش رش کی وجہ سے ہوگا یعنی اگر پیشاب ایک جگہ پر گرتا ہے تو اس کے اوپر سے اسی طرح پانی گزار دینے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی، اور جو پیشاب متفرق طور پر گرتا ہے خواہ لڑکے کا ہو یا لڑکی کا اس کو پانی سے بھی اسی طرح دھویا جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعید بن میسبؒ کے نزدیک پیشاب ناپاک ہے خواہ لڑکے کا ہو یا لڑکی کا البتہ ان کے نزدیک طریقۂ تطہیر میں فرق ہے، نیز حضرت حسن بصریؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ لڑکی کے پیشاب کو اہتمام کے ساتھ دھویا جائے گا اور لڑکے کا پیشاب جس جگہ لگا ہے صرف اس کو تلاش کر کے وہاں پانی ڈال دیا جائے گا، اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا پیشاب ناپاک ہے اور دونوں کا دھونا ضروری ہے۔

ثُمَّ أَرَدْنَا بَعْدَ ذٰلِكَ ,أَنْ نَنْظُرَ فِي الْآثَارِ الْمَأْثُوْرَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,هَلْ فِيْهَا مَا يَدُلُّ عَلٰى شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْنَا؟ فَنَظَرْنَا فِي

ذٰلِكَ ,فَإِذَا

(۵۹۱)مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ ,عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ ,فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ مَرَّةً ,فَبَالَ عَلَيْهِ ,فَقَالَ:صُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا.

(۵۹۲)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ، قَالَ :ثنا أَسَدٌ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۵۹۳)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ:ثنا أَسَدٌ، قَالَ:ثنا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِصَبِيٍّ، فَبَالَ عَلَيْهِ ,فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

(۵۹۴)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ :وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

وَإِتْبَاعُ الْمَاءِ حُكْمُهُ حُكْمُ الْغَسْلِ ,أَلَا تَرَى أَنَّ رَجُلًا لَوْ أَصَابَ ثَوْبَهُ عَذِرَةٌ ,فَأَتْبَعَهَا الْمَاءَ حَتَّى ذَهَبَ بِهَا ,أَنَّ ثَوْبَهُ قَدْ طَهُرَ.

ترجمه: پھراس کے بعد ہم نے ارادہ کیا کہ نبی ﷺ سے منقول آثار میں غور کریں کہ کیاان میں کوئی ایسی بات ہے جو ہماری بیان کردہ باتوں میں سے کسی پر دلالت کرتی ہے؟ چنانچہ ہم نے اس سلسلہ میں غور کیا تو (ہم کو یہ روایات مل گئیں):

حدیث(۵۹۱): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کولایا جاتا تھا تو آپ ان کے حق میں دعاء فرمادیتے تھے،ایک مرتبہ ایک بچے کولایا گیا تو اس نے آپؐ پر پیشاب کردیا،تو آپؐ نے فرمایا کہ اس پر پانی بہادو۔

حدیث(۵۹۳): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک بچے کولایا گیااوراس نے آپؐ پر پیشاب کردیا،تو آپؐ نے اس پر پانی بہادیااوراس کودھویانہیں۔

اور لگاتار پانی ڈالنے کا حکم وہی ہے جو غسل کا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو نجاست لگ جائے پھر وہ اس پر پے در پے پانی ڈالتا رہے حتیٰ کہ نجاست زائل ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ نضح کو صب کے معنی پر محمول کرنے کے سلسلے میں ہمارے پاس بطور تائید چند روایات موجود ہیں، ایک روایت حضرت عائشہؓ کی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ ایک بچہ کو آپؐ کے پاس لایا گیا تو اس نے آپؐ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے فرمایا: "صبوا علیه الماء صبا" اس پر پانی بہا دو، ملاحظہ کیجئے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں صب کا لفظ آیا ہے اور شروع باب کی روایت جس میں نضح کا لفظ ہے وہ بھی حضرت عائشہؓ ہی سے مروی ہے، تو معلوم ہوا کہ وہاں پر جو لفظ نضح آیا ہے وہ بھی صب کے معنی میں ہے۔

امام طحاویؒ نے حضرت عائشہؓ کی اس روایت کو چار سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے، تیسری سند میں فأتبعه الماء ولم يغسله کے الفاظ آئے ہیں، تو روایات کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ غسل سے مراد اہتمام کے ساتھ دھونا ہوگا اور صب ونضح کے معنی بغیر نچوڑے نجاست کی جگہ پر پانی بہا دینا، اور اتباع الماء کے معنی نجاست کی جگہ کو تلاش کر کے دھو دینا ہوں گے جیسا کہ کپڑے پر کوئی دوسری نجاست لگنے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

> وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فَقَالَ فِيهِ: فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلَيْهِ. وَقَالَ: مَالِكٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ: فَدَعَا بِمَاءٍ، فَصَبَّهُ عَلَيْهِ. فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ النَّضْحَ عِنْدَهُمُ الصَّبُّ.

ترجمہ: اور اس حدیث کو زائدہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا اور انہوں نے اس میں یہ الفاظ ذکر کئے "فدعا بماء فنضحه علیه"، اور مالک، ابو معاویہ اور عبدہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا تو انہوں نے یہ الفاظ ذکر کئے "فدعا بماء فصبه علیه"، تو اس نے اس بات پر دلالت کی کہ نضح ان کے نزدیک صب کے معنی میں ہے۔

وضاحت: نضح بمعنی صب ہونے کی تیسری دلیل یہ ہے کہ ماقبل میں حضرت عائشہؓ کی روایت جس میں نضح کا لفظ آیا ہے اس کو زائدہ بن قدامہ نے ہشام بن عروہ کے طریق سے نقل کیا تھا، اور ہشام بن عروہ

کے زائدہ کے علاوہ تین شاگرد اور ہیں: امام مالک، عبدہ بن سلیمان اور ابومعاویہ، ان تینوں حضرات کی روایت میں نضح کے بجائے صب کا لفظ آیا ہے اور یہ تینوں حضرات زائدہ بن قدامہ کے مقابلے میں زیادہ ثقہ ہیں، تو معلوم ہوا کہ اس روایت میں جو نضح کا لفظ آیا ہے وہ بھی صب کے معنی میں ہے۔

(۵۹۵) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا ابْنُ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِيءَ بِالْحَسَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَأَرَادَ الْقَوْمُ أَنْ يُعْجِلُوهُ، فَقَالَ: ابْنِي ابْنِي، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ صَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

(۵۹۶) حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أنا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۵۹۷) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى بَطْنِهِ أَوْ عَلَى صَدْرِهِ حَسَنٌ أَوْ حُسَيْنٌ، فَبَالَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَوْلَهُ أَسَارِيعَ فَقُمْنَا إِلَيْهِنَّ، فَقَالَ: دَعُوهُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حدیث (۵۹۵): حضرت ابولیلیٰؓ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ اتنے میں حضرت حسنؓ کو لایا گیا اور انہوں نے آپؐ پر پیشاب کر دیا، تو لوگوں نے چاہا کہ جلدی سے ان کو آپؐ پر سے ہٹا دیں، تو آپؐ نے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے یہ میرا بیٹا ہے (اس کو پیشاب کرنے دو) چنانچہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گئے تو آپؐ نے اس پر پانی بہا دیا۔

حدیث (۵۹۷): عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپؐ کے پیٹ یا سینے پر حضرت حسنؓ یا حسینؓ تھے، تو انہوں نے آپؐ پر پیشاب کر دیا یہاں تک کہ میں نے ان کے پیشاب کو دھاروں کی شکل میں بہتا ہوا دیکھا، ہم ان کو

لینے کے لئے اٹھے تو آپ ؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، پھر آپ ؐ نے پانی منگوایا اور اس پر بہادیا۔

وضاحت: نضح بمعنی صب ہونے کی چوتھی دلیل حضرت ابولیلیٰ کی روایت ہے اس میں بھی نضح کی جگہ صب کا لفظ آیا ہے لہذا نضح بمعنی صب ہی ہوگا، اس روایت کو امام طحاویؒ نے تین سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

(۵۹۸) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ :ثنا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ، قَالَتْ :لَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِيهِ ,أَوِ ادْفَعْهُ إِلَيَّ فَلِأَكْفُلَهُ أَوْ أُرْضِعَهُ بِلَبَنِي ,فَفَعَلَ . فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَصَابَ إِزَارَهُ ,فَقُلْتُ لَهُ :يَا رَسُولَ اللهِ ,أَعْطِنِي إِزَارَكَ أَغْسِلْهُ. قَالَ :إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ ,وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَهَذِهِ أُمُّ الْفَضْلِ فِي حَدِيثِهَا هَذَا ,إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ. وَفِي حَدِيثِهَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ ,إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ. فَلَمَّا كَانَ مَا ذَكَرْنَاهُ كَذَلِكَ ,ثَبَتَ أَنَّ النَّضْحَ الَّذِي أَرَادَ بِهِ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ الْمَذْكُورُ هَاهُنَا ,حَتَّى لَا يَتَضَادَّ الْأَثَرَانِ. وَهَذَا أَبُو لَيْلَى فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبَّ عَلَى الْبَوْلِ الْمَاءَ.

ترجمه: حدیث (۵۹۸): حضرت ام الفضلؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کو میرے سپرد کردیجئے تاکہ میں ان کی پرورش کروں، یا (کہا کہ) میں ان کو اپنا دودھ پلاؤں، تو آپ ؐ نے ایسا ہی کیا، پھر میں ان کو لے کر آپ ؐ کے پاس آئی اور ان کو آپ ؐ کے سینے پر لٹادیا، انہوں نے آپ ؐ پر پیشاب کردیا اور پیشاب آپ ؐ کی لنگی تک پہنچ گیا، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی لنگی مجھے دیدیجئے تاکہ میں اس کو دھودوں، تو آپ ؐ نے فرمایا: لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی ڈالا جاتا ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔

قال أبو جعفر: تو یہ ام الفضل ہیں، ان کی اس روایت میں یہ الفاظ ہیں ''انما یصب علی بول الغلام''، اور ان کی اُس روایت میں جس کو ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا یہ الفاظ تھے ''انما ینضح

من بول الغلام"، تو جب صورتحال ایسی ہے جیسی ہم نے بیان کی تو ثابت ہو گیا کہ نضح جو پہلی حدیث میں ہے اس سے مراد صب ہی ہے جو یہاں مذکور ہے، تا کہ دونوں روایتوں میں تعارض نہ رہے۔ اور یہ ابولیلیٰ ہیں ان سے بغیر اختلاف کے یہ مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو پیشاب پر پانی بہاتے ہوئے دیکھا تھا۔

وضاحت: نضح بمعنی صب ہونے کی پانچویں دلیل حضرت ام الفضلؓ کی یہ روایت ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ بچے کے پیشاب پر پانی بہایا جائے گا اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا، چنانچہ اس روایت میں بھی نضح کی جگہ صب کا لفظ آیا ہے، تو کہنا پڑے گا کہ نضح صب کے معنی میں ہے۔

قال أبو جعفر الخ: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ماقبل میں حضرت ام الفضلؓ (لبابہ بنت الحارث) کی روایت میں نضح کا لفظ استعمال کیا گیا تھا جبکہ یہاں پر ان ہی کی روایت میں صب کا لفظ آیا ہے، نیز حضرت ابولیلیٰؓ وغیرہ کی روایت میں صرف صب کا لفظ آیا ہے، لہذا کہنا پڑے گا کہ جہاں جہاں بول غلام کے سلسلے میں نضح کا لفظ آیا ہے وہ صب کے معنی میں ہوگا تا کہ روایات کے درمیان تطبیق ہو جائے اور کسی قسم کا تعارض باقی نہ رہے۔

فَثَبَتَ بِهَذِهِ الْآثَارِ أَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغَسْلُ ,إِلَّا أَنَّ ذَلِكَ الْغَسْلَ ,يُجْزِءُ مِنْهُ الصَّبُّ ,وَأَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْجَارِيَةِ هُوَ الْغَسْلُ أَيْضًا. وَفُرِّقَ فِي اللَّفْظِ بَيْنَهُمَا وَإِنْ كَانَا مُسْتَوِيَيْنِ فِي الْمَعْنَى ,لِلْعِلَّةِ الَّتِي ذَكَرْنَا ,مِنْ ضِيقِ الْمَخْرَجِ وَسَعَتِهِ. فَهَذَا حُكْمُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ.

ترجمہ: تو ان روایات سے ثابت ہو گیا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم غسل ہے مگر اس غسل کی جانب سے صب بھی کافی ہے، اور یہ کہ لڑکی کے پیشاب کا حکم بھی غسل ہی ہے، اور ان دونوں کے درمیان الفاظ کا فرق، اگرچہ معنی میں دونوں برابر ہیں، اس وجہ سے ہے جو ہم بیان کر چکے یعنی مخرج کا تنگ اور کشادہ ہونا، تو یہ اس مسئلہ کا حکم ہے آثار کے طریق سے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بول غلام کا حکم غسل ہے، البتہ اگر صرف پانی بہا دیا جائے تو وہ بھی کافی ہے، اور بول جاریہ کے لئے غسل ضروری ہے صرف پانی بہا دینا کافی نہیں ہوگا، اور دونوں کے لئے الگ الگ الفاظ استعمال کرنے کی وجہ مخرج کا تنگ اور کشادہ ہونا

ہے، جیسا کہ ماقبل میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

وَأَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، فَإِنَّا رَأَيْنَا الْغُلَامَ وَالْجَارِيَةَ، حُكْمُ أَبْوَالِهِمَا سَوَاءٌ، بَعْدَمَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَيْضًا سَوَاءٌ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَا الطَّعَامَ، فَإِذَا كَانَ بَوْلُ الْجَارِيَةِ نَجِسًا فَبَوْلُ الْغُلَامِ أَيْضًا نَجِسٌ. وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور رہی اس مسئلہ کی دلیل نظر کے طریق سے تو ہم نے دیکھا کہ لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کا حکم ان کے کھانے کے لائق ہو جانے کے بعد برابر ہے، تو اس پر قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے کھانے کے لائق ہونے سے پہلے بھی دونوں کا حکم یکساں ہو، تو جب لڑکی کا پیشاب ناپاک ہے تو لڑکے کا پیشاب بھی ناپاک ہوگا۔ اور یہی امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نظر پیش کر رہے ہیں، نظر کا حاصل یہ ہے کہ بچہ اور بچی جب کھانا کھانے لگیں تو ان کے پیشاب کا حکم یکساں ہوتا ہے یعنی ان کا پیشاب ناپاک ہوتا ہے اور غسل ضروری ہوتا ہے، تو نظر اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے کے زمانے میں بھی دونوں کا حکم برابر ہو، اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قبل اکل الطعام بچی کا پیشاب ناپاک ہے لہذا بچہ کا پیشاب بھی ناپاک ہونا چاہئے تاکہ دونوں کا حکم یکساں ہو جائے۔

☆☆☆

بَابُ الرَّجُلِ لَا يَجِدُ إِلَّا نَبِيذَ التَّمْرِ هَلْ يَتَوَضَّأُ بِهِ أَوْ يَتَيَمَّمُ؟

نبیذ تمر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ نبیذ جس میں مٹھاس اور نشہ پیدا نہ ہوا ہو اور اس کی رقت باقی ہو۔ اس قسم کی نبیذ سے بالاتفاق وضو کرنا جائز ہے۔

(۲) وہ نبیذ جس میں مٹھاس اور نشہ پیدا ہو گیا ہو اور اس کی رقت بھی باقی نہ رہی ہو۔ اس قسم کی نبیذ

سے بالاتفاق وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) وہ نبیذ جس میں مٹھاس تو پیدا ہو گئی ہو البتہ اس میں نشہ نہ آیا ہو اور اس کی رقت بھی باقی ہو۔ اس قسم کی نبیذ سے طہارت حاصل کرنے کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں امام طحاویؒ نے دو مذہب بیان کئے ہیں۔

(۱) امام ابو حنیفہؒ، سعید ابن مسیبؒ اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر سفر میں کسی کے پاس نبیذ تمر کے علاوہ پانی موجود نہ ہو تو اس کے لئے نبیذ تمر سے وضو کرنا جائز ہے اور اس کے لئے تیمم کرنا جائز نہ ہوگا۔ یہی حضرات فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہ، امام ابو یوسفؒ، اسحاق ابن راہویہؒ اور خود امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی نبیذ سے کسی بھی صورت میں وضو کرنا جائز نہیں ہے بلکہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کیا جائے گا۔ وخالفھم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی لوگ ہیں۔

(۵۹۹) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ: ثنا قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ، فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَعَكَ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ مَاءٌ؟ قَالَ: مَعِي نَبِيذٌ فِي إِدَاوَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْبِبْ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ بِهِ وَقَالَ: شَرَابٌ وَطَهُورٌ.

(۶۰۰) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَاجَ إِلَى مَاءٍ يَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا النَّبِيذُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ، وَمَاءٌ طَهُورٌ، فَتَوَضَّأَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا نَبِيذَ التَّمْرِ فِي سَفَرِهِ تَوَضَّأَ بِهِ ,وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ . وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

ترجمہ: حدیث (۵۹۹): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لیلۃ الجن میں رسول اللہ کے ساتھ تشریف لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ابن مسعود کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ تو ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس مشکیزے میں نبیذ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ڈالو، چنانچہ آپؐ نے اس سے وضو کیا اور فرمایا: یہ مشروب اور مطہر ہے۔

حدیث (۶۰۰): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ کو وضو کے لئے پانی کی ضرورت پیش آئی، حالانکہ ان کے پاس صرف نبیذ تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے (نبیذ کے متعلق فرمایا کہ یہ): پاک کھجور اور پاک پانی ہے، پھر رسول اللہ نے اس سے وضو کیا۔

قال أبو جعفر: تو کچھ لوگ اس طرف گئے کہ جس شخص کو سفر میں نبیذ تمر کے علاوہ کوئی چیز نہ ملے تو وہ اسی سے وضو کرلے اور ان لوگوں نے اس سلسلہ میں ان مذکورہ احادیث سے استدلال کیا ہے، اور اس طرف جانے والوں میں امام ابوحنیفہؒ بھی ہیں۔

وضاحت: فریق اول (امام ابوحنیفہؒ، سعید ابن مسیبؒ اور امام اوزاعیؒ) کی دلیل میں امام طحاویؒ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت دو سندوں کے ساتھ لائے ہیں جس میں وہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے لیلۃ الجن میں نبیذ تمر سے وضو کیا اور فرمایا: "تمرة طيبة و ماء طهور"، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت سفر میں پانی موجود نہ ہونے کی صورت میں نبیذ تمر سے وضو کرنا جائز ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا: لَا يُتَوَضَّأُ بِنَبِيذِ التَّمْرِ ,وَمَنْ لَمْ يَجِدْ غَيْرَهُ ,تَيَمَّمَ ,وَلَا يَتَوَضَّأُ بِهِ .وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ أَبُو يُوسُفَ . وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِأَهْلِ هَذَا الْقَوْلِ عَلَى أَهْلِ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ إِنَّمَا رُوِيَ مَا ذَكَرْنَا عَنْهُ فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ ,مِنَ الطُّرُقِ الَّتِي وَصَفْنَا

وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الطُّرُقُ طُرُقًا تَقُومُ بِهَا الْحُجَّةُ عِنْدَ مَنْ يَقْبَلُ خَبَرَ الْوَاحِدِ ، وَلَمْ يَجِئْ أَيْضًا الْمَجِيءَ الظَّاهِرَ ، فَيَجِبُ عَلٰى مَنْ يَسْتَعْمِلُ الْخَبَرَ إِذَا تَوَاتَرَتِ الرِّوَايَاتُ بِهِ . فَهٰذَا مِمَّا لَا يَجِبُ اسْتِعْمَالُهُ لِمَا ذَكَرْنَا عَلٰى مَذْهَبِ الْفَرِيقَيْنِ الَّذِينَ ذَكَرْنَا.

ترجمہ: اور اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ نبیذ تمر سے وضو نہیں کیا جائے گا، اور جس کو نبیذ تمر کے علاوہ کوئی چیز نہ ملے وہ تیمم کرے گا اور نبیذ سے وضو نہیں کرے گا، اور اس قول کی طرف جانے والوں میں امام ابو یوسفؒ بھی ہیں۔

اور اس قول والوں کے لئے پہلے قول والوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی جو حدیث ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کی وہ ان سے ہمارے بیان کردہ طرق سے مروی ہے، اور یہ طرق ایسے نہیں ہیں کہ ان کے ذریعہ حجت قائم ہو جائے، ان لوگوں کے نزدیک جو خبر واحد کو قبول کرتے ہیں، نیز یہ حدیث مشہور ہو کر بھی نہیں آئی ہے کہ اس سے استدلال کرنا واجب ہو جائے ان لوگوں پر جو حدیث کو اسی وقت معمول بہا بناتے ہیں جب اس کی روایات مشہور ہو جائیں، تو یہ ان روایتوں میں سے ہے جن پر عمل کرنا ہمارے ذکر کردہ دونوں فریقوں کے مذہب کے مطابق واجب نہیں ہے، اس وجہ سے جس کو ہم نے بیان کیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق ثانی (ائمہ ثلاثہ وغیرہ) کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا جواب دے رہے ہیں کہ آپ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اس کی سند اتنی قوی نہیں ہے کہ اس پر مسئلہ کا مدار ہو، اس لئے کہ اس روایت کو آپ نے دو سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے اور دونوں سندیں ضعیف اور متکلم فیہ ہیں، پہلی سند میں ایک راوی عبداللہ بن لہیعہ ہیں ان پر دو عہد گزرے ہیں، ایک عہد ان کی کتابوں کے جلنے سے پہلے کا ہے اور دوسرا کتابوں کے جلنے کے بعد کا، تو ان کی وہ روایات جو دور اول کی ہیں وہ مقبول ہیں اور دور ثانی کی روایات غیر مقبول ہیں، اور یہ مذکورہ روایت دورِ ثانی کی ہے لہذا یہ روایت ضعیف ہوئی۔

اور دوسری سند کے ضعیف ہونے کی دو وجہیں ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک راوی علی بن زید بن جدعان ہیں اور یہ منکر اور ضعیف راوی ہیں، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ابو رافع مولیٰ آلِ عمر کا عبداللہ بن مسعودؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

نیز اس حدیث پر عمل اس وجہ سے بھی ممکن نہیں ہے کہ نبیذ تمر ماء مطلق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ماء مطلق نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرنے کا حکم دیا ہے، تو اگر تیمم کے بجائے نبیذ تمر سے وضو کرنے کی اجازت دی جائے تو کتاب اللہ پر زیادتی لازم آئے گی اور یہ روایت اس درجہ کی نہیں ہے کہ اس سے کتاب اللہ پر زیادتی کی جائے، اس وجہ سے کہ کتاب اللہ پر زیادتی کے سلسلے میں علماء کی دو رائے ہیں، ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ سند میں کہیں انقطاع نہ ہو اور اسباب ضعف میں سے کوئی سبب موجود نہ ہو اور روایت صحیح سند سے ثابت ہو، اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ کتاب اللہ پر زیادتی کے لئے خبر کا مشہور ہونا اور ضعیف نہ ہونا ضروری ہے، اور مذکورہ روایت نہ تو حدِ شہرت کو پہنچی ہوئی ہے اور نہ اسباب ضعف سے خالی ہے، لہذا دونوں جماعتوں کے نزدیک کتاب اللہ پر زیادتی کے لئے جو شرائط ضروری ہیں وہ یہاں موجود نہیں ہیں، اس لئے یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہوگی۔

وَلَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنِ عَبْدِ اللهِ ,مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَبْدَ اللهِ ,لَمْ يَكُنْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَئِذٍ:

(٦٠١)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ:ثنا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ :قُلْتُ لِأَبِي عُبَيْدَةَ :أَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَقَالَ:لَا.

(٦٠٢)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

فَلَمَّا انْتَفَى عِنْدَ أَبِي عُبَيْدَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَئِذٍ ,وَهَذَا أَمْرٌ لَا يَخْفَى مِثْلُهُ عَلَى مِثْلِهِ ,بَطَلَ بِذَلِكَ مَا رَوَاهُ غَيْرُهُ مِمَّا يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ لَيْلَتَئِذٍ ,إِذْ كَانَ مَعَهُ.

ترجمہ: اور حضرت ابوعبیدہؓ سے ابن مسعودؓ کے متعلق ایسی روایت مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اس رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں تھے:

حدیث (۶۰۱): عمرو بن مرّہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبیدہؓ سے پوچھا کہ کیا لیلۃ الجن میں حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے؟ توانہوں نے فرمایا: نہیں۔
تو جب ابوعبیدہؒ کے نزدیک یہ بات ثابت نہیں ہے کہ ان کے والد اس رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اور اس جیسا معاملہ ان جیسے شخص پر مخفی نہیں رہ سکتا، تو اس سے وہ روایت باطل ہوگئی جو ابوعبیدہؒ کے علاوہ نے بیان کی ہے جس میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ نبیؐ نے یہ عمل کیا تھا (نبیذ سے وضو کرنے کا) جب کہ ابن مسعودؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔

وضاحت: فریق اول کی دلیل کا دوسرا جواب دے رہے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے بیٹے ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ میرے والد لیلۃ الجن کے موقع پر آپؐ کے ساتھ نہیں تھے، پس اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو یہ بات ابوعبیدہؒ سے مخفی نہ رہتی، لہذا یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: اَلْآثَارُ الْأُوَلُ أَوْلَى مِنْ هَذَا لِأَنَّهَا مُتَّصِلَةٌ، وَهَذَا مُنْقَطِعٌ لِأَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا. قِيلَ لَهُ: لَيْسَ مِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ احْتَجَجْنَا بِكَلَامِ أَبِي عُبَيْدَةَ، إِنَّمَا احْتَجَجْنَا بِهِ لِأَنَّ مِثْلَهُ، عَلَى تَقَدُّمِهِ فِي الْعِلْمِ، وَمَوْضِعِهِ مِنْ عَبْدِ اللهِ، وَخُلْطَتِهِ لِخَاصَّتِهِ مِنْ بَعْدِهِ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مِثْلُ هَذَا مِنْ أُمُورِهِ. فَجَعَلْنَا قَوْلَهُ ذَلِكَ حُجَّةً فِيمَا ذَكَرْنَاهُ، لَا مِنَ الطَّرِيقِ الَّذِي وَصَفْتَ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی کہنے والا کہے کہ ماقبل والی روایات اس روایت کے مقابلے میں راجح ہیں اس لئے کہ وہ روایات متصل الاسناد ہیں جبکہ یہ روایت منقطع ہے، اس لئے کہ ابوعبیدہؒ نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔
تو اس سے کہا جائے گا کہ ہم نے ابوعبیدہ کے کلام سے اس جہت سے استدلال نہیں کیا، بلکہ ہم نے ان کے قول سے استدلال اس وجہ سے کیا کہ ان جیسا شخص اس برتری کے ساتھ جو ان کو علم میں حاصل ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ ان کا جو رشتہ ہے اور حضرت ابن مسعودؓ کے بعد ان کے خاص تلامذہ کے ساتھ ان کا جو ملنا جلنا تھا (ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے) اس جیسا معاملہ ان پر پوشیدہ نہیں رہ سکتا، لہذا ہم نے ان کے اس قول کو اس بناء پر حجت قرار دیا ہے نا کہ اس طریقے سے جو آپ نے ذکر کیا (یعنی سند کے اتصال اور انقطاع کے لحاظ سے)۔

وضاحت: فریق ثانی کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس پر امام طحاویؒ یہ اشکال پیش کر رہے

ہیں کہ آپ نے جواب میں جو ابوعبیدہ کی روایت پیش کی ہے یہ متصل السند نہیں ہے بلکہ منقطع ہے کیونکہ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات ہوئی تو ابوعبیدہ بچے تھے، تو معلوم ہوا کہ ابوعبیدہ کا سماع اپنے والد سے ثابت نہیں۔

قیل له الخ: سے اس کا جواب دے رہے ہیں کہ ہم نے اس روایت کو متصل اور منقطع ہونے کے اعتبار سے استدلال میں پیش نہیں کیا بلکہ اس اعتبار سے استدلال کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ اگر لیلۃ الجن کے موقع پر آپؐ کے ساتھ ہوتے تو باپ کی یہ فضیلت بیٹے کو کیسے معلوم نہ ہوتی جبکہ بیٹے کی زندگی باپ کے جلیل القدر تلامذہ کے ساتھ گزری ہے؟ لہذا باپ کا یہ عظیم الشان واقعہ بیٹے پر مخفی نہیں رہ سکتا۔

وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ مِنْ كَلَامِهِ بِالْإِسْنَادِ الْمُتَّصِلِ مَا قَدْ وَافَقَ مَا قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ:

(٦٠٣) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَمْ أَكُنْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَهُ.

(٦٠٤) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ أَحَدٌ؟ فَقَالَ: لَمْ يَصْحَبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، وَلَكِنْ فَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُلْنَا: اسْتُطِيرَ أَوِ اغْتِيلَ، فَتَفَرَّقْنَا فِي الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ نَلْتَمِسُهُ، وَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ نَقُولُ: اسْتُطِيرَ أَمِ اغْتِيلَ. فَقَالَ: إِنَّهُ أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ، فَذَهَبْتُ أُقْرِئُهُمُ الْقُرْآنَ فَأَرَانَا آثَارَهُمْ.

فَهَذَا عَبْدُ اللهِ قَدْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ. فَهَذَا الْبَابُ إِنْ كَانَ يُؤْخَذُ مِنْ طَرِيقِ صِحَّةِ الْإِسْنَادِ فَهَذَا الْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ الْإِنْكَارُ أَوْلَى، لِاسْتِقَامَةِ طَرِيقِهِ وَمَتْنِهِ، وَثَبْتِ رُوَاتِهِ.

ترجمہ: اور ہم نے حضرت ابن مسعودؓ سے بھی سند متصل کے ساتھ ان کا ایسا کلام نقل کیا ہے جو ابوعبیدہؒ کے قول کے موافق ہے:

حدیث (۶۰۳): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا اور میری تمنا ہے کہ میں آپؐ کے ساتھ ہوتا۔

حدیث (۶۰۴): علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ کیا لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی تھا؟ تو ابن مسعودؓ نے فرمایا: ہم میں کوئی آپ کے ساتھ نہیں تھا بلکہ (واقعہ یہ ہوا) ایک رات ہم نے آپ کو گم پایا، تو ہم نے آپس میں کہا کہ آپ کو اچک لیا گیا یا شہید کر دیا گیا، پھر ہم آپ کو تلاش کرتے ہوئے گھاٹیوں اور وادیوں میں پھیل گئے اور ہم نے لوگوں کی بِتائی ہوئی راتوں میں سب سے بری رات بِتائی، ہم کہہ رہے تھے کہ آپ کو اچک لیا گیا یا شہید کر دیا گیا پھر (جب آپ تشریف لائے تو آپؐ نے) فرمایا: میرے پاس داعی جن آیا تھا تو میں ان کو قرآن پڑھانے چلا گیا تھا، پھر آپؐ نے ہم کو ان کے نشانات دکھائے۔

تو یہ عبداللہ بن مسعودؓ ہیں جو اس بات کا انکار کر رہے ہیں کہ وہ لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو اگر اس مسئلہ کو سند کی صحت کے اعتبار سے لیا جائے تو یہ حدیث جس میں انکار مذکور ہے راجح ہوگی، اس کی سند اور متن کے صحیح ہونے اور راویوں کے مضبوط ہونے کی وجہ سے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرما رہے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر آپ ابوعبیدہؒ کی بات نہیں مانتے تو خود ابن مسعودؓ سے بھی سند متصل کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ خود لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونے کا انکار کرتے تھے، تو اگر آپ اتصال سند کا اعتبار کرتے ہیں تو یہ روایت جس میں ابن مسعودؓ کا انکار مذکور ہے متصل السند بھی ہے اور اس کا متن اور رواۃ دونوں مضبوط ہیں، لہذا اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

وَإِنْ كَانَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَا يُتَوَضَّأُ بِنَبِيذِ الزَّبِيبِ ,وَلَا بِالْخَلِّ ,فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ نَبِيذُ التَّمْرِ أَيْضًا كَذَلِكَ.

ترجمہ: اور اگر نظر کا طریق اختیار کیا جائے تو ہم نے متفق علیہ قاعدہ یہ دیکھا کہ نبیذ زبیب سے

وضو نہیں کیا جاتا، اور نہ ہی سرکے سے کیا جاتا ہے، تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نبیذ تمر بھی ایسی ہی ہو۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ نبیذ تمر کے علاوہ جو نبیذیں ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان سے بالاتفاق وضو کرنا جائز نہیں، تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نبیذ تمر سے بھی وضو کرنا جائز نہ ہو، بلکہ اس کی جگہ تیمم ضروری ہو۔

وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ نَبِيذَ التَّمْرِ إِذَا كَانَ مَوْجُودًا فِي حَالِ وُجُودِ الْمَاءِ ,أَنَّهُ لَا يُتَوَضَّأُ بِهِ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَاءٍ . فَلَمَّا كَانَ خَارِجًا مِنْ حُكْمِ الْمِيَاهِ فِي حَالِ وُجُودِ الْمَاءِ ,كَانَ كَذَلِكَ هُوَ فِي حَالِ عَدَمِ الْمَاءِ.

ترجمہ: اور علماء کا اتفاق ہے کہ نبیذ تمر اگر پانی کے وجود کی حالت میں موجود ہو تو اس سے وضو نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ وہ "مـاء" نہیں ہے، تو جب وہ پانی کے وجود کی حالت میں "مـاء" کے حکم سے خارج ہے تو پانی کے نہ ہونے کی حالت میں بھی ایسی ہی ہوگی۔

وضاحت: دوسری نظر: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ پانی موجود ہونے کی صورت میں نبیذ تمر سے وضو جائز نہیں ہے، اس لئے کہ نبیذ تمر پانی کے حکم میں داخل نہیں ہے، تو جب وجودِ ماء کی صورت میں نبیذ تمر پانی کے حکم سے خارج ہے تو عدمِ وجودِ ماء کی صورت میں بھی وہ پانی کے حکم سے خارج ہوگی اور اس سے وضو کرنا درست نہیں ہوگا۔

وَحَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ الَّذِي فِيهِ التَّوَضُّؤُ بِنَبِيذِ التَّمْرِ إِنَّمَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ بِهِ ,وَهُوَ غَيْرُ مُسَافِرٍ لِأَنَّهُ إِنَّمَا خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ يُرِيدُهُمْ ,فَقِيلَ إِنَّهُ تَوَضَّأَ بِنَبِيذِ التَّمْرِ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ ,وَهُوَ فِي حُكْمِ مَنْ هُوَ بِمَكَّةَ ,لِأَنَّهُ يُتِمُّ الصَّلَاةَ ,فَهُوَ أَيْضًا فِي حُكْمِ اسْتِعْمَالِهِ ذَلِكَ النَّبِيذَ هُنَالِكَ فِي حُكْمِ اسْتِعْمَالِهِ إِيَّاهُ بِمَكَّةَ .فَلَوْ ثَبَتَ هَذَا الْأَثَرُ أَنَّ النَّبِيذَ مِمَّا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ فِي الْأَمْصَارِ وَالْبَوَادِي ,ثَبَتَ أَنَّهُ يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ فِي حَالِ

وُجُودِ الْمَاءِ وَفِي حَالِ عَدَمِهِ .فَلَمَّا أَجْمَعُوا عَلَى تَرْكِ ذَلِكَ وَالْعَمَلِ بِضِدِّهِ ,فَلَمْ يُجِيزُوا التَّوَضُّؤَ بِهِ فِي الْأَمْصَارِ ,وَلَا فِيمَا حُكْمُهُ حُكْمُ الْأَمْصَارِ ,ثَبَتَ بِذَلِكَ تَرْكُهُمْ لِذَلِكَ الْحَدِيثِ ,وَخَرَجَ حُكْمُ ذَلِكَ النَّبِيذِ ,مِنْ حُكْمِ سَائِرِ الْمِيَاهِ .فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ ,وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ ,وَهُوَ النَّظَرُ عِنْدَنَا ,وَاللهُ أَعْلَمُ.

ترجمہ: اور ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس میں نبیذِ تمر سے وضو کا ذکر ہے اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ نے مسافر نہ ہونے کی حالت میں وضو کیا، اس لئے کہ آپؐ جنات کے پاس جانے کے ارادے سے صرف مکہ سے نکلے تھے، تو کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے اس جگہ نبیذ تمر سے وضو کیا، حالانکہ آپؐ وہاں مکہ میں موجود شخص کے حکم میں تھے، اس لئے کہ آپؐ نے وہاں نماز کا اتمام فرمایا، لہذا آپؐ وہاں پر نبیذ استعمال کرنے کے حکم میں بھی ایسے ہی تھے جیسے مکہ میں نبیذ استعمال کر رہے ہوں، تو اگر اس اثر سے یہ ثابت ہو جائے کہ نبیذ ان چیزوں میں سے ہے جن سے شہروں اور بیابانوں میں وضو کرنا جائز ہے تو یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ نبیذ سے وجودِ ماء اور عدمِ وجودِ ماء دونوں حالتوں میں وضو کرنا جائز ہے۔ اور جب علماء نے اس حدیث کے ترک پر اور اس کے خلاف عمل کرنے پر اتفاق کر لیا ہے، چنانچہ انہوں نے شہروں میں اور ان جگہوں میں جو شہروں کے حکم میں ہیں نبیذ سے وضو کرنے کی اجازت نہیں دی، تو اس سے ثابت ہو گیا علماء کا اس حدیث کو ترک کر دینا، اور نبیذ کا حکم تمام پانیوں کے حکم سے خارج ہو گیا، لہذا اس تفصیل سے ثابت ہو گیا کہ نبیذ سے وضو کرنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے، اور یہی امام ابو یوسفؒ کا قول ہے، اور یہی ہمارے نزدیک قیاس کے موافق ہے۔

وضاحت: تیسری نظر: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث کو اگر درست مان لیا جائے تب بھی نبیذ تمر سے وضو کا جواز ثابت نہیں ہوتا، اس وجہ سے کہ آپؐ نے جو نبیذ تمر کے ساتھ وضو فرمایا وہ غیر سفر کی حالت میں فرمایا کیونکہ آپ مکہ سے نکل کر نواحی مکہ میں تشریف لے گئے تھے، اور آپ وہاں مقیم کے حکم میں تھے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے اس جگہ نماز میں قصر نہیں فرمایا بلکہ پوری نماز اداء کی، لہذا آپ کا اس جگہ نبیذ تمر سے وضو فرمانا ایسا ہی ہے جیسے مکہ مکرمہ میں نبیذ تمر سے وضو کرنا، پس اگر اس حدیث

کو درست اور ثابت مان لیا جائے تو نبیذ تمر سے آبادی اور بیابان دونوں جگہ وضو کرنے کا جواز ثابت ہو جائے گا، نیز وجودِ ماء اور عدمِ وجودِ ماء دونوں حالتوں میں اس سے وضو کرنا جائز ہو جائے گا، حالانکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وجودِ ماء اور اقامت کی حالت میں نبیذ تمر سے وضو جائز نہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ علماء نے اس حدیث کو معمول بہ نہیں بنایا اور نبیذ کا حکم پانی کے حکم سے خارج ہے۔ تو اب اس حدیث سے استدلال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ بہر حال یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبیذ تمر سے کسی بھی حالت میں وضو کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ امام ابو یوسفؒ وغیرہ کا قول ہے۔

☆☆☆

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ

اس باب کے زیر بحث یہ مسئلہ ہے کہ نعلین پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں امام طحاویؒ نے دو مذہب بیان کئے ہیں۔

(۱) ابن حزم ظاہریؒ، حزیمہ ابن عوسؒ اور بعض اہل ظواہر وغیرہ فرماتے ہیں کہ نعلین پر مسح کرنا جائز ہے۔ یہی حضرات فذہب قوم مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین فرماتے ہیں کہ نعلین پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی حضرات ہیں۔

(٦٠٥) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ,وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ ,قَالَا: ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح

(٦٠٦) وَحَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ قَالَ: ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ ,عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْنِ لَهُ. فَقُلْتُ لَهُ: أَتَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ.

(٦٠٧) حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أنا شَرِيكٌ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي فِي سَفَرٍ وَنَزَلْنَا بِمَاءٍ مِنْ مِيَاهِ الْأَعْرَابِ، فَبَالَ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ. فَقُلْتُ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا. فَقَالَ: مَا أَزِيدُكَ عَلَى مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ، كَمَا يُمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَقَالُوا: قَدْ شَدَّ ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ مَا:

(٦٠٨) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، وَوَهْبٌ قَالَا: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ: أَنَّهُ رَأَى عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى.

ترجمہ: حدیث (٦٠٦): حضرت اوس بن ابی اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنے نعلین پر مسح کیا، تو میں نے (حیرت سے) کہا: آپ نعلین پر مسح کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعلین پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث (٦٠٧): حضرت اوس بن ابی اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ سفر میں تھا اور ہم نے دیہات کے چشموں میں سے ایک چشمے پر پڑاؤ ڈال دیا، میرے والد نے وضو کیا اور اپنے نعلین پر مسح کیا، تو میں نے پوچھا: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اس سے زائد کچھ نہیں بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

قال أبو جعفر: تو کچھ لوگ نعلین پر مسح کرنے کی طرف گئے جس طرح کہ خفین پر مسح کیا جاتا ہے، اور ان لوگوں نے کہا کہ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے، چنانچہ انہوں نے اس بارے میں یہ حدیث بیان کی:

حدیث (٦٠٨): ابوظبیانؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہو

کر پیشاب کیا، پھر پانی منگوا کر وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا، پھر مسجد میں داخل ہوئے اور جوتے اتار کر نماز پڑھی۔

وضاحت: فریق اول (علامہ ابن حزمؒ اور ان کے ہمنوا حضرات) کی طرف سے امام طحاویؒ نے دو دلیلیں پیش کی ہیں، پہلی دلیل میں حضرت اوس بن ابی اوسؓ کی روایت دو سندوں کے ساتھ لائے ہیں جس میں آپ ﷺ کا نعلین پر مسح کرنا مذکور ہے، اور دوسری دلیل میں حضرت علیؓ کا عمل پیش کیا ہے کہ انہوں نے نعلین پر مسح کیا، ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ خفین کی طرح نعلین پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا:لَا نَرَى الْمَسْحَ عَلَى النَّعْلَيْنِ . وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى نَعْلَيْنِ تَحْتَهُمَا جَوْرَبَانِ ,وَكَانَ قَاصِدًا بِمَسْحِهِ ذَلِكَ إِلَى جَوْرَبَيْهِ ,لَا إِلَى نَعْلَيْهِ .وَجَوْرَبَاهُ مِمَّا لَوْ كَانَا عَلَيْهِ بِلَا نَعْلَيْنِ ,جَازَ لَهُ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا ,فَكَانَ مَسْحُهُ ذَلِكَ مَسْحًا أَرَادَ بِهِ الْجَوْرَبَيْنِ ,فَأَتَى ذَلِكَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ فَكَانَ مَسْحُهُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ هُوَ الَّذِي تَطَهَّرَ بِهِ ,وَمَسْحُهُ عَلَى النَّعْلَيْنِ فَضْلٌ .وَقَدْ بَيَّنَ ذَلِكَ:

(۶۰۹)مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ :ثنا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ :ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ,عَنْ أَبِي سِنَانٍ ,عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى جَوْرَبَيْهِ وَنَعْلَيْهِ.

(۶۱۰)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا :ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُذَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

فَأَخْبَرَ أَبُو مُوسَى وَالْمُغِيرَةُ ,عَنْ مَسْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَعْلَيْهِ ,كَيْفَ كَانَ مِنْهُ.

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ ہم مسح علی النعلین کو جائز نہیں سمجھتے، اور اس سلسلہ میں ان کی دلیل یہ ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نعلین پر مسح کیا ہو جبکہ

ان کے نیچے جوربین یعنی موزے ہوں، اور آپ کا مقصد موزوں پر مسح کرنا ہو نا کہ نعلین پر، اور آپ کے موزے ایسے ہوں کہ اگر وہ آپ کے پیروں میں بغیر نعلین کے ہوتے تو بھی آپ کے لئے ان پر مسح جائز ہوتا، لہذا آپ کا نعلین پر مسح دراصل جوربین پر مسح کے ارادے سے تھا، تو آپ نے جوربین اور نعلین دونوں پر مسح کر لیا، لہذا آپ کا جوربین پر مسح کرنا ہی ایسا مسح تھا کہ جس کے ذریعہ آپ نے طہارت حاصل کی، اور آپ کا نعلین پر مسح ایک زائد عمل تھا۔ اور اسی بات کو یہ مندرجہ ذیل احادیث بیان کر رہی ہیں:

حدیث (۶۰۹): حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جوربین اور نعلین پر مسح کیا۔

حدیث (۶۱۰): حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے بھی رسول اللہ ﷺ کے متعلق اسی قسم کی بات منقول ہے۔

تو حضرت ابوموسیٰ اور حضرت مغیرہ نے نبی ﷺ کے مسح علی النعلین کے متعلق خبر دی کہ اس کی کیفیت کیا تھی۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق ثانی (ائمہ اربعہ) کی طرف سے فریق اول کی پہلی دلیل کے دو جواب دیئے ہیں، پہلا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ نبی ﷺ جوربین پہنے ہوئے ہوں اور آپ نے نعلین کو نکالے بغیر جوربین پر مسح فرمالیا ہو، اور ساتھ ہی ساتھ نعلین پر بھی ہاتھ پھیر لیا ہو، اور ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جوربین پر مسح بالقصد اور بطور ادائیگی فرض کے ہو اور چپلوں کے اوپر بالتبع مسح کر لیا جائے، تو چپلوں پر مسح کرنا ایک زائد اور فاضل عمل ہوگا۔

اور اس کی تائید حضرت ابوموسیٰ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کی روایات سے بھی ہوتی ہے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ آپ نے جوربین اور نعلین دونوں پر ساتھ ساتھ مسح فرمایا، یعنی آپ نے جوربین پر بالقصد اور نعلین پر بالتبع مسح کیا، لہذا حضرت اوس بن ابی اوسؓ کی روایت سے استدلال کر کے تنہا نعلین پر مسح کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِی ذٰلِكَ وَجْهٌ آخَرُ:

(۶۱۱) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِی دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ اللِّهْبِیُّ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِی فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِی ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ وَنَعْلَاهُ فِی قَدَمَيْهِ، مَسَحَ عَلَى ظُهُورِ قَدَمَيْهِ بِيَدَيْهِ وَيَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هٰكَذَا.

فَأَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِي وَقْتِ مَا كَانَ يَمْسَحُ عَلَى نَعْلَيْهِ ،يَمْسَحُ عَلَى قَدَمَيْهِ فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مَا مَسَحَ عَلَى قَدَمَيْهِ ،هُوَ الْفَرْضُ ،وَمَا مَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ كَانَ فَضْلًا .فَحَدِيثُ أَبِي أَوْسٍ ،يَحْتَمِلُ عِنْدَنَا مَا ذُكِرَ فِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْحِهِ عَلَى نَعْلَيْهِ ،أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ أَبُو مُوسَى وَالْمُغِيرَةُ ،أَوْ كَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ . فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ أَبُو مُوسَى وَالْمُغِيرَةُ ،فَإِنَّا نَقُولُ بِذَلِكَ ،لِأَنَّا لَا نَرَى بَأْسًا بِالْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا صَفِيقَيْنِ ،قَدْ قَالَ ذَلِكَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ . وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى ،فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَرَى ذَلِكَ حَتَّى يَكُونَا صَفِيقَيْنِ ،وَيَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ ،فَيَكُونَانِ كَالْخُفَّيْنِ .وَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ ،فَإِنَّ فِي ذَلِكَ إِثْبَاتَ الْمَسْحِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ ،فَقَدْ بَيَّنَّا ذَلِكَ ،وَمَا عَارَضَهُ وَمَا نَسَخَهُ فِي بَابِ فَرْضِ الْقَدَمَيْنِ .فَعَلَى أَيِّ الْمَعْنَيَيْنِ كَانَ وَجْهُ حَدِيثِ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ ،مِنْ مَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُوسَى وَالْمُغِيرَةِ ،وَمِنْ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ ،فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ مَا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ.

ترجمہ: اور حضرت ابن عمرؓ سے اس سلسلہ میں دوسری توجیہ منقول ہے:

حدیث (۶۱۱): حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ جب وضو کرتے درانحالیکہ ان کے نعلین ان کے پیروں میں ہوتے تو وہ اپنے پیروں کے ظاہری حصے پر اپنے ہاتھوں سے مسح کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تو ابن عمرؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت کہ نعلین پر مسح کرتے اسی وقت اپنے پیروں پر بھی مسح کرتے تھے، تو اس بات کا احتمال ہے کہ آپ جو اپنے پیروں پر مسح کرتے ہوں وہ فرض کی ادائیگی کے لئے ہو اور نعلین پر جو مسح کرتے ہوں وہ ایک زائد عمل ہو، تو حضرت ابو اوسؓ کی حدیث ہمارے نزدیک اس بات کا احتمال رکھتی ہے کہ جو کچھ اس میں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ذکر کیا گیا یعنی آپ کا نعلین پر مسح کرنا، وہ

اس طور پر ہو جیسے حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت مغیرہؓ نے فرمایا، یا اس طور پر ہو جیسے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا، تو اگر یہ عمل اس طور پر ہو جو حضرت ابوموسیٰ اور مغیرہؓ نے ذکر کیا تو ہم بھی اس کے قائل ہیں، اس لئے کہ ہم جوربین پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جبکہ وہ موٹے ہوں، اس کے قائل امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ ہیں، اور رہے امام ابوحنیفہؒ تو وہ جوربین پر مسح کو جائز نہیں سمجھتے جب تک کہ وہ موٹے اور مجلّد (چمڑا لگے ہوئے) نہ ہوں، تو وہ خفین کے حکم میں ہو جائیں گے۔

اور اگر ایسا ہو جیسا کہ ابن عمرؓ نے فرمایا تو اس میں پیروں پر مسح کا اثبات ہے، اور ہم اس مسئلہ کو، اس کے متعلقات کو اور اس کے ناسخ کو "باب فرض القدمین" میں بیان کر چکے ہیں۔

تو حدیث اوس بن ابی اوس کی توجیہہ دونوں معنی یعنی حدیث ابی موسیٰ و مغیرہ اور حدیث ابن عمر میں سے کسی کے بھی مطابق ہو اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو مسح علی النعلین کے جواز پر دلالت کرے۔

وضاحت: فریق اول کی دلیل کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ آپؐ کے نعلین پر مسح کرنے سے مراد قدمین پر مسح کرنا ہو جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں ہے کہ وہ نعلین پہنے ہوئے ہونے کی حالت میں ظاہر قدمین پر مسح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپؐ کا بھی یہی معمول تھا، تو اس صورت میں اس بات کا احتمال ہے کہ قدمین کا مسح بطور فرض کے ہو اور نعلین کا مسح بطور فضل کے ہو۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اب حضرت اوس بن ابی اوسؓ کی روایت میں دو احتمال پیدا ہو گئے، یا تو یہ مراد ہو کہ آپؐ نے جوربین کے ہوتے ہوئے جوربین اور نعلین دونوں پر مسح کیا، جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں آیا ہے، یا یہ مراد ہو کہ جوربین کے نہ ہوتے ہوئے آپؐ نے قدمین اور نعلین دونوں پر مسح کیا، جیسا کہ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے، بہرحال اگر اوس بن ابی اوسؓ کی روایت ابوموسیٰؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت کے معنی میں ہو تو یہ بات ہم کو تسلیم ہے کہ آپؐ نے جوربین کے ساتھ ساتھ نعلین پر مسح کیا ہوگا، کیونکہ احناف میں سے امام ابویوسف اور امام محمد جوربین پر مسح کرنے کے قائل ہیں جبکہ وہ دونوں موٹے کپڑے کے ہوں البتہ امام صاحبؒ مسح علی الجوربین کے قائل نہیں ہیں اور اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے معنی میں ہو تو اس سے مسح علی القدمین کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ حکم شروع اسلام میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا، اس کی پوری تفصیل "باب فرض الرجلین" کے تحت گزر چکی ہے، تو اوس بن ابی اوسؓ کی یہ روایت بھی ابن عمرؓ کی روایت کی طرح منسوخ مانی جائے گی، لہذا آپ کا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

فَلَمَّا احْتَمَلَ حَدِيثُ أَوْسٍ مَا ذَكَرْنَا ,وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ حُجَّةٌ فِي جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ ,الْتَمَسْنَا ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ ,لِنَعْلَمَ كَيْفَ حُكْمُهُ؟ فَرَأَيْنَا الْخُفَّيْنِ اللَّذَيْنِ قَدْ جُوِّزَ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا إِذَا تَخَرَّقَا ,حَتَّى بَدَتِ الْقَدَمَانِ مِنْهُمَا أَوْ أَكْثَرُ الْقَدَمَيْنِ ,فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ لَا يُمْسَحُ عَلَيْهِمَا .فَلَمَّا كَانَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِنَّمَا يَجُوزُ إِذَا غَيَّبَا الْقَدَمَيْنِ ,وَيَبْطُلُ ذَلِكَ إِذَا لَمْ يُغَيِّبَا الْقَدَمَيْنِ ,وَكَانَتِ النَّعْلَانِ غَيْرَ مُغَيِّبَيْنِ لِلْقَدَمَيْنِ ,ثَبَتَ أَنَّهُمَا كَالْخُفَّيْنِ اللَّذَيْنِ لَا يُغَيِّبَانِ الْقَدَمَيْنِ.

ترجمہ: تو جب حدیث اوس ہمارے بیان کردہ معانی کا احتمال رکھتی ہے اور اس میں مسح علی النعلین کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے، تو ہم نے اس مسئلہ میں قیاس کے راستے سے تحقیق کی تاکہ ہم اس کا حکم معلوم کرلیں، تو ہم نے دیکھا کہ وہ خفین جن پر مسح کو جائز قرار دیا گیا ہے جب وہ پھٹ جائیں حتیٰ کہ ان سے دونوں پیر یا دونوں پیروں کا اکثر حصہ ظاہر ہو جائے تو تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ ان پر مسح نہیں کیا جائے گا، تو جب خفین پر مسح صرف اس وقت جائز ہے جبکہ وہ دونوں پیروں کو چھپائے ہوئے ہوں، اور مسح علی الخفین باطل ہو جاتا ہے اگر وہ دونوں پیروں کو چھپائے ہوئے نہ ہوں، اور نعلین پیروں کو پوری طرح نہیں ڈھانپتے ہیں، تو ثابت ہو گیا کہ وہ دونوں اس خفین کی طرح ہیں جو پیروں کو نہیں ڈھانپتے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نظر پیش کر رہے ہیں کہ اگر موزہ تین انگشت کے بقدر یا اس سے زائد پھٹا ہوا ہو تو اس پر بالاتفاق مسح کرنا جائز نہیں ہے، تو جب تین انگشت کے بقدر کھلا رہنے کی صورت میں مسح جائز نہیں ہے تو نعلین میں تو پیروں کا اکثر حصہ کھلا ہوا رہتا ہے تو یہاں مسح کرنا کیسے درست ہوگا۔

☆☆☆

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ كَيْفَ تَتَطَهَّرُ لِلصَّلَاةِ

استحاضہ اس خون کو کہا جاتا ہے جو عورت کو ایام حیض کے علاوہ کسی بیماری کی وجہ سے آتا ہے اور استحاضہ والی عورت مستحاضہ کہا جاتا ہے۔ مستحاضہ کے ذمہ سے استحاضہ کے زمانہ میں نہ نماز ساقط ہوتی ہے اور نہ روزہ

البتہ نماز ادا کرنے کے لئے حصول طہارت میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔ چنانچہ امام طحاویؒ نے اس باب کے تحت تین مذاہب بیان کئے ہیں۔

(۱) شیعہ کا ایک فرقہ امامیہ، اصحاب ظواہر عکرمہ، سعید ابن جبیر، قتادہ اور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مستحاضہ عورت ہر نماز کے لئے غسل کرے گی۔ یہی حضرات فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۲) ابراہیم نخعیؒ، عبداللہ ابن شدادؒ اور منصور بن معتمرؒ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ مستحاضہ عورت جمع بین الصلاتین بغسل واحد کرے گی یعنی ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کر کے دونوں کو ادا کرنے کے لئے ایک غسل کرے گی اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کر کے دونوں کے لئے ایک غسل کرے گی اور فجر کے لئے علیحدہ ایک غسل کرے گی۔ پہلے والے وخالفہم فی ذلک کے مصداق اور فریق ثانی یہی لوگ ہیں۔

(۳) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک مستحاضہ عورت ایام حیض گزر جانے کے بعد حیض سے پاکی کے لئے ایک غسل کرے گی پھر اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرے گی۔ دوسرے والے وخالفہم فی ذلک کے مصداق اور فریق ثالث یہی لوگ ہیں۔

(٦١٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ السَّقَطِيُّ قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِي عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنْتَ جَحْشٍ، كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَأَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ حَتّٰى لَا تَطْهُرَ، فَذَكَرَ شَأْنَهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَلٰكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ، لِتَنْظُرْ قَدْرَ قُرُوئِهَا الَّتِي تَحِيضُ لَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لِتَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي.

(٦١٣) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا الْوَهْبِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنْتِ جَحْشٍ كَانَتْ اسْتُحِيضَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ. فَإِنْ كَانَتْ لَتَغْتَمِسُ فِي الْمِرْكَنِ، وَهُوَ مَمْلُوءٌ مَاءً، ثُمَّ تَخْرُجُ مِنْهُ، وَإِنَّ الدَّمَ لَغَالِبُهُ، ثُمَّ تُصَلِّي.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَرْوِيِّ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ، وَبِفِعْلِ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا بِنْتِ جَحْشٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

(٦١٤) حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي النُّعْمَانُ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَأَبُو مُعَيْدٍ حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، وَعَمْرَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا بِنْتُ جَحْشٍ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِحَيْضَةٍ، وَلٰكِنَّهُ عِرْقٌ فَتَقَهُ إِبْلِيسُ، فَإِذَا أَدْبَرَتِ الْحَيْضَةُ، فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي، وَإِذَا أَقْبَلَتْ، فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا: فَكَانَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَكَانَتْ تَغْتَسِلُ أَحْيَانًا فِي مِرْكَنٍ، فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ، وَهِيَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى إِنَّ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُو الْمَاءَ، فَتُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا مَنَعَهَا ذٰلِكَ مِنَ الصَّلَاةِ.

(٦١٥) حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ

عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَكَانَتْ هِيَ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

(٦١٦) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَه، قَالَ اللَّيْثُ: لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

(٦١٧) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: أنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، سَمِعَ ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

(٦١٨) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ

قَالُوا: فَهَذِهِ أُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَدْ كَانَتْ تَفْعَلُ هَذَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا بِالْغُسْلِ، فَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَهَا، عَلَى الْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

ترجمہ: حدیث (۶۱۲): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحشؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نکاح میں تھیں اور وہ اس حد تک استحاضہ کے مرض میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ (کبھی) پاک نہیں ہوتی تھیں، تو ان کی حالت کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ یہ رحم میں کسی زخم کی وجہ سے ہے، تو ان کو چاہئے کہ خون کی اس مقدار میں غور کریں جس میں ان کو حیض آتا تھا اور (اتنی مدت تک) نماز کو ترک کر دیں، پھر اس کے بعد کے وقت کی مقدار میں غور کریں اور ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز پڑھ لیں۔

حدیث (۶۱۳): حضرت عائشہؓ سے حضرت ام حبیبہ بنت جحشؓ کے متعلق مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مستحاضہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا، پس وہ پانی سے بھرے ہوئے ٹب میں داخل ہو جاتیں اور اس سے اس حال میں باہر نکل کر آتیں کہ خون پانی پر

غالب آچکا ہوتا، پھر نماز اداء کرتی تھیں۔

قال أبو جعفر: تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مستحاضہ اپنے حیض کے ایام میں نماز کو ترک کردے گی، پھر ہر نماز کے لئے غسل کرے گی، اوران لوگوں نے اس سلسلہ میں ان آثار میں مروی رسول اللہ ﷺ کے قول، اوررسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ام حبیبہؓ کے عمل سے استدلال کیا ہے۔

حدیث (۶۱۴): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحشؓ مستحاضہ ہوگئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ رگ کا خون ہے، جس کو ابلیس نے پھاڑ دیا ہے، توجب حیض کا زمانہ ختم ہوجائے تو غسل کر کے نماز پڑھو اور جب حیض کا زمانہ آئے تو نماز کو ترک کردو، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: چنانچہ ام حبیبہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں، اور بسا اوقات وہ اپنی بہن زینبؓ جو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں تھیں ان کے حجرے کے اندر ایک ٹب میں غسل کیا کرتی تھیں یہاں تک کہ خون کی سرخی پانی پر غالب آجاتی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں، تو یہ استحاضہ کا خون ان کی نماز سے مانع نہیں ہوتا تھا۔

حدیث (۶۱۵): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحشؓ سات سال تک استحاضہ میں مبتلا رہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم دریافت کیا تو آپؐ نے ان کو غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے، چنانچہ ام حبیبہؓ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھیں۔

قالوا: ان لوگوں نے کہا کہ یہ ام حبیبہؓ ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان کا یہ عمل تھا اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو غسل کا حکم دیا تھا، تو یہ حکم ان کے نزدیک غسل لکل صلاۃ پر محمول تھا۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول (شیعہ اور اصحاب ظواہر وغیرہ) کی جانب سے دو دلیلیں بیان کی ہیں: پہلی دلیل حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے عبدالرحمن بن عوفؓ کی اہلیہ ام حبیبہ بنت جحشؓ کو مستحاضہ ہونے کی حالت میں یہ حکم دیا تھا کہ وہ ایام حیض میں اپنے نماز اور روزوں کو ترک کردیں، اور اس کے بعد ہر نماز کے لئے غسل کریں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لئے غسل کرنا واجب ہے، اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ نے سات سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

وَقَدْ قَالَ ذٰلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه ,وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَعْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْتَيَا بِذٰلِكَ:

(۶۱۹)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ، قَالَ:ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ:أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِكِتَابٍ ,بَعْدَمَا ذَهَبَ بَصَرُهُ ,فَدَفَعَهُ إِلَى ابْنِهِ فَتَرْتَرَ فِيهِ ,فَدَفَعَهُ إِلَيَّ فَقَرَأْتُهُ ,فَقَالَ لِابْنِهِ :أَلَا هَذْرَمْتَهُ كَمَا هَذْرَمَهُ الْغُلَامُ الْمِصْرِيُّ؟ فَإِذَا فِيهِ :بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ,مِنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ,أَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ ,فَاسْتَفْتَتْ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ فَقَالَ :اللَّهُمَّ لَا أَعْلَمُ الْقَوْلَ إِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .قَالَ قَتَادَةُ :وَأَخْبَرَنِي عَزْرَةُ ,عَنْ سَعِيدٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ :إِنَّ الْكُوفَةَ أَرْضٌ بَارِدَةٌ ,وَأَنَّهُ يَشُقُّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ , فَقَالَ :لَوْ شَاءَ اللهُ لَابْتَلَاهَا بِمَا هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ.

(۶۲۰)حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ:ثنا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ :أَنَّ امْرَأَةً، مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ اسْتُحِيضَتْ ,فَكَتَبَتْ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ,وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ ,وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ,تُنَاشِدُهُمُ اللهَ وَتَقُولُ :إِنِّي امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ أَصَابَنِي بَلَاءٌ ,وَإِنَّمَا اسْتُحِضْتُ مُنْذُ سَنَتَيْنِ ,فَمَا تَرَوْنَ فِي ذَلِكَ؟ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ وَقَعَ الْكِتَابُ فِي يَدِهِ ,ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ :مَا أَعْلَمُ لَهَا إِلَّا أَنْ تَدَعَ قُرُوءَ هَا ,وَتَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي ,فَتَتَابَعُوا عَلَى ذَلِكَ.

(۶۲۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَاصَّةً مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :تَدَعُ الصَّلَاةَ ,أَيَّامَ حَيْضِهَا.

فَجَعَلَ أَهْلُ هَذِهِ الْمَقَالَةِ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ ,أَنْ تَغْتَسِلَ لِكُلِّ صَلَاةٍ لِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: اور یہی بات رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ نے فرمائی ہے اور ان دونوں حضرات نے اسی پر فتویٰ بھی دیا ہے۔

حدیث (۶۱۹): سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ابن عباسؓ کے پاس ان کے نابینا ہوجانے کے بعد ایک خط لے کر آئی، ابن عباسؓ نے وہ خط اپنے بیٹے کو (پڑھنے کے لئے) دیا تو ان کے بیٹے نے صحیح سے نہیں پڑھا، پھر انہوں نے وہ خط مجھے دیا تو میں نے وہ پڑھ دیا، ابن عباسؓ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: تم نے ایسے روانی سے کیوں نہیں پڑھا جیسے اس مصری لڑکے نے پڑھا ہے؟ اس خط میں لکھا ہوا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ایک مسلمان عورت کی جانب سے جو استحاضہ میں مبتلا ہوگئی اور اس نے حضرت علیؓ سے مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے غسل کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا، (یہ خط سن کر) ابن عباسؓ نے فرمایا: میں بھی اسی بات کو صحیح سمجھتا ہوں جو علیؓ نے فرمائی ہے، یہ بات انہوں نے تین مرتبہ کہی۔ قتادہ کہتے ہیں: مجھ کو غزرہ نے خبر دی کہ سعید بن جبیرؒ سے کہا گیا کہ کوفہ سرد علاقہ ہے اور ہر نماز کے لئے غسل کرنا اس عورت کے لئے دشوار ہوگا، تو سعید بن جبیرؒ نے فرمایا: اگر اللہ چاہتا تو اس کو اس سے زیادہ سخت آزمائش میں مبتلا کر دیتا۔

حدیث (۶۲۰): سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ کوفہ کی ایک عورت مستحاضہ ہوگئی تو اس نے عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو خط لکھا، اور ان سب کو اللہ کی قسم دیکر پوچھا کہ میں ایک مسلمان عورت ہوں مجھ کو ایک مصیبت لاحق ہوگئی ہے اور میں دو سال سے استحاضہ میں مبتلا ہوں، تو آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟ تو سب سے پہلے جن کے ہاتھ میں خط آیا وہ ابن زبیرؓ تھے، انہوں نے فرمایا: میں اس کے لئے نہیں سمجھتا مگر یہ کہ وہ اپنے حیض کے زمانے میں نماز کو چھوڑ دے اور (ایام حیض کے گزر جانے کے بعد) ہر نماز کے وقت غسل کرے اور نماز پڑھے، اور دوسرے حضرات نے بھی ابن زبیرؓ کے اس فتوے کی تائید کی۔

تو اس قول والوں نے مستحاضہ پر ہر نماز کے لئے غسل کرنے کو واجب قرار دیا ہے ہمارے ذکر کردہ ان آثار کی وجہ سے۔

وضاحت: فریق اول کی دوسری دلیل یہ ہے کہ عہد رسالتؐ کے بعد حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ نے ایک عورت کے سوال کرنے پر متفقہ فتویٰ دیا کہ مستحاضہ عورت ہر نماز کے لئے غسل کرے گی، اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ نے تین سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا :الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا تُصَلِّي بِهِ الظُّهْرَ فِي آخِرِ وَقْتِهَا وَالْعَصْرَ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا ,وَتَغْتَسِلُ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَاحِدًا ,تُصَلِّيهِمَا بِهِ ,فَتُؤَخِّرُ الْأُولَى مِنْهُمَا ,وَتُقَدِّمُ الْآخِرَةَ ,كَمَا فَعَلَتْ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ,وَتَغْتَسِلُ لِلصُّبْحِ غُسْلًا. وَذَهَبُوا فِي ذَلِكَ إِلَى مَا

(٦٢٢)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ :ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ :ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ :أنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ,عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ,عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ :سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَقَالَ :لِتَجْلِسْ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ,ثُمَّ تَغْتَسِلُ ,وَتُؤَخِّرِ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِ الْعَصْرَ ,وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي ,وَتُؤَخِّرِ الْمَغْرِبَ ,وَتُعَجِّلِ الْعِشَاءَ ,وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي ,وَتَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ

(٦٢٣)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ،عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ امْرَأَةً، مِنَ الْمُسْلِمِينَ اسْتُحِيضَتْ ,فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ :قَدْرَ أَيَّامِهَا

(٦٢٤)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً، اسْتُحِيضَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُمِرَتْ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ تَرْكَهَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ,وَلَا أَيَّامَ حَيْضِهَا

(٦٢٥)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا الْحِمَّانِيُّ، قَالَ :ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ :قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ,إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ اسْتُحِيضَتْ مُنْذُ كَذَا كَذَا ,فَلَمْ تُصَلِّ ,فَقَالَ :سُبْحَانَ اللهِ ,هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ ,لِتَجْلِسْ فِي مِرْكَنٍ فَإِذَا رَأَتْ صُفْرَةً فَوْقَ الْمَاءِ ,فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا ,ثُمَّ تَغْتَسِلُ

لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَاحِدًا ،وَتَتَوَضَّأُ فِيمَا بَيْنَ ذٰلِكَ
فَقَوْلُهُ :وَتَتَوَضَّأُ فِيمَا بَيْنَ ذٰلِكَ يَحْتَمِلُ أَنْ تَتَوَضَّأَ لِمَا يَكُونُ بِهَا مِنَ الْأَحْدَاثِ الَّتِي تُوجِبُ نَقْضَ الطَّهَارَاتِ ،وَيَحْتَمِلُ أَنْ تَتَوَضَّأَ لِلصُّبْحِ .فَلَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى خِلَافِ مَا تَقَدَّمَهُ ،مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ.

ترجمہ: اور اس سلسلے میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ مستحاضہ پر واجب یہ ہے کہ وہ ظہر اور عصر کے لئے ایک غسل کرے، اور اس غسل سے ظہر آخر وقت میں اور عصر اول وقت میں پڑھ لے، اور مغرب اور عشاء کے لئے ایک غسل کرے اور یہ دونوں نمازیں اسی غسل سے اداء کرے، چنانچہ ان میں سے پہلی نماز (مغرب) کو مؤخر کرے اور دوسری نماز (عشاء) کو مقدم کرے جیسا کہ ظہر اور عصر میں کیا تھا اور فجر کے لئے مستقلا ایک غسل کرے، اور یہ لوگ اس سلسلہ میں ان مندرجہ ذیل آثار کی طرف گئے ہیں:

حدیث (۶۲۴): حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ وہ استحاضہ میں مبتلا ہیں (تو نماز کس طرح اداء کریں؟) تو آپ نے فرمایا: وہ اپنے حیض کے ایام میں بیٹھی رہیں (نماز نہ پڑھیں) پھر غسل کریں اور ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کریں اور غسل کر کے نماز پڑھ لیں، اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کریں اور غسل کر کے نماز پڑھ لیں، اور فجر کے لئے (الگ) غسل کریں۔

حدیث (۶۲۵): حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فاطمہ بنت ابی جحشؓ اتنی اتنی مدت سے استحاضہ میں مبتلا ہیں اس وجہ سے وہ نماز نہیں پڑھتی ہیں، تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ یہ تو شیطان کی طرف سے ہے، ان کو چاہئے کہ ایک ٹب میں بیٹھ جائیں، پھر جب پانی کے اوپر زردی دیکھیں تو ظہر اور عصر کے لئے ایک غسل کریں، پھر مغرب اور عشاء کے لئے ایک غسل کریں اور اس کے درمیان میں وضو کریں۔

تو نبی ﷺ کا قول "وتتوضا فیما بین ذلک" اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ ان احداث کی وجہ سے وضو کریں جو نقض طہارت کا سبب بنتے ہیں، اور اس بات کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ فجر کی نماز کے لئے وضو کریں، لہذا اس میں شعبہؒ اور ابو سفیانؒ کی ماقبل والی روایات کے خلاف پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

وضاحت: فریق ثانی (ابراہیم نخعیؒ اور عبداللہ ابن شدادؒ وغیرہ) کی طرف سے امام طحاویؒ نے کل دو

دلیلیں پیش کی ہیں، یہاں پر پہلی دلیل کا بیان ہے، پہلی دلیل وہ روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے مستحاضہ عورت کو یہ حکم دیا کہ وہ حیض کے ایام کو چھوڑ کر بقیہ ایام میں ہر روز تین غسل کرے، اور اس کی ترتیب یوں ہوگی کہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کر کے دونوں کے لئے ایک غسل کرے، پھر مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کر کے دونوں کے لئے ایک غسل کرے، اور فجر کے لئے ایک غسل کرے تو اس طرح تین غسل ہو جائیں گے، اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ نے چار سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

فقوله و تتوضأ الخ: یہاں سے امام طحاویؒ ایک سوال مقدر کا جواب دے رہے ہیں، سوال یہ ہے کہ آپ نے امام شعبہؒ اور سفیان ثوریؒ کے طریق سے جو روایات (نمبر ۶۲۲ تا ۶۲۴) پیش کی ہیں ان میں فجر کی نماز کے لئے غسل کرنے کی صراحت ہے، جبکہ امام زہریؒ کے طریق سے اسماء بنت عمیس کی جو روایت (نمبر ۶۲۵) ہے اس میں فجر کے لئے غسل کی صراحت نہیں ہے بلکہ "وتتوضأ فيما بين ذلك" کے الفاظ آئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد فجر کا وضو ہوگا، تو احادیث میں تعارض ہو گیا۔

اس کا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ آپ ﷺ کے قول "وتتوضأ فيما بين ذلك" میں دو احتمال موجود ہیں: ایک احتمال تو وہی ہے جو آپ نے سمجھا ہے کہ اس سے فجر کا وضو مراد ہو، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اگر غسل اور ادائیگی نماز یا دونوں نمازوں کے درمیان کوئی حدث پیش آجائے تو اس حدث کو رفع کرنے کے لئے آپ ﷺ نے وضو کا حکم فرمایا ہو نا کہ فجر کے لئے، تو یہ حدیث محتمل المعنیین ہوئی اور حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایات جو سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ کے طریق سے آئی ہیں وہ صریح ہیں، لہذا یہ روایت ان کے خلاف نہیں ہوگی۔

قَالُوا: فَهَذِهِ الْآثَارُ قَدْ رُوِيَتْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ذَكَرْنَا ,فِي جَمْعِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ ,وَفِي جَمْعِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ, بِغُسْلٍ وَاحِدٍ ,وَإِفْرَادِ الصُّبْحِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ .فَبِهَذَا نَأْخُذُ ,وَهُوَ أَوْلَى مِنَ الْآثَارِ الْأُوَلِ ,الَّتِي فِيهَا ذِكْرُ الْأَمْرِ بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذَا نَاسِخٌ لِذَلِكَ .فَذَكَرُوا:

(٦٢٦) مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ :ثنا الْوَهْبِيُّ قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

قَالَتْ: إِنَّ سَهْلَةَ ابْنَةَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو ، اسْتُحِيضَتْ ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُهَا بِالْغُسْلِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ، فَلَمَّا أَجْهَدَهَا ذٰلِكَ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ ، وَتَغْتَسِلَ لِلصُّبْحِ ، قَالُوا: فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ هٰذَا الْحُكْمَ نَاسِخٌ لِلْحُكْمِ الَّذِي فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ ، لِأَنَّهُ أَمَرَ بِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَصَارَ الْقَوْلُ بِهِ أَوْلَى مِنَ الْقَوْلِ بِالْآثَارِ الْأُوَلِ .

ترجمہ: ان لوگوں (فریق ثانی) نے کہا کہ یہ آثار رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، ظہر اور عصر کو ایک غسل میں جمع کرنے کے سلسلے میں، اور مغرب اور عشاء کو ایک غسل میں جمع کرنے کے سلسلے میں، اور فجر کے لئے تنہا ایک غسل کرنے میں، تو ہم ان ہی کو اختیار کرتے ہیں اور یہ آثار ان گزشتہ آثار کے مقابلے میں راجح ہیں جن میں ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم ہے، اس لئے کہ ایک روایت ایسی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ روایات اُن (ماقبل والی روایات) کے لئے ناسخ ہیں، اور انہوں نے یہ حدیث بیان کی:

حدیث (۶۲۶): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل بن عمروؓ مستحاضہ ہوگئیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا تھا، لیکن جب اس عمل نے ان کو مشقت میں ڈالا تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ ظہر اور عصر کو ایک غسل میں اور مغرب اور عشاء کو ایک غسل میں جمع کریں، اور فجر کے لئے الگ غسل کریں۔

ان لوگوں نے کہا: تو اس روایت نے اس بات پر دلالت کی کہ یہ حکم گزشتہ آثار کے حکم کے لئے ناسخ ہے، اس لئے کہ آپؐ نے یہ حکم (جمع بین الصلاتین فی الغسل) اُس حکم (غسل لکل صلاۃ) کے بعد دیا ہے، لہٰذا ان آثار کا قائل ہونا ان گزشتہ آثار کے قائل ہونے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ فریق ثانی کی طرف سے پیش کردہ روایات سے ثابت ہوا کہ مستحاضہ دو نمازوں کے لئے ایک غسل کرے گی، اور فریق اول نے جو روایات پیش کی ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے غسل کرے گی، تو روایات میں تعارض ہوگیا، تو فریق ثانی اس

تعارض کو رفع کرنے کے لئے کہتے ہیں، ہماری بیان کردہ روایات پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے، اس لئے کہ جن روایات میں غسل لکل صلاۃ کا حکم ہے وہ سب روایات منسوخ ہو چکی ہیں، اور ہماری بیان کردہ روایات جن میں جمع بین الصلاتین کا حکم ہے وہ ناسخ ہیں، اور نسخ کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیلؓ کو آپ ﷺ نے ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا تھا، مگر جب ان پر یہ عمل شاق گزرنے لگا تو آپ ﷺ نے ان کو دو نمازوں کے لئے ایک غسل کرنے کا حکم دیدیا، اس روایت سے واضح ہو جاتا ہے کہ جمع بین الصلاتین بغسل واحد کا حکم غسل لکل صلاۃ کے حکم سے مؤخر ہے، لہذا جمع بین الصلاتین والی روایات پر عمل کرنا اولیٰ ہوگا۔ اور غسل لکل صلاۃ والی روایات منسوخ ہوں گی۔

قَالُوا: وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ أَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَذَكَرُوا:

(٦٢٧) مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مُسْتَحَاضَةٌ تَسْأَلُهُ، فَلَمْ يُفْتِهَا، وَقَالَ لَهَا: سَلِي غَيْرِي. قَالَ: فَأَتَتِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَتْهُ، فَقَالَ لَهَا: لَا تُصَلِّي مَا رَأَيْتِ الدَّمَ، فَرَجَعَتْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ: إِنْ كَادَ لَيُكَفِّرُكِ. قَالَ: ثُمَّ سَأَلَتْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: تِلْكَ رِكْزَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، أَوْ قُرْحَةٌ فِي الرَّحِمِ، اغْتَسِلِي عِنْدَ كُلِّ صَلَاتَيْنِ مَرَّةً، وَصَلِّي. قَالَ: فَلَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدُ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: مَا أَجِدُ لَكِ إِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

(٦٢٨) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ. قَالَ: تُؤَخِّرُ الظُّهْرَ، وَتُعَجِّلُ الْعَصْرَ، وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا، وَتُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ، وَتُعَجِّلُ الْعِشَاءَ، وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غُسْلًا، وَتَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ غُسْلًا. فَذَهَبَ هَؤُلَاءِ إِلَى هَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: فریق ثانی نے کہا: نیز یہ بات حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے، چنانچہ انہوں نے یہ راویتیں ذکر کیں:

حدیث (۶۲۷): سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کے پاس ایک مستحاضہ عورت مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی تو ابن عباسؓ نے اس کو مسئلہ نہیں بتایا: اور اس سے کہا کہ کسی اور سے پوچھ لو، سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں: پھر وہ عورت حضرت ابن عمرؓ کے پاس آئی اور ان سے دریافت کیا تو ابن عمرؓ نے فرمایا: جب تک تم خون دیکھتی رہو نماز مت پڑھنا، پھر وہ عورت لوٹ کر ابن عباسؓ کے پس آئی اور ان کو بتایا، تو ابن عباسؓ نے فرمایا: ان پر اللہ کی رحمت ہو وہ تو تم کو کافر بنا دیں گے، سعید فرماتے ہیں: پھر اس عورت نے حضرت علیؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ شیطان کے چوٹ مارنے کی وجہ سے یا رحم میں زخم کی وجہ سے ہے، تم ہر دو نمازوں کے لئے ایک مرتبہ غسل کرو اور نماز پڑھ لو، پھر وہ عورت ابن عباسؓ کے پاس آئی اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا، تو ابن عباسؓ نے فرمایا: میں بھی تمہارے لئے وہی سمجھتا ہوں جو حضرت علیؓ نے فرمایا۔

حدیث (۶۲۸): حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے عرض کیا گیا کہ ہمارا ملک ٹھنڈا ہے، تو انہوں نے فرمایا: مستحاضہ ظہر کو مؤخر کرے گی اور عصر میں جلدی کرے گی اور ان دونوں کے لئے ایک غسل کرے گی، اور مغرب کو مؤخر کرے گی اور عشاء میں جلدی کرنے گی اور ان دونوں کے لئے ایک غسل کرے گی، اور فجر کے لئے ایک غسل کرے گی۔

تو یہ لوگ ان آثار کی طرف گئے ہیں۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق ثانی کی دوسری دلیل بیان کر رہے ہیں جو فریق اول کی دلیل کا جواب بھی ہے، دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ نے مستحاضہ عورت کو تین غسل کرنے کا حکم دیا، اور فریق اول کی دلیل کا جواب اس طور پر ہے کہ ان دونوں حضرات کا فتویٰ ماقبل میں فریق اول کی دوسری دلیل میں گزر چکا ہے کہ مستحاضہ عورت ہر نماز کے لئے غسل کرے گی، اور یہاں پر ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے اور راجح روایات کے موافق ہے، لہذا یہی قابل عمل ہوگا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا:تَدَعُ الْمُسْتَحَاضَةُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ,ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي ,وَذَهَبُوا فِي ذَلِكَ إِلَى:

(۶۲۹)مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ السُّوسِيُّ قَالَ:ثنا يَحْيَى بْنُ عِيسَى قَالَ :ثنا الْأَعْمَشُ ,عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ ,عَنْ عُرْوَةَ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا :أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ :يَا رَسُولَ اللهِ ;إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا يَنْقَطِعُ عَنِّي الدَّمُ ,فَأَمَرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتَتَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,وَتُصَلِّيَ وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيرِ قَطْرًا

(۶۳۰)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ، قَالَ:ثنا أَبُو حَنِيفَةَ، رَحِمَهُ اللهُ ح

(۶۳۱)وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ:ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ :ثنا أَبُو حَنِيفَةَ، رَحِمَهُ اللهُ ,عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا :أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ:إِنِّي أَحِيضُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ .فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِحَيْضٍ وَإِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ مِنْ دَمِكِ ;فَإِذَا أَقْبَلَ الْحَيْضُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَ فَاغْتَسِلِي لِطُهْرِكِ ;ثُمَّ تَوَضَّئِي عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

(۶۳۲)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ:قَرَأْتُ عَلَى شَرِيكٍ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، ح

(۶۳۳)وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ :أنا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا ;ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتَصُومُ وَتُصَلِّي

قَالُوا:وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلُ ذَلِكَ فَذَكَرُوا:

(۶۳۴)مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ:ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:أنا شَرِيكٌ ,عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ ,عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ يَعْنِي

مِثْلَ حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا. قَالَ فِيمَا رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ.

ترجمہ: اور کچھ اور لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض میں نماز کو ترک کردے گی، پھر غسل کرے گی اور ہر نماز کے لئے وضو کر کے نماز اداء کرے گی، اور اس سلسلے میں وہ ان آثار کی طرف گئے ہیں:

حدیث (۶۲۹): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں استحاضہ میں مبتلا ہوتی ہوں اور میرا خون منقطع نہیں ہوتا، تو آپؐ نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے حیض کے ایام میں نماز کو ترک کر دیں، پھر غسل کریں اور ہر نماز کے لئے وضو کر کے نماز اداء کریں اگر چہ خون چٹائی پر ٹپک رہا ہو۔

حدیث (۶۳۱): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ میں ایک یا دو مہینے تک حیض میں مبتلا رہتی ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حیض نہیں ہے بلکہ تمہاری رگ کا خون ہے، تو جب ایام حیض آئیں تو نماز کو ترک کردو اور جب ایام حیض گزر جائیں تو طہارت کا غسل کرو پھر ہر نماز کے وقت وضو کرو۔

حدیث (۶۳۳): عدی بن ثابتؓ عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: مستحاضہ اپنے ایام حیض میں نماز کو ترک کرے گی، پھر غسل کرے گی اور ہر نماز کے لئے وضو کرے گی، اور روزے اور نماز دونوں اداء کرے گی۔

ان لوگوں نے کہا: حضرت علیؓ سے بھی اسی کے مثل مروی ہے:

حدیث (۶۳۴): یعنی عدی بن ثابتؓ کی عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ کی سند سے جو روایت آئی ہے جس کو ہم نے اس روایت سے پہلے ذکر کیا اسی کے مثل حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے۔

تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات جو ہم نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؓ سے روایت کی ہے اسی کے ہم قائل ہیں۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق ثالث (ائمہ اربعہ وجمہور فقہاء) کی طرف سے دو دلیلیں پیش کی ہیں، پہلی دلیل میں دو سندوں کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی روایت لائے ہیں جس میں آپؐ نے فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کو جو مرض استحاضہ میں مبتلا تھیں یہ حکم دیا کہ وہ ایام حیض کے گزر جانے کے بعد غسل کریں، پھر اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کریں، اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لئے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس پر صرف وضو واجب ہے۔ اس مضمون کی ایک اور روایت عدی بن ثابتؒ سے عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے بھی مروی ہے۔

قالوا وقد روی الخ: فریق ثانی کی دوسری دلیل حضرت علیؓ کا فتویٰ ہے جو عدی بن ثابت کی سند سے مروی ہے اور اس مرفوع روایت کے موافق ہے جو عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے نبی ﷺ سے مروی ہے، یعنی حضرت علیؓ بھی مستحاضہ کو وضو لکل صلاۃ کا حکم دیتے تھے، تو گویا حضرت علیؓ سے مستحاضہ کے متعلق تین طرح کا حکم ثابت ہے، ایک حکم غسل لکل صلاۃ کا ہے جس کو فریق اول نے اختیار کیا ہے، دوسرا حکم جمع بین الصلاتین بغسل واحد کا ہے جس کو فریق ثانی نے لیا ہے، اور تیسرا حکم وضو لکل صلاۃ کا ہے جو عدی بن ثابت کی سند سے ثابت ہے، تو جب ہم نے روایات کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کا یہ فتویٰ آنحضورؐ کے اس قول مرفوع کے موافق ہے جو فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کے واقعہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ثابت ہے، لہذا ہم حضرت علیؓ کے اسی فتوے پر عمل کریں گے کیونکہ یہ آپؐ کے قول مرفوع یعنی وضو لکل صلاۃ کے موافق ہے۔

فَعَارَضَهُمْ مُعَارِضٌ فَقَالَ: أَمَّا حَدِيثُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى الَّذِي رَوَاهُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ فَخَطَأٌ. وَذَلِكَ أَنَّ الْحُفَّاظَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رَوَوْهُ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ؛ فَذَكَرُوا:

(٦٣٥) مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمَالِكٌ، وَاللَّيْثُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُمْ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ أَبِي حُبَيْشٍ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي وَاللهِ مَا أَطْهَرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ أَبَدًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ ;وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ ;فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ ,وَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا ,فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي.

(٦٣٦)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ ,عَنْ أَبِيهِ وَهِشَامٍ ,كِلَيْهِمَا عَنْ عُرْوَةَ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

فَهَكَذَا رَوَى الْحُفَّاظُ ,هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ,لَا كَمَا رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِي ذَلِكَ ,أَنَّ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ ,قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ ,عَنْ هِشَامٍ ,فَزَادَ فِيهِ حَرْفًا يَدُلُّ عَلَى مُوَافَقَتِهِ لِأَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.

(٦٣٧)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ,وَحَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ,غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا ,فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ,وَتَوَضَّئِي وَصَلِّي.

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِالْوُضُوءِ مَعَ أَمْرِهِ إِيَّاهَا بِالْغُسْلِ ,فَذَلِكَ الْوُضُوءُ ,هُوَ الْوُضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,فَهَذَا مَعْنَى حَدِيثِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى؛ وَلَيْسَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عِنْدَكُمْ ,فِي هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ,بِدُونِ مَالِكٍ وَاللَّيْثِ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ.

ترجمہ: تو کسی نے اعتراض کیا کہ امام ابوحنیفہؒ کی وہ حدیث جس کو انہوں نے ”عن ھشام عن عروۃ“ کے طریق سے روایت کیا وہ غلط ہے، اس وجہ سے کہ حفاظ حدیث نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے اس کے خلاف نقل کیا ہے۔

حدیث(۶۳۵): عمرو ابن الحارثؒ، سعید بن عبد الرحمنؒ، امام مالکؒ اور لیث بن سعدؒ نے ہشام بن عروہؒ سے روایت کیا کہ ان کے والد نے ان کو حضرت عائشہؓ کے حوالے سے خبر دی: کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں درانحالیکہ وہ استحاضہ میں مبتلا تھیں، اور انہوں نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! بخدا میں (کبھی) پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا میں ہمیشہ نماز کو ترک کرتی رہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے، تو جب حیض کے ایام آئیں تو تم نماز کو ترک کردو، اور جب ایام حیض گزر جائیں تو اپنے جسم سے خون کو دھو دو اور نماز پڑھ لو۔

تو حفاظ حدیث نے یہ حدیث ہشام بن عروہ سے اس طرح نقل کی ہے، نا کہ اس طریقے سے جیسے امام ابوحنیفہؒ نے نقل کی ہے۔

تو ان لوگوں کے خلاف اس سلسلے میں دلیل یہ ہے کہ حماد بن سلمہؒ نے بھی یہ حدیث ہشام سے نقل کی ہے اور اس میں ایک ایسے لفظ کا اضافہ ہے جو ان کے امام ابوحنیفہؒ کی موافقت کرنے پر دلالت کرتا ہے:

حدیث(۶۳۷): حماد بن سلمہؒ نے عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة عن النبی ﷺ کے طریق سے "یونس عن ابن وهب" اور "محمد بن علی عن سلیمان بن داؤد" کی روایت کے مثل نقل کیا ہے، البتہ ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: کہ جب ایام حیض گزر جائیں تو اپنے جسم سے خون کو دھو دو اور وضو کر کے نماز پڑھ لو۔

تو اس حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کو غسل کے ساتھ ساتھ وضو کا بھی حکم دیا، تو یہ وضو کا حکم دراصل وضو لکل صلاۃ کا ہی حکم ہے، اور یہی امام ابوحنیفہؒ کی حدیث کا بھی مفہوم ہے، اور حماد بن سلمہ تمہارے نزدیک ہشام بن عروہ سے روایت کرنے میں امام مالک، لیث بن سعد اور عمرو بن الحارثؒ سے کم درجہ کے نہیں ہیں۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے ایک اشکال پیش کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی جو روایت (نمبر ۶۳۱) عن ہشام عن عروۃ کے طریق سے ذکر کی ہے اس میں توضئي عند كل صلاة کے الفاظ کا اضافہ ہے، حالانکہ ہشام بن عروہ کے دیگر شاگرد جو حفاظ حدیث میں سے ہیں مثلاً عمرو بن حارثؒ، سعید بن عبد الرحمنؒ، امام مالکؒ اور لیث بن سعدؒ ان حضرات نے یہ اضافہ ذکر نہیں کیا، یہ اضافہ امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے خطاء ہے، لہذا یہ اضافہ معتبر نہیں ہوگا اور آپ کا اس حدیث سے وضو لکل صلاۃ کا حکم ثابت کرنا درست نہیں ہوگا۔

فکان من الحجة علیهم الخ: سے امام طحاویؒ نے اس کا جواب دیا ہے، فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اس روایت کے بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں بلکہ ان کے متابع بھی موجود ہیں، چنانچہ حماد بن سلمہ ہشام بن عروہ سے جو روایت کرتے ہیں اس میں یہ اضافہ ہے "فاذا ذهب قدرها فاغسلی عنك الدم و توضئی وصلّی " یہ اضافہ امام ابوحنیفہؒ کے اضافہ کی تائید کرتا ہے اور اسی کے معنی میں ہے، اور حماد بن سلمہ ہشام بن عروہ سے روایت بیان کرنے میں امام مالک، لیث بن سعد اور عمرو بن الحارث وغیرہ سے کم رتبہ نہیں ہیں، لہذا اس متابعت کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کی روایت درست اور قابل قبول ہوگی۔

وَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا صِحَّةُ الرِّوَايَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَتَوَضَّأُ فِي حَالِ اسْتِحَاضَتِهَا لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ. إِلَّا أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ فِي هَذَا الْبَابِ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي ذَلِكَ، لِنَعْلَمَ مَا الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُعْمَلَ بِهِ مِنْ ذَلِكَ؟ فَكَانَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا رَوَيْنَاهُ فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ، أَنَّهُ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنْتَ جَحْشٍ بِالْغُسْلِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ فَقَدْ ثَبَتَ نَسْخُ ذَلِكَ، بِمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَصْلِ الثَّانِي مِنْ هَذَا الْبَابِ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ عَنِ الْوَهْبِيِّ فِي أَمْرِ سَهْلَةَ بِنْتِ سُهَيْلٍ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ. فَلَمَّا أَجْهَدَهَا ذَلِكَ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِغُسْلٍ، وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِغُسْلٍ، وَتَغْتَسِلُ لِلصُّبْحِ غُسْلًا، فَكَانَ مَا أَمَرَهَا بِهِ مِنْ ذَلِكَ نَاسِخًا لِمَا كَانَ أَمَرَهَا بِهِ قَبْلَ ذَلِكَ مِنَ الْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِيمَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ، كَيْفَ مَعْنَاهُ؟ فَإِذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، قَدْ رَوَى عَنْ أَبِيهِ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ الَّتِي اسْتُحِيضَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاخْتُلِفَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي

ذَلِكَ.فَرَوَى الثَّوْرِيُّ عَنْهُ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِذَلِكَ ,وَأَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا .وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَيْضًا ,عَنْ أَبِيهِ ,وَلَمْ يَذْكُرْ زَيْنَبَ ,إِلَّا أَنَّهُ وَافَقَ الثَّوْرِيَّ فِي مَعْنَى مَتْنِ الْحَدِيثِ ,فَكَانَ ذَلِكَ عَلَى الْجَمْعِ بَيْنَ كُلِّ صَلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ فِي أَيَّامِ الِاسْتِحَاضَةِ خَاصَّةً .فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ أَيَّامَ الْحَيْضِ ,كَانَ مَوْضِعُهَا مَعْرُوفًا.

ثُمَّ جَاءَ شُعْبَةُ ,فَرَوَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَمَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ ,وَابْنُ عُيَيْنَةَ ,غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَيَّامَ الْأَقْرَاءِ وَتَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ.

فَلَمَّا رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ كَمَا ذَكَرْنَا ,فَاخْتَلَفُوا فِيهِ ,كَشَفْنَاهُ لِنَعْلَمَ مِنْ أَيْنَ جَاءَ الِاخْتِلَافُ ,فَكَانَ ذِكْرُ أَيَّامِ الْأَقْرَاءِ فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْنَبَ ,وَلَيْسَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَائِشَةَ ,فَوَجَبَ أَنْ يُجْعَلَ رِوَايَتُهُ عَنْ زَيْنَبَ ,غَيْرَ رِوَايَتِهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,فَكَانَ حَدِيثُ زَيْنَبَ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ ,حَدِيثًا مُنْقَطِعًا لَا يُثْبِتُهُ أَهْلُ الْخَبَرِ لِأَنَّهُمْ لَا يَحْتَجُّونَ بِالْمُنْقَطِعِ ,وَإِنَّمَا جَاءَ انْقِطَاعُهُ لِأَنَّ زَيْنَبَ لَمْ يُدْرِكْهَا الْقَاسِمُ وَلَمْ يُولَدْ فِي زَمَنِهَا ,لِأَنَّهَا تُوُفِّيَتْ فِي عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,وَهِيَ أَوَّلُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَاةً بَعْدَهُ.

وَكَانَ حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا هُوَ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْأَقْرَاءِ ,إِنَّمَا فِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الْمُسْتَحَاضَةَ أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ ,عَلَى مَا فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ ,وَلَمْ يُبَيِّنْ أَيُّ مُسْتَحَاضَةٍ هِيَ؟ فَقَدْ وَجَدْنَا الْمُسْتَحَاضَةَ قَدْ تَكُونُ عَلَى مَعَانٍ مُخْتَلِفَةٍ. فَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ مُسْتَحَاضَةً قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَأَيَّامُ حَيْضِهَا مَعْرُوفَةٌ لَهَا.فَسَبِيلُهَا أَنْ تَدَعَ

الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا ،ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتَتَوَضَّأَ بَعْدَ ذَلِكَ. وَمِنْهَا أَنْ تَكُونَ مُسْتَحَاضَةً ،لِأَنَّ دَمَهَا قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا فَلَا يَنْقَطِعُ عَنْهَا وَأَيَّامُ حَيْضِهَا قَدْ خَفِيَتْ عَلَيْهَا .فَسَبِيلُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,لِأَنَّهَا لَا يَأْتِي عَلَيْهَا وَقْتٌ إِلَّا احْتَمَلَ أَنْ تَكُونَ فِيهِ حَائِضًا أَوْ طَاهِرًا مِنْ حَيْضٍ أَوْ مُسْتَحَاضَةً ,فَيُحْتَاطُ لَهَا فَتُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ .وَمِنْهَا أَنْ تَكُونَ مُسْتَحَاضَةً ,قَدْ خَفِيَتْ عَلَيْهَا أَيَّامُ حَيْضِهَا ,وَدَمُهَا غَيْرُ مُسْتَمِرٍّ بِهَا ,يَنْقَطِعُ سَاعَةً وَيَعُودُ بَعْدَ ذَلِكَ ,هَكَذَا هِيَ فِي أَيَّامِهَا كُلِّهَا .فَتَكُونُ قَدْ أَحَاطَ عِلْمُهَا أَنَّهَا فِي وَقْتِ انْقِطَاعِ دَمِهَا ,إِذَا اغْتَسَلَتْ حِينَئِذٍ ,غَيْرُ طَاهِرٍ مِنْ حَيْضٍ ,طُهْرًا يُوجِبُ عَلَيْهَا غُسْلًا .فَلَهَا أَنْ تُصَلِّيَ فِي حَالِهَا تِلْكَ مَا أَرَادَتْ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِذَلِكَ الْغُسْلِ إِنْ أَمْكَنَهَا ذَلِكَ.

فَلَمَّا وَجَدْنَا الْمَرْأَةَ قَدْ تَكُونُ مُسْتَحَاضَةً بِكُلِّ وَجْهٍ مِنْ هَذِهِ الْوُجُوهِ الَّتِي مَعَانِيهَا مُخْتَلِفَةٌ ,وَأَحْكَامُهَا مُخْتَلِفَةٌ ,وَاسْمُ الْمُسْتَحَاضَةِ يَجْمَعُهَا ,وَلَمْ نَجِدْ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ذَلِكَ ,بَيَانُ اسْتِحَاضَةِ تِلْكَ الْمَرْأَةِ الَّتِي أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا بِمَا ذَكَرْنَا ,أَيُّ مُسْتَحَاضَةٍ هِيَ؟ لَمْ يَجُزْ لَنَا أَنْ نَحْمِلَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهٍ مِنْ هَذِهِ الْوُجُوهِ دُونَ غَيْرِهِ ,إِلَّا بِدَلِيلٍ يَدُلُّنَا عَلَى ذَلِكَ .فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ هَلْ نَجِدُ فِيهِ دَلِيلًا؟ فَإِذَا:

(۶۳۸)بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا آدَمُ قَالَ :ثنا شُعْبَةُ قَالَ :ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ وَالْمُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ وَبَيَانٌ ,قَالُوا :سَمِعْنَا عَامِرَ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ قُمَيْرٍ ,امْرَأَةِ مَسْرُوقٍ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ :تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا ,ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا ,وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

(۶۳۹)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَا :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَا :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ فِرَاسٍ، وَبَيَانٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

ترجمہ: تو ہماری بیان کردہ تفصیل سے ثابت ہوگیا مستحاضہ کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی اس روایت کا صحیح ہونا کہ وہ حالت استحاضہ میں ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے گی، مگر رسول اللہ ﷺ سے (اس کے برخلاف) وہ روایات بھی منقول ہیں جن کا ذکر ماقبل میں اسی باب کے اندر گزر چکا ہے، تو ہم نے ارادہ کیا کہ ان روایات میں غور کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ ان میں سے کن پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہے، تو رسول اللہ ﷺ کی وہ روایات جن کو ہم نے اس باب کے شروع میں نقل کیا ہے کہ آپ نے ام حبیبہ بنت جحش کو ہر نماز کے وقت کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا تھا، اُن روایات کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا ان روایات کے ذریعہ جن کو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس باب کی فصل ثانی میں سہلہ بنت سہیلؓ کے متعلق ابن ابی داؤد عن الوھب کی روایت میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو غسل لکل صلاۃ کا حکم دیا تھا پھر جب یہ حکم ان پر دشوار ہو گیا تو آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ وہ ظہر اور عصر کو ایک غسل میں، اور مغرب اور عشاء کو ایک غسل میں جمع کریں، اور فجر کے لئے الگ غسل کریں، تو آپ نے سہلہ بنت سہیل کو یہ جو حکم دیا یہ اُس حکم کے لئے ناسخ ہے جو آپ نے ان کو اِس سے پہلے دیا تھا یعنی غسل لکل صلاۃ کے حکم کے لئے۔

تو ہم نے ارادہ کیا کہ اس سلسلہ میں مروی آثار میں غور کریں کہ ان کا کیا مطلب ہے؟ تو عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد کے واسطے سے اس مستحاضہ کے متعلق روایت کیا جن کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں استحاضہ لاحق ہو گیا تھا، تو اس روایت کو عبدالرحمٰن سے نقل کرنے میں اختلاف ہو گیا، چنانچہ امام ثوریؒ نے عن عبدالرحمن عن ابیہ عن زینب بنت جحش کے طریق سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کو اس (جمع بین الصلاتین فی غسل واحد) کا حکم دیا، اور اس بات کا حکم دیا کہ وہ ایام حیض میں نماز کو ترک کر دیں۔ اور ابن عیینہؒ نے اس کو عن عبدالرحمن عن ابیہ کی سند سے ہی روایت کیا، مگر انہوں نے زینب بنت جحش کا ذکر نہیں کیا، البتہ متن حدیث کے مفہوم میں انہوں نے امام ثوریؒ کی موافقت کی، تو یہ روایت صرف ایام استحاضہ میں دو نمازوں کو ایک غسل میں جمع کرنے پر دلالت کرتی ہے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ ایام حیض کی مدت معلوم تھی۔

پھر امام شعبہؒ آئے اور انہوں نے عن عبدالرحمن بن قاسم عن ابیہ عن عائشۃؓ کی سند سے اسی طرح روایت کیا جیسا کہ ثوریؒ اور ابن عیینہؒ نے نقل کیا تھا، مگر انہوں نے ایام حیض کا ذکر نہیں کیا، اور محمد بن اسحٰق نے ان کی متابعت کی۔

تو جب یہ حدیث اس طرح مروی ہے جس طرح ہم نے بیان کیا کہ اس میں رواۃ کا اختلاف ہے، تو

ہم نے تحقیق کی تا کہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ یہ اختلاف کہاں سے پیدا ہوا ہے؟ تو قاسم عن زینب والی روایت میں ایام حیض کا ذکر کیا گیا ہے، حالانکہ قاسم عن عائشۃ والی روایت میں ایام حیض کا ذکر نہیں ہے، لہذا ضروری ہے کہ قاسم عن زینب والی روایت کو قاسم عن عائشۃ والی روایت کا غیر قرار دیا جائے، پس زینب بنت جحشؓ کی وہ روایت جس میں ایام حیض کا ذکر ہے حدیث منقطع ہے، جس کو محدثین صحیح نہیں مانتے، اس لئے کہ محدثین حدیث منقطع سے استدلال نہیں کرتے، اور اس روایت میں انقطاع اس طرح آیا ہے کہ قاسم کا حضرت زینبؓ سے لقاء نہیں ہے، بلکہ وہ ان کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، اس وجہ سے کہ حضرت زینبؓ کی وفات حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ہوئی، اور وہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات میں سب سے پہلے وفات پانے والی ہیں۔

اور حضرت عائشہؓ کی روایت ہی ایسی ہے کہ جس میں ایام حیض کا ذکر نہیں ہے، اس روایت میں فقط اتنا ہے کہ نبی علیہ السلام نے مستحاضہ کو دو نمازیں ایک غسل میں جمع کرنے کا حکم دیا، اس طریقے سے جس کی تفصیل اس روایت میں موجود ہے، اور اس میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ وہ کونسی مستحاضہ تھیں، اور ہم نے مستحاضہ کو پایا کہ اس کی مختلف اقسام ہیں، ان میں سے ایک وہ مستحاضہ ہے جس کا خون مسلسل جاری ہو اور اس کے ایام حیض معلوم ہوں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایام حیض میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور اس کے بعد وضو کرے۔ اور ایک قسم یہ ہے کہ ایسی مستحاضہ ہو جس کا خون مسلسل جاری رہتا ہو کبھی رکتا نہ ہو، اور اس کے ایام حیض معلوم نہ ہوں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے غسل کرے، اس لئے کہ اس پر کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں یہ احتمال نہ ہو کہ وہ اس وقت میں حائضہ ہے یا حیض سے پاک ہے یا مستحاضہ ہے، تو اس کو احتیاطاً غسل کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور ایک مستحاضہ وہ ہے کہ جس کے ایام حیض معلوم نہ ہوں اور اس کا خون مسلسل جاری نہ ہو، کسی وقت رک جاتا ہو اور اس کے بعد پھر لوٹ آتا ہو، اور تمام ایام میں اس کی یہی حالت رہتی ہو، تو اس کے علم نے احاطہ کر لیا ہو اس بات کا کہ وہ اپنے خون کے منقطع ہونے کے وقت جب غسل کرلے حیض سے اس طہارت کے علاوہ جو طہارت اس پر غسل واجب کرتی ہے، تو اس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اپنی اِس حالت میں اُس غسل کے ذریعہ جتنی نمازیں چاہے پڑھ لے، اگر اس کے لئے یہ ممکن ہو۔

تو جب ہم نے دیکھا کہ عورت اِن صورتوں میں سے ہر ایک صورت کے ساتھ مستحاضہ ہوتی ہے، اور ان صورتوں کے معانی اور احکام مختلف ہیں، اور لفظ استحاضہ ان سب کو شامل ہے، اور ہم نے حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایت میں اس عورت کے استحاضہ کی صراحت کو نہیں پایا کہ جس مستحاضہ کو نبی علیہ السلام نے مذکورہ باتوں کا

حکم دیا تھا وہ کونسی مستحاضہ تھی، تو ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اس مستحاضہ کو ان اقسام میں سے بقیہ اقسام کو چھوڑ کر صرف ایک قسم پر محمول کریں مگر کسی ایسی دلیل کی وجہ سے جو ہماری اس سلسلے میں رہنمائی کرے۔

تو ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تا کہ ہمیں کوئی دلیل مل جائے (تو یہ حدیث ہم کو مل گئی):

حدیث (۶۳۸): حضرت عائشہؓ نے مستحاضہ کے متعلق فرمایا: وہ اپنے ایام حیض میں نماز کو چھوڑ دے گی، پھر ایک غسل کرے گی اور ہر نماز کے وقت غسل کرے گی۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثالث کی طرف سے فریق اول اور فریق ثانی کے دلائل کے جوابات دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ مستحاضہ عورت کے متعلق تین قسم کی روایات ہمارے سامنے آچکی ہیں: (۱) غسل لکل صلاۃ والی روایات جو فریق اول کی مستدل ہیں۔

(۲) جمع بین الصلاتین فی غسل واحد والی روایات جن کو فریق ثانی نے اپنی دلیل بنایا ہے۔

(۳) وہ روایات جن میں وضوء لکل صلاۃ کا حکم ہے اور جو فریق ثالث کی دلیل ہیں۔ تو روایات آپس میں متعارض ہوگئیں، اس لئے ہم پر اس بات میں غور کرنا ضروری ہو گیا کہ کونسی روایات پر عمل کیا جائے اور کن کو ترک کیا جائے۔

فأردنا ان ننظر فی ذلك الخ: ماقبل میں تفصیل سے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحشؓ کی وہ روایت (نمبر ۶۱۲) جس میں غسل لکل صلاۃ کا ذکر ہے وہ سہلہ بنت سہیلؓ کی روایت (نمبر ۶۲۶) سے منسوخ ہو چکی ہے، کیونکہ سہلہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اولا ان کو غسل لکل صلاۃ کا حکم دیا لیکن جب یہ حکم ان پر شاق گزرنے لگا تو ان کو جمع بین الصلاتین بغسل واحد کا حکم دیدیا، لہذا اس سے واضح ہو گیا کہ غسل لکل صلاۃ والی روایات کو معمول بہا نہیں بنایا جا سکتا، تو اب دو طرح کی روایات رہ گئیں: (۱) جمع بین الصلاتین بغسل واحد والی۔ (۲) وضو لکل صلاۃ والی۔ اب امام طحاویؒ

فأردنا ان ننظر فیما روی فی ذلك الخ: سے جمع بین الصلاتین بغسل واحد والی روایات کا جواب دے رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مدار عبد الرحمن بن قاسم پر ہے، اور عبد الرحمن بن قاسم سے روایت کرنے والے چار حضرات ہیں: (۱) سفیان ثوریؒ (۲) سفیان بن عیینہؒ (۳) امام شعبہؒ (۴) محمد بن اسحق، ان چاروں حضرات نے اس روایت کو عبد الرحمن بن قاسم سے مندرجہ ذیل اختلافات کے ساتھ نقل کیا ہے:

(۱) سفیان ثوریؒ نے اس کو عن عبدالرحمن بن القاسم عن أبيه عن زینب بنت جحش کے طریق سے بیان کیا ہے یعنی انہوں نے اس روایت کو مسندِ زینب قرار دیا ہے۔ اور ابن عیینہ نے اسی روایت کو عن عبدالرحمن بن القاسم عن أبيه عن النبي ﷺ کے طریق سے بیان کیا ہے یعنی اس کو مرسلاً روایت کیا ہے، البتہ ابن عیینہ نے متن حدیث میں سفیان ثوریؒ کی موافقت کی ہے۔ اور امام شعبہؒ اور محمد بن اسحٰقؒ نے اس روایت کو عن عبدالرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة کے طریق سے نقل کیا ہے یعنی انہوں نے اس کو مسندِ عائشہؓ قرار دیا ہے۔

(۲) امام شعبہؒ اور ابن عیینہؒ نے اپنی روایت میں مبتلیٰ بہ صحابیہ کا نام ذکر نہیں کیا، جبکہ سفیان ثوریؒ نے مبتلیٰ بہ صحابیہ کا نام زینبؓ، اور محمد بن اسحٰقؒ نے سہلہ بنت سہیلؓ ذکر کیا ہے۔

(۳) سفیان ثوریؒ اور ابن عیینہؒ نے اپنی روایت میں ایام حیض کا ذکر کیا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ روایت معتادہ کے متعلق ہے، اور امام شعبہ اور ابن اسحٰق نے ایام حیض کا ذکر نہیں کیا۔

ان اختلافات میں غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ دراصل ایک نہیں بلکہ دو الگ الگ احادیث ہیں، کیونکہ سفیان ثوریؒ کی روایت میں مبتلیٰ بہ صحابیہ کا نام بھی مذکور ہے اور ایام حیض کا بھی ذکر ہے، اور سفیان بن عیینہ نے متن حدیث میں ان کی موافقت کی ہے، تو یہ ایک حدیث ہوئی جو مسندِ زینبؓ ہے، اور امام شعبہؒ کی روایت میں نہ تو مبتلیٰ بہ صحابیہ کا نام موجود ہے اور نہ ایام حیض کا ذکر ہے، اور انہوں نے اس کو مسندِ عائشہؓ قرار دیا ہے، اور محمد بن اسحٰقؒ نے مضمونِ حدیث میں ان کی موافقت کی ہے البتہ انہوں نے مبتلیٰ بہ صحابیہ کا نام ذکر کیا ہے، لہذا یہ الگ دوسری حدیث ہوئی جو مسندِ عائشہؓ ہے۔

تو جب یہ الگ الگ دو حدیثیں ہیں تو ضروری ہے کہ ہم ان کی الگ الگ توجیہ کریں تا کہ حقیقت حال واضح ہو جائے، چنانچہ سفیان ثوریؒ کی روایت میں غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی روایت منقطع ہے، کیونکہ قاسم بن محمد کا لقاء حضرت زینبؓ سے ثابت نہیں، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کی ولادت حضرت زینبؓ کی وفات کے بعد ہوئی، لہذا یہ حدیث منقطع ہے اور منقطع حدیث سے استدلال درست نہیں ہوتا۔

وكان حديث عائشةؓ الخ: دوسری حدیث جو مسند عائشہؓ ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس روایت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے مستحاضہ عورت کو جمع بین الصلاتین بغسل واحد کا حکم دیا، لیکن اس میں یہ صراحت نہیں ہے کہ مستحاضہ سے کون سی مستحاضہ مراد ہے، اس لئے کہ مستحاضہ کی کئی قسمیں ہیں:

(۱) معتادہ مستمرۃ الدم: یعنی وہ مستحاضہ جس کو مسلسل خون آتا ہو اور اس کے ایام حیض بھی معلوم ہوں،

اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ایام حیض میں نماز کو ترک کردے، پھر انقطاع حیض پر غسل کرے اور اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرے۔

(۲) مستمرۃ الدم مجہولۃ الایام: یعنی وہ مستحاضہ جس کو مسلسل خون آتا ہو اور اس کے ایام حیض معلوم نہ ہوں، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے، کیونکہ ہر وقت اس کو یہ احتمال رہے گا کہ وہ یا تو حائضہ ہے یا حیض سے پاک ہے یا مستحاضہ ہے، لہذا اس کو احتیاطاً ہر نماز کے لئے غسل کا حکم دیا گیا۔

(۳) متحیرہ غیر مستمرۃ الدم: یعنی وہ مستحاضہ جس کے ایام حیض معلوم نہ ہوں اور اس کو مسلسل خون نہ آتا ہو بلکہ کبھی جاری ہوتا ہو اور کبھی منقطع ہو جاتا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ جس وقت خون بند ہو جائے اسی وقت غسل کرے، اور اس غسل سے دوبارہ خون جاری ہونے تک جتنی نمازیں پڑھ سکے پڑھ لے۔

فلما وجدنا الخ: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جب مستحاضہ کی تین قسمیں ہیں، اور تینوں قسموں کے احکام الگ الگ ہیں، اور ہم کو معلوم نہیں کہ حدیثِ عائشہؓ میں کونسی مستحاضہ مراد ہے، تو ہمارے لئے روایت کو کسی ایک قسم پر محمول کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک کہ اس پر کوئی دلیل نہ ہو، اور دلیل کی تلاش میں غور کرنے پر ہمیں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت مل گئی، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایام حیض میں نماز کو چھوڑ دے پھر حیض کے انقطاع پر غسل کرے اور اس کے بعد ہر نماز کے لئے وضو کرے، اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت جو قاسم عن عائشہؓ کے طریق سے ہے اس میں مستحاضہ سے مراد معتادہ مستحاضہ ہے، لہذا اس روایت سے فریق ثالث ہی کا مذہب ثابت ہوگا۔

فَلَمَّا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِهَا الَّذِي أَفْتَتْ بِهِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,وَكَانَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ حُكْمِ الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,وَمَا ذَكَرْنَا أَنَّهَا تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ ,وَمَا ذَكَرْنَا أَنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ كُلُّهُ عَنْهَا ,ثَبَتَ بِجَوَابِهَا ذَلِكَ ,أَنَّ ذَلِكَ الْحُكْمَ هُوَ النَّاسِخُ لِلْحُكْمَيْنِ الْآخَرَيْنِ ,لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ عِنْدَنَا عَلَيْهَا أَنْ تَدَعَ النَّاسِخَ وَتُفْتِيَ بِالْمَنْسُوخِ ,وَلَوْلَا ذَلِكَ لَسَقَطَتْ رِوَايَتُهَا. فَلَمَّا ثَبَتَ

أَنَّ هَذَا هُوَ النَّاسِخُ لِمَا ذَكَرْنَا ،وَجَبَ الْقَوْلُ بِهِ ،وَلَمْ يَجُزْ خِلَافُهَا. هَذَا وَجْهٌ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَعَانِي هَذِهِ الْآثَارِ عَلَيْهِ.

ترجمہ: تو جب حضرت عائشہؓ سے ان کا یہ مذکورہ قول مروی ہے جس کے مطابق انہوں نے رسول اللہ علیہ ﷺ کی وفات کے بعد فتویٰ دیا، اور مستحاضہ کے جو (مختلف) احکام ہم نے پہلے ذکر کئے کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے گی، اور یہ کہ وہ دو نمازوں کو ایک غسل میں جمع کرے گی، اور یہ کہ وہ ایام حیض میں نماز کو ترک کردے گی پھر غسل کرے گی اور ہر نماز کے لئے وضو کرے گی، یہ تمام کے تمام احکام بھی حضرت عائشہؓ سے ہی مروی ہیں، تو حضرت عائشہؓ کے اس مذکورہ جواب سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ حکم دوسرے دونوں حکموں کے لئے ناسخ ہے، اس لئے کہ ہمارے نزدیک ان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ناسخ کو چھوڑ دیں اور منسوخ پر فتویٰ دیں، اور اگر ایسا نہ ہو تو حضرت عائشہؓ کی روایات ساقط الاعتبار ہو جائیں گی، پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ حکم ہی مذکورہ حکموں کے لئے ناسخ ہے تو اسی کا قائل ہونا ضروری ہے، اور اس کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے، یہ ایک توجیہ ہے اور ممکن ہے کہ ان آثار کی تطبیق اسی طرح ہو۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرما رہے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے تینوں مذاہب (غسل لکل صلاۃ، جمع بین الصلاتین بغسل واحد، اور وضو لکل صلاۃ) کے موافق روایات منقول ہیں، جبکہ حضرت عائشہؓ نبی پاک ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد وضو لکل صلاۃ کا فتویٰ دیا کرتی تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان کی غسل لکل صلاۃ اور جمع بین الصلاتین بغسل واحد والی روایات منسوخ ہیں، اور نسخ کی دلیل یہ فتویٰ ہے، اس وجہ سے کہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہؓ کا فتویٰ ناسخ روایات کے موافق ہی ہوگا منسوخ روایت کے مطابق وہ فتویٰ نہیں دے سکتیں، کیونکہ اگر راوی ایسا کرتا ہے تو اس کی روایتیں قابل اعتبار نہیں رہتیں، لہذا ثابت ہو گیا کہ فصل اول اور فصل ثانی کی روایات منسوخ ہیں اور فصل ثالث والی روایات ناسخ ہیں، اور دلیل نسخ حضرت عائشہؓ کا فتویٰ ہے۔

وَقَدْ يَجُوزُ فِي هَذَا وَجْهٌ آخَرُ ،يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَاطِمَةَ ابْنَةِ أَبِي حُبَيْشٍ لَا يُخَالِفُ مَا رُوِيَ عَنْهُ فِي أَمْرِ سَهْلَةَ ابْنَةِ سُهَيْلٍ ،لِأَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ أَبِي حُبَيْشٍ ,كَانَتْ أَيَّامُهَا مَعْرُوفَةً ,

وَسَهْلَةَ كَانَتْ أَيَّامُهَا مَجْهُولَةً ,إِلَّا أَنَّ دَمَهَا يَنْقَطِعُ فِي أَوْقَاتٍ وَيَعُودُ فِي أَوْقَاتٍ وَهِيَ قَدْ أَحَاطَ عِلْمُهَا أَنَّهَا لَمْ تَخْرُجْ مِنَ الْحَيْضِ بَعْدَ غُسْلِهَا إِلَى أَنْ صَلَّيَتِ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا .فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ ,فَإِنَّا نَقُولُ بِالْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا ,فَنَجْعَلُ حُكْمَ حَدِيثِ فَاطِمَةَ عَلَى مَا صَرَفْنَاهُ إِلَيْهِ ,وَنَجْعَلُ حُكْمَ حَدِيثِ سَهْلَةَ ,عَلَى مَا صَرَفْنَاهُ أَيْضًا إِلَيْهِ.

ترجمہ: اوران میں ایک دوسری توجیہہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کے متعلق جوروایت مروی ہے وہ اس روایت کے خلاف نہ ہو جو آپؐ سے سہلہ بنت سہیلؓ کے متعلق مروی ہے، اس وجہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کے ایام حیض معلوم تھے اور سہلہ کے ایام حیض مجہول تھے، مگر یہ کہ ان کا خون کبھی منقطع ہو جاتا تھا اور کبھی لوٹ آتا تھا، اوران کو یہ معلوم تھا کہ وہ غسل کرنے کے بعد حیض سے نہیں نکلتی ہیں یہاں تک کہ وہ دونمازیں ایک ساتھ پڑھ لیتیں، تو جب معاملہ ایسا ہے تو ہم دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، چنانچہ ہم فاطمہ کی روایت کا حکم اس معنی پر محمول کرتے ہیں جس کو ہم نے بیان کیا، اور سہلہ کی روایت کا حکم بھی اسی معنی پر محمول کرتے ہیں جس کو ہم نے ذکر کیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں ایک دوسری توجیہہ بھی ممکن ہے، اور وہ یہ ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کی وضو لکل صلاۃ والی روایت اور سہلہ بنت سہیلؓ کی جمع بین الصلاتین بغسل واحد والی روایات بظاہر دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو درحقیقت ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، اس لئے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کے ایام حیض معلوم تھے، یعنی وہ معتادہ تھیں، اور سہلہ بنت سہیلؓ کے ایام حیض معلوم نہیں تھے، تو وہ مجہولہ یعنی متحیرہ اور متخللہ تھیں، یعنی ان کا خون کبھی جاری ہوتا اور کبھی بند ہو جاتا تھا، لہذا دونوں عورتیں استحاضہ کی الگ الگ صورت کے ساتھ متصف تھیں، اس لئے آپؐ نے دونوں کو الگ الگ حکم دیا۔

بہر حال دونوں حدیثوں پر عمل کرنا ممکن ہے بایں طور کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ والی روایت کو مستحاضہ معتادہ پر محمول کیا جائے، اور سہلہ بنت سہیلؓ والی روایت کو مستحاضہ متحیرہ متخللہ پر محمول کیا جائے، تو اس صورت میں دونوں روایتوں کے درمیان تعارض نہیں رہے گا اور دونوں پر عمل ہو جائے گا۔

وَأَمَّا حَدِيثُ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا فَقَدْ رُوِيَ مُخْتَلِفًا .فَبَعْضُهُمْ يَذْكُرُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِالْغُسْلِ عِندَ كُلِّ صَلَاةٍ ,وَلَمْ يَذْكُرْ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ,فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَمَرَهَا بِذٰلِكَ لِيَكُونَ ذٰلِكَ الْمَاءُ عِلَاجًا لَهَا ,لِأَنَّهُ يُقَلِّصُ الدَّمَ فِي الرَّحِمِ ,فَلَا يَسِيلُ .وَبَعْضُهُمْ يَرْوِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ,ثُمَّ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ .فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ ,فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِهِ الْعِلَاجَ .وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِهِ مَا ذَكَرْنَا فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا ,لِأَنَّ دَمَهَا سَائِلٌ دَائِمُ السَّيَلَانِ ,فَلَيْسَتْ صَلَاةٌ إِلَّا يُحْتَمَلُ أَنْ تَكُونَ عِندَهَا طَاهِرًا مِنْ حَيْضٍ ,لَيْسَ لَهَا أَنْ تُصَلِّيَهَا إِلَّا بَعْدَ الِاغْتِسَالِ ,فَأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِذٰلِكَ .فَإِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ مَعْنَى حَدِيثِهَا ,فَإِنَّا كَذٰلِكَ نَقُولُ أَيْضًا فِيمَنِ اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ ,وَلَمْ تَعْرِفْ أَيَّامَهَا.

ترجمہ: اور رہی ام حبیبہؓ کی روایت تو وہ مختلف طریقوں سے مروی ہے، چنانچہ بعض لوگ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام حبیبہؓ کو ہر نماز کے وقت غسل کرنے کا حکم دیا تھا، اور یہ لوگ ایام اقراء کا ذکر نہیں کرتے، تو ممکن ہے کہ آپؐ نے ام حبیبہؓ کو یہ حکم اس لئے دیا ہو کہ وہ پانی ان کے لئے علاج کا ذریعہ ہو، اس وجہ سے کہ پانی خون کو رحم میں چڑھا دیتا ہے پھر وہ بہتا نہیں ہے۔ اور بعض لوگ اس کو حضرت عائشہؓ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ ایام حیض میں نماز کو ترک کردیں پھر ہر نماز کے لئے غسل کریں، تو اگر واقعہ ایسا ہی تھا تو ممکن ہے کہ آپؐ کے اس حکم کا مقصد علاج ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپؐ کے اس حکم سے مراد وہ ہو جو ہم نے اس سے پہلی فصل میں بیان کیا، اس لئے کہ ان کا خون ہمیشہ جاری رہتا تھا تو ان کی کوئی نماز ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں اس بات کا احتمال نہ ہو کہ اس نماز کے وقت وہ حیض سے پاک ہوگئی ہیں، تو ان کے لئے وہ نماز پڑھنا جائز نہ ہو مگر غسل کرنے کے بعد ہی، لہذا آپؐ نے ان کو غسل کرنے کا حکم اس وجہ سے دیا ہو، تو اگر یہی ام حبیبہؓ والی روایت کا

مفہوم ہے تو یہی بات ہم اس عورت کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ جس کا خون جاری ہو اور اس کے ایام معلوم نہ ہوں۔

وضاحت: غسل لکل صلاۃ کے قائلین نے اپنے مستدل میں جو ام حبیبہ بنت جحشؓ کی روایت پیش کی تھی امام طحاویؒ اس کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہؓ کا واقعہ کچھ اختلاف کے ساتھ کئی طرح سے بیان کیا گیا ہے، چنانچہ:

(۱) بعض حضرات نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے ام حبیبہؓ کو غسل لکل صلاۃ کا حکم دیا اور ان حضرات نے ایام حیض کا ذکر نہیں کیا، جیسا کہ شروع باب میں روایت گزری، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ غیر معتادہ تھیں۔

(۲) بعض حضرات نے حضرت عائشہؓ سے اسی رویت کو نقل کیا ہے اور اس میں ایام حیض کا بھی ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام حبیبہؓ معتادہ تھیں۔ اور یہ دونوں قسم کی روایات حضرت عائشہؓ ہی سے مروی ہیں، تو اگر ہم حضرت ام حبیبہ کو غیر معتادہ مانیں تو آپؐ نے ان کو غسل لکل صلاۃ کا حکم اس لئے دیا تھا تاکہ غسل کرنے سے رحم کا اندرونی حصہ سکڑ جائے اور خون کا سیلان بند ہو جائے، لہذا غسل لکل صلاۃ کا حکم از قبیل علاج ہوگا نا کہ از قبیل احکام۔

اور اگر حضرت ام حبیبہ کو معتادہ مانیں تو ان کو غسل لکل صلاۃ کا حکم دینے میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ یہ حکم از قبیل علاج ہو، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہ مستمرۃ الدم ہوں اور ان کو ایام حیض یاد نہ ہوں، تو ایسی صورت میں ان کا ہر وقت حیض سے پاک ہونا، حالت حیض میں ہونا اور اسی طرح حالت استحاضہ میں ہونا ہر ایک کا احتمال موجود ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کئے بغیر کوئی نماز جائز نہیں، اسی بناء پر آپؐ نے ان کو غسل کرنے کا حکم دیا، اور اس قسم کی مستحاضہ کہ جس کو ایام حیض یاد نہ ہوں و اور اس کا خون مسلسل جاری رہتا ہو اس کا حکم یہی ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے۔

فَلَمَّا احْتَمَلَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ مَا ذَكَرْنَا، وَرَوَيْنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ قَوْلِهَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَصَفْنَا، ثَبَتَ أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ حُكْمُ الْمُسْتَحَاضَةِ، الَّتِي لَا تَعْرِفُ أَيَّامَهَا، وَثَبَتَ أَنَّ مَا خَالَفَ ذٰلِكَ، بِمَا رُوِيَ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُسْتَحَاضَةٍ

اسْتِحَاضَتُهَا غَيْرُ اسْتِحَاضَةِ هٰذِهِ ,أَوْ فِي مُسْتَحَاضَةٍ اسْتِحَاضَتُهَا بِمِثْلِ اسْتِحَاضَةِ هٰذِهِ. إِلَّا أَنَّ ذٰلِكَ، عَلَى أَيِّ الْمَعَانِي كَانَ، فِيمَا رُوِيَ فِي أَمْرِ فَاطِمَةَ ابْنَةِ أَبِي حُبَيْش ,أَوْلَى لِأَنَّ مَعَهُ الِاخْتِيَارَ مِنْ عَائِشَةَ لَهُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَلِمَتْ مَا خَالَفَهُ وَمَا وَافَقَهُ مِنْ قَوْلِهِ.

ترجمه: تو جب یہ آثار ہمارے بیان کردہ بات کا احتمال رکھتے ہیں، اور ہم نے حضرت عائشہؓ کا وہ قول بھی روایت کردیا ہے جو وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد فرمایا کرتی تھیں، تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہی اس مستحاضہ کا حکم ہے جس کے ایام معلوم ہوں، اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اس کے خلاف حضرت عائشہؓ کی وہ روایات جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں وہ اس مستحاضہ کے بارے میں ہیں جس کا استحاضہ ام حبیبہؓ کے استحاضہ کے علاوہ ہو، یا اس مستحاضہ کے بارے میں ہیں جس کا استحاضہ ان کے استحاضہ کے مثل ہو، مگر یہ کہ یہ روایات جس معنی پر بھی محمول ہوں، وہ روایات جو فاطمہ بنت ابی حبیشؓ کے متعلق مروی ہیں راجح ہوں گی، اس لئے کہ یہ روایات نبی ﷺ کے بعد حضرت عائشہؓ کی اختیار کردہ ہیں، حالانکہ حضرت عائشہؓ کو نبی ﷺ کے موافق ومخالف اقوال کا علم ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہؓ کی روایت حضرت عائشہؓ سے دونوں طرح سے منقول ہے، ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معتادہ تھیں یعنی ان کے ایام حیض معلوم تھے، اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متحیرہ مستمرۃ الدم تھیں، اور دونوں روایتوں میں ایک ہی حکم دیا گیا ہے، تو اب یہ احتمال پیدا ہوگیا کہ یہ حکم معتادہ کے لئے ہے یا متحیرہ کے لئے؟ اور حضرت عائشہؓ کا فتویٰ جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے وہ معتادہ کے لئے وضو لکل صلاۃ کا ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل لکل صلاۃ کا حکم متحیرہ مستمرۃ الدم کے لئے ہے، اور حضرت عائشہؓ سے اس کے خلاف جو روایات منقول ہیں یعنی جن میں غسل لکل صلاۃ یا جمع بین الصلاتین کا حکم ہے وہ یا تو معتادہ سے متعلق ہیں یا متحیرہ منقطعۃ الدم سے یا متحیرہ مستمرۃ الدم سے۔

بہر حال ام حبیبہؓ والی روایت کے جو بھی معنی ہوں فاطمہ بنت ابی حبیشؓ والی روایت راجح ہوگی، اس لئے کہ اس کی متابعت میں حضرت عائشہؓ کا فتویٰ موجود ہے، حالانکہ وہ اپنے فتوے کے موافق ومخالف احادیث سے واقف ہیں اس کے باوجود وہ وضو لکل صلاۃ کا فتویٰ دے رہی ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ

اس کے خلاف روایات مستحاضہ عورتوں کے حالات اور مقتضائے احوال کے اعتبار سے ہیں، یا یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت عائشہؓ کے فتوے کے خلاف جو روایات ہیں وہ سب منسوخ ہیں۔

وَكَذٰلِكَ أَيْضًا مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,وَمَا رَوَيْنَاهُ عَنْهُ أَنَّهَا تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ ,وَمَا رَوَيْنَاهُ عَنْهُ أَنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,إِنَّمَا اخْتَلَفَتْ أَقْوَالُهُ فِي ذٰلِكَ لِاخْتِلَافِ الِاسْتِحَاضَةِ الَّتِي أَفْتَى فِيهَا بِذٰلِكَ.

ترجمه: اور اسی طرح وہ روایات جن کو ہم نے حضرت علیؓ سے مستحاضہ کے سلسلے میں روایت کیا کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے گی، اور حضرت علیؓ کی وہ روایات جن کو ہم نے بیان کیا کہ مستحاضہ دو نمازوں کو ایک غسل میں جمع کرے گی، اور ان کی وہ روایات جو ہم نے نقل کیں کہ مستحاضہ حیض کے ایام میں نماز کو چھوڑ دے گی پھر غسل کرے گی اور ہر نماز کے لئے وضو کرے گی، تو حضرت علیؓ کے اقوال کا یہ اختلاف اس استحاضہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے جس کے بارے میں انہوں نے فتویٰ دیا۔

وضاحت: حضرت علیؓ سے بھی مستحاضہ کے سلسلے میں تین طرح کی روایات منقول ہیں یعنی غسل لکل صلاۃ، جمع بین الصلاتین بغسل واحد اور وضو لکل صلاۃ، تو یہاں بھی تعارض کو رفع کرنے کے لئے یہی کہنا پڑے گا کہ یہ تینوں روایات مستحاضہ کی الگ الگ اقسام سے متعلق ہیں۔

وَأَمَّا مَا رَوَوْا عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي اغْتِسَالِهَا لِكُلِّ صَلَاةٍ , فَوَجْهُ ذٰلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهَا كَانَتْ تَتَعَالَجُ بِهِ .فَهٰذَا حُكْمُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ ,وَهِيَ الَّتِي يُحْتَجُّ بِهَا فِيهِ.

ترجمه: اور رہی ام حبیبہؓ کی وہ روایت جو ان سے ہر نماز کے لئے غسل کرنے کے بارے میں ہے تو اس کی توجیہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنا علاج کرتی تھیں، تو یہ اس باب کا حکم ہے آثار

کے طریق سے، یعنی وہ آثار جن کے ذریعہ اس مسئلہ میں استدلال کیا جاتا ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نے ایک سوال مقدر کا جواب دیا ہے، کہ آپ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی تینوں قسموں کی روایات کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ ان روایات کا اختلاف مستحاضہ عورتوں کے احوال کے اختلاف کی وجہ سے ہے، تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ ایک ہی عورت ہیں تو ان کے بارے میں دو طرح کی رایات کیوں آئیں؟ بعض روایات میں ان کو معتادہ قرار دیا گیا ہے اور بعض میں متحیرہ قرار دیا گیا ہے، اور دونوں طرح کی روایات میں غسل لکل صلاۃ کا حکم ہے، تو اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ معتادہ اور متحیرہ دونوں کے لئے غسل لکل صلاۃ کا حکم ہے؟

جواب: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہؓ درحقیقت معتادہ تھیں اور ان کو ہر نماز کے وقت غسل کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا وہ بطور علاج تھا بطور وجوب نہیں تھا۔

> ثُمَّ اخْتَلَفَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّهَا تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ .فَقَالَ بَعْضُهُمْ :تَتَوَضَّأُ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ ,وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ ,وَزُفَرَ ,وَأَبِي يُوسُفَ , وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى .وَقَالَ آخَرُونَ :بَلْ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ ,وَلَا يَعْرِفُونَ ذِكْرَ الْوَقْتِ فِي ذَلِكَ.

ترجمہ: پھر ان لوگوں میں اختلاف ہوگیا جنہوں نے کہا تھا کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے وضو کرے گی، تو بعض نے کہا کہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے گی، اور یہ امام ابوحنیفہؒ، امام زفرؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ ہر نماز کے لئے وضو کرے گی، اور یہ لوگ اس مسئلہ میں وقت کے ذکر کا اعتبار نہیں کرتے ہیں۔

وضاحت: امام طحاویؒ یہاں سے احناف وشوافع کے درمیان اختلاف کو بیان کررہے ہیں، اختلاف اس بات میں ہے کہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لئے وضو کرنا ضروری ہے یا ہر نماز کے وقت کے لئے، علماء احناف کہتے ہیں کہ مستحاضہ عورت پر ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرنا ضروری ہے اور وہ اس وضو سے جتنے چاہے فرائض اور نوافل اداء کرسکتی ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے وضو کرنا لازم ہے نا کہ ہر نماز کے وقت کے لئے، یہ حضرات حدیث "تتوضأ لکل صلاۃ" کے ظاہر الفاظ سے استدلال کرتے ہیں۔

فَأَرَدْنَا نَحْنُ أَنْ نَسْتَخْرِجَ مِنَ الْقَوْلَيْنِ ,قَوْلًا صَحِيحًا.فَرَأَيْنَاهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّهَا إِذَا تَوَضَّأَتْ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ ,فَلَمْ تُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ الْوَقْتُ ,فَأَرَادَتْ أَنْ تُصَلِّيَ بِذَلِكَ الْوُضُوءِ، أَنَّهُ لَيْسَ ذَلِكَ لَهَا حَتَّى تَتَوَضَّأَ وُضُوءًا جَدِيدًا .وَرَأَيْنَاهَا لَوْ تَوَضَّأَتْ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ فَصَلَّتْ ,ثُمَّ أَرَادَتْ أَنْ تَتَطَوَّعَ بِذَلِكَ الْوُضُوءِ كَانَ ذَلِكَ لَهَا مَا دَامَتْ فِي الْوَقْتِ .فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ الَّذِي يَنْقُضُ طُهْرَهَا هُوَ خُرُوجُ الْوَقْتِ ,وَأَنَّ وُضُوءَهَا يُوجِبُهُ الْوَقْتُ لَا الصَّلَاةُ.

ترجمہ: تو ہم نے ارادہ کیا کہ ان دوقولوں کے درمیان سے صحیح قول کو نکالیں ،تو ہم نے دیکھا کہ ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مستحاضہ نے اگر نماز کے وقت میں وضو کیا اور نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ وقت نکل گیا پھر وہ اس وضو سے نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا جب تک وہ نیا وضو نہ کر لے،اور ہم نے دیکھا کہ مستحاضہ نے اگر کسی نماز کے وقت میں وضو کیا اور نماز پڑھی پھر وہ اس وضو کے ذریعہ نفل پڑھنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز ہوگا جب تک وقت باقی ہو،تو اس مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو چیز مستحاضہ کی طہارت کو ختم کرتی ہے وہ خروج وقت ہے،اور یہ کہ وضو کو وقت واجب کرتا ہے نا کہ نماز۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس مسئلہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں اس لئے ہم اس مسئلہ میں قول صحیح کا استخراج نظر کے طریقے سے کریں گے،تو ہم نے دیکھا کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مستحاضہ عورت کسی ایک وقت کی نماز کے لئے وضو کرے اور اس وضو سے نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ وقت نکل جائے تو اس کے لئے اس وضو سے وقت نکلنے کے بعد نماز اداء کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اداء صلاۃ کے لئے اس کو نیا وضو کرنا ضروری ہوگا،اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ اگر مستحاضہ عورت وقت کے اندر وضو کر کے نماز پڑھ لے پھر اس وضو سے وقت نکلنے سے پہلے پہلے نفل نماز اداء کرنا چاہے تو یہ بالاتفاق جائز ہے،ان دونوں باتوں سے معلوم ہوا کہ خروج وقت مستحاضہ کی طہارت کے لئے ناقض ہے نا کہ فراغ عن الصلاۃ،اگر فراغ عن الصلاۃ مستحاضہ کے حق میں ناقض وضو ہوتا تو فرض نماز کے بعد اسی وقت کے اندر نفل نماز اداء کرنا جائز نہ ہوتا،لہذا اب حدیث "تتوضأ لکل صلاۃ" کا مطلب یہ ہوگا کہ یہاں پر لام

ظرفیت کے لئے ہے یعنی لوقت کل صلاۃ کے معنی میں ہے، تو معلوم ہوا کہ فراغ عن الصلاۃ ناقض وضو نہیں ہے بلکہ خروج وقت ناقض وضو ہے، لہذا وضو کا وجوب وقت سے ہوگا نا کہ نماز سے۔

وَقَدْ رَأَيْنَاهَا لَوْ فَاتَتْهَا صَلَوَاتٌ ,فَأَرَادَتْ أَنْ تَقْضِيَهُنَّ كَانَ لَهَا أَنْ تَجْمَعَهُنَّ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ .فَلَوْ كَانَ الْوُضُوءُ يَجِبُ عَلَيْهَا لِكُلِّ صَلَاةٍ ,لَكَانَ يَجِبُ أَنْ تَتَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ الْفَائِتَاتِ .فَلَمَّا كَانَتْ تُصَلِّيهِنَّ جَمِيعًا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ ,ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْوُضُوءَ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهَا ,هُوَ لِغَيْرِ الصَّلَاةِ ,وَهُوَ الْوَقْتُ.

ترجمہ: اور ہم نے دیکھا کہ اگر اس کی چند نمازیں فوت ہوگئیں اور وہ ان کو قضاء کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے جائز ہوگا کہ ان نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں ایک وضو کے ساتھ جمع کرے، تو اگر مستحاضہ پر ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب ہوتا تو اس پر فوت شدہ نمازوں میں سے ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب ہوتا، تو جب اس کے لئے تمام نمازوں کو ایک وضو سے اداء کرنا جائز ہے تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ اس پر جو وضو واجب ہوتا ہے وہ نماز کے علاوہ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، اور وہ وقت ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ خروج وقت کے ناقض وضو ہونے پر دوسری دلیل پیش کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اگر مستحاضہ متعدد فائتہ نمازوں کو ایک نماز کے وقت کے اندر ایک وضو سے اداء کرنا چاہے تو یہ بالاتفاق جائز ہے، تو جب ایک وضو سے ایک نماز کے وقت کے اندر متعدد فائتہ نمازیں اداء کرنا جائز ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ناقض وضو خروج وقت ہے نا کہ فراغ عن الصلاۃ، اگر فراغ عن الصلاۃ ناقض وضو ہوتا تو اس پر ہر فائتہ نماز کے لئے نیا وضو لازم ہوتا۔

وَحُجَّةٌ أُخْرَى ,أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا الطَّهَارَاتِ تَنْتَقِضُ بِأَحْدَاثٍ ,مِنْهَا الْغَائِطُ وَالْبَوْلُ .وَطِهَارَاتٍ تَنْتَقِضُ بِخُرُوجِ أَوْقَاتٍ ,وَهِيَ الطَّهَارَةُ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ,يَنْقُضُهَا خُرُوجُ وَقْتِ الْمُسَافِرِ وَخُرُوجُ وَقْتِ الْمُقِيمِ .وَهَذِهِ

الطَّهَارَاتُ الْمُتَّفَقُ عَلَيْهَا ,لَمْ نَجِدْ فِيمَا يَنْقُضُهَا صَلَاةً ,إِنَّمَا يَنْقُضُهَا حَدَثٌ ,أَوْ خُرُوجُ وَقْتٍ .وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ طَهَارَةَ الْمُسْتَحَاضَةِ ,طَهَارَةٌ يَنْقُضُهَا الْحَدَثُ وَغَيْرُ الْحَدَثِ .فَقَالَ قَوْمٌ :هَذَا الَّذِي هُوَ غَيْرُ الْحَدَثِ ,هُوَ خُرُوجُ الْوَقْتِ .وَقَالَ آخَرُونَ :هُوَ فَرَاغٌ مِنْ صَلَاةٍ ,وَلَمْ نَجِدِ الْفَرَاغَ مِنَ الصَّلَاةِ حَدَثًا فِي شَيْءٍ غَيْرِ ذَلِكَ ,وَقَدْ وَجَدْنَا خُرُوجَ الْوَقْتِ حَدَثًا فِي غَيْرِهِ .فَأَوْلَى الْأَشْيَاءِ أَنْ نَرْجِعَ فِي هَذَا الْحَدَثِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ ,فَنَجْعَلَهُ كَالْحَدَثِ الَّذِي قَدْ أُجْمِعَ عَلَيْهِ وَوُجِدَ لَهُ أَصْلٌ وَلَا نَجْعَلَهُ كَمَا لَمْ يُجْمَعْ عَلَيْهِ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ أَصْلًا . فَثَبَتَ بِذَلِكَ قَوْلُ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهَا تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ وَقْتِ صَلَاةٍ ,وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ طہارات احداث کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں، اور ان احداث میں پیشاب اور پاخانہ ہے، اور کچھ طہارات ایسی ہیں جو خروج اوقات سے ختم ہو جاتی ہیں، اور وہ مسح علی الخفین کی طہارت ہے کہ اس کو مسافر اور مقیم کے وقت کا خروج توڑ دیتا ہے، اور ان متفق علیہ طہارات میں ہم نے کوئی ایسی طہارت نہیں دیکھی جو نماز کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہو، یہ طہارات یا تو حدث کی وجہ سے ٹوٹتی ہیں یا خروج وقت کی وجہ سے، اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مستحاضہ کی طہارت ایسی طہارت ہے جو حدث اور غیر حدث دونوں کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے، تو کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ غیر حدث خروج وقت ہے، اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ فراغ عن الصلاۃ ہے، حالانکہ ہم نے فراغ عن الصلاۃ کو اس کے علاوہ کسی چیز میں حدث نہیں پایا، اور ہم نے خروج وقت کو اس کے علاوہ میں حدث پایا ہے، تو زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ ہم اس مختلف فیہ حدث میں غور کریں اور اس کو اس حدث کے مانند قرار دیں جس پر اتفاق کیا گیا ہے اور جس کی اصل بھی موجود ہے، اور اس حدث کی طرح قرار نہ دیں جس پر اتفاق نہیں ہے اور ہم نے جس کی کوئی اصل بھی نہیں دیکھی، لہٰذا اس تفصیل سے ثابت ہو گیا ان لوگوں کا قول جو اس بات کی طرف گئے ہیں کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے گی، اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ خروج وقت کے ناقض وضو ہونے پر تیسری دلیل پیش کر رہے ہیں، فرماتے

ہیں کہ طہارات دوطرح کی ہیں: ایک وہ جوحدث یعنی پیشاب پاخانے وغیرہ کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہیں، اور دوسری وہ طہارات جوخروج وقت کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہیں جیسے مسح علی الخفین کہ وہ خروج وقت کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے، اوران دونوں طہارتوں کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ ان میں سے کوئی بھی طہارت نماز سے نہیں ٹوٹتی بلکہ یا تو حدث سے ٹوٹتی ہے یا خروج وقت سے، اور یہ بات معلوم ہے کہ مستحاضہ عورت کی طہارت کوحدث یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ بھی توڑ دیتا ہے اور غیرحدث بھی توڑ دیتا، البتہ وہ غیرحدث کیا ہے اس میں اختلاف ہے، شوافع کہتے ہیں کہ وہ غیر حدث فراغ عن الصلاۃ ہے، اورعلماء احناف نے کہا کہ وہ خروج وقت ہے، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے غور کیا کہ ان دونوں میں سے کسی کے لئے نظیر موجود ہے یا نہیں؟ تو ہم نے دیکھا کہ خروج وقت کے ناقض ہونے کی نظیر موجود ہے اور وہ مسح علی الخفین ہے کہ وہ مدت مسح پوری ہونے کی وجہ سے ختم ہوجاتا ہے، اورفراغ عن الصلاۃ کے ناقض ہونے کی کوئی نظیر موجودنہیں ہے، لہٰذا فراغ عن الصلاۃ کوناقض وضوقرارنہیں دیا جاسکتا، بلکہ خروج وقت ہی ناقض وضوہوگا۔

☆☆☆

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

اس باب کے تحت مسئلہ یہ ہے کہ ماکول اللحم جانور کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک۔ اس مسئلے میں دو مذہب ہیں۔

(۱) حضرت امام مالکؒ، امام محمدؒ، امام احمد ابن حنبلؒ اور امام زُفر وغیرہ فرماتے ہیں کہ ماکول اللحم جانور کا پیشاب پاک ہے۔ یہی لوگ فذہب قوم کے مصداق اورفریق اول ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام شافعیؒ اور ابن حزم ظاہری وغیرہ فرماتے ہیں کہ ماکول اللحم جانور کا پیشاب ناپاک ہے۔ وخالفهم فی ذلک آخرون کے مصداق اورفریق ثانی یہی لوگ ہیں۔

(٦٤٠) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِنْ عُرَيْنَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا ,فَقَالَ :لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدٍ لَنَا ,فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا ,قَالَ:وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَنَّهُ قَدْ حَفِظَ عَنْهُ ,أَبْوَالَهَا.

(٦٤١)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ,عَنْ ثَابِتٍ وَقَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ ,عَنْ أَنَسٍ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ,وَقَالَ:مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ بَوْلَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ ,وَأَنَّ حُكْمَ ذَلِكَ كَحُكْمِ لَحْمِهِ.وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ ,مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ.

توجمه: حدیث(۶۴۰):حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے تو وہ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے،تو نبی ﷺ نے فرمایا:تم ہمارے اونٹوں کے پاس جاؤ اور ان کا دودھ پیو، راوی کہتے ہیں: اور قتادہ نے یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے "وابوالھا" کا لفظ بھی یاد کیا تھا۔

حدیث(۶۴۱):حضرت انسؓ نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل نقل کیا اور یہ فرمایا کہ ان کے دودھ اور پیشاب کو پیو۔

تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے اور ان کے پیشاب کا حکم ان کے گوشت کے حکم کے مانند ہے،اور اس طرف جانے والوں میں امام محمدؒ بھی ہیں۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول (امام مالکؒ،امام محمدؒ اور امام احمد ابن حنبل وغیرہ) کے مذہب پر کل تین دلیلیں پیش کی ہیں: پہلی دلیل حضرت انسؓ کی مذکورہ روایت ہے کہ اس میں آپ ﷺ نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہونے کی بناء پر صراحتاً پیشاب پینے کا حکم فرمایا،تو اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کا پیشاب پاک ہے۔

وَقَالُوا:لَمَّا جَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَوَاءً لِمَا بِهِمْ ,ثَبَتَ أَنَّهُ حَلَالٌ ,لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُدَاوِهِمْ بِهِ ,لِأَنَّهُ دَاءٌ لَيْسَ بِشِفَاءٍ

كَمَا قَالَ فِي حَدِيثِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ:

(٦٤٢) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح

(٦٤٣) وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ,إِنَّ بِأَرْضِنَا أَعْنَابًا نَعْتَصِرُهَا ,أَفَنَشْرَبُ مِنْهَا؟ قَالَ: لَا, فَرَاجَعْتُهُ ,فَقَالَ: لَا ,فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ,إِنَّا نَسْتَشْفِي بِهَا الْمَرِيضَ ,قَالَ: ذَاكَ دَاءٌ ,وَلَيْسَ بِشِفَاءٍ.

وَكَمَا قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

(٦٤٤) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: مَا كَانَ اللهُ لِيَجْعَلَ فِي رِجْسٍ ,أَوْ فِيمَا حَرَّمَ ,شِفَاءً.

(٦٤٥) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: اشْتَكَى رَجُلٌ مِنَّا فَنُعِتَ لَهُ السُّكْرُ ,فَأَتَيْنَا عَبْدَ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ ,فَقَالَ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

(٦٤٦) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: اللَّهُمَّ لَا تَشْفِ مَنِ اسْتَشْفَى بِالْخَمْرِ ,قَالُوا: فَلَمَّا ثَبَتَ بِهَذِهِ الْآثَارِ أَنَّ الشِّفَاءَ لَا يَكُونُ فِيمَا حَرَّمَ عَلَى الْعِبَادِ ,ثَبَتَ بِالْأَثَرِ الْأَوَّلِ الَّذِي جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوْلَ الْإِبِلِ فِيهِ دَوَاءً ,أَنَّهُ طَاهِرٌ غَيْرُ حَرَامٍ.

ترجمہ: اوران لوگوں (فریق اول) نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے پیشاب کو

ان کو لاحق ہونے والی بیماری کا علاج قرار دیا تو اس سے ثابت ہوا کہ پیشاب پاک ہے، اس لئے کہ اگر وہ حرام ہوتا تو آپؐ اس کے ذریعہ ان کا علاج نہ فرماتے، اس لئے کہ حرام چیز باعث شفاء نہیں ہوتی بلکہ باعث مرض ہوتی ہے، جیسا کہ علقمہ بن وائل بن حجرؓ کی روایت میں کہا گیا ہے:

حدیث (۶۴۳): علقمہ بن وائل حضرت طارق بن سوید حضرمیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری زمین میں انگور ہوتے ہیں اور ہم ان کو نچوڑتے ہیں، تو کیا ہم ان کو پی سکتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے پھر پوچھا، آپؐ نے فرمایا: نہیں، پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اس کے ذریعہ بیمار کے لئے شفاء حاصل کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: وہ خود بیماری ہے، باعث شفاء نہیں ہے۔

اور جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ صحابہ کرام نے فرمایا:

حدیث (۶۴۴): حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی ناپاک یا حرام چیز میں شفاء نہیں رکھتے ہیں۔

حدیث (۶۴۵): ابو وائلؒ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا تو اس کے لئے نشہ آور شراب تیار کیا گیا، پھر ہم ابن مسعودؓ کے پاس گئے اور آپ سے دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: اللہ نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی۔

حدیث (۶۴۶): حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اے اللہ تو اس کو شفاء نہ دے جو شراب کے ذریعہ شفاء حاصل کرنا چاہے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ان آثار سے یہ ثابت ہو گیا کہ جو چیزیں بندوں پر حرام ہیں ان میں شفاء نہیں ہے، تو پہلی حدیث جس میں نبی ﷺ نے اونٹ کے پیشاب کو علاج قرار دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ کا پیشاب پاک ہے ناپاک نہیں ہے۔

وضاحت: فریق اول کی دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مذکورہ حدیث کے اندر اونٹ کے پیشاب کو پیٹ کی بیماری کے لئے دواء قرار دیا ہے، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اونٹ کا پیشاب پاک اور حلال ہے، کیونکہ اگر پیشاب ناپاک اور حرام ہوتا تو آپؐ اس کو بیماری کے لئے شفاء قرار نہ دیتے، اس لئے کہ نجس اور حرام چیزوں میں شفاء نہیں ہوتی ہے، اور یہ بات صراحت کے ساتھ کچھ صحابہ سے منقول ہے، جیسا کہ امام طحاویؒ نے طارق بن سوید حضرمیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایات ذکر کی ہیں۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ أَيْضًا:
(٦٤٧)مَا حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ :ثنا أَسَدٌ قَالَ :ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ :ثنا ابْنُ هُبَيْرَةَ ,عَنْ حَنَشِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ فِي أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَأَلْبَانِهَا شِفَاءً لِذَرْبَةِ بُطُونِهِمْ.
قَالُوا:فَفِي ذَلِكَ تَثْبِيتُ مَا وَصَفْنَا أَيْضًا.

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں یہ حدیث بھی مروی ہے:
حدیث (۶۴۷): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹ کے پیشاب اور دودھ میں پیٹ کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔
یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بھی وہی بات ثابت کی گئی ہے جو ہم نے بیان کی۔
وضاحت: تیسری دلیل ابن عباسؓ کی یہ روایت ہے جس میں آپؐ نے صراحتاً اونٹ کے پیشاب اور دودھ کے بارے میں فرمایا کہ وہ پیٹ کی بیماری کے لئے باعث شفاء ہیں۔ تو ان سب روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اونٹ کا پیشاب پاک ہے، اور اونٹ ماکول اللحم جانور ہے، لہذا اسی پر قیاس کرتے ہوئے **فریق اول** نے کہا کہ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا :أَبْوَالُ الْإِبِلِ نَجِسَةٌ ,وَحُكْمُهَا حُكْمُ دِمَائِهَا لَا حُكْمُ أَلْبَانِهَا وَلُحُومِهَا.وَقَالُوا:أَمَّا مَا رَوَيْتُمُوهُ فِي حَدِيثِ الْعُرَنِيِّينَ ,فَذَلِكَ إِنَّمَا كَانَ لِلضَّرُورَةِ ,فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ أَنَّهُ مُبَاحٌ فِي غَيْرِ الضَّرُورَةِ ,لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ أُبِيحَتْ فِي الضَّرُورَاتِ ,وَلَمْ تُبَحْ فِي غَيْرِ حَالِ الضَّرُورَاتِ ,وَرُوِيَتْ فِيهَا الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
(٦٤٨)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ، قَالَ :أنا هَمَّامٌ، ح

(٦٤٩) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ، قَالَ: ثنا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، قَالَ: أنا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ الزُّبَيْرَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ شَكَوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُمَّلَ، فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قَمِيصِ الْحَرِيرِ، فِي غَزَاةٍ لَهُمَا. قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَرَأَيْتُ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَمِيصًا مِنْ حَرِيرٍ.

فَهَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ أَبَاحَ الْحَرِيرَ لِمَنْ أَبَاحَ لَهُ اللُّبْسَ مِنَ الرِّجَالِ، لِلْحَكَّةِ الَّتِي كَانَتْ بِمَنْ أَبَاحَ ذَلِكَ لَهُ فَكَانَ ذَلِكَ مِنْ عِلَاجِهَا، وَلَمْ يَكُنْ فِي إِبَاحَتِهِ ذَلِكَ لَهُمْ لِلْعِلَلِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمْ، مَا يَدُلُّ أَنَّ ذَلِكَ مُبَاحٌ فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَلِ. فَكَذَلِكَ أَيْضًا مَا أَبَاحَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعُرَنِيِّينَ لِلْعِلَلِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمْ، فَلَيْسَ فِي إِبَاحَةِ ذَلِكَ لَهُمْ، دَلِيلٌ أَنَّ ذَلِكَ مُبَاحٌ فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَلِ. وَلَمْ يَكُنْ فِي تَحْرِيمِ لُبْسِ الْحَرِيرِ مَا يَنْفِي أَنْ يَكُونَ حَلَالًا فِي حَالِ الضَّرُورَةِ، وَلَا أَنَّهُ عِلَاجٌ مِنْ بَعْضِ الْعِلَلِ. فَكَذَلِكَ حُرْمَةُ الْبَوْلِ فِي غَيْرِ حَالِ الضَّرُورَةِ، لَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ، أَنَّهُ حَرَامٌ فِي حَالِ الضَّرُورَةِ.

ترجمه: اوراس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ اونٹ کا پیشاب ناپاک ہے، اوراس کے پیشاب کا حکم وہ ہے جواس کے خون کا ہے، وہ حکم نہیں جواس کے دودھ اور گوشت کا ہے، اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ عرنیین کا جوواقعہ تم نے نقل کیا وہ محض ضرورت کی وجہ سے تھا، لہذا اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اونٹ کا پیشاب حالت ضرورت کے علاوہ میں مباح ہے، اس لئے کہ ہم نے دیکھا کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جوضرورت کی حالت میں مباح ہوتی ہیں اور حالت ضرورت کے علاوہ میں مباح نہیں ہوتی ہیں، اوراس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے متعدد احادیث مروی ہیں:

حدیث (۶۴۹): حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے ان کو ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دیدی، حضرت

انسؓ فرماتے ہیں: چنانچہ میں نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے جسم پر ریشم کی قمیص دیکھی۔

تو یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے ریشم کو مباح کر دیا ان لوگوں کے لئے جن کو آپؐ نے ریشم پہننے کی اجازت دی ان کو لاحق خارش کی وجہ سے، اور یہ حکم اس خارش کے علاج کی قبیل سے تھا، اور آپؐ کے ان لوگوں کو لاحق عذر کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دینے میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ ریشم ان کے لئے اس عذر کے علاوہ بھی مباح تھا، تو اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے عرنیین کو جو اجازت دی تھی وہ ان کو لاحق عذر کی وجہ سے تھی، لہذا ان کو پیشاب پینے کی اجازت دینے میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ اس عذر کے علاوہ میں بھی مباح ہے، اور ریشم پہننے کی ممانعت میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو حالت ضرورت میں اس کے حلال ہونے کی اور بعض بیماریوں میں اس کے علاج ہونے کی نفی کرے، تو اسی طرح پیشاب کے حالت ضرورت کے علاوہ میں حرام ہونے میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ حالت ضرورت میں بھی حرام ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثانی (امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ) کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت انسؓ کی روایت میں عرنیین کو جو پیشاب پینے کا حکم دیا ہے وہ حکم عام حالات میں نہیں تھا بلکہ وقتِ ضرورت کے لئے تھا، اور ضرورت کے وقت بہت سی حرام چیزیں بھی حلال ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ضرورت کے وقت مردار کھانے اور ریشمی کپڑے پہننے کی بھی اجازت دی گئی ہے، تو اسی طرح پیشاب کے استعمال کا حکم بھی ضرورت کے وقت ہے، عام حالات کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔

فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ إِنَّهُ دَاءٌ وَلَيْسَ بِشِفَاءٍ إِنَّمَا هُوَ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَشْفُونَ بِهَا ,لِأَنَّهَا خَمْرٌ ,فَذَلِكَ حَرَامٌ .وَكَذَلِكَ مَعْنَى قَوْلِ عَبْدِ اللهِ عِنْدَنَا إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ,إِنَّمَا هُوَ لِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ بِالْخَمْرِ ,لِإِعْظَامِهِمْ إِيَّاهَا .وَلِأَنَّهُمْ كَانُوا يَعُدُّونَهَا شِفَاءً فِي نَفْسِهَا ,فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ,فَهَذِهِ وُجُوهُ هَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: تو اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کا شراب کے بارے میں یہ فرمانا کہ وہ باعث مرض ہے باعث شفاء نہیں ہے، یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ لوگ اس کے شراب ہونے کی وجہ سے ہی اس سے شفاء طلب کرتے تھے، اور یہ حرام ہے، اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول کہ "اللہ عز وجل نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی" ہمارے نزدیک اس بناء پر تھا کہ وہ لوگ شراب کو عظمت والی چیز سمجھ کر استعمال کرتے تھے، اور اس وجہ سے کہ وہ شراب کو فی نفسہ شفاء کا ذریعہ مانتے تھے، اسی وجہ سے حضرت ابن مسعودؓ نے ان سے یہ فرمایا کہ اللہ نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی، تو یہ ان آثار کے معانی ہیں۔

وضاحت: اس عبارت سے امام طحاویؒ ایک سوال مقدر کا جواب دے رہے ہیں، سوال یہ ہے کہ آپ نے جواب میں جو یہ بات کہی کہ نبی ﷺ کا عرنیین کو پیشاب پینے کا حکم بغرض علاج تھا، یہ بات ماقبل میں ذکر کردہ حضرت طارق بن سویدؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی روایات (نمبر ۶۴۳، ۶۴۴) کے خلاف ہے، اس لئے کہ ان روایات میں صراحتاً یہ بات ہے کہ حرام چیزوں میں شفاء نہیں ہوتی، لہذا آپ کی بات ان احادیث کے خلاف ہوئی۔

اس کا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے درمیان شراب کی بڑی اہمیت تھی اور اس کو فی نفسہ باعث شفاء سمجھا جاتا تھا، اسلام کے آنے کے بعد اور شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد بھی اس کی کچھ نہ کچھ عظمت واہمیت لوگوں کے دلوں میں باقی تھی، اس لئے آپ نے اس کی اہمیت کو پورے طور پر دلوں سے نکالنے کے لئے اور اس سے نفرت پیدا کرنے کے لئے یہ بات فرمائی تھی کہ شراب باعث شفاء نہیں بلکہ باعث مرض ہے۔

اسی طرح ابن مسعودؓ کے قول "ان اللہ لم یجعل شفائکم فیما حرّم علیکم" کا مقصد بھی لوگوں کے اس اعتقاد کو ختم کرنا تھا کہ شراب فی نفسہ باعث شفاء ہے۔

فَلَمَّا احْتَمَلَتْ مَا ذَكَرْنَا وَلَمْ يَكُنْ فِيهَا دَلِيلٌ عَلَى طَهَارَةِ الْأَبْوَالِ ,احْتَجْنَا أَنْ نَرْجِعَ فَنَلْتَمِسَ ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَنَعْلَمَ كَيْفَ حُكْمُهُ، فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ ,فَإِذَا لُحُومُ بَنِي آدَمَ ,كُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهَا لُحُومٌ طَاهِرَةٌ وَأَنَّ

أَبْوَالُهُمْ حَرَامٌ نَجِسَةٌ ,فَكَانَتْ أَبْوَالُهُمْ بِاتِّفَاقِهِمْ مَحْكُومًا لَهَا بِحُكْمِ دِمَائِهِمْ لَا بِحُكْمِ لُحُومِهِمْ .فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ تَكُونَ كَذَلِكَ.أَبْوَالُ الْإِبِلِ ,يَحْكُمُ لَهَا بِحُكْمِ دِمَائِهَا ,لَا بِحُكْمِ لُحُومِهَا ,فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ أَبْوَالَ الْإِبِلِ نَجِسَةٌ.فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ ,وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمه: تو جب یہ آثار ہماری بیان کردہ باتوں کا احتمال رکھتے ہیں، اوران میں پیشاب کے پاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، تو ہم نے ضرورت محسوس کی کہ ہم غور کریں اور اس مسئلہ کو نظر کے طریقے سے حل کریں اور اس کا حکم معلوم کریں، چنانچہ ہم نے اس مسئلہ میں غور کیا تو (ہم نے دیکھا کہ) انسانوں کے گوشت کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ پاک ہے، اور انسانوں کا پیشاب حرام اور ناپاک ہے، لہذا انسانوں کا پیشاب بالاتفاق ان کے خون کے حکم میں ہے ان کے گوشت کے حکم میں نہیں ہے، اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اونٹ کا پیشاب بھی اسی طرح ہو کہ وہ اس کے خون کے حکم میں ہو نا کہ اس کے گوشت کے حکم میں، تو ہماری بیان کردہ تفصیل سے ثابت ہو گیا کہ اونٹ کا پیشاب ناپاک ہے، یہی قیاس کا تقاضا بھی ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرمارہے ہیں کہ فریق اول کی دلیل میں جو روایات آئی ہیں وہ سب محتمل ہیں اوران میں پیشاب کے پاک ہونے پر صراحتاً کوئی دلیل نہیں ہے، لہذا ہم نے قیاس کی طرف رجوع کیا تو ہمیں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جس طرح اونٹ کا گوشت پاک ہے اسی طرح انسان کا گوشت بھی پاک ہے، لیکن اس بات پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ انسان کا پیشاب اس کے خون کی طرح نجس ہے، تو اسی طرح اونٹ کا پیشاب بھی اس کے خون کے حکم میں ہو کر ناپاک ہوگا۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُتَقَدِّمُونَ فِي ذَلِكَ.فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُمْ فِي ذَلِكَ مَا:

(٦٥٠) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ :ثنا إِسْرَائِيلُ قَالَ:ثنا جَابِرٌ ,عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ:لَا بَأْسَ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ أَنْ يُتَدَاوَى بِهَا.

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ لِأَنَّهَا عِنْدَهُ حَلَالٌ طَاهِرَةٌ فِي الْأَحْوَالِ كُلِّهَا كَمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ. وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَبَاحَ الْعِلَاجَ بِهَا لِلضَّرُورَةِ ,لَا لِأَنَّهَا طَاهِرَةٌ فِي نَفْسِهَا ,وَلَا مُبَاحَةٌ فِي غَيْرِ حَالِ الضَّرُورَةِ.

(٦٥١)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ كَانُوا يَسْتَشْفُونَ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ ,لَا يَرَوْنَ بِهَا بَأْسًا.

فَقَدْ يَحْتَمِلُ هَذَا أَيْضًا مَا احْتَمَلَ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

(٦٥٢)حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: كُلُّ مَا أُكِلَ لَحْمُهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ.

فَهَذَا حَدِيثٌ مَكْشُوفُ الْمَعْنَى.

(٦٥٣)حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ :ثنا آدَمُ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَرِهَ أَبْوَالَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ ,أَوْ كَلَامًا هَذَا مَعْنَاهُ.

ترجمہ: اوراس مسئلہ میں متقدمین کے مابین بھی اختلاف رہا ہے، چنانچہ ان سے اس مسئلہ میں مروی چند روایات یہ ہیں:

حدیث (۶۵۰): حضرت محمد بن علیؒ نے فرمایا: اونٹ، گائے اور بکری کے پیشاب سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ممکن ہے کہ محمد بن علیؒ اس طرف اس وجہ سے گئے ہوں کہ مذکورہ جانوروں کا پیشاب ان کے نزدیک تمام احوال میں حلال اور طاہر ہو، جیسا کہ امام محمدؒ کہتے ہیں، اور ممکن ہے کہ انہوں نے ان جانوروں کے پیشاب سے علاج کرنے کو ضرورت کی بناء پر مباح قرار دیا ہو، نا کہ فی نفسہ پیشاب کے پاک ہونے اور حالت ضرورت کے علاوہ میں بھی مباح ہونے کی بناء پر۔

حدیث (۶۵۱): حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا: (نبی علیہ السلام کے زمانے میں) لوگ اونٹ کے پیشاب سے شفاء حاصل کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

اس روایت میں بھی وہی احتمالات موجود ہیں جو محمد بن علیؒ کے قول میں تھے۔

حدیث (۶۵۲): حضرت عطاءؒ نے فرمایا: ہر وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس حدیث کے معنی تو ظاہر ہیں۔

حدیث (۶۵۲): حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں ہے کہ وہ اونٹ، گائے اور بکری کے پیشاب کو مکروہ سمجھتے تھے، یا ایسی ہی کوئی بات جس کا یہی مفہوم ہے (ان سے مروی ہے)۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرمارہے ہیں کہ علماء متقدمین کا اس مسئلہ میں اختلاف رہا ہے، چنانچہ امام باقر محمد بن علیؒ اور ابراہیم نخعی اونٹوں اور بکریوں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، مگر ان کے قول میں یہ احتمال ہے کہ ان کا یہ قول بوقت ضرورت علاج کے لئے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ مطلقا جائز سمجھتے ہوں۔

اور حضرت عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے، ان کا یہ قول صریح ہے اس میں کوئی دوسرا احتمال نہیں ہے۔اور حسن بصریؒ اونٹ، گائے اور بکری کے پیشاب کو مکروہ سمجھتے تھے۔

☆☆☆

بَابُ صِفَةِ التَّيَمُّمِ كَيْفَ هِيَ؟

اس باب کے تحت امام طحاویؒ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ تیمم کے اندر ہاتھوں کا کہاں تک تیمم کیا جائے گا۔اس سلسلہ میں چار مذاہب ہیں۔

(۱) امام زہریؒ، محمد ابن سلمہؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ بغلوں اور مونڈھوں تک ہے۔فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول یہی لوگ ہیں۔

(۲) حضرت امام احمد ابن حنبلؒ، اسحاق ابن راہویہؒ، امام اوزاعیؒ اور داؤد ظاہری وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کا وظیفہ گٹوں تک ہے۔

(۳) حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کا وظیفہ گٹوں تک واجب ہے اور کہنیوں تک مستحب ہے۔

(۴) حضرت امام ابوحنیفہؒ اور جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ کہنیوں تک ہے۔امام طحاویؒ نے انہیں تینوں مذاہب کو وخالفہم فی ذالک آخرون سے بیان کیا ہے اور یہی حضرات فریق ثانی ہیں۔البتہ امام طحاویؒ نے قائلین رسغین اور قائلین مرفقین کے مابین اختلاف ہونے کی بناء پر فافترقوا

فریقین کہہ کر دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

(٦٥٤) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا الْوَهْبِيُّ قَالَ: ثنا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، فَضَرَبْنَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ، ثُمَّ ضَرَبْنَا ضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمَنْكِبَيْنِ، ظَهْرًا وَبَطْنًا.

(٦٥٥) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٦٥٦) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: أنا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ، قَالَ: تَمَسَّحْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتُّرَابِ، فَمَسَحْنَا وُجُوهَنَا وَأَيْدِيَنَا إِلَى الْمَنَاكِبِ.

(٦٥٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ، مِثْلَهُ.

(٦٥٨) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ، قَالَ: تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنَاكِبِ.

(٦٥٩) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ؛ فَهَلَكَ عِقْدٌ لِعَائِشَةَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ;فَطَلَبُوهُ حَتَّى أَصْبَحُوا ;وَلَيْسَ مَعَ الْقَوْمِ مَاءٌ ;فَنَزَلَتِ الرُّخْصَةُ فِي التَّيَمُّمِ بِالصَّعِيدِ ;فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ ;فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمْ إِلَى الْأَرْضِ ;فَمَسَحُوا بِهَا وُجُوهَهُمْ وَظَاهِرَ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ، وَبَاطِنَهَا إِلَى الْآبَاطِ.

(٦٦٠)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ، وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ ,قَالَا:ثنا الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ،عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا ,فَقَالُوا:هَكَذَا التَّيَمُّمُ ,ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ ,وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْآبَاطِ.

ترجمہ: حدیث(۶۵۴): حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جس وقت آیت تیمم نازل ہوئی، تو ہم نے (مٹی پر) ایک مرتبہ ہاتھ مارا چہرے کے لئے، پھر ایک مرتبہ ہاتھ مارا دونوں ہاتھوں کے ظاہری و باطنی حصے کے لئے کندھوں تک۔

حدیث(۶۵۶): حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مٹی پر ہاتھ مارا پھر اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کیا کندھوں تک۔

حدیث(۶۵۸): حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ کندھوں تک تیمم کیا۔

حدیث(۶۵۹): حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا، لوگ اس کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور لوگوں کے پاس پانی موجود نہیں تھا، تو مٹی سے تیمم کرنے کی رخصت نازل ہوئی، چنانچہ مسلمان اٹھے اور اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اس کے ذریعہ اپنے چہروں کا اور ہاتھوں کے ظاہر و باطن کا بغلوں تک مسح کیا۔

قال أبو جعفر :تو کچھ لوگ ان روایات کی طرف گئے اور کہا کہ تیمم کا یہی طریقہ ہے کہ مٹی پر ہاتھ مارا جائے گا ایک مرتبہ چہرے کے لئے، اور ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کے لئے کندھوں اور بغلوں تک۔

وضاحت: فریق اول (امام زہریؒ اور محمد بن سلمہؒ) کی دلیل شروع باب میں مذکور حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایت ہے، جس کو امام طحاویؒ نے سات سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں صحابہ کرام پانی نہ ہونے کی بناء پر وضو کے لئے پریشان تھے تو اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی، اور صحابہ کرام نے ایک ضربہ کے ذریعہ چہرے کا مسح کیا اور ایک ضربہ کے ذریعہ ہاتھوں کا مونڈھوں اور بغلوں تک، اس روایت سے معلوم ہوا کہ تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ بغلوں تک مسح کرنا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَافْتَرَقُوا فِرْقَتَيْنِ .فَقَالَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ :التَّيَمُّمُ لِلْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ,وَقَالَتْ فِرْقَةٌ مِنْهُمْ :التَّيَمُّمُ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ .فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِهَاتَيْنِ الْفِرْقَتَيْنِ عَلَى الْفِرْقَةِ الْأُولَى ,أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَيَمَّمُوا كَذَلِكَ ,وَإِنَّمَا أَخْبَرَ عَنْ فِعْلِهِمْ .فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْآيَةُ لَمَّا أُنْزِلَتْ لَمْ تَنْزِلْ بِتَمَامِهَا ,وَإِنَّمَا أُنْزِلَ مِنْهَا (فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا) وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ كَيْفَ يَتَيَمَّمُونَ .فَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ عَلَى كُلِّ مَا فَعَلُوا مِنَ التَّيَمُّمِ ,لَا وَقْتَ فِي ذَلِكَ وَقْتًا ,وَلَا عُضْوًا مَقْصُودًا بِهِ إِلَيْهِ بِعَيْنِهِ ,حَتَّى نَزَلَتْ بَعْدَ ذَلِكَ (فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ).

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی، پھر ان (مخالفت کرنے والوں میں بھی) دو جماعتیں ہوگئیں، ایک جماعت نے کہا کہ تیمم چہرے اور ہاتھوں کے لئے ہے کہنیوں تک، اور دوسری جماعت نے کہا کہ تیمم چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے ہے، تو ان دونوں جماعتوں کے لئے فریق اول کے خلاف دلیل یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اس طریقے سے تیمم کرنے کا حکم دیا تھا بلکہ انہوں نے تو صرف صحابہ کے عمل کو بتایا ہے، تو اس بات کا احتمال موجود ہے کہ جب یہ آیت (آیت تیمم) نازل ہوئی تو پوری آیت نازل نہ ہوئی ہو بلکہ آیت کا صرف یہ حصہ "فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا" نازل ہوا ہو، اور ان لوگوں کو یہ نہ بتلایا گیا ہو کہ وہ تیمم کیسے کریں، تو یہ آیت ان کے نزدیک ہر اس فعل پر صادق آئے گی جو وہ تیمم میں کریں، اس میں نہ تو کوئی وقت متعین کیا گیا ہے اور

نہ ایسا کوئی عضو بتایا گیا ہے جو تیمم میں متعین طور پر مقصود ہو، یہاں تک کہ اس کے بعد یہ حصہ نازل ہوگیا ''فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ''۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ فریق ثانی کے اندر دو جماعتیں ہیں، ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ گٹوں تک ہے، اور اس کے قائل امام احمدؒ، امام اوزاعیؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ ہیں۔ اور دوسری جماعت اس بات کی قائل ہے کہ تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ کہنیوں تک ہے، ان دونوں جماعتوں کو امام طحاویؒ نے فریق ثانی قرار دیا ہے۔

فكان من الحجة الخ :سے فریق ثانی کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ عمار بن یاسرؓ کی مذکورہ حدیث میں صرف صحابہ کا فعل بتایا گیا ہے یہ نہیں کہا گیا کہ نبی ﷺ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا، تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ آیت تیمم ایک وقت میں پوری نازل نہ ہوئی ہو بلکہ اوّلاً صرف ''فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا '' اتنا حصہ ہی نازل ہوا ہو جس میں صرف تیمم کا حکم دیا گیا ہے اس کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا، اسی وجہ سے صحابہ کا عمل مختلف ہوگیا (جیسا کہ اگلی روایات میں آرہا ہے)، چنانچہ بعض صحابہ نے رسغین تک مسح کیا اور بعض نے کہنیوں تک، بعض نے نصف ساعد تک اور بعض نے منکبین تک، نیز اس میں نہ تو تیمم کا وقت بتایا گیا ہے اور نہ کوئی متعینہ عضو بیان کیا گیا ہے بلکہ محض تیمم کا حکم دیا گیا ہے، پھر بعد میں آیت کا دوسرا حصہ ''فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ '' نازل ہوا جس میں تیمم کا طریقہ بتا دیا گیا۔

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى مَا قُلْنَا مِنْ ذَلِكَ مَا:

(٦٦١) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ :ثنا عَمِّي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ،عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يُخْبِرُهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ لَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْمُعَرَّسِ ،قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ ،نَعَسْتُ مِنَ اللَّيْلِ ،وَكَانَتْ عَلَيَّ قِلَادَةٌ تُدْعَى السِّمْطَ ،تَبْلُغُ السُّرَّةَ ،فَجَعَلْتُ أَنْعَسُ ،فَخَرَجَتْ مِنْ عُنُقِي .فَلَمَّا نَزَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِصَلَاةِ الصُّبْحِ ,قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللهِ خَرَّتْ قِلَادَتِي مِنْ عُنُقِي .فَقَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ ,إِنَّ أُمَّكُمْ قَدْ ضَلَّتْ قِلَادَتَهَا ,فَابْتَغُوهَا فَابْتَغَاهَا النَّاسُ ,وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ مَاءٌ ,فَاشْتَغَلُوا بِابْتِغَائِهَا إِلَى أَنْ حَضَرَتْهُمُ الصَّلَاةُ ,وَوَجَدُوا الْقِلَادَةَ ,وَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى مَاءٍ .فَمِنْهُمْ مَنْ تَيَمَّمَ إِلَى الْكَفِّ ,وَمِنْهُمْ مَنْ تَيَمَّمَ إِلَى الْمَنْكِبِ ,وَبَعْضُهُمْ عَلَى جِلْدِهِ .فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ.

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ نُزُولَ آيَةِ التَّيَمُّمِ كَانَ بَعْدَمَا تَيَمَّمُوا هَذَا التَّيَمُّمَ الْمُخْتَلَفَ ,الَّذِي بَعْضُهُ إِلَى الْمَنَاكِبِ ,فَعَلِمْنَا تَيَمُّمَهُمْ ,أَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا ذَلِكَ إِلَّا وَقَدْ تَقَدَّمَ عِنْدَهُمْ أَصْلُ التَّيَمُّمِ ,وَعَلِمْنَا بِقَوْلِهَا :فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ أَنَّ الَّذِي نَزَلَ بَعْدَ فِعْلِهِمْ هُوَ صِفَةُ التَّيَمُّمِ .فَهَذَا وَجْهُ حَدِيثِ عَمَّارٍ عِنْدَنَا.

ترجمہ: اور ہم نے جو یہ احتمال بیان کیا ہے اس پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے:

حدیث (۶۶۱): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے، جب ہم مدینہ کے قریب مقام معرس پر پہنچے تو رات میں مجھے اونگھ آگئی، اور میرے اوپر ایک ہار تھا جس کو سمط کہا جاتا تھا اور جو ناف تک پہنچتا تھا، تو میں اونگھنے لگی اور وہ ہار میری گردن سے نکل گیا، تو جب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے اتری تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ہار گردن سے نکل کر گر گیا، تو آپؐ نے فرمایا: اے لوگوں! تمہاری ماں کا ہار گم ہو گیا ہے تو اس کو تلاش کرو، چنانچہ لوگ اس کو تلاش کرنے لگے درانحالیکہ ان کے پاس پانی موجود نہیں تھا، اور لوگ اس کی تلاش میں لگے رہے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو گیا اور ہار بھی مل گیا، لیکن ان لوگوں کو پانی نہ مل سکا، تو ان میں سے بعض نے ہتھیلی کا تیمم کیا اور بعض نے کندھوں تک تیمم کیا اور بعض نے اپنے پورے جسم پر، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آیت تیمم نازل ہوئی۔

تو اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آیت تیمّم کا نزول صحابہ کے اس مختلف طریقوں سے تیمّم کرنے کے بعد ہوا کہ جس میں بعض لوگوں نے کندھوں تک کیا، تو ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ انہوں نے تیمّم نہیں کیا مگر جبکہ ان کے پاس اس سے پہلے اصل تیمّم کا حکم آچکا تھا، اور ہمیں حضرت عائشہؓ کے قول " فانزل الله آية التيمم " سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو صحابہ کے اس فعل کے بعد نازل ہوا وہ تیمّم کا طریقہ تھا، تو ہمارے نزدیک عمار بن یاسرؓ کی حدیث کی توجیہ بھی یہی ہے۔

وضاحت: ماقبل میں امام طحاویؒ نے یہ بات کہی تھی کہ آیت تیمّم دو حصوں میں نازل ہوئی ہے، یہاں سے اپنے اس قول پر حضرت عائشہؓ کی روایت سے دلیل قائم کر رہے ہیں، اس روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا ہار ایک سفر میں گم ہو گیا تھا اور اس کو تلاش کرنے میں نماز کا وقت تنگ ہو گیا اور صحابہ کے پاس پانی موجود نہیں تھا، تو اس موقع پر صحابہ کرام میں سے بعض نے کفین اور بعض نے منکبین اور بعض نے پورے جسم پر تیمّم کیا، جب صحابہ کے اس عمل کی خبر آپ کو پہنچی تو آیت کا دوسرا حصہ " فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ الخ " نازل ہوا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس واقعہ سے پہلے نفس تیمّم کا حکم نازل ہو چکا تھا لیکن طریقہ تیمّم نازل نہیں ہوا تھا، لہٰذا حدیث شریف کے اندر اس واقعہ کے بعد جس آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے وہ پوری آیت نہیں ہے بلکہ آیت تیمّم کا دوسرا حصہ ہے، لہٰذا حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایت جو شروع باب میں گزری اس میں صحابہ کا جو عمل بتایا گیا ہے وہ آیت کے دوسرے ٹکڑے کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ لہٰذا فریق اول کا اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

وَمِمَّا يَدُلُّ أَيْضًا عَلَى أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ تَنْفِي مَا فَعَلُوا مِنْ ذَلِكَ ,أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ ,وهُوَ الَّذِي رَوَى ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,قَدْ رَوَى غَيْرُهُ عَنْهُ فِي التَّيَمُّمِ الَّذِي عَمِلَهُ بَعْدَ ذَلِكَ ,خِلَافَ ذَلِكَ ,فَمِنْهُ:

(٦٦٢) مَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ ,عَنْ سَعِيدٍ ,عَنْ قَتَادَةَ ,عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى ,عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ سَأَلَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّيَمُّمِ ,فَأَمَرَهُ بِالْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

(۶۶۳)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ:ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ :سَمِعْتُ ذَرَّ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ:أَنَّ رَجُلًا، أَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ :إِنِّي كُنْتُ فِي سَفَرٍ ,فَأَجْنَبْتُ ,فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ.فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :لَا تُصَلِّ، فَقَالَ عَمَّارٌ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ,أَمَا تَذْكُرُ أَنِّي كُنْتُ أَنَا وَإِيَّاكَ فِي سَرِيَّةٍ ,فَأَجْنَبْنَا ,فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ ,فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ ,وَأَمَّا أَنَا فَتَمَرَّغْتُ فِي التُّرَابِ .فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ ,فَقَالَ :أَمَّا أَنْتَ ,فَكَانَ يَكْفِيكَ، وَقَالَ بِيَدَيْهِ فَضَرَبَ بِهِمَا ,وَنَفَخَ فِيهِمَا ,وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

فَفِعْلُ عَمَّارٍ، إِذْ تَمَرَّغَ، يُرِيدُ بِذَلِكَ التَّيَمُّمَ ,وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ نُزُولِ الْآيَةِ ,فَإِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ عِنْدَنَا، وَاللهُ أَعْلَمُ؛ لِأَنَّهُ عَمِلَ عَلَى أَنَّ التَّيَمُّمَ لِلْجَنَابَةِ ,غَيْرُ التَّيَمُّمِ لِلْحَدَثِ ;حَتَّى عَلَّمَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا سَوَاءٌ.

(۶۶۴)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ:ثنا زَائِدَةُ، وَشُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَمَّارٍ، أَنَّهُ قَالَ:(إِلَى الْمَفْصِلِ) وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

(۶۶۵)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ :إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا ,وَضَرَبَ الْأَعْمَشُ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ نَفَخَهُمَا وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

(۶۶۶)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ:ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ:ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ:إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا ,وَضَرَبَ

شُعْبَةُ بِكَفَّيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَأَدْنَاهُمَا مِنْ فِيهِ ,فَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :هَكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ فِي إِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى ,عَنْ أَبِيهِ ,وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ ذَرٍّ ,عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ.

(٦٦٧)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ :سَمِعْتُ ذَرًّا، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، نَحْوَهُ. قَالَ سَلَمَةُ:لَا أَدْرِي بَلَغَ الذِّرَاعَيْنِ أَمْ لَا.

(٦٦٨)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ :أنا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، مِثْلَهُ ,وَزَادَ فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى أَنْصَافِ الذِّرَاعِ.

(٦٦٩)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

فَقَدِ اضْطَرَبَ عَلَيْنَا حَدِيثُ عَمَّارٍ هَذَا ,غَيْرَ أَنَّهُمْ جَمِيعًا ,قَدْ نَفَوْا أَنْ يَكُونَ قَدْ بَلَغَ الْمَنْكِبَيْنِ وَالْإِبْطَيْنِ .فَثَبَتَ بِذَلِكَ انْتِفَاءُ مَا رُوِيَ عَنْهُ فِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ ,أَوِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ,وَثَبَتَ أَحَدُ الْقَوْلَيْنِ الْآخَرَيْنِ.

ترجمہ: نیز جو چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت صحابہ کرام کے اس فعل کی نفی کرتی ہے جو انہوں نے کیا، وہ یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ سے، درانحالیکہ انہوں نے ہی نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث روایت کی ہے، اس کے علاوہ اس تیمم کے بارے میں جو نبی ﷺ کے بعد وہ کرتے تھے اس کے برخلاف روایت کیا گیا ہے۔

حدیث (۶۶۲): حضرت عمار بن یاسرؓ نے نبی علیہ السلام سے تیمم کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے ان کو چہرے اور ہتھیلیوں کے تیمم کا حکم دیا۔

حدیث (۶۶۳): سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں ایک سفر میں تھا، اسی دوران مجھ کو جنابت لاحق ہوگئی اور مجھے پانی نہ ملا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم نماز نہ پڑھو، یہ سن کر حضرت عمارؓ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ میں اور آپ ایک سریہ میں گئے ہوئے تھے کہ اسی دوران ہم دونوں جنبی ہو گئے اور ہم کو پانی نہ ملا، تو آپ نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں نے مٹی میں لوٹ لگالی، پھر ہم نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، تو آپؐ نے فرمایا: تمہارے لئے بس اتنا کرنا کافی تھا، اور آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا، چنانچہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارا اور ان پر پھونک ماری اور ان کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لیا۔

تو حضرت عمارؓ کا فعل، جبکہ انہوں نے تیمم کے ارادے سے مٹی میں لوٹ لگائی، یہ اگرچہ آیت تیمم کے نزول کے بعد تھا مگر ان کا یہ فعل ہمارے نزدیک اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ جنابت کا تیمم حدث کے تیمم کے علاوہ ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ان کو بتا دیا کہ دونوں تیمم یکساں ہیں۔

حدیث (۶۶۴): حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: تیمم (ہاتھ کے) جوڑ تک ہے، اور انہوں نے اس روایت کو مرفوع نہیں کیا۔

حدیث (۶۶۵): حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تمہارے لئے اتنا کر لینا کافی ہے، اور امام اعمشؒ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا، پھر ان میں پھونک ماری اور ان کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لیا۔

حدیث (۶۶۶): حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تمہارے لئے اتنا کر لینا کافی ہے، اور امام شعبہؒ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا، اور ان کو اپنے منہ کے قریب کر کے ان میں پھونک ماری، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لیا۔

قال أبو جعفر: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن خزعہ نے اس حدیث کی سند اسی طرح بیان کی: عن عبدالرحمن بن ابزی عن أبیه، حالانکہ یہ سند اس طرح ہے: عن ذرّ عن ابن عبدالرحمن عن أبیه۔

حدیث (۶۶۸): عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے گزشتہ روایت کے مثل مروی ہے، البتہ اس میں اتنا اضافہ

ہے: پھر آپؐ نے ان کو چہرے اور دونوں ہاتھوں پر کلائیوں کے نصف تک پھیرلیا۔

فقد اضطرب علینا الخ: تو حضرت عمارؓ کی اس حدیث میں اضطراب ہوگیا، مگر تمام حدیث نقل کرنے والوں نے اس بات کی نفی کی کہ تیمم میں مونڈھوں اور بغلوں تک پہنچا جائے، تو اس سے ثابت ہوگئی اس فعل کی نفی جو حضرت عمارؓ سے عبیداللہ عن ابیہ یا ابن عباسؓ والی روایت میں مروی ہے، اور آخری دو قولوں میں سے کوئی ایک ثابت ہوگیا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کی دلیل کا دوسرا جواب دے رہے ہیں: فرماتے ہیں کہ حضرت عمارؓ کی دوسری روایات اور خود ان کا نبی ﷺ کے زمانے سے بعد کا عمل مونڈھوں اور بغلوں تک تیمم کرنے کے خلاف ہے، چنانچہ امام طحاویؒ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایات اور عمل کو آٹھ سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

فقد اضطرب علینا الخ: سے امام طحاویؒ یہ فرمارہے ہیں کہ اگرچہ عمار بن یاسرؓ کی مذکورہ روایات میں سند اور متن کے اعتبار سے اضطراب ہے (متن کا اضطراب اس طرح ہے کہ روایت نمبر ۶۶۸ میں الی انصاف الذراع کے الفاظ ہیں جبکہ بقیہ روایات میں کفین کا لفظ ہے، اور سند کا اضطراب قال أبو جعفر کے تحت بیان کیا گیا ہے جو ترجمہ سے واضح ہے) لیکن تمام روایات مونڈھوں اور بغلوں تک تیمم کی نفی کرتی ہیں، لہٰذا ان روایات کے ہوتے ہوئے آپ کا عمار بن یاسرؓ کی شروع باب والی روایات سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ ,فَإِذَا أَبُو جُهَيْمٍ قَدْ رَوَى عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَمَّمَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ .فَذَلِكَ حُجَّةٌ لِمَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ التَّيَمُّمَ إِلَى الْكَفَّيْنِ .وَرَوَى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَيَمَّمَ إِلَى مِرْفَقَيْهِ .وَقَدْ ذَكَرْتُ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا فِي بَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْحَائِضِ.

(۶۷۰)وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ ,قَالَ:ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ ,قَالَ:ثنا أَبُو يُوسُفَ ,عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ بَدْرٍ ,قَالَ:حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي ,عَنْ أَسْلَعَ التَّمِيمِيِّ قَالَ:كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ ,فَقَالَ

لِي: يَا أَسْلَعُ قُمْ فَارْحَلْ لَنَا. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَتْنِي بَعْدَكَ جَنَابَةٌ، فَسَكَتَ عَنِّي حَتَّى أَتَاهُ جِبْرِيلُ بِآيَةِ التَّيَمُّمِ فَقَالَ لِي: يَا أَسْلَعُ قُمْ فَتَيَمَّمْ صَعِيدًا طَيِّبًا، ضَرْبَتَيْنِ، ضَرْبَةً لِوَجْهِكَ وَضَرْبَةً لِذِرَاعَيْكَ، ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا. فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْمَاءِ، قَالَ: يَا أَسْلَعُ قُمْ فَاغْتَسِلْ.

فَلَمَّا اخْتَلَفُوا فِي التَّيَمُّمِ كَيْفَ هُوَ، وَاخْتَلَفَتْ هَذِهِ الرِّوَايَاتُ فِيهِ، رَجَعْنَا إِلَى النَّظَرِ فِي ذَلِكَ، لِنَسْتَخْرِجَ بِهِ مِنْ هَذِهِ الْأَقَاوِيلِ قَوْلًا صَحِيحًا. فَاعْتَبَرْنَا ذَلِكَ، فَوَجَدْنَا الْوُضُوءَ عَلَى الْأَعْضَاءِ الَّتِي ذَكَرَهَا اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ، وَكَانَ التَّيَمُّمُ قَدْ أَسْقَطَ عَنْ بَعْضِهَا، فَأَسْقَطَ عَنِ الرَّأْسِ وَالرِّجْلَيْنِ، فَكَانَ التَّيَمُّمُ هُوَ عَلَى بَعْضِ مَا عَلَيْهِ الْوُضُوءُ. فَبَطَلَ بِذَلِكَ قَوْلُ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ إِلَى الْمَنَاكِبِ، لِأَنَّهُ لَمَّا بَطَلَ عَنِ الرَّأْسِ وَالرِّجْلَيْنِ، وَهُمَا مِمَّا يُوَضَّأُ كَانَ أَحْرَى أَنْ لَا يَجِبَ عَلَى مَا لَا يُوَضَّأُ.

ترجمہ: ہم نے اس مسئلہ میں غور کیا تو ہم نے دیکھا کہ ابوجہیمؓ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ بیان کیا کہ آپؐ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کا تیمم کیا، تو یہ ان لوگوں کے لئے دلیل ہے جو اس بات کی طرف گئے ہیں کہ تیمم صرف ہتھیلیوں تک ہے، اور نافع نے ابن عباسؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپؐ نے کہنیوں تک تیمم کیا، اور میں یہ دونوں حدیثیں ”باب قراءۃ القرآن للحائض“ میں ذکر کر چکا ہوں۔

حدیث (۶۷۰): حضرت اسلع تمیمیؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اسلع اٹھو اور کوچ کرو، تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے پیچھے مجھ کو جنابت لاحق ہوگئی ہے، تو آپؐ خاموش رہے یہاں تک کہ جبرئیلؑ آیت تیمم لے کر آئے، پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے اسلع! اٹھو اور پاک مٹی سے تیمم کرو دو ضربوں کے ساتھ، ایک ضربہ چہرے کے لئے اور ایک ذراعین کے ظاہر و باطن کے لئے، پھر جب ہم پانی پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: اے اسلع! اٹھو اور غسل کرو۔

تو جب تیمم میں اختلاف ہے کہ اس کا طریقہ کیا ہے، اور ان روایات میں بھی اختلاف ہے، تو ہم نے

قیاس کی طرف رجوع کیا تا کہ ہم قیاس کے ذریعہ ان اقوال میں سے قول صحیح کا استخراج کریں، لہذا ہم نے اس مسئلہ میں غور کیا تو ہم نے دیکھا کہ وضوان اعضاء پر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، اور تیمم نے ان میں سے بعض کا وظیفہ ساقط کر دیا، چنانچہ رأس اور رجلین کا وظیفہ ساقط کر دیا، تو اب تیمم صرف ان اعضاء کے بعض پر رہ گیا جن پر وضو واجب تھا، تو اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ تیمم کندھوں تک ہے، اس لئے کہ جب تیمم رأس اور رجلین سے ساقط ہو گیا حالانکہ یہ دونوں اعضاء وضو میں سے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ جو اعضاء وضو میں داخل نہیں ہیں ان پر تیمم واجب نہ ہو۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرما رہے ہیں کہ اب تک ہمارے سامنے دو قسم کی روایات آئی ہیں، ایک تو وہ جن میں منکبین یعنی مونڈھوں تک مسح کا ذکر ہے اور جو فریق اول کی مستدل ہیں، اور دوسری وہ روایات جن میں صرف کفین کے مسح کا ذکر ہے جیسے حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایات اور حضرت ابوالجہیمؓ کی روایت (نمبر ۵۴۰) جو باب ذکر الجنب والحائض میں گزری ہے، اور یہ اس مسئلہ میں امام احمدؒ وغیرہ کی مستدل ہیں، ان کے علاوہ تیسری قسم کی روایات وہ ہیں جن میں مرفقین تک مسح کا ذکر ہے جیسے ابن عمرؓ اور اسلع تمیمیؓ کی روایات ہیں جو احناف وشوافع کی مستدل ہیں۔

تو جب تیمّم سے متعلق روایات میں اضطراب ہو گیا تو اب ان میں سے کسی کو بھی مستدل نہیں بنایا جا سکتا، لہذا قیاس کی طرف رجوع کرنا ہوگا تا کہ مسئلہ کی صحیح صورتحال سامنے آسکے۔

نظر کا حاصل یہ ہے کہ تیمم جو کہ وضو کا قائم مقام ہے اس کے اندر تخفیف مقصود ہے، اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے تیمم میں اعضائے وضو میں سے بعض کو ساقط کر دیا ہے، جیسا کہ رأس اور رجلین ہیں، لہذا جن اعضاء پر تیمم کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں تیمم کا وظیفہ اعضائے وضو کے وظیفے سے تجاوز نہیں کرے گا، اور جب رأس اور رجلین جو اعضائے وضو میں سے ہیں تیمّم میں ان کو ساقط کر دیا گیا تو جو حصہ اعضائے وضو میں نہیں ہے اس پر بدرجہ اولیٰ تیمّم نہیں کیا جائے گا، لہذا تیمّم میں ہاتھوں کا وظیفہ صرف کہنیوں تک ہوگا اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔

> ثُمَّ اخْتُلِفَ فِي الذِّرَاعَيْنِ ,هَلْ يُيَمَّمَانِ أَمْ لَا؟ فَرَأَيْنَا الْوَجْهَ يُيَمَّمُ بِالصَّعِيدِ ,كَمَا يُغْسَلُ بِالْمَاءِ ,وَرَأَيْنَا الرَّأْسَ وَالرِّجْلَيْنِ لَا يُيَمَّمُ مِنْهُمَا

شَیْءٌ. فَكَانَ مَا سَقَطَ التَّيَمُّمُ عَنْ بَعْضِهِ سَقَطَ عَنْ كُلِّهِ، وَكَانَ مَا وَجَبَ فِيهِ التَّيَمُّمُ كَانَ كَالْوُضُوءِ سَوَاءً، لِأَنَّهُ جُعِلَ بَدَلًا مِنْهُ. فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ بَعْضَ مَا يُغْسَلُ مِنَ الْيَدَيْنِ فِي حَالِ وُجُودِ الْمَاءِ تَيَمَّمَ فِي حَالِ عَدَمِ الْمَاءِ، ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ التَّيَمُّمَ فِي الْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا بَيَّنَّا مِنْ ذَلِكَ. وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: پھر ذراعین کے بارے میں اختلاف ہوگیا کہ ان کا تیمم کیا جائے یا نہیں، تو ہم نے دیکھا کہ چہرے کا مٹی سے اسی طرح تیمم کیا جاتا ہے جس طرح اس کو پانی سے دھویا جاتا ہے، اور ہم نے دیکھا کہ رأس اور رجلین میں سے کسی کا تیمم نہیں کیا جاتا، لہذا جن اعضاء کے بعض سے تیمم ساقط ہوتا ہے ان اعضاء کے کل سے بھی تیمم ساقط ہو جاتا ہے، اور جن اعضاء میں تیمم واجب ہے تو وہ بالکل وضو کے مانند ہے، اس وجہ سے کہ تیمم کو وضو کا ہی بدل بنایا گیا ہے، تو جب ثابت ہوگیا کہ ہاتھوں کے جس حصہ کو پانی موجود ہونے کی صورت میں دھویا جاتا ہے اسی حصہ پر پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کیا جائے گا، تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ کہ ہاتھوں کا تیمم کہنیوں تک ہے قیاس ونظر کے اعتبار سے، جیسا کہ ہم نے واضح کردیا ہے، اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: ماقبل میں یہ بات آچکی ہے کہ فریق ثانی کے اندر دو جماعتیں ہیں، ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ تیمم میں یدین کا وظیفہ رسغین تک ہے جبکہ دوسری جماعت یدین کا وظیفہ مرفقین تک لازم قرار دیتی ہے۔ پہلی جماعت کی دلیل حضرت ابوجہیمؓ کی روایت ہے جس میں کفین کے مسح کا ذکر ہے، اور دوسری جماعت کی دو دلیلیں امام طحاویؒ نے یہاں پیش کی ہیں۔

پہلی دلیل عقلی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اعضائے وضو سے تیمم کو ساقط کردیا گیا ہے ان میں پورے عضو سے ساقط کیا گیا ہے، ایسا نہیں ہے کہ بعض حصہ پر مسح کا حکم دیا گیا ہو اور بعض حصے سے ساقط کیا گیا ہو جیسا کہ رأس اور رجلین ہیں کہ ان کے کل سے تیمم کو ساقط کردیا گیا ہے، اور جن اعضاء میں تیمم کا حکم ہے ان کے کل پر تیمم کا حکم ہے جیسے چہرہ، لہذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ہاتھوں کے جتنے حصے کا وجودِ ماء کی صورت میں غسل کیا جاتا ہے، عدم وجودِ ماء کی صورت میں اتنے ہی حصے یعنی کہنیوں

تک تیمم لازم ہوگا۔

وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ,وَجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

(٦٧١)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ:سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ التَّيَمُّمِ، فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَمَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ بِهِمَا ذِرَاعَيْهِ.

(٦٧٢)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْكُنَاسِيُّ، قَالَ : ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

(٦٧٣)حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ:ثنا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

(٦٧٤)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ :أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَقْبَلَ مِنَ الْجُرُفِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمِرْبَدِ ,تَيَمَّمَ صَعِيدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ,ثُمَّ صَلَّى.

(٦٧٥)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ :ثنا عُزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ :أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ ,وَإِنِّي تَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ .فَقَالَ:أَصِرْتَ حِمَارًا؟ وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ ,ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَمَسَحَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ,وَقَالَ:هٰكَذَا التَّيَمُّمُ.

وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ الْحَسَنِ:

(٦٧٦)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ قَالَ :ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ,وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ

(٦٧٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، ثنا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنِ الْحَسَنِ، مِثْلَهُ، وَلَمْ يَقُلْ: إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

ترجمہ: اور یہی بات حضرت ابن عمرؓ اور حضرت جابرؓ سے بھی منقول ہے:

حدیث (۶۷۱): حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے تیمم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور ان کو اپنے ہاتھوں اور چہرے پر پھیر لیا، اور دوسری مرتبہ مارا پھر ان کو اپنی ذراعین پر پھیر لیا۔

حدیث (۶۷۴): حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ مقام جرف سے تشریف لائے، جب مقام مربد پر پہنچے تو پاک مٹی سے تیمم کیا اور اپنے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

حدیث (۶۷۵): حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ مجھ کو جنابت لاحق ہوگئی تھی تو میں نے مٹی میں لوٹ لگالی، تو حضرت جابرؓ نے فرمایا: کیا تم گدھے بن گئے ہو؟ اور آپ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور اپنے چہرے کا مسح کیا، پھر دوبارہ زمین پر ہاتھ مارے اور کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کیا اور فرمایا: تیمم اس طرح ہوتا ہے۔

اور اسی کے مثل حضرت حسن بصریؒ سے بھی مروی ہے:

حدیث (۶۷۶): حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ایک ضربہ چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے ہے اور ایک ضربہ ذراعین کے لئے ہے کہنیوں تک۔

وضاحت: یہاں سے یدین کا وظیفہ مرفقین تک ہونے کی دوسری دلیل بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ صحابہ میں سے ابن عمرؓ اور جابرؓ اور تابعین میں سے حسن بصریؒ کا عمل اور فتویٰ بھی یہی ہے کہ تیمم میں کہنیوں تک مسح کیا جائے گا۔

☆☆☆

بَابُ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

اس باب کے تحت امام طحاویؒ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے یا سنت؟ اس سلسلہ میں دو مذہب ہیں۔

(۱) اصحاب ظواہرؒ، حسن بصریؒ، سفیان ثوریؒ اور عطاء ابن رباحؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے غسل کرنا واجب ہے۔ یہی لوگ فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی لوگ ہیں۔

(٦٧٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَاوُوسٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُءُ وسَكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا، وَأَصِيبُوا مِنَ الطِّيبِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ، وَأَمَّا الطِّيبُ، فَلَا أَعْلَمُهُ.

(٦٧٩) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ طَاوُوسٌ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

(٦٨٠) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُوسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

(٦٨١) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَمَرَنَا بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٦٨٢)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ :ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، قَالَا :سَمِعْنَا ابْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذٰلِكَ.

(٦٨٣)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(٦٨٤)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(٦٨٥)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(٦٨٦)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(٦٨٧)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(٦٨٨)حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُودِ أَبُو بِشْرٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ :حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

(٦٨٩)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ :ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :سَمِعْتُ عُمَرَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ :أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

(۶۹۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: ثنا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ الرَّوَاحُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَعَلَى مَنْ رَاحَ إِلَى الجمعة الْغُسْلُ.

(۶۹۱) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَيَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّادٍ الْبَصْرِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(۶۹۲) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(۶۹۳) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَأَنْ يَتَطَيَّبَ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ.

(۶۹۴) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ. قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، ح

(۶۹۵) وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْغُسْلُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ أُسْبُوعٍ يَوْمًا، وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ.

(٦٩٦)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.

(٦٩٧)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ صَفْوَانَ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(٦٩٨)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ :أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ مِنَ الْحَقِّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَأَنْ يَمَسَّ مِنْ طِيبٍ ,إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ ,فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ طِيبٌ فَإِنَّ الْمَاءَ طِيبٌ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى إِيجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ,وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: حدیث (٦٧٨): حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباسؓ سے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا: جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور اپنے سروں کو دھویا کرو اگر چہ تم حالت جنابت میں نہ ہو، اور خوشبو لگایا کرو، تو ابن عباسؓ نے فرمایا: ہاں غسل کا مسئلہ تو ایسا ہی ہے اور رہا خوشبو لگانا تو اس کے بارے میں مجھے علم نہیں۔

حدیث (٦٨١): یحییٰ بن وثابؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو ابن عمرؓ سے جمعہ کے دن کے غسل کے متعلق دریافت کرتے ہوئے سنا، تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اس کا حکم دیا تھا۔

حدیث (٦٨٩): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: کیا تم لوگوں نے نہیں سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو غسل کرے۔

حدیث (٦٩٠): ام المؤمنین حضرت حفصہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ہر بالغ شخص کے ذمہ جمعہ کے لئے نکلنا ہے، اور ہر اس شخص کے ذمہ جو جمعہ کے لئے نکلے غسل ہے۔

حدیث (۶۹۲): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن غسل کا حکم دیتے تھے۔

حدیث (۶۹۳): محمد بن عبدالرحمن بن ثوبانؒ نبی ﷺ کے انصاری صحابہ میں سے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر حق ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرے اور خوشبو لگائے اگر اس کے پاس موجود ہو۔

حدیث (۶۹۵): حضرت جابرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ہر مسلمان پر ہفتہ میں ایک دن غسل واجب ہے، اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

حدیث (۶۹۶): حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے نبی ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہ غسل جمعہ کے دن واجب ہے ہر بالغ شخص پر۔

حدیث (۶۹۸): حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر حق ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرے اور خوشبو لگائے اگر اس کے گھر والوں کے پاس موجود ہو، اور اگر ان کے پاس خوشبو نہ ہو تو پانی ہی خوشبو کے قائم مقام ہے۔

قال أبو جعفر: تو بعض لوگ جمعہ کے دن وجوبِ غسل کی طرف گئے ہیں، اور انہوں نے اس سلسلہ میں ان آثار سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: فریق اول (اصحاب ظواہر اور ان کے ہمنوا حضرات) کی دلیل شروع باب کی روایات ہیں جن میں نبی ﷺ نے صیغۂ امر کے ذریعہ جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم دیا ہے، اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے، لہذا جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہوگا، اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے نو صحابہ سے بیس سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: لَيْسَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِوَاجِبٍ، وَلَكِنَّهُ مِمَّا قَدْ أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَعَانٍ قَدْ كَانَتْ. فَمِنْهَا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي ذَلِكَ:

(۶۹۹) حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أنا الدَّرَاوَرْدِيُّ ح

(۷۰۰) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ: ثنا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ: ثنا الدَّرَاوَرْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ

الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَاجِبٌ هُوَ؟ قَالَ :لَا وَلَكِنَّهُ طُهُورٌ وَخَيْرٌ ,فَمَنِ اغْتَسَلَ فَحَسَنٌ ,وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ ,وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ ,كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ يَلْبَسُونَ الصُّوفَ ,وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ ,وَكَانَ الْمَسْجِدُ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ ,إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ ,فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ حَارٍّ ,وَقَدْ عَرِقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ ,حَتَّى ثَارَتْ رِيَاحٌ ,حَتَّى آذَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا .فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيَاحَ فَقَالَ :أَيُّهَا النَّاسُ ,إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوا ,وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَمْثَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ ,قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :ثُمَّ جَاءَ اللهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوا غَيْرَ الصُّوفِ ,وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِعَ مَسْجِدُهُمْ.

فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,يُخْبِرُ أَنَّ ذَلِكَ الْأَمْرَ الَّذِي كَانَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُسْلِ ,لَمْ يَكُنْ لِلْوُجُوبِ عَلَيْهِمْ ,وَإِنَّمَا كَانَ لِعِلَّةٍ ,ثُمَّ ذَهَبَتْ تِلْكَ الْعِلَّةُ فَذَهَبَ الْغُسْلُ ,وَهُوَ أَحَدُ مَنْ رَوَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي ذَلِكَ شَيْءٌ:

(۷۰۱)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ:ثنا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، ح

(۷۰۲)وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ:ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ يَحْيَى، قَالَ :سَأَلْتُ عَمْرَةَ عَنْ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ,فَذَكَرَتْ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ :كَانَ النَّاسُ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ ,فَيَرُوحُونَ بِهَيْئَتِهِمْ فَقَالَ:لَوِ اغْتَسَلْتُمْ.

فَهَذِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,تُخْبِرُ بِأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ نَدَبَهُمْ إِلَى الْغُسْلِ لِلْعِلَّةِ الَّتِي أَخْبَرَ بِهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ,وَأَنَّهُ لَمْ يَجْعَلْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ حَتْمًا ,وَهِيَ أَحَدُ مَنْ رَوَيْنَا عَنْهَا

فِی الْفَصْلِ الْأَوَّلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَأْمُرُ بِالْغُسْلِ فِی ذٰلِکَ الْیَوْمِ.

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا تھا وہ چند وجوہات کی بناء پر تھا، ان میں سے ایک وجہ وہ ہے جو ابن عباسؓ سے اس سلسلہ میں منقول ہے:

حدیث (۷۰۰): عکرمہ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے جمعہ کے دن کے غسل کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ واجب ہے؟ تو ابن عباسؓ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ پاکی کا ذریعہ ہے اور بہتر ہے، لہذا جو شخص غسل کرے تو اچھا ہے اور جو غسل نہ کرے اس پر واجب نہیں ہے، اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس حکم کی ابتداء کیسے ہوئی، لوگ محنت کش تھے، اونی کپڑے پہنتے تھے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ ڈھوتے تھے، اور مسجد تنگ تھی، اس کی چھت نیچی اور چھپر والی تھی، تو ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک گرم دن میں باہر تشریف لائے درانحالیکہ لوگ اونی کپڑوں کی وجہ سے پسینے میں شرابور ہو رہے تھے، یہاں تک کہ بدبو پھیلی ہوئی تھی اور لوگوں کو ایک دوسرے سے تکلیف پہنچ رہی تھی، نبی ﷺ نے بھی اس بدبو کو محسوس کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے لوگوں! جب یہ (جمعہ کا) دن آئے تو غسل کیا کرو، اور تم میں سے ہر ایک اپنے پاس موجود تیل اور خوشبو میں جو سب سے بہتر ہو لگا کر آئے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں: پھر اللہ تعالیٰ خیر کو لے آئے اور لوگ اونی کپڑوں کے علاوہ پہننے لگے اور محنت و مشقت کے کاموں کو ترک کر دیا اور ان کی مسجدیں بھی کشادہ ہو گئیں۔

تو یہ ابن عباسؓ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا غسل کے متعلق حکم ان پر وجوب کے لئے نہیں تھا بلکہ ایک علت کی وجہ سے تھا، پھر وہ علت ختم ہو گئی تو لہذا غسل کا حکم بھی ختم ہو گیا، اور ابن عباسؓ ان راویوں میں سے ایک ہیں جن کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ حکم منقول ہے کہ آپ غسل کا حکم دیتے تھے۔ اور حضرت عائشہؓ سے بھی اس سلسلہ میں کچھ مروی ہے:

حدیث (۷۰۲): یحییٰ بن سعید انصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرہؒ سے جمعہ کے دن کے غسل کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگ اپنے کام خود کرتے تھے اور اسی حالت میں نماز پڑھنے آجاتے تھے، تو آپؐ نے فرمایا: اگر تم غسل کر لیا کرو (تو بہتر ہوگا)۔

تو یہ حضرت عائشہؓ اس بات کی خبر دے رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کے لئے غسل کو اسی علت کی وجہ سے مستحب قرار دیا تھا جس کی خبر ابن عباسؓ نے دی ہے، اور یہ کہ آپؐ نے ان پر غسل کو ضروری قرار نہیں دیا تھا، اور حضرت عائشہؓ ان روات میں سے ہیں جن سے ہم نے فصل اول میں یہ روایت کیا کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن غسل کا حکم دیتے تھے۔

وضاحت: فریق ثانی (ائمہ اربعہ) کی طرف سے فریق اول کے دلائل کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایات میں جو غسل کا حکم دیا گیا ہے وہ واجب لعینہٖ نہیں بلکہ واجب لغیرہٖ ہے یعنی کچھ وجوہات کی بناء پر اس غسل کا حکم دیا گیا تھا اور اب وہ وجوہات مرتفع ہو چکی ہیں لہذا اب وجوب کا حکم باقی نہیں رہا، جیسا کہ ابن عباسؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ ان سے جمعہ کے غسل کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ واجب نہیں ہے البتہ جو غسل کرے گا اس کو ثواب ملے گا اور جو نہیں کرے گا اس پر کوئی الزام نہیں، پھر ابن عباسؓ نے نبی ﷺ کے زمانے میں غسل کے وجوب کی یہ وجہ بتلائی کہ صحابہ کرام محنت کش تھے اور موٹے اونی کپڑے پہنتے تھے جس کی وجہ ان کو پسینہ زیادہ آتا تھا، تو جب وہ حضرات مسجد میں آتے تو مسجد کی چھت نیچی ہونے کی بناء پر ناگوار بو مسجد میں پھیل جاتی تھی، اس وجہ سے آپؐ نے غسل کرنے اور خوشبو لگانے کا حکم دیا تھا، پھر بعد میں یہ صورتحال باقی نہیں رہی لہذا غسل کے وجوب کا حکم بھی ختم ہو گیا۔

اور یہی بات حضرت عائشہؓ نے بھی مختصراً بیان کی ہے، اور ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ ان راویوں میں سے ہیں جنہوں نے وجوب غسل کی روایت نقل کی ہے، اور یہاں پر ان کا فتویٰ اپنی روایت کے خلاف ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وجوب غسل والی روایات منسوخ ہیں۔ لہذا آپ حضرات کا ان سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ لَمْ يَقَعْ عِنْدَهُ مَوْقِعَ الْفَرْضِ:

(۷۰۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: الْآنَ

تَوَضَّأْتَ .فَقَالَ:مَا زِدْتُ حِينَ سَمِعْتُ الْأَذَانَ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ جِئْتُ. فَلَمَّا دَخَلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ذَكَّرْتُهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ :أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَ؟ قَالَ :وَمَا قَالَ؟ قُلْتُ :قَالَ :مَا زِدْتُ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ حِينَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ ثُمَّ أَقْبَلْتُ .فَقَالَ:أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّا أُمِرْنَا بِغَيْرِ ذَلِكَ ,قُلْتُ مَا هُوَ؟ قَالَ:الْغُسْلُ, قُلْتُ :أَنْتُمْ أَيُّهَا الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ أَمِ النَّاسُ جَمِيعًا ,قَالَ :لَا أَدْرِي.

(٧٠٤)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ:دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ,وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَخْطُبُ .فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ؟ فَقَالَ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ,انْقَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ ,فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ ,فَمَا زِدْتُ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ . فَقَالَ عُمَرُ الْوُضُوءُ أَيْضًا؟ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ؟ قَالَ مَالِكٌ وَالرَّجُلُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

(٧٠٥)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ:ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: ثنا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ مَالِكٍ أَنَّهُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

(٧٠٦)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مِثْلَهُ.

(٧٠٧)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ،ح

(۷۰۸)وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ:ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ:ثنا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، قَالَ:حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ:حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ:بَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ إِذْ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَعَرَّضَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَالَ :مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَأَخَّرُونَ بَعْدَ النِّدَاءِ ,ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۷۰۹)وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ ,قَالَ:ثنا أَبُو غَسَّانَ ,قَالَ:ثنا جُوَيْرِيَةُ ,عَنْ نَافِعٍ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعُمَرُ يَخْطُبُ ,فَنَادَاهُ عُمَرُ:أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ؟ فَقَالَ :مَا كَانَ إِلَّا الْوُضُوءُ ثُمَّ الْإِقْبَالُ ,فَقَالَ :عُمَرُ وَالْوُضُوءُ أَيْضًا؟ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ؟

-قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ غَيْرُ مَعْنًى ,يَنْفِي وُجُوبَ الْغُسْلِ .فَأَمَّا أَحَدُهُمَا:فَإِنَّ عُثْمَانَ لَمْ يَغْتَسِلْ وَاكْتَفَى بِالْوُضُوءِ. وَقَدْ قَالَ عُمَرُ:قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْغُسْلِ .وَلَمْ يَأْمُرْهُ عُمَرُ أَيْضًا بِالرُّجُوعِ لِأَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ بِالْغُسْلِ .فَفِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْغُسْلَ الَّذِي كَانَ أَمَرَ بِهِ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمَا عَلَى الْوُجُوبِ ,وَإِنَّمَا كَانَ لِعِلَّةٍ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,أَوْ لِغَيْرِ ذَلِكَ. وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا تَرَكَهُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,وَلَمَا سَكَتَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَمْرِهِ إِيَّاهُ بِالرُّجُوعِ حَتَّى يَغْتَسِلَ ,وَذَلِكَ بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ قَدْ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَمِعَهُ عُمَرُ ,وَعَلِمُوا مَعْنَاهُ الَّذِي أَرَادَهُ ,فَلَمْ يُنْكِرُوا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ,وَلَمْ يَأْمُرُوا بِخِلَافِهِ .فَفِي هَذَا إِجْمَاعٌ مِنْهُمْ عَلَى نَفْيِ وُجُوبِ الْغُسْلِ.

ترجمہ: اور حضرت عمر بن خطابؓ سے بھی ایسی روایت منقول ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ غسل کا حکم ان کے نزدیک محل فرض میں نہ تھا:

حدیث (۷۰۳): حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران ایک شخص آیا اور مسجد میں داخل ہوا، تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: کہ اب آپ نے وضو کیا ؟ تو اس شخص نے کہا میں نے زائد نہیں کیا جب میں نے جمعہ کی اذان سنی اس پر کہ میں نے وضو کیا پھر میں آ گیا، اس کے بعد امیر المؤمنین اندر تشریف لے گئے تو میں نے ان کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ امیر المؤمنین کیا آپ نے سنا کہ کیا کہا اس نے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا کہا؟ تو میں نے کہا: اس نے کہا تھا کہ میں نے زائد نہیں کیا اس پر کہ میں نے صرف وضو کیا جب میں نے اذان سنی پھر میں آ گیا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کو معلوم ہے کہ ہم کو اس کے علاوہ کا حکم دیا گیا ہے، میں نے کہا کیا ہے وہ؟ تو حضرت عمرؓ فرمایا کہ وہ غسل ہے، تو میں نے پوچھا کہ صرف آپ مہاجرین اولین کو یا تمام لوگوں کو؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم۔

حدیث (۷۰۴): سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص جمعہ کے دن مسجد آیا درانحالیکہ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ کونسا وقت ہے؟ تو اس شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں بازار سے واپس آیا تو میں نے اذان کی آواز سنی، تو میں نے اس سے زیادہ نہیں کیا (یعنی صرف وضو کیا) کہ وضو کر لی، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اور صرف وضو ہی کی؟ حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم دیتے تھے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔

حدیث (۷۰۸): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے اسی دوران حضرت عثمانؓ داخل ہوئے، تو حضرت عمرؓ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اذان کے بعد (بھی آنے میں) تاخیر کرتے ہیں، پھر آگے گزشتہ روایت کے مثل ہے۔

حدیث (۷۰۹): حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ مہاجرین اولین میں سے ایک شخص مسجد داخل ہوئے درانحالیکہ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے، تو حضرت عمرؓ نے ان کو پکار کر کہا: یہ کونسا وقت ہے؟ ان صاحب نے فرمایا: (میری طرف سے) صرف وضو کرنا پھر مسجد میں آنا ہی ہوا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اور صرف وضو ہی کیا؟ حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ ہمیں غسل کا حکم دیا جاتا تھا۔

قال أبو جعفر: تو ان آثار میں ایسی کئی باتیں ہیں جو وجوب غسل کی نفی کرتی ہیں، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے غسل نہیں کیا اور صرف وضو پر اکتفاء کیا حالانکہ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم کو یہ بات معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو غسل کا حکم دیتے تھے، اور حضرت عمرؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے غسل کا امر فرمانے کے باوجود ان کو واپس جانے کا حکم نہیں دیا، تو اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ غسل کا

جو حکم ان کو دیا گیا تھا وہ ان دونوں حضرات کے نزدیک وجوب پر محمول نہیں تھا بلکہ وہ اس علت کی وجہ سے تھا جو ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ نے بیان کی، یا اس کے علاوہ (کسی اور علت) کی وجہ سے تھا، اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت عثمانؓ غسل کو ترک نہ کرتے اور حضرت عمرؓ ان کو واپس جا کر غسل کرنے کا حکم دینے سے نہ رُکتے، اور یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے ان صحابہ کی موجودگی میں پیش آیا جنہوں نے نبی ﷺ سے اس حکم کو سنا تھا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے سنا تھا، اور وہ تمام صحابہ اس معنی سے بھی واقف تھے جو نبی ﷺ نے مراد لئے، پھر بھی انہوں نے اس پر کوئی نکیر نہیں کی اور اس کے خلاف کا حکم نہیں دیا، تو اس میں وجوب غسل کی نفی پر ان سب کا اجماع ہے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثانی کی طرف سے دلیل پیش کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی مذکورہ روایت سے کئی طریقوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں ہے، (۱) حضرت عثمان غنیؓ جلیل القدر صحابی ہیں، انہوں نے صرف وضو پر اکتفاء کیا غسل نہیں کیا حالانکہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ امر کا علم بھی تھا، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: قد علمت أن رسول الله ﷺ كان يأمرنا بالغسل، اس کے باوجود ان کا غسل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ غسل جمعہ ان کے نزدیک واجب نہیں تھا۔ (۲) حضرت عمرؓ نے یہ معلوم ہو جانے کے باوجود کہ حضرت عثمانؓ نے صرف وضو پر اکتفاء کیا ہے ان کو واپس جا کر غسل کرنے کا حکم نہیں دیا، اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ غسل جمعہ حضرت عمرؓ کے نزدیک واجب نہیں تھا۔ (۳) حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی یہ گفتگو مسجد میں تمام صحابہ کی موجودگی میں ہوئی اور کسی صحابی نے حضرت عثمانؓ کے غسل نہ کرنے پر نکیر نہیں کی، لہذا اس سے عدم وجوب غسل پر صحابہ کے اجماع کو بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ مِنْ طَرِيقِ الاخْتِيَارِ وَإِصَابَةِ الْفَضْلِ:

(۷۱۰) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ: ثنا الرَّبِيعُ بْنُ صُبَيْحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا

وَنِعْمَتْ ,وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ حَسَنٌ.

(٧١١)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ ,قَالَ:ثنا عَفَّانُ ,قَالَ:ثنا هَمَّامٌ ,ح

(٧١٢)وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ ,قَالَ:ثنا أَبُو الْوَلِيدِ ,قَالَ:ثنا هَمَّامٌ ,عَنْ قَتَادَةَ ,عَنِ الْحَسَنِ ,عَنْ سَمُرَةَ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ:وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ.

(٧١٣)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ:أنا الرَّبِيعُ بْنُ صُبَيْحٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٧١٤)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْعَطَّارُ، قَالَ :أنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٧١٥)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ الْحِمْصِيُّ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ حُمْرَةَ الْأُمْلُوكِيُّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ ,وَقَدْ أَدَّى الْفَرْضَ ,وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ.

فَبَيَّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْفَرْضَ هُوَ الْوُضُوءُ ,وَأَنَّ الْغُسْلَ أَفْضَلُ لِمَا يَنَالُ بِهِ مِنَ الْفَضْلِ لَا عَلَى أَنَّهُ فَرْضٌ.

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کی بات بھی مروی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ غسل کا حکم بطور اختیار اور حصول فضیلت کے لئے تھا:

حدیث (۷۱۰): حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن وضو کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ اور بھی اچھا ہے۔

حدیث (۷۱۵): حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن وضو کیا اس نے اچھا کیا اور فرض اداء کر دیا اور جس نے غسل کیا تو غسل زیادہ افضل ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ فرض صرف وضو ہے اور غسل افضل ہے، اس لئے کہ اس کے ذریعہ فضیلت حاصل کی جاتی ہے نا کہ اس کے فرض ہونے کی بناء پر۔

وضاحت: دوسری دلیل میں امام طحاویؒ نے فریق ثانی کی طرف سے وہ احادیث مرفوعہ پیش کی ہیں جن میں آپؐ نے واضح طور پر فرمایا کہ جمعہ کے دن وضو کرنا کافی ہے البتہ غسل افضل ہے، اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ نے پانچ سندوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِي وُجُوبِ ذَلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ ,وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

(۷۱٦)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا وَهْبٌ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ :كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ سَعْدٍ ,فَذُكِرَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.فَقَالَ ابْنُهُ :فَلَمْ أَغْتَسِلْ ,فَقَالَ سَعْدٌ :مَا كُنْتُ أَرَى مُسْلِمًا يَدَعُ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(۷۱۷)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ:ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، قَالَ :أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ زَاذَانَ، قَالَ :سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ:اغْتَسِلْ إِذَا شِئْتَ.فَقُلْتُ:إِنَّمَا أَسْأَلُكَ عَنِ الْغُسْلِ الَّذِي هُوَ الْغُسْلُ قَالَ:يَوْمُ الْجُمُعَةِ ,وَيَوْمُ عَرَفَةَ ,وَيَوْمُ الْفِطْرِ ,وَيَوْمُ النَحر

(۷۱۸)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عُمَرَ، وَعَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ:حَقٌّ لِلَّهِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْتَسِلُ ,وَيَغْسِلُ مِنْهُ كُلَّ شَيْءٍ ,وَيَمَسُّ طِيبًا إِنْ كَانَ لِأَهْلِهِ.

(۷۱۹)حَدَّثَنَا رَبِيعُ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ :ثنا شُعَيب إبن الليث، قَالَ :ثنا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ

أَبِی قَتَادَةَ حَدَّثَهُ ,أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَهُ :اغْتَسِلْ لِلْجُمُعَةِ ,فَقَالَ لَهُ: قَدِ اغْتَسَلْتُ لِلْجَنَابَةِ.

(۷۲۰)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ:ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ:ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِی لُبَابَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُحْدِثُ بَعْدَمَا يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ,فَيَتَوَضَّأُ وَلَا يُعِيدُ الْغُسْلَ.

قِيلَ لَهُ :أَمَّا مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ ,فَلَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلَى الْفَرْضِ ,لِأَنَّهُ لَمَّا قَالَ لَهُ زَاذَانُ :إِنَّمَا أَسْأَلُكَ عَنِ الْغُسْلِ الَّذِی هُوَ الْغُسْلُ ,أَیِ الَّذِی فِی إِصَابَتِهِ الْفَضْلُ ,قَالَ:يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَيَوْمُ الْفِطْرِ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمُ عَرَفَةَ، فَقَرَنَ بَعْضَ ذَلِكَ بِبَعْضٍ.فَلَمَّا كَانَ مَا ذَكَرَ مَعَ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ,لَيْسَ عَلَى الْفَرْضِ ,فَكَذَلِكَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ .وَأَمَّا مَا رُوِیَ عَنْ سَعْدٍ مِنْ قَوْلِهِ :مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ مُسْلِمًا يَدَعُ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَیْ لِمَا فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ الْكَبِيرِ مَعَ خِفَّةِ مُؤْنَتِهِ .وَأَمَّا مَا رُوِیَ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ حَقُّ اللهِ وَاجِبٌ ,عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَغْتَسِلُ فِی كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ .فَقَدْ قَرَنَ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ وَلْيَمَسَّ طِيبًا إِنْ كَانَ لِأَهْلِهِ، فَلَمْ يَكُنْ مَسِيسُ الطِّيبِ عَلَى الْفَرْضِ,فَكَذَلِكَ الْغُسْلُ.فَقَدْ سَمِعَ عُمَرُ يَقُولُ لِعُثْمَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَا ذَكَرْنَاهُ وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالرُّجُوعِ بِحَضْرَتِهِ ,فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ ,فَذَلِكَ أَيْضًا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ عِنْدَهُ كَذَلِكَ . وَأَمَّا مَا رُوِیَ عَنْ أَبِی قَتَادَةَ ,مِمَّا ذَكَرْنَا عَنْهُ فِی ذَلِكَ فَهُوَ إِرَادَةٌ مِنْهُ لِلْقَصْدِ بِالْغُسْلِ إِلَى الْجُمُعَةِ ,لِإِصَابَةِ الْفَضْلِ فِی ذَلِكَ ;وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى خِلَافَ ذَلِكَ. وَجَمِيعُ مَا بَيَّنَّاهُ فِی هَذَا الْبَابِ ,هُوَ قَوْلُ أَبِی حَنِيفَةَ ,وَأَبِی يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: پھر اگر کوئی استدلال کرنے والا وجوب غسل کے سلسلے میں مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرے، جو حضرت علیؓ، سعدؓ، ابوقتادہؓ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہیں:

حدیث (۷۱۶): عبداللہ بن حارثؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ جمعہ کے دن کے غسل کا تذکرہ آگیا، تو ان کے صاحبزادے نے کہا کہ میں نے تو غسل نہیں کیا، تو حضرت سعدؓ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو ترک کرتا ہوگا۔

حدیث (۷۱۷): زاذان کندیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے غسل کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ تم جب چاہو غسل کر سکتے ہو، میں نے عرض کیا کہ میں اس غسل کے متعلق پوچھ رہا ہوں جو شرعاً غسل ہے، تو حضرت علیؓ نے فرمایا: جمعہ، عرفہ، عیدالفطر اور نحر کے دن کا غسل۔

حدیث (۷۱۸): طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو فرماتے ہوئے سنا: ہر مسلمان کے ذمہ اللہ کا حق واجب ہے کہ وہ ہر سات دن میں غسل کرے اور اپنے ہر عضو کو دھوئے اور خوشبو لگائے اگر اس کے پاس موجود ہو۔

حدیث (۷۱۹): ثابت بن ابی قتادہؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہؓ نے ان سے فرمایا: جمعہ کے لئے غسل کرو، تو ثابت نے عرض کیا: میں جنابت کا غسل کر چکا ہوں، تو حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا: جمعہ کے لئے غسل کرو، ابھی تو تم نے جنابت کا غسل کیا ہے۔

حدیث (۷۲۰): سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ان کے والد جمعہ کے دن غسل کرنے کے بعد محدث ہو جاتے تو صرف وضو کرتے تھے اور غسل کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔

قیل لہ الخ: جواب میں ان سے کہا جائے گا کہ حضرت علیؓ کی جو روایت ہے اس میں غسل کے فرض ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ جب زاذان نے ان سے کہا کہ میں آپ سے فقط اس غسل کے متعلق پوچھ رہا ہوں جو واقعتاً غسل ہے یعنی جس کے کرنے میں ثواب ہے، تو حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ وہ یوم الجمعہ، یوم الفطر، یوم النحر اور یوم العرفہ کا غسل ہے، تو حضرت علیؓ نے بعض کو بعض کے ساتھ ملا دیا، تو جب یوم الجمعہ کے غسل کے ساتھ جن ایام کے غسل کا ذکر کیا وہ فرضیت پر محمول نہیں ہیں تو یوم الجمعہ کا غسل بھی اسی طرح ہوگا۔

اور رہا حضرت سعدؓ کا قول جو ان سے مروی ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو ترک کرتا ہوگا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس میں بڑی فضیلت ہے کم مشقت کے ساتھ۔

اور رہا حضرت ابوہریرہؓ کا قول جو ان سے مروی ہے کہ ہر مسلمان کے ذمہ اللہ کا حق واجب ہے کہ وہ

ہر سات دن میں غسل کرے، تو انہوں نے اس کے ساتھ اپنے اس قول کو بھی ملادیا تھا کہ وہ خوشبو لگائے اگر اس کے پاس موجود ہو، اور خوشبو لگانا فرضیت پر محمول نہیں ہے تو غسل بھی اسی طرح ہوگا، نیز حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت عمرؓ کو عثمان غنیؓ سے وہ بات کہتے ہوئے سنا تھا جو ہم نے ذکر کی، اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ کو واپس جانے کا حکم نہیں دیا، اور حضرت ابو ہریرہؓ نے ان پر کوئی نکیر نہیں فرمائی، تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ غسل کا حکم حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔

اور رہی وہ روایت جو حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے جس کو ہم نے ان کے حوالے سے ذکر کیا، تو اس سے ان کا مطلب بالقصد جمعہ کے لئے غسل کرنا تھا اس کی فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے، اور ہم نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے اس کے خلاف بھی نقل کیا ہے۔ اور اس باب میں جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: فریق اول کی طرف سے فریق ثانی پر یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوقتادہؓ اور ابو ہریرہؓ سے ایسی روایات منقول ہیں جو یوم جمعہ کے غسل کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں، لہذا آپ کا یہ کہنا کہ غسل جمعہ محض سنت ہے واجب نہیں، یہ صحیح نہیں۔

قیل له الخ: سے ایک ایک کر کے تمام روایتوں کا جواب دے رہے ہیں،

حضرت علیؓ کی روایت کا جواب: یہ ہے کہ اس روایت میں زاذان کے سوال کا منشاء اس غسل کے بارے میں سوال کرنا تھا جس میں فضیلت ہو، چنانچہ حضرت علیؓ نے جواب میں یوم جمعہ، یوم عرفہ، یوم فطر اور یوم اضحیٰ سب کو جمع کر کے فرمایا کہ غسل ان ایام میں ہے، اور تمہارے نزدیک یوم جمعہ کو چھوڑ کر مذکورہ تمام ایام میں غسل سنت ہے، لہذا تمہارا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ کا یہ قول وجوبِ غسل پر دلالت کرتا ہے کیسے صحیح ہوگا؟ جبکہ حضرت علیؓ نے ایک کا دوسرے پر عطف کر کے سب کا حکم یکساں بیان کیا ہے، تو جب یوم عرفہ وغیرہ کا غسل تمہارے نزدیک سنت ہے تو یوم جمعہ کا غسل بھی سنت ہی ہوگا۔

حضرت سعدؓ کی روایت کا جواب: یہ ہے کہ انہوں نے جو یہ فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ کوئی مسلمان جمعہ کے دن غسل کو چھوڑ دیگا، اس کا منشاء یہ تھا کہ یوم جمعہ میں غسل کی بہت زیادہ فضیلت ہے، اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان اتنی بڑی فضیلت کو جو معمولی محنت سے حاصل ہو جاتی ہے اس کو ترک کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کا جواب: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں غسل کے ساتھ ساتھ خوشبو لگانے کا بھی ذکر ہے، اور اس بات کا کوئی قائل نہیں ہے کہ خوشبو لگانا واجب ہے بلکہ سب اس کو مستحب کہتے

ہیں، لہذا غسل کا بھی یہی حکم ہوگا، نیز حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے واقعہ میں جو ماقبل میں گزر چکا ہے، وہاں اس مجلس میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی موجود تھے، تو اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت ابو ہریرہؓ اس وقت خاموش نہ رہتے بلکہ حضرت عثمانؓ کو ضرور ٹوکتے، لہذا ان کا خاموشی اختیار کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک غسل واجب نہیں تھا۔

حضرت ابوقتادہؓ کی روایت کا جواب: حضرت ابوقتادہؓ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ بالقصد جمعہ کے لئے غسل کرو تبھی غسل جمعہ کی فضیلت حاصل ہوگی، تمہارے محض جنابت کا غسل کرنے میں کوئی فضل و ثواب نہیں ہے۔ اور غسل جنابت کے بعد غسل جمعہ واجب نہیں ہے اس کی تائید عبدالرحمٰن بن ابزیؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو بظاہر ابوقتادہؓ کی روایت کے خلاف ہے، اس وجہ سے کہ ابوقتادہؓ کی روایت کے مطابق غسل جنابت کے بعد غسل جمعہ ضروری ہے، اور عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک غسل کے بعد دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں، لہذا مذکورہ روایات کے ذریعہ آپ کا اشکال پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔

نوٹ: عبدالرحمٰن بن ابزیٰؓ کی روایت کو تائید میں پیش کرنا صحیح معلوم نہیں ہوتا، اس لئے کہ دونوں روایتوں کا محمل الگ الگ ہے، عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی روایت کا محمل وہ شخص ہے جس نے بالقصد جمعہ کا غسل کیا پھر اس کو حدث لاحق ہوگیا تو اب اس کو صرف وضو کر لینے سے غسل جمعہ کی فضیلت حاصل ہو جائے گی دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی، اور ابوقتادہؓ کی روایت کا محمل وہ شخص ہے جس نے جمعہ کے دن غسل کیا لیکن اس کا ارادہ غسل جمعہ کے علاوہ کسی اور غسل کا تھا، تو اس کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

☆☆☆

بَابُ الِاسْتِجْمَارِ

اس باب میں زیر بحث یہ مسئلہ ہے کہ استنجاء بالاحجار میں ڈھیلوں کی کوئی مقدار واجب ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دو مذہب ہیں۔

(۱) امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، اسحاق ابن راہویہؒ، ابن حزم ظاہریؒ اور سعید ابن مسیبؒ وغیرہ فرماتے ہیں استنجاء بالاحجار میں تثلیث یعنی تین ڈھیلوں کا استعمال کرنا واجب ہے۔ اگر چہ تین ڈھیلوں سے

کم ہی سے انقاء یعنی صفائی حاصل ہو جائے۔فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول یہی لوگ ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور داؤد ظاہری وغیرہ فرماتے ہیں کہ تثلیث واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ وخالفھم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی حضرات ہیں۔

(٧٢١) حَدَّثَنَا يُونُسُ ,أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ,أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ، ح

(٧٢٢) وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ ,عَنْ مَالِكٍ ,عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ ,عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ.

(٧٢٣) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(٧٢٤) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا الْوَهْبِيُّ، قَالَ :ثنا ابْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ :ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَائِذِ اللهِ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَه.

(٧٢٥) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ,قَالَ :ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ,عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ ,عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٧٢٦) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ :ثنا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ :حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا أَتَى أَحَدُنَا الْغَائِطَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ.

(٧٢٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ :حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ

قُرْطٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ، يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ، فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ يَسْتَنْظِفُ بِهَا، فَإِنَّهَا سَتَكْفِيهِ.

(۷۲۸) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، ح

(۷۲۹) وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَنْصُورٍ، ح

(۷۳۰) وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ.

(۷۳۱) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، ح

(۷۳۲) وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْكُوفِيُّ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: ثنا الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، يَعْنِي فِي الِاسْتِجْمَارِ.

(۷۳۳) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خُزَيْمَةَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الِاسْتِجْمَارِ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ: لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ.

(۷۳۴) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا جَنْدَلُ بْنُ وَالِقٍ، قَالَ: ثنا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: نُهِينَا

أَنْ نَكْتَفِيَ، بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ.
فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الِاسْتِجْمَارَ لَا يُجْزِءُ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ ،وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمه: حدیث (۷۲۲): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جوشخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اس کو چاہئے کہ طاق عدد استعمال کرے۔

حدیث (۷۲۶): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اس کو تین پتھروں کے استعمال کا حکم دیتے تھے۔

حدیث (۷۲۷): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے نکلے تو اس کو چاہئے کہ تین پتھر لے کر جائے اور ان کے ذریعہ صفائی کرے، اس لئے کہ یہ تین پتھر اس کو کافی ہو جائیں گے۔

حدیث (۷۳۲): حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تین پتھروں کے استعمال کا حکم دیتے تھے، یعنی استنجاء میں۔

حدیث (۷۳۳): حضرت خزیمہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین پتھروں سے استنجاء کے سلسلے میں فرمایا کہ ان میں لید نہ ہو۔

حدیث (۷۳۴): حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہم تین پتھروں سے کم پر اکتفاء کریں۔

تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ استنجاء تین پتھروں سے کم سے جائز نہیں ہے اور انہوں نے ان مذکورہ آثار سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: فریق اول (امام شافعیؒ اور احمد ابن حنبلؒ وغیرہ) کی دلیل میں امام طحاویؒ ان روایات کو لائے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے استنجاء میں تین ڈھیلوں کو استعمال کرنے کا حکم دیا، یا طاق عدد استعمال کرنے کا حکم دیا، ان روایات سے معلوم ہوا کہ استنجاء میں تثلیث واجب ہے۔ اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے چودہ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: مَا اسْتُجْمِرَ بِهِ مِنْهَا فَأَنْقَى بِهِ الْأَذَى، ثَلَاثَةً كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْهَا أَوْ أَقَلَّ، وِتْرًا كَانَتْ أَوْ غَيْرَ وِتْرٍ، كَانَ ذَلِكَ طُهْرَهُ. وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا بِالْوِتْرِ، يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ مِنْهُ لِلْوِتْرِ، لَا عَلَى أَنَّ مَا كَانَ غَيْرَ وِتْرٍ لَا يُطَهِّرُ. وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِهِ التَّوْقِيتَ الَّذِي لَا يُطَهِّرُ مَا هُوَ أَقَلُّ مِنْهُ.

ترجمہ: اور دوسرے لوگوں نے اس سلسلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جس تعداد سے بھی استنجاء کرلیا جائے اور اس کے ذریعہ گندگی صاف ہوجائے، خواہ تین ہو یا اس سے زیادہ یا کم ہو، طاق ہو یا جفت ہو، تو یہ اس کے لئے پاکی کا ذریعہ ہوجائے گا، اور ان کے لئے اس سلسلہ میں دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ کا اس مسئلہ میں طاق عدد کا حکم دینا اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ یہ حکم آپ کے طاق عدد کو مستحب قرار دینے پر محمول ہو نا کہ اس بات پر کہ طاق عدد کے علاوہ سے طہارت حاصل نہیں ہوگی، اور اس بات کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ آپ نے اس سے مراد عدد کی ایسی تعیین لی ہو کہ جس سے کم عدد سے طہارت حاصل نہ ہو۔

وضاحت: فریق ثانی (امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ وغیرہ) کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جو روایات تم نے استدلال میں پیش کی ہیں وہ سب کی سب محتمل ہیں، ان میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ وتر کا لفظ بطور استحباب ہو، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ بطور وجوب ہو یعنی اس سے کم عدد سے طہارت حاصل نہ ہو، لہٰذا آپ کا بغیر وجہ ترجیح کے جانب وجوب کو راجح قرار دینا درست نہیں، بلکہ کسی ایک جانب کو راجح قرار دینے کے لئے وجہ ترجیح تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ، هَلْ نَجِدُ فِيهِ مَا يَدُلُّ عَلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ:

(۷۳۵) فَإِذَا يُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثنا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حُصَيْنٍ الْحُبْرَانِيِّ، عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ ,عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ ,مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ ,وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ,مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ ,وَمَنْ تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ وَمَنْ لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ ,مَنْ فَعَلَ هَذَا فَقَدْ أَحْسَنَ ,وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ ,وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ ,فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا كَثِيبًا يَجْمَعُهُ فَلْيَسْتَتِرْ بِهِ ,فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَلَاعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ

(۷۳٦)حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ :ثنا حُصَيْنٌ الْجُبرانی، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو سَعْدٍ الْخَيْرُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَزَادَ: مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ,مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ

فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَ بِالْوِتْرِ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ اسْتِحْبَابًا مِنْهُ لِلْوِتْرِ ,لَا أَنَّ ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ الْفَرْضِ الَّذِي لَا يُجْزِءُ إِلَّا هُوَ.

ترجمه: چنانچہ ہم نے اس مسئلہ میں غور کیا کہ ہمیں کوئی ایسی روایت مل جائے جو ان میں سے کسی ایک احتمال پر دلالت کرتی ہو۔

حدیث (۷۳۵): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سرمہ لگائے اس کو چاہئے کہ طاق عدد میں لگائے، جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں ہے، اور جو شخص ڈھیلے سے استنجاء کرے اس کو چاہئے کہ طاق عدد میں کرے، جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا، اور جو شخص خلال کرے اس کو چاہئے کہ (جو کچھ دانتوں کے درمیان سے نکلے) اس کو پھینک دے، اور جس شخص نے زبان کے ذریعہ کچھ نکالا تو اس کو چاہئے کہ نگل لے، جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا اس پر کوئی حرج نہیں ہے، اور جو شخص قضائے حاجت کے لئے جائے اس کو چاہئے کہ پردہ کرے، اور اگر اس کو کوئی چیز نہ ملے سوائے مٹی کے ڈھیر کے جس کو وہ جمع کرے تو چاہئے کہ اسی کے ذریعہ

پردہ کرلے، اس وجہ سے کہ شیطان بنی آدم کی شرمگاہوں کے ساتھ کھلواڑ کرتا ہے۔

تو اس حدیث نے اس بات پر دلالت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ماقبل والی روایتوں میں وتر کا حکم اس لئے دیا تھا کہ آپؐ وتر کو مستحب سمجھتے تھے، نہ اس لئے کہ یہ بطور فرض تھا کہ جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرمارہے ہیں کہ ہم نے وجہ ترجیح کی تلاش میں روایات میں غور کیا تو ہم کو ایک روایت مل گئی جو ترجیح کے لئے کافی ہے، اس روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے استنجاء میں طاق عدد استعمال کئے اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تثلیث واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ بَيَّنَ ذَلِكَ أَيْضًا:

(٧٣٧)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ زُهَيْرٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ :كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْغَائِطَ فَقَالَ :ائْتِنِي بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَالْتَمَسْتُ فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا حَجَرَيْنِ وَرَوْثَةً ,فَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ، وَقَالَ :إِنَّهَا رِكْسٌ.

(٧٣٨)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا زُهَيْرُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، قَالَا قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ ,فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ لِلْغَائِطِ فِي مَكَانٍ لَيْسَ فِيهِ أَحْجَارٌ ,لِقَوْلِهِ لِعَبْدِ اللهِ: نَاوِلْنِي ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ .وَلَوْ كَانَ بِحَضْرَتِهِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ ,لَمَا احْتَاجَ إِلَى أَنْ يُنَاوِلَهُ مِنْ غَيْرِ ذَلِكَ الْمَكَانِ .فَلَمَّا أَتَاهُ عَبْدُ اللهِ بِحَجَرَيْنِ وَرَوْثَةٍ ,فَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ ,دَلَّ ذَلِكَ عَلَى اسْتِعْمَالِهِ الْحَجَرَيْنِ ,وَعَلَى أَنَّهُ قَدْ رَأَى أَنَّ الِاسْتِجْمَارَ بِهِمَا يُجْزِءُ

مِمَّا يُجْزِءُ مِنْهُ الِاسْتِجْمَارُ بِالثَّلَاثِ .لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ لَا يُجْزِءُ الِاسْتِجْمَارُ بِمَا دُونَ الثَّلَاثِ لَمَا اكْتَفَى بِالْحَجَرَيْنِ وَلَأَمَرَ عَبْدَ اللهِ أَنْ يَبْغِيَهُ ثَالِثًا .فَفِي تَرْكِهِ ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى اكْتِفَائِهِ بِالْحَجَرَيْنِ، فَهَذَا وَجْهُ هَذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ تَصْحِيحِ مَعَانِي الْآثَارِ.

ترجمہ: اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے واسطے سے نبی علیہ السلام سے ایسی بات مروی ہے جو اسی کو واضح کرتی ہے:

حدیث (۷۳۷): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ آپؐ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: مجھے تین پتھر لا کر دو، چنانچہ میں نے تلاش کیا مگر مجھے صرف دو پتھر اور ایک لید ملی، تو آپؐ نے لید کو پھینک دیا اور دونوں پتھروں کو لے لیا اور فرمایا کہ یہ نجس ہے۔

تو اس حدیث میں وہ بات ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی علیہ السلام قضائے حاجت کے لئے ایسی جگہ پر بیٹھے تھے جہاں پتھر نہیں تھے، اس لئے کہ آپؐ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا تھا کہ مجھ کو تین پتھر لا کر دو، اگر وہاں کوئی پتھر موجود ہوتا تو دوسری جگہ سے پتھر لانے کی ضرورت نہ ہوتی، پھر جب ابن مسعودؓ دو پتھر اور ایک لید لے کر آئے تو آپؐ نے لید کو پھینک دیا اور پتھروں کو لے لیا، تو یہ دلالت کرتا ہے آپؐ کے ذریعہ دو پتھروں کے استعمال کرنے پر، اور اس بات پر کہ آپؐ نے یہ سمجھا کہ دو پتھروں سے استنجاء کرنا کافی ہے ایسا ہی جیسا کہ تین پتھروں سے کافی ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اگر تین پتھروں سے کم سے استنجاء کافی نہ ہوتا تو آپؐ دو پتھروں پر اکتفاء نہ فرماتے اور حضرت ابن مسعودؓ کو یہ حکم دیتے کہ وہ آپؐ کے لئے تیسرا پتھر تلاش کریں، تو آپؐ کے ایسا نہ کرنے میں دلیل ہے دو پتھروں کے اکتفاء کرنے پر۔ یہ اس باب کی توجیہ ہے روایات کے معانی کی تطبیق کے طریق سے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق ثانی کی طرف سے دلیل میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت لائے ہیں جس میں ابن مسعودؓ نے نبی علیہ السلام کو استنجاء کے لئے دو پتھر اور ایک گوبر کا خشک ٹکڑا لا کر دیا تو آپؐ نے گوبر کو پھینک دیا اور دو پتھر لے کر ان سے استنجاء فرما لیا، لہذا آپ کا دو پتھروں پر اکتفاء کرنا اور تیسرے پتھر کو تلاش نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تثلیث اور ایتار واجب نہیں ہے۔

درمیان میں امام طحاویؒ نے "ففی ھذا الحدیث" سے "من غیر ذلك المکان" تک کی عبارت لاکر ایک وہم کا ازالہ کیا ہے، وہم یہ ہوسکتا ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ نبی ﷺ نے ایک پتھر اپنے آس پاس سے اٹھا کر تین کا عدد پورا کرلیا ہو۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ قضائے حاجت کے لئے جس جگہ بیٹھے تھے وہاں آس پاس پتھر اور ڈھیلے موجود نہیں تھے، اس لئے کہ اگر وہاں پتھر ہوتے تو آپ ابن مسعودؓ کو تلاش کرنے کا حکم نہ دیتے، نیز ابن مسعودؓ کو تلاش کرنے کے بعد دو ہی پتھروں کا ملنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس علاقے میں پتھر موجود نہیں تھے۔

وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّا رَأَيْنَا الْغَائِطَ وَالْبَوْلَ إِذَا غُسِلَا بِالْمَاءِ مَرَّةً، فَذَهَبَ بِذَلِكَ أَثَرُهُمَا حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ، أَنَّ مَكَانَهُمَا قَدْ طَهُرَ، وَلَوْ لَمْ يَذْهَبْ بِذَلِكَ لَوْنُهُمَا وَلَا رِيحُهُمَا، احْتِيجَ إِلَى غَسْلِهِ ثَانِيَةً، فَإِنْ غُسِلَ ثَانِيَةً فَذَهَبَ لَوْنُهُمَا وَرِيحُهُمَا، طَهُرَ بِذَلِكَ كَمَا يَطْهُرُ بِالْوَاحِدَةِ. وَلَوْ لَمْ يَذْهَبْ لَوْنُهُمَا وَلَا رِيحُهُمَا بِغَسْلِ مَرَّتَيْنِ، احْتِيجَ إِلَى أَنْ يُغْسَلَا بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى يَذْهَبَ لَوْنُهُمَا وَرِيحُهُمَا. فَكَانَ مَا يُرَادُ فِي غَسْلِهِمَا هُوَ ذَهَابُهُمَا بِمَا أَذْهَبَهُمَا مِنَ الْغَسْلِ، وَلَمْ يُرِدْ فِي ذَلِكَ مِقْدَاراً مِنَ الْغَسْلِ مَعْلُوماً لَا يُجْزِءُ مَا هُوَ أَقَلُّ مِنْهُ. فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ الِاسْتِجْمَارُ بِالْحِجَارَةِ، لَا يُرَادُ مِنَ الْحِجَارَةِ فِي ذَلِكَ مِقْدَارٌ مَعْلُومٌ لَا يُجْزِءُ الِاسْتِجْمَارُ بِأَقَلَّ مِنْهُ، وَلَكِنْ يُجْزِءُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَذْهَبَ بِالنَّجَاسَةِ، مِمَّا قَلَّ أَوْ كَثُرَ. وَهَذَا هُوَ النَّظَرُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اور رہی اس باب کی توجیہہ نظر کے طریق سے تو ہم نے دیکھا کہ پاخانہ پیشاب کو جب پانی سے ایک مرتبہ دھودیا جائے اور ان کا اثر ختم ہوجائے حتی کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو وہ مقام پاک ہو جاتا ہے، اور اگر اس دھونے کے ذریعہ ان کا رنگ اور بو ختم نہ ہو تو ان کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی،

چنانچہ اگر دوسری مرتبہ دھودیا گیا اوران کا رنگ اور بوختم ہوگئی تو اس سے وہ مقام پاک ہو جائے گا جیسا کہ ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے، اور اگر ان کا رنگ اور بو دو مرتبہ دھونے سے بھی ختم نہ ہوئی تو اس کے بعد بھی دھونے کی ضرورت ہوگی یہاں تک کہ ان کا رنگ اور بوختم ہو جائے، لہذا پاخانہ پیشاب کو دھونے میں مقصد ان دونوں کا زائل ہو جانا ہے جتنی مرتبہ دھونے سے بھی زائل ہو، اوراس میں دھونے کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے کہ جس سے کم کافی نہ ہو، تو اس پر قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ استنجاء بالاحجار بھی اسی طرح ہو کہ اس میں پتھروں کی کوئی ایسی مقدار متعین نہ ہو کہ جس سے کم سے استنجاء جائز نہ ہو، بلکہ جو مقدار بھی نجاست کو زائل کردے وہ کافی ہوگی خواہ کم ہو یا زیادہ۔ یہی نظر وقیاس کا تقاضا ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق ثانی کی طرف سے دلیل عقلی پیش کررہے ہیں، اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے استنجاء بالماء کو دیکھا کہ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ انقاء یعنی ازالہ نجاست ضروری ہے کوئی عدد متعین نہیں، چنانچہ اگر ایک مرتبہ دھونے سے ہی ازالہ نجاست ہو جائے تو ایک مرتبہ دھونا ہی کافی ہوگا، اور اگر ایک مرتبہ دھونے سے نجاست پوری طرح زائل نہ ہو تو دوسری اور تیسری مرتبہ دھونا واجب ہوگا، اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح استنجاء بالماء میں عدد متعین نہیں ہے اسی طرح استنجاء بالاحجار میں بھی عدد متعین نہیں ہونا چاہئے، بلکہ جتنی تعداد سے انقاء حاصل ہو جائے اتنی تعداد کا استعمال ضروری ہوگا۔

☆☆☆

بَابُ الِاسْتِجْمَارِ بِالْعِظَامِ

اس باب کے زیر بحث یہ مسئلہ ہے کہ ہڈی اور گوبر وغیرہ سے استنجاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دو مذہب ہیں۔

(۱) امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ، اسحاق ابن راہویہؒ، داؤد ظاہریؒ اور ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کسی شخص نے ان سے استنجا کیا تو اس کو استنجا نہ کرنے والا شمار کیا جائے گا۔ اگرچہ صفائی حاصل ہوگئی ہو۔ مذہب قوم کے مصداق اور فریق اول یہی لوگ ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا

مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی نے ان سے استنجا کرلیا اور صفائی حاصل ہوگئی تو اس سے استنجے کا فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی یہی لوگ ہیں۔

(۷۳۹) حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ ,قَالَ:أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ , عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ,عَنْ أَبِي عُثْمَانَ بْنِ سُنَّةَ الْخُزَاعِيِّ ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ أَحَدٌ بِعَظْمٍ أَوْ بِرَوْثَةٍ.

(۷۴۰) حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ:ثنا جَنْدَلُ بْنُ وَالِقٍ، قَالَ:ثنا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ :نُهِينَا أَنْ نَسْتَنْجِيَ، بِعَظْمٍ أَوْ رَجِيعٍ.

(۷۴۱) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ:أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ أَحَدٌ بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ جِلْدٍ.

(۷۴۲) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، ح

(۷۴۳) وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا صَفْوَانُ، قَالَ:ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، ح

(۷۴۴) وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا عَفَّانُ، قَالَ:ثنا وُهَيْبٌ، قَالَ :ثنا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِرَوْثٍ أَوْ رِمَّةٍ ,وَالرِّمَّةُ :الْعَظْمُ.

(۷۴۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ هِشَامِ الرُّعَيْنِيُّ، قَالَ:ثنا أَصْبَغُ بْنُ

الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ شُيَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ رُوَيْفِعَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ :يَا رُوَيْفِعَ بْنَ ثَابِتٍ ،لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ ,فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيءٌ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يُسْتَنْجَى بِالْعِظَامِ ,وَجَعَلُوا الْمُسْتَنْجِيَ بِهَا فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يَسْتَنْجِ وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ.

ترجمہ: حدیث (۷۳۹): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ہڈی یا گوبر سے پاکی حاصل کرے۔

حدیث (۷۴۰): حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ ہم ہڈی یا لید سے استنجاء کریں۔

حدیث (۷۴۱): رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ہڈی یا لید یا کھال کے ٹکڑے سے پاکی حاصل کرے۔

حدیث (۷۴۴): حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا جائے۔

حدیث (۷۴۵): رویفع بن ثابت انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے رویفع بن ثابت! شاید تمہاری عمر لمبی ہو، تو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جس نے جانور کی لید یا ہڈی سے استنجاء کیا محمد اُس سے بری ہیں۔

قال أبو جعفر :تو کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ہڈی سے استنجاء نہیں کیا جائے گا اور انہوں نے ہڈی سے استنجاء کرنے والے کو استنجاء نہ کرنے والے کے حکم میں قرار دیا ہے، اور انہوں نے اس سلسلہ میں ان مذکورہ آثار سے استدلال کیا ہے۔

وضاحت: فریق اول (امام شافعیؒ، امام احمد ابن حنبلؒ وغیرہ) کی دلیل شروع باب کی یہ روایات

ہیں جن میں نبی علیہ السلام نے ہڈی یا گوبر کے ذریعہ طہارت حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے، اس مضمون کی روایات کو امام طحاویؒ نے سات سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: لَمْ يَنْهَ عَنِ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْعَظْمِ لِأَنَّ الِاسْتِنْجَاءَ بِهِ لَيْسَ كَالِاسْتِنْجَاءِ بِالْحَجَرِ وَغَيْرِهِ، وَلَكِنَّهُ نَهَى عَنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ جُعِلَ زَادًا لِلْجِنِّ فَأَمَرَ بَنُو آدَمَ أَنْ لَا يُقَذِّرُوهُ عَلَيْهِمْ. وَقَدْ بَيَّنَ ذَلِكَ:

(٧٤٦) مَا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ: ثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ فَإِنَّهَا أَزْوِدَةُ إِخْوَانِكُمُ الْجِنِّ.

(٧٤٧) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلَتِ الْجِنُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ لَقِيَهُمْ فِي بَعْضِ شِعَابِ مَكَّةَ، الزَّادَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ عَظْمٍ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ، قَدْ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، أَوْفَرُ مَا يَكُونُ لَحْمًا، وَالْبَعْرُ يَكُونُ عَلَفًا لِدَوَابِّكُمْ، فَقَالَ: إِنَّ بَنِي آدَمَ يُنَجِّسُونَهُ عَلَيْنَا، فَعِنْدَ ذَلِكَ قَالَ: لَا تَسْتَنْجُوا بِرَوْثِ دَابَّةٍ وَلَا بِعَظْمٍ، إِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ.

(٧٤٨) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْرَقِيُّ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اتَّبَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ فِي حَاجَةٍ لَهُ وَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَاسْتَأْنَسْتُ وَتَنَحْنَحْتُ. فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقُلْتُ: أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَطِيبُ بِهِنَّ وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثٍ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي مَلَاةٍ فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ، ثُمَّ

أَعْرَضْتُ عَنْهُ. فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ اتَّبَعْتُهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْأَحْجَارِ وَالْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ ,فَقَالَ :إِنَّهُ جَاءَ نِي وَفْدُ نَصِيبِينَ مِنَ الْجِنِّ وَنِعْمَ الْجِنُّ هُمْ فَسَأَلُونِي الزَّادَ ,فَدَعَوْتُ اللهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهِ طَعَامًا.

(٧٤٩)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

فَثَبَتَ بِهَذِهِ الْآثَارِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَهَى عَنِ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْعِظَامِ لِمَكَانِ الْجِنِّ لَا لِأَنَّهَا لَا تَطْهُرُ كَمَا يُطَهِّرُ الْحَجَرُ. وَجَمِيعُ مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ مِنَ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْعِظَامِ أَنَّهُ يُطَهِّرُ ,قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى.

ترجمہ: اوردوسرے لوگوں نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت کی اور کہا کہ ہڈی سے استنجاء کرنے سے اس وجہ سے منع نہیں کیا گیا کہ اس سے استنجاء کرنا پتھر وغیرہ سے استنجاء کرنے کے مانند نہیں ہے، بلکہ آپؐ نے اس وجہ سے اس سے منع فرمایا کہ آپؐ نے ہڈیوں کو جنات کا توشہ قرار دیا تھا، لہذا انسانوں کو حکم دیا کہ ہڈیوں کو گندہ نہ کریں۔اور یہ بات ان مندرجہ ذیل احادیث میں بیان کی گئی ہے:

حدیث(۷۴۶): حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہڈی اور گوبر سے استنجاء مت کرو کیونکہ یہ تمہارے جنات بھائیوں کی غذاء ہے۔

حدیث(۷۴۷): حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جنات نے رسول اللہ ﷺ سے، اس آخری رات میں جس میں آپؐ نے مکہ کی ایک گھاٹی میں ان سے ملاقات کی، توشہ کا سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ ہڈی جو تمہارے ہاتھ لگے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ گوشت سے بھر جائے گی، اور (انسانوں کے) جانوروں کی مینگنیاں تمہارے جانوروں کے لئے چارہ بن جائیں گی، جنات نے عرض کیا: انسان ان کو ہمارے لئے ناپاک کردیتے ہیں، تو اس پر آپؐ نے فرمایا: جانوروں کے گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کی غذاء ہے۔

حدیث(۷۴۸): حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گیا، آپؐ اپنی کسی

ضرورت سے نکلے تھے اور اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہو رہے تھے تو میں آپؐ کے قریب پہنچا اور کھنکھار کر اپنی موجودگی کا احساس کرایا، تو آپؐ نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ابوہریرہ، تو آپؐ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! میرے لئے چند پتھر تلاش کرو جن کے ذریعہ میں پاکی حاصل کروں اور ہڈی یا گوبر مت لانا، ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں بہت سے پتھر لے کر آیا جن کو میں اپنی لنگی میں اٹھائے ہوئے تھا، اور میں نے ان پتھروں کو آپؐ کے پاس رکھ دیا اور وہاں سے ہٹ گیا، جب آپؐ اپنی حاجت پوری فرما چکے تو میں آپؐ کے پیچھے ہولیا اور آپؐ سے ہڈی اور گوبر کے متعلق پوچھا (کہ ان کو لانے کی ممانعت کیوں فرمائی تھی؟)، تو آپؐ نے فرمایا: میرے پاس مقام نصیب سے جنات کا وفد آیا تھا جو بہت اچھے جن تھے، اور انہوں نے مجھ سے خوراک کا سوال کیا، تو میں نے اللہ سے ان کے لئے دعاء کی کہ وہ جس ہڈی اور گوبر کے پاس سے گزریں اس پر اپنی غذاء پائیں۔

تو ان روایات سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے استنجاء بالعظام سے جنات کی وجہ سے منع فرمایا تھا، نا کہ اس وجہ سے کہ وہ پتھر کی طرح پاکی کا ذریعہ نہیں ہیں، اور یہ جو مذہب ہم نے اختیار کیا، کہ استنجاء بالعظام سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے، یہ امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

وضاحت: فریق ثانی (امام ابوحنیفہؒ وغیرہ) کی طرف سے فریق اول کی دلیل کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے استنجاء بالعظام سے جو منع فرمایا تھا اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہڈی سے استنجاء کرنے سے طہارت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہڈیاں جنات کی خوراک ہیں اس لئے نبیؐ نے ہڈیوں سے استنجاء کر کے ان کو آلودہ کرنے سے منع فرمایا۔

بَابُ الْجُنُبِ يُرِيدُ النَّوْمَ أَوِ الْأَكْلَ أَوِ الشُّرْبَ أَوِ الْجِمَاعَ

اس باب کے تحت امام طحاویؒ نے تین مسئلے ذکر کیے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جنبی شخص حالت جنابت میں وضو کر کے سو سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تین مذاہب ہیں۔

(۱) امام ابو یوسفؒ، سعید ابن مسیبؒ اور سفیان ثوری وغیرہ فرماتے ہیں کہ جنبی شخص وضو کر کے نہیں سوئے گا کیوں کہ اس وضو سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ فذہب قوم کے مصداق اور فریق اول یہی لوگ ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہ، امام محمدؒ، امام اوزاعیؒ اور جمہور فقہاء فرماتے ہیں کہ جنبی کے لئے وضو کر کے سونا مستحب ہے۔

(۳) اصحاب ظواہر اور ابن حبیب مالکیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جنبی کے لئے وضو کر کے سونا واجب ہے۔ یہی دونوں مذاہب وخالفہم فی ذلک آخرون کے مصداق اور فریق ثانی ہیں۔

(۷۵۰) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ح
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَمَسُّ الْمَاءَ.

(۷۵۱) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْمَسْجِدِ صَلَّى مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ مَالَ إِلَى فِرَاشِهِ وَإِلَى أَهْلِهِ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَضَاهَا، ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ، وَلَا يَمَسُّ الْمَاءَ.

(۷۵۲) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَيْفٍ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْنِبُ ثُمَّ

يَنَامُ ,وَلَا يَمَسُّ مَاءً ,حَتَّى يَقُومَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَغْتَسِلَ.

(٧٥٣)حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ :ثنا الْحَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ :ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٧٥٤)حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ :أنا هُشَيْمٌ، قَالَ :أنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، .فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

(٧٥٥)حَدَّثَنَا صَالِحٌ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا ,وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو يُوسُفَ ,فَقَالُوا :لَا نَرَى بَأْسًا أَنْ يَنَامَ الْجُنُبُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَوَضَّأَ، لِأَنَّ التَّوَضُّؤَ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ حَالِ الْجَنَابَةِ إِلَى حَالِ الطَّهَارَةِ.

ترجمہ: حدیث(۷۵۰): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام حالت جنابت میں سو جاتے تھے، درانحالیکہ آپؐ نے پانی کو ہاتھ تک نہ لگایا ہوتا۔

حدیث(۷۵۱): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام جب مسجد سے لوٹتے تو حسب مشیت خداوندی نماز اداء فرماتے، پھر اپنے بستر اور ازواج کی طرف متوجہ ہوتے اور اگر آپ کو کوئی حاجت ہوتی تو اس کو پورا فرماتے، پھر اسی حالت میں سو جاتے تھے درانحالیکہ آپؐ نے پانی کو چھوا بھی نہ ہوتا۔

حدیث(۷۵۲): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام جنبی ہو جاتے، پھر آپؐ سو جاتے تھے درانحالیکہ آپؐ نے پانی کو ہاتھ بھی نہ لگایا ہوتا، پھر اس کے بعد بیدار ہو کر غسل کرتے تھے۔

تو کچھ لوگ اسی طرف گئے ہیں، اور اس طرف جانے والوں میں امام ابو یوسفؒ بھی ہیں، یہ لوگ فرماتے ہیں کہ ہم اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ جنبی بغیر وضو کیے سو جائے، اس لئے کہ وضو اس کو حالت جنابت سے حالت طہارت کی طرف منتقل نہیں کرے گا۔

وضاحت: امام طحاویؒ فریق اول کی دلیل میں حضرت عائشہؓ کی روایت لائے ہیں جس کا مدار ابو اسحٰق سبیعیؒ پر ہے، اس روایت میں یہ ہے کہ آپؐ حالت جنابت میں پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جایا کرتے تھے، یہ اس

بات کی دلیل ہے کہ حالت جنابت میں سونے سے پہلے وضو کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے، اگر اس میں کوئی فائدہ ہوتا تو آپ وضو کو ترک نہ فرماتے۔ اس روایت کو امام طحاویؒ نے چھ سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَقَالُوا:يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ ,وَقَالُوا:هَذَا الْحَدِيثُ غَلَطٌ لِأَنَّهُ حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ ,اخْتَصَرَهُ أَبُو إِسْحَاقَ بِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ فَأَخْطَأَ فِي اخْتِصَارِهِ إِيَّاهُ. وَذَلِكَ أَنَّ

(٧٥٦)فَهَذَا حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا أَبُو غَسَّانَ قَالَ :ثنا زُهَيْرٌ ,قَالَ :ثنا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ :أَتَيْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ ,وَكَانَ لِي أَخًا وَصَدِيقًا ,فَقُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو, حَدِّثْنِي مَا حَدَّثَتْكَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فَقَالَ :قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ ,ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَضَى حَاجَتَهُ ,ثُمَّ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ مَاءً ,فَإِذَا كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ وَثَبَ ,وَمَا قَالَتْ :قَامَ ,فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ,وَمَا قَالَتْ :اغْتَسَلَ ,وَأَنَا أَعْلَمُ مَا تُرِيدُ ,وَإِنْ نَامَ جُنُبًا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الرَّجُلِ لِلصَّلَاةِ.

فَهَذَا الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ قَدْ أَبَانَ فِي حَدِيثِهِ لَمَا ذَكَرْنَاهُ بِطُولِهِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ .وَأَمَّا قَوْلُهَا: فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَضَاهَا ثُمَّ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ مَاءً, فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي يَغْتَسِلُ بِهِ لَا عَلَى الْوُضُوءِ.

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جنبی کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ سونے سے پہلے نماز والا وضو کرلے، اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے اس لئے کہ یہ مختصر حدیث ہے جس کا اختصار ابواسحق نے ایک طویل حدیث سے کیا ہے اور ان سے اختصار کرنے میں خطاء واقع ہوگئی ہے، اور یہ حدیث اس طرح ہے:

حدیث (۷۵۶): ابواسحق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزیدؒ کے پاس آیا اور وہ میرے بھائی اور دوست

تھے، میں نے ان سے کہا: ابوعمرو! مجھ سے وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق بیان کی ہے، تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے تھے اور آخری حصہ میں بیدار ہو جاتے تھے، پھر آپ کو کوئی حاجت ہوتی تو اس کو پورا فرماتے اور پانی کو چھونے سے پہلے ہی سو جاتے پھر جب پہلی اذان کا وقت ہوتا تو آپ فوراً اٹھ جاتے، (حضرت عائشہؓ نے قَامَ کی جگہ وَثَبَ کا لفظ استعمال فرمایا) اور اپنے اوپر پانی بہاتے ،اور حضرت عائشہؓ نے اغتسل کا لفظ استعمال نہیں کیا، اور مجھے معلوم ہے کہ وہ (لفظ أفاض سے) کیا مراد لے رہی تھیں، اور اگر آپ کو حالت جنابت میں سونا ہوتا تو نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے۔

تو یہ اسود بن یزید ہیں انہوں نے اپنی اس روایت میں جس کو ہم نے تفصیل سے بیان کیا یہ بات واضح کر دی کہ جب آپؐ حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کے وضو کے مثل وضو کرتے تھے، اور رہا حضرت عائشہؓ کا قول " فان كانت له حاجة قضاها ثم ينام قبل أن يمس ماء " تو یہ اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ یہ اس پانی پر محمول ہو جس سے غسل کیا جاتا ہے نا کہ وضو (کے پانی) پر۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق اول کی دلیل کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ روایت کا مدار ابو اسحٰق سبیعیؒ پر ہے، اور درحقیقت یہ ایک طویل روایت ہے جس کو ابو اسحٰق نے مختصر کر کے بیان کیا ہے اور اس اختصار میں ان سے خطاء واقع ہو گئی، اصل روایت کے آخر میں "وان كان جنبا توضأ وضوء الرجل للصلاة " کے الفاظ موجود ہیں جو واضح طور پر ہمارے مذہب کی دلیل ہیں، اور ابو اسحٰق سے خطاء اس طور پر ہوئی کہ انہوں نے "وان نام جنبا" کو "قبل أن يمس الماء" کے ساتھ جوڑ دیا، اور مختصر حدیث میں "انه كان ينام وهو جنب ولا يمس الماء" کے الفاظ ذکر کر دیئے، حالانکہ "ثم ينام قبل أن يمس ماء" سے حضرت عائشہؓ کی مراد یہ بیان کرنا تھا کہ آپؐ حالت جنابت میں بغیر غسل کے سو جایا کرتے تھے البتہ وضو فرمایا کرتے تھے جیسا کہ روایت کے آخری الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے، لہٰذا آپ کا اس مختصر حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

وَقَدْ رَوَى ذَٰلِكَ غَيْرُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(۷۵۷) مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ ,قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ,قَالَ: ثنا شُعْبَةُ ,عَنِ الْحَكَمِ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ ,عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ يَتَوَضَّأُ.

ترجمہ: اور یہ بات اسود کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے ابواسحٰق کے علاوہ نے بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے تھے۔

حدیث (۷۵۷): ابراہیم نخعیؒ اسودؒ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں سونے یا کھانے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرتے تھے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے فریق اول کی دلیل کا جو جواب دیا تھا اس کی تائید میں یہ روایت لائے ہیں، فرماتے ہیں کہ ابواسحٰق کے علاوہ اسود بن یزید کے دوسرے شاگرد ابراہیم نخعیؒ نے بھی اسود بن یزیدؒ سے مذکورہ طویل حدیث کے موافق نقل کیا ہے، کہ حضرت عائشہؓ نے نبی ﷺ کے متعلق فرمایا کہ جب آپؐ حالت جنابت میں سونے یا کھانے کا ارادہ فرماتے تو وضو کیا کرتے تھے، تو اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ ابواسحٰق کی پہلی روایت میں ان سے خطاء ہوئی ہے۔

ثُمَّ رَوَى عَنِ الْأَسْوَدِ مِنْ رَأْيِهِ مِثْلَ ذَلِكَ:

(۷۵۸) حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ ,قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ ,قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ ,عَنْ مُغِيرَةَ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ الْأَسْوَدُ: إِذَا أُجْنِبَ الرَّجُلُ فَأَرَادَ أَنْ يَنَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ.

فَاسْتَحَالَ عِنْدَنَا أَنْ تَكُونَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَدْ حَدَّثَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,بِأَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً ثُمَّ يَأْمُرُهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ بِالْوُضُوءِ ,وَلَكِنَّ الْحَدِيثَ فِي ذَلِكَ مَا رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ.

ترجمہ: پھر ابراہیم نخعیؒ نے اسودؒ کی مذکورہ روایت کے مثل ان کی رائے بھی نقل کی ہے:

حدیث (۷۵۸): ابراہیم سے روایت ہے کہ اسود نے فرمایا: جب آدمی جنبی ہو جائے پھر سونے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ وضو کرلے۔

تو ہمارے نزدیک یہ بات محال ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اسود کو رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ خبر دی ہو کہ آپؐ پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جایا کرتے تھے، پھر اس کے باوجود اسود وضو کا حکم دیتے، بلکہ اس سلسلہ میں صحیح حدیث وہی ہے جو ان سے ابراہیم نخعیؒ نے روایت کی۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے اسود بن یزیدؒ کا فتویٰ ذکر کیا ہے، ان کا فتوی یہ ہے کہ جنبی جب سونے کا ارادہ کرے تو وہ وضو کرے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسود بن یزیدؒ سے جو روایت ابواسحٰقؒ نے نقل کی ہے اس میں ابواسحٰقؒ سے خطاء ہوئی ہے، ورنہ تو یہ بات محال ہے کہ اسود بن یزیدؒ حضرت عائشہؓ سے نبی ﷺ کا عمل عدم وضو کا نقل کریں پھر خود ہی اس کے خلاف وضو کا حکم دیں۔

وَقَدْ رَوَى غَيْرُ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ أَيْضًا:

(۷۵۹) حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَاللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(۷۶۰) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(۷۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۷۶۲) حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: اخبرني الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَهُ.

(٧٦٣)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ:ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ:أنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ,وَزَادَ وَيَغْسِلُ فَرْجَهُ.

(٧٦٤)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ:ثنا أَسَدٌ، قَالَ:ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، قَالَ:ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ أَبَا عَمْرٍو، مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

فَهَذَا غَيْرُ الْأَسْوَدِ ,قَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوَافِقُ مَا رَوَى إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: اوراسود کے علاوہ نے بھی حضرت عائشہؓ سے اس کے موافق روایات نقل کی ہیں:

حدیث(۷۵۹): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے تھے۔

فهذا غير الأسود الخ: تو یہ اسود کے علاوہ دیگر حضرات ہیں، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق اس روایت کے موافق احادیث نقل کی ہیں جس کو ابراہیم نے عن الاسود عن عائشة عن رسول اللہ ﷺ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

وضاحت: امام طحاویؒ نے چوتھی دلیل میں اسود بن یزید کے علاوہ حضرت عائشہؓ کے دیگر تین شاگرد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عروہ بن زبیر، اور ابوعمرو کی روایات ذکر کی ہیں، اوران روایات کے ذیل میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی اس روایت کو بھی لائے ہیں جو انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے، البتہ اس روایت میں وضو کے ساتھ ساتھ شرمگاہ کے دھونے کا بھی ذکر ہے، بہر حال ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابواسحٰقؒ کی روایت میں خطاء ہوئی ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِنْ قَوْلِهَا ،مِثْلُ ذٰلِكَ :

(٧٦٥)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ :إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ فَلَا يَنَامُ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(٧٦٦)حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ :ثنا يحيى ابن سَعِيدٍالقطَّان، قَالَ :أنا هِشَامٌ، قَالَ :أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ، وَزَادَ :فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ نَفْسَهُ تُصَابُ فِي نَوْمِهِ.

فَمُحَالٌ أَنْ يَكُونَ عِنْدَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ هَذَا ،ثُمَّ تُفْتِي بِهَذَا . فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا فَسَادُ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ،عَنِ الْأَسْوَدِ ،بِمَّا ذَكَرْنَا ،وَثَبَتَ مَا رَوَى إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ .

ترجمه: نیز حضرت عائشہؓ سے مذکورہ روایت کے مثل ان کا قول بھی مروی ہے:

حدیث (۷۶۵): حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں: جب تم میں سے کوئی عورت کے ساتھ مبتلا ہو جائے پھر سونے کا ارادہ کرے تو وہ اس وقت تک نہ سوئے جب تک نماز کے وضو کی طرح وضو نہ کرلے۔

حدیث (۷۶۶): حضرت عائشہؓ سے مذکورہ روایت کے مثل مروی ہے، اور اس میں یہ اضافہ ہے: اس لئے کہ وہ نہیں جانتا شاید نیند کی حالت میں اس کی موت واقع ہو جائے۔

یہ بات محال ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اس کے خلاف حکم موجود ہو پھر بھی وہ یہ فتویٰ دیں، لہٰذا ہماری بیان کردہ تفصیل سے ان روایات کا فساد ثابت ہو گیا جو ابو اسحٰق کے واسطے سے اسود سے مروی ہیں، اور وہ روایت ثابت ہو گئی جس کو ابراہیم نخعیؒ نے اسودؒ سے روایت کیا ہے۔

وضاحت: پانچویں دلیل میں امام طحاویؒ نے حضرت عائشہؓ کا فتویٰ ذکر کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جو شخص حالت جنابت میں سونے کا ارادہ کرے اس کو وضو کر لینا چاہئے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسحٰق کی شروع باب والی روایت میں خطاء ہوئی ہے، کیونکہ یہ بات محال ہے کہ حضرت عائشہؓ نبی ﷺ سے عدم

وضو کی روایت نقل کریں پھر خود اس کے خلاف فتویٰ دیں، بہر حال ان تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ ابواسحق کی شروع باب والی روایت میں ان سے خطاء ہوئی ہے لہذا وہ روایت نا قابل استدلال ہوگی، اور صحیح روایت وہ ہے جو اسود سے ابراہیم نخعی نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ حالت جنابت میں جب سونے یا کھانے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرلیا کرتے تھے، لہذا اسی روایت پر عمل کیا جائے گا۔

وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مَا أَرَادَهُ أَبُو إِسْحَاقَ فِي قَوْلِهِ وَلَا يَمَسُّ مَاءً يَعْنِي الْغُسْلَ ,فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ هَذَا شَيْئًا :

(٧٦٧) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ,عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَامِعُ ,ثُمَّ يَعُودُ وَلَا يَتَوَضَّأُ ,وَيَنَامُ وَلَا يَغْتَسِلُ.

فَكَانَ مَا ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ إِذَا جَامَعَ قَبْلَ نَوْمِهِ هُوَ الْغُسْلُ ,فَذَلِكَ لَا يَنْفِي الْوُضُوءَ.

ترجمہ: اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابواسحق نے اپنے قول "ولا یمس ماء" میں جو مراد لیا وہ غسل ہو، اور امام ابوحنیفہؒ سے اس بارے میں کچھ مروی ہے:

حدیث (۷۶۷): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحبت کرتے تھے، پھر بغیر وضو کیے ہوئے لوٹ کر آتے تھے (دوبارہ جماع کرتے تھے) اور بغیر غسل کیے ہوئے سو جاتے تھے۔

تو ابواسحق نے جو بیان کیا تھا کہ آپؐ جب سونے سے پہلے جماع کرلیتے تھے تو جو کام آپ نہیں کرتے تھے وہ غسل تھا، لہذا اس سے وضوء کی نفی نہیں ہوتی۔

وضاحت: ماقبل میں بیان کردہ تفصیل سے یہ بات پورے طور پر ثابت ہوگئی کہ ابواسحق سے اختصار میں خطاء واقع ہوئی ہے، اور رہا یہ سوال کہ مذکورہ روایت میں لا یمس ماء کے جو الفاظ ہیں ان سے کیا مراد ہے؟ تو اس کے بارے میں امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ ماء سے مراد ماء

غسل ہو، اوراس کی تائید حضرت امام ابوحنیفہؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو ان دونوں حضرات نے ابواسحق سے نقل کی ہے، اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ ایک جماع کے بعد بغیر وضو کیے دوبارہ جماع فرما لیتے تھے پھر بغیر غسل کیے سو جاتے تھے، اس روایت میں آپؐ کے جماع کے بعد سونے سے پہلے غسل کرنے کی نفی کی گئی ہے وضو کا کوئی ذکر نہیں ہے، لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ لا یمس ماء سے مراد بھی غسل نہ کرنا ہے، اور اس سے وضو نہ کرنا ثابت نہیں ہوتا۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ ذَٰلِكَ:

(٧٦٨) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ الْفَرَائِضِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَيَتَوَضَّأُ.

(٧٦٩) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَزَادَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(٧٧٠) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ، قَالَ: ثنا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(٧٧١) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَزَادَ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ.

(٧٧٢) حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثنا أَبُو حُذَيْفَةَ، ح.

(٧٧٣) وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، ح.

(٧٧٤) وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا الْفِرْيَابِيُّ، ثُمَّ أَجْمَعُوا جَمِيعًا فَقَالُوا: عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۷۷۵)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

وَرُوِيَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا ,مِثْلُ ذَلِكَ :

(۷۷٦)حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا مُؤَمَّلٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ :رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْجُنُبِ ,إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَأْكُلَ ,أَنْ يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(۷۷۷)حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ :أنا ابْنُ لَهِيعَةَ، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَنَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، نَحْوَ ذَلِكَ ,عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ :قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُصِيبُ أَهْلِي وَأُرِيدُ النَّوْمَ ,قَالَ:تَوَضَّأْ وَارْقُدْ.

فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ ,بِمَا ذَكَرْنَا.

ترجمه: اور حضرت ابن عمرؓ کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے اسی کے مثل مروی ہے:

حدیث (۷٦۸): حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جبکہ وہ وضو کر لے۔

اور حضرت عمار بن یاسرؓ اور ابو سعید خدریؓ کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے اسی کے مثل مروی ہے:

حدیث (۷۷٦): حضرت عمارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنبی کو رخصت دی تھی جب وہ سونے یا کھانے پینے کا ارادہ کرے کہ وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے۔

حدیث (۷۷۷): حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی بیوی کے ساتھ مبتلا ہو جاتا ہوں پھر میں سونا چاہتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وضو کر کے سو جایا کرو۔

تو رسول اللہ ﷺ سے جنبی کے بارے میں، جب وہ سونے کا ارادہ کرے، تواتر کے ساتھ وہ آثار مروی ہیں جن کو ہم نے ذکر کیا۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ فریق ثانی (امام ابوحنیفہؒ وغیرہ) کے دلائل بیان کرر ہے ہیں،

پہلی دلیل: حضرت ابن عمرؓ، عمار بن یاسرؓ اور ابوسعید خدریؓ کی روایات ہیں، ان روایات میں آپؐ نے حالت جنابت میں سونے سے پہلے وضو کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ حالت جنابت میں سونے سے پہلے وضو کرنا چاہئے اور اس وضو کا کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہے اسی لئے آپؐ نے اس کا حکم دیا۔

وَقَدْ قَالَ :بِـذَلِكَ نَـفَرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْ بَعْدِهِ ,مِنْهُمْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَدْ ذَكَرْنَا ذَلِكَ عَنْهَا مِنْ رَأْيِهَا فِيمَا تَقَدَّمَ . وَقَدْ رُوِيَ ذَلِكَ أَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ :

(۷۷۸)حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ :إِذَا تَوَضَّأَ الْجُنُبُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ ,فَقَدْ بَاتَ طَاهِرًا.

فَهَذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يُخْبِرُ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ ,ثُمَّ نَامَ كَانَ كَمَنْ قَدِ اغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ ,فِي الثَّوَابِ الَّذِي يُكْتَبُ لِمَنْ بَاتَ طَاهِرًا.

ترجمہ: اور اسی کی قائل نبی ﷺ کے بعد صحابہ کی ایک جماعت تھی جن میں حضرت عائشہؓ بھی ہیں، ان کی رائے ہم ماقبل میں انہیں کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں، اور یہی بات حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی مروی ہے:

حدیث (۷۷۸): حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا: اگر جنبی نے سونے سے پہلے وضو کرلیا تو اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری۔

تو یہ زید بن ثابتؓ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ جب جنبی نے سونے سے پہلے وضو کرلیا پھر وہ سو گیا، تو وہ اس شخص کے درجہ میں ہو گیا جس نے سونے سے پہلے غسل کرلیا ہو، اس ثواب میں جو حالت

طہارت میں رات گزارنے والے کے لئے لکھا جاتا ہے۔

وضاحت: دوسری دلیل: یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے بھی وضو کرنے کا فتویٰ دیا ہے، ان صحابہ میں سے حضرت عائشہؓ اور زید بن ثابتؓ بھی ہیں، حضرت عائشہؓ کا فتویٰ ماقبل میں گزر چکا اور حضرت زید بن ثابتؓ کا فتویٰ یہاں مذکور ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جنبی اگر وضو کر کے سوئے تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے حالت طہارت میں یعنی غسل کر کے سویا ہو، لہذا ان تمام روایات اور زید بن ثابتؓ کے فتوے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنبی کے لئے سونے سے پہلے وضو کرنے میں ایک بڑا فائدہ ہے۔

دوسرا مسئلہ

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جنبی کے لئے کھانے پینے سے پہلے وضوء کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس میں تین مذاہب ہیں:

(۱) ابن حبیب مالکی اور داؤد ظاہری وغیرہ کے نزدیک وضوء کرنا واجب ہے، یہی لوگ فریق اول ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک وضوء کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

(۳) امام مالکؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد اور ابن شہاب زہریؒ وغیرہ کے نزدیک وضوء نہ واجب ہے اور نہ مستحب۔ یہ دونوں مذاہب فریق ثانی ہیں۔

وَقَدْ ذَكَرْنَا حَدِيثَ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ,عَنِ الْأَسْوَدِ ,عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ , وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَا يُوَافِقُ ذَلِكَ .فَذَهَبَ إِلَى هَذَا قَوْمٌ ,فَقَالُوا :لَا يَنْبَغِي لِلْجُنُبِ أَنْ يَطْعَمَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ.

ترجمہ: اور ہم عن ابراھیم عن الأسود عن عائشۃ کی سند سے حکم کی روایت ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام جب حالت جنابت میں کچھ کھانے کا ارادہ کرتے تو آپؐ وضو فرماتے تھے، اور ابو سعید خدریؓ سے بھی اس کے موافق نقل کر چکے ہیں، تو کچھ لوگ انہیں آثار کی طرف چلے گئے اور انہوں نے کہا کہ جنبی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کچھ کھائے، جب تک وہ وضو نہ کر لے۔

وضاحت: فریق اول یعنی وجوب وضو کے قائلین کی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ جب حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے وضو کیا کرتے تھے، اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت جو ماقبل میں گزری وہ بھی اسی کے موافق ہے، لیکن یہ ناسخین کی طرف سے تسامح ہے اس لئے کہ ماقبل میں حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایت (نمبر ۷۷۶) میں کھانے پینے کا ذکر ہے نا کہ ابوسعید خدریؓ کی روایت میں، بہر حال فریق اول ان دونوں روایتوں سے استدلال کرتے ہوئے وضو کو واجب کہتے ہیں۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَٰلِكَ آخَرُونَ ،فَقَالُوا لَا بَأْسَ أَنْ يَطْعَمَ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ. وَكَانَ لَهُمْ مِنَ الْحُجَّةِ فِي ذَٰلِكَ :

(۷۷۹)أَنَّ فَهْدًا حَدَّثَنَا قَالَ:أَخْبَرَنِي سُحَيْمٌ الْحَرَّانِيُّ ،قَالَ :ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ،قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ ،عَنِ الزُّهْرِيِّ ،عَنْ عُرْوَةَ ،عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ.

ترجمہ: اور اس مسئلہ میں دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جنبی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ اس نے وضو نہ کیا ہو، اور ان کے لئے اس سلسلہ میں دلیل یہ روایت ہے:

حدیث (۷۷۹): حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں کچھ کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو دھوتے تھے۔

وضاحت: یہاں سے امام طحاویؒ نے فریق ثانی یعنی عدم وجوب وضو کے قائلین کی طرف سے تین دلیلیں پیش کی ہیں، پہلی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو دھوتے تھے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کے لئے کھانے سے پہلے وضو کرنا واجب نہیں ہے۔

فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مَا ذَكَرْنَا ،وَرُوِيَ عَنْهَا خِلَافُ ذَٰلِكَ أَيْضًا مِمَّا رَوَيْنَا عَنْهَا أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ،فَلَمَّا تَضَادَّ ذَٰلِكَ عَنْهَا ,احْتَمَلَ

عِنْدَنَا ,وَاللهُ أَعْلَمُ أَنْ يَكُونَ وُضُوءُهُ حِينَ كَانَ يَتَوَضَّأُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْبَابِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَاءَ لَمْ يَتَكَلَّمْ ,فَكَانَ يَتَوَضَّأُ لِيَتَكَلَّمَ فَيُسَمِّي وَيَأْكُلُ ثُمَّ نَسَخَ ذَلِكَ ,فَغَسَلَ كَفَّيْهِ لِلتَّنْظِيفِ وَتَرَكَ الْوُضُوءَ .وَكَذَلِكَ وُضُوءُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ النَّوْمِ يَحْتَمِلُ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ أَيْضًا لِيَنَامَ عَلَى ذِكْرٍ ثُمَّ نَسَخَ ذَلِكَ ,فَأُبِيحَ لِلْجُنُبِ ذِكْرُ اللهِ ,فَارْتَفَعَ الْمَعْنَى الَّذِي لَهُ تَوَضَّأَ.

ترجمہ: تو حضرت عائشہؓ سے یہ مذکورہ حدیث مروی ہے، اور ان سے اس کے خلاف بھی مروی ہے جس کو ہم نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے تھے، تو جب حضرت عائشہؓ سے مروی روایات متعارض ہوگئیں تو ہمارے نزدیک اس بات کا احتمال ہے، واللہ اعلم، کہ آپؐ کا وضو کرنا اس وقت میں ہو جس کو ہم نے اس باب کے علاوہ میں ذکر کیا، اس طور پر کہ جب آپؐ پیشاب کرنے کے بعد گفتگو نہیں فرماتے تھے تو آپؐ وضو کرتے تھے تاکہ آپؐ گفتگو کر سکیں، پھر بسم اللہ پڑھ کر کھانا تناول فرماتے تھے، پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا تو آپؐ نظافت کے لئے اپنے ہاتھوں کو دھونے لگے اور وضو کو ترک کر دیا، اور اسی طرح آپؐ کا سونے کے وقت وضو فرمانا اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ آپؐ وہ بھی اس وجہ سے کرتے ہوں تاکہ اللہ کا ذکر کر کے سو سکیں، پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور جنبی کے لئے ذکر اللہ کو مباح کر دیا گیا، تو وہ علت ختم ہوگئی جس کی وجہ سے آپؐ وضو فرماتے تھے۔

وضاحت: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت تو یہ ہے جو ابھی گزری جو فریق ثانی کا مستدل ہے، اور ایک روایت اس سے پہلے گزری تھی جس کو فریق اول نے اپنا مستدل بنایا تھا، اور جس میں نبی ﷺ کے کھانے سے پہلے وضو فرمانے کا ذکر تھا، تو ان دونوں روایتوں میں تعارض ہو رہا ہے، امام طحاویؒ تعارض کو رفع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی وہ روایت جو فریق اول کا مستدل ہے وہ منسوخ ہو چکی ہے، اور دلیل باب ذکر الجنب والحائض کی وہ روایت ہے جس میں یہ ہے کہ آپؐ جب بیت الخلاء سے تشریف لاتے تو فوراً وضو فرما لیا کرتے تھے اور وضو سے پہلے کسی سے سلام و کلام بھی نہیں کرتے تھے، اور آپ کا یہ عمل آیت وضو کے نزول سے پہلے تھا، مگر آیت وضو کے نازل ہونے کے بعد یہ حکم

منسوخ ہوگیا، اس کے بعد آپ صرف نظافت کے لئے ہاتھ دھویا کرتے تھے وضونہیں کرتے تھے، تو حضرت عائشہؓ کی دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ فریق اول کی مستدل روایت کا تعلق آیت وضو کے نزول کے زمانے سے پہلے سے ہے، اور فریق ثانی کی مستدل روایت کا تعلق آیت وضو کے نزول کے بعد کے زمانے سے ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ جن روایات میں وضو کا ذکر ہے وہ منسوخ ہیں اور جن روایات میں وضو نہ کرنے کا ذکر ہے وہ ناسخ ہیں۔

اسی طرح وہ روایات جن کے اندر سونے سے پہلے وضو کرنا ثابت ہے ان میں بھی اس بات کا احتمال ہے کہ آپؐ وضو اس وجہ سے کرتے ہوں کہ سونے سے پہلے اللہ کا ذکر کرسکیں، کیونکہ آیت وضو کے نزول سے پہلے بغیر وضو ذکر اللہ درست نہیں تھا، مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اور بغیر وضو ذکر اللہ کی اجازت دیدی گئی، تو اب وہ وجہ باقی نہیں رہی جس کی وجہ سے آپؐ وضو کیا کرتے تھے، لہذا اب وضو واجب نہیں ہوگا۔

وَقَدْ رَوَيْنَا فِي غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ ,فَقِيلَ لَهُ :أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ :أُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَتَوَضَّأُ؟ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ لَا يَتَوَضَّأُ إِلَّا لِلصَّلَاةِ .فَفِي ذَلِكَ أَيْضًا نَفْيُ الْوُضُوءِ عَنِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ أَوِ الْأَكْلَ أَوِ الشُّرْبَ.

ترجمہ: نیز ہم ایک دوسرے مقام پر حضرت ابن عباسؓ کی روایت ذکر کرچکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیا میں نماز کا ارادہ کررہا ہوں جو وضو کروں؟ تو آپؐ نے اس بات کی خبر دی کہ وضو صرف نماز کے لئے کیا جاتا ہے، تو اس میں بھی جنبی سے وضو کی نفی ہے جب وہ سونے یا کھانے پینے کا ارادہ کرے۔

وضاحت: فریق ثانی کی دوسری دلیل ابن عباسؓ کی وہ روایت (نمبر ۵۷۸) ہے جو باب ذکر الجنب والحائض کے تحت گزرچکی ہے، اس روایت میں یہ ہے کہ نبی ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو کسی نے عرض کیا کہ کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیا میں نماز کا ارادہ کررہا ہوں کہ وضو کروں؟ تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ وضو صرف نماز کے لئے ہوتا ہے، کھانے پینے اور سونے کے لئے نہیں ہوتا، لہذا جنبی پر بھی کھانے پینے اور سونے کے لئے وضو واجب نہیں ہوگا۔

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى نَسْخِ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ رَوٰى مَا ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَوَابِهِ لِعُمَرَ، ثُمَّ جَاءَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا:

(٧٨٠) حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ :ثنا حَجَّاجٌ قَالَ :ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ أَيُّوبَ ,عَنْ نَافِعٍ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :إِذَا أَجْنَبَ الرَّجُلُ وَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ ,غَسَلَ كَفَّيْهِ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ,وَغَسَلَ فَرْجَهُ ,وَلَمْ يَغْسِلْ قَدَمَيْهِ.

فَهٰذَا وُضُوءٌ غَيْرُ تَامٍّ، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فِي ذٰلِكَ بِوُضُوءٍ تَامٍّ ,فَلَا يَكُونُ هٰذَا إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ النَّسْخُ لِذٰلِكَ عَنْهُ.

ترجمہ: اوراس حکم کے منسوخ ہونے پردلالت کرنے والی ایک بات یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے نبی ﷺ سے وہ روایت نقل کی ہے جس کو ہم بیان کر چکے حضرت عمرؓ کے جواب میں، پھران سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مندرجہ ذیل بات فرمائی:

حدیث (۷۸۰): حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ نے فرمایا: جب آدمی جنبی ہوجائے اور کھانا، پینا یا سونا چاہے تو وہ اپنے ہاتھوں کو دھوئے، مضمضہ اور استنشاق کرے، چہرے اور ذراعین کو دھوئے ،اوراپنی شرمگاہ کو دھوئے ،اوراپنے پیروں کو نہ دھوئے۔

تو یہ نامکمل وضو ہے حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ میں مکمل وضو کا حکم دیا تھا، لہذا یہ بات صحیح نہیں ہوسکتی مگر جبکہ ابن عمرؓ کے نزدیک اس حکم کا منسوخ ہونا ثابت ہوگیا ہو۔

وضاحت: فریق ثانی کی تیسری دلیل یہ ہے کہ ماقبل میں ابن عمرؓ کی روایت (نمبر ۷۶۸) گزری جس میں حضرت عمرؓ کے سوال کے جواب میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ جنبی وضو کرکے سوسکتا ہے، جبکہ ابن عمرؓ کا فتویٰ یہ ہے کہ جنبی شخص جب کھانے پینے یا سونے کا ارادہ کرے تو وہ دونوں ہاتھوں کو دھوئے، مضمضہ اور استنشاق کرے، چہرے ہاتھ اور فرج کو دھوئے ،البتہ پیروں کو نہ دھوئے ،اس فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی پر کھانے پینے اور سونے سے قبل وضو نہیں ہے، کیونکہ بغیر غسل قدمین کے وضو تام نہیں ہوتا، اور ابن عمرؓ کی

روایت جو ماقبل میں گزری اس میں وضوءِ تام کا ذکر ہے، تو ابن عمرؓ کے فتوے کا اپنی روایت کے خلاف ہونا روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے، لہٰذا اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

تیسرا مسئلہ

اس باب میں تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص جماع کرے پھر کچھ توقف کے بعد دوبارہ جماع کرنا چاہے تو آیا اس پر وضوء واجب ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو مذہب ہیں:

(۱) داؤد ظاہریؒ، ابن حبیب مالکیؒ، عطاء بن رباحؒ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ، عکرمہ وغیرہ کے نزدیک وضوء کرنا واجب ہے۔ یہ حضرات کتاب میں فریق اول ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک وضوء کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، نیز امام ابو یوسف کے نزدیک مستحب بھی نہیں ہے۔ یہی حضرات کتاب میں فریق ثانی ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُرِيدُ الْمُعَاوَدَةَ:

(۷۸۱) مَا حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ.

(۷۸۲) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے جماع کرے پھر لوٹنے کا ارادہ کرے:

حدیث (۷۸۱): حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے پھر دوبارہ آنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے۔

وضاحت: فریق اول یعنی وجوبِ وضو کے قائلین کی دلیل حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے،

اس روایت میں نبی ﷺ نے جماع ثانی سے پہلے صیغۂ امر کے ساتھ وضو کرنے کا حکم دیا ہے، لہذا وضو واجب ہوگا۔

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَمَرَ بِهٰذَا فِي حَالٍ مَا كَانَ الْجُنُبُ لَا يَسْتَطِيعُ ذِكْرَ اللهِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ فَأَمَرَ بِالْوُضُوءِ لِيُسَمِّيَ عِنْدَ جِمَاعِهِ, كَمَا أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ ,ثُمَّ رَخَّصَ لَهُمْ أَنْ يَتَكَلَّمُوا بِذِكْرِ اللهِ وَهُمْ جُنُبٌ ,فَارْتَفَعَ ذٰلِكَ .

ترجمہ: تو ممکن ہے کہ آپؐ نے یہ حکم اس وقت دیا ہو جب جنبی اس وقت تک ذکر اللہ نہیں کرسکتا تھا جب تک کہ وضو نہ کرلیتا، لہذا آپؐ نے وضو کا حکم اس لئے دیا تا کہ جماع کے وقت بسم اللہ پڑھ لے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کے علاوہ میں حکم دیا ہے، پھر آپؐ نے لوگوں کو حالتِ جنابت میں ذکر اللہ کرنے کی اجازت دیدی تو یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا۔

وضاحت: فریق اول کی دلیل کا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں جو وضو کا حکم دیا گیا ہے وہ اس زمانے میں تھا جب آیتِ وضو نازل نہیں ہوئی تھی اور بغیر وضو کے ذکر اللہ کی ممانعت تھی، اور جماع کے وقت دعاء پڑھنا مسنون ہے اس وجہ سے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن آیتِ وضو کے نزول کے بعد جب بغیر وضو کے ذکر اللہ کی اجازت دیدی گئی تو وضو کا حکم منسوخ ہوگیا، لہذا آپ کا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجَامِعُ ثُمَّ يَعُودُ وَلَا يَتَوَضَّأُ ,قَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِي غَيْرِ هٰذَا الْبَابِ، فَهٰذَا عِنْدَنَا نَاسِخٌ لِذٰلِكَ.

ترجمہ: اور حضرت عائشہؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جماع فرماتے تھے، پھر لوٹ کر آتے تھے بغیر وضو کئے ہوئے۔ یہ روایت ہم اسی باب میں ذکر کر چکے ہیں، تو یہ ہمارے نزدیک اس حکم

کے لئے ناسخ ہے۔

وضاحت: فریق ثانی کی دلیل حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے، کہ نبی علیہ السلام ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد دوبارہ بغیر وضو کے جماع فرمالیا کرتے تھے، لہٰذا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جماع ثانی سے پہلے وضو واجب نہیں ہے، نیز یہ روایت ان روایات کے لئے ناسخ ہوگی جن میں وضو کا ذکر ہے۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :فَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ,فَكَانَ يَغْتَسِلُ كُلَّمَا جَامَعَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ، وَذَكَرَ فِي ذَلِكَ :

(۷۸۳)مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ ,قَالَ:ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَأَبُو الْوَلِيدِ قَالَا : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح

(۷۸٤)وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ ,قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ ,قَالَ :ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ,عَنْ عَمَّتِهِ سَلْمَى ,عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي يَوْمٍ ,فَجَعَلَ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ. فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ,لَوْ جَعَلْتَهُ غُسْلًا وَاحِدًا ,فَقَالَ:هَذَا أَزْكَى وَأَطْهَرُ وَأَطْيَبُ.

قِيلَ لَهُ :فِي هَذَا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ عَلَى الْوُجُوبِ ,لِقَوْلِهِ هَذَا أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ :

(۷۸۵)حَدَّثَنَا يُونُسُ، وَبَحْرٌ، قَالَا :حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، قَالَ :ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، ح

(۷۸٦)وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ :ثنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ.

(۷۸۷)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۷۸۸)حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(۷۸۹)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۷۹۰)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح

(۷۹۱)وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ، قَالَ :أنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

(۷۹۲)حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ :ثنا بَقِيَّةُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِهِ.

ترجمہ: پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ باری باری اپنی ازواج کے پاس جاتے تھے، اور جب بھی ان میں سے کسی کے ساتھ جماع کرتے تو آپ غسل کیا کرتے تھے، اور وہ اس سلسلہ میں یہ حدیث پیش کرے:

حدیث (۷۸۴): ابورافعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام جب ایک ہی دن میں باری باری اپنی ازواج کے پاس جاتے تو ہر ایک کے پاس غسل کرتے تھے، تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ ایک ہی غسل کر لیتے، تو آپؐ نے فرمایا: یہ زیادہ طہارت، پاکیزگی اور نظافت کا ذریعہ ہے۔

قیل لہ الخ: تو جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ اس حدیث میں ایسی بات ہے جو اس پر دلالت

کرتی ہے کہ آپ کا یہ فعل بطور وجوب کے نہیں تھا، اس لئے کہ آپؐ نے فرمایا: "هذا أزكى و أطهر وأطيب"۔ نیز رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپؐ باری باری ایک ہی غسل میں اپنی ازواج کے پاس گئے:

حدیث (۷۸۶): حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غسل میں باری باری اپنی ازواج کے پاس گئے۔

وضاحت: امام طحاویؒ ایک اشکال پیش کرر ہے ہیں کہ حضرت ابورافع سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دن میں جب متعدد ازواج سے جماع فرماتے تو ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ غسل کرتے تھے، تو آپؐ سے پوچھا گیا کہ اگر سب کے لئے ایک ہی غسل کر لیتے تو کیا حرج تھا؟ تو آپؐ نے جواب دیا کہ علیحدہ علیحدہ غسل کرنے میں زیادہ پاکیزگی اور نظافت ہے، تو اس حدیث کے اندر ہر ایک بیوی کے لئے علیحدہ علیحدہ غسل کرنا ثابت ہے، تو ایک بیوی سے متعدد مرتبہ جماع کرنے میں اگر ہر مرتبہ غسل واجب نہ ہو تو کم از کم وضو تو واجب ہونا ہی چاہیئے۔

اس اشکال کے امام طحاویؒ نے دو جواب دیئے ہیں، پہلا جواب یہ دیا ہے کہ اس روایت میں آپؐ نے فرمایا: "هذا أزكى و أطهر وأطيب" ان الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ آپ کا غسل برائے نظافت تھا، بطور وجوب نہیں تھا۔

وقد روى الخ: سے دوسرا جواب دے رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے تمام ازواج مطہرات سے جماع فرما کر ایک غسل کیا، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جماع سے پہلے وضو یا غسل واجب نہیں ہے۔ اس مضمون کی روایت کو امام طحاویؒ نے چھ سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

تم شرح كتاب الطهارة بحمد الله

آج مؤرخہ ۱۴ر جنوری ۲۰۱۵ء بروز چہار شنبہ کتاب الطہارت کی شرح مکمل ہوئی، خداوند تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے اور علوم دینیہ کی مزید خدمت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین